

آفتاب ہدایت

بجواب

راہ ہدایت

مصنف:

جانشین اشرف العلماء

پیشانی

پاسیان ملک امام احمد رضا خان قادری

مفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا

مفتی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب المدنی

جامعہ غوثیہ مہریدہ منیر الاسلام

پیشانی روڈ سرگودھا

آفتاب ہدایت بجواب راہ ہدایت

مصنف:

جانشین اشرف العلماء
پاسان مسلک امام احمد رضا خان قادری مدظلہ

محقق العصر یادگار اسلاف

حضرت علامہ مولانا

مفتی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب مدظلہ العالی

جامعہ غوثیہ مہر یہ منیر الاسلام

یونیورسٹی روڈ سرگودھا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب

آفتابِ ہدایت، بحسابِ راہِ ہدایت

مصنف

جائیں اشرف العلماء، پاسان مسلک امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ
یادگارِ اسلاف محقق العصر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب

صفحات

415 صفحات

ناشر

جامعہ غوثیہ مہر یہ منیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا 0483-724695

تاریخ اشاعت

شوال المکرم 1433ھ ستمبر 2010

ملنے کے پتے

• جامعہ غوثیہ مہر یہ منیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا

• اکرام کیمسٹ ہاؤس دکان نمبر 10 زلیخارود و تار بازار لاہور 03004609860

• جامعہ رضویہ احسن القرآن دبیہ 0544-633881

• مکتبہ قادریہ داتا دربار مارکیٹ لاہور

• مکتبہ جمال کرم داتا دربار مارکیٹ لاہور

• کرم نوالہ بک شاپ داتا دربار مارکیٹ لاہور

الحمد لله وكفى والسلام على عباده الذين اصطفى والصلوة
والسلام على سيد الانبياء واحمد المجتبي الذي كان نبياً
وادم بين الطين والماء.

اما بعد!

حمد وصلوة کے بعد گزارش یہ ہے کہ اہلسنت اور دیوبندیوں کے درمیان کافی
مسائل مختلف فیہ ہیں جن میں ایک مسئلہ نبی کریم علیہ السلام کے مختار ہونے کا بھی
ہے۔ دہائیہ کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کسی شے کے مالک و مختار نہیں ہیں جب
کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے دنیا
و آخرت کی تمام چیزوں کے مالک و مختار ہیں اور پوری کائنات میں تصرف ہیں۔

لیکن ہمارا یہ عقیدہ غلطی ہے جو آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کا
مرکب نہ ہو اور نہ گستاخی کرنے والوں کی گستاخی کو برحق جانتا ہو بلکہ گستاخی کرنے
والا کوئی بھی ہوا اس کو وارد اسلام سے خارج سمجھتا ہو لیکن اس عقیدہ (مختار گل) میں
اہلسنت سے اختلاف کرتا ہو ہم اس کو کہہ کر پانچ گناہ فرمائیں دیتے لیکن وہاں لعین یا
شیطان کو تو مختار مانتا ہو اور نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں اس کے عقیدے کی
زبان یہ ہو کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا ایسے شخص کے
بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں کیونکہ اگر اس کا انکار کرنا توحید کی حمایت
کی وجہ سے ہوتا تو شیطان لعین یا دجال کیلئے اختیارات کا قائل نہ ہوتا تو اس کا ان
مؤمن ہستیوں کے بارے میں مختار ہونے کا عقیدہ رکھنا اور فخر موجودات علت غائیہ
مقامات رتبہ لامناہن شیعہ ائمہ بنی فخر الاولین والآخرین عالم ماکان دما کیون حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت ہر قسم کے اختیارات کی نفی کر دینا اس بات کی دلیل

ہے کہ اس کے دل میں نبی کریم علیہ السلام کی محبت نہیں اور جس کے دل میں نبی کریم علیہ السلام کی محبت نہیں وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ ارشاد نبوی ہے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده وانشاس
اجمعین۔

ترجمہ:

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی محبت میرے ساتھ بولار والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔

دیوبندی حضرات کے دلوں میں نبی کریم علیہ السلام کی محبت نہ ہونے کی دلیل انکی کفریہ عبارت ہیں جو صراحتاً نبی کریم علیہ السلام کی توہین پر مشتمل ہیں ہم ان عبارت کی ایک اجمالی فہرست قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔
(تفسیر علیہ العطا یہ ص ۲۵)

نوٹ:

یہ کتاب بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب کی ہے۔

انہی کی دوسری عبارت ہائیکلہ کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ معصیت ہے اور انبیاء کریم معصیت سے معصوم ہیں خانی غلطی سے نہیں۔

۲۔ دیوبندی حسین علی دانی پھروی جلدتہ اخیر ان میں لکھتا ہے کہ انسان خود مختار ہے اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے علم بھی نہیں ہوتا بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد

معلوم ہوتا ہے اور آیات قرآنی جیسا کہ ولعلین اللہ الذین امنوا وغیرہ انکی مذہب پر متعلق ہیں۔

۳۔ مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔ اہل اصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ السلام کے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کونسا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علمی کوئی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام انھوں کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
(براہین قاطعہ)

۴۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ہاون (۵۲) پر لکھتے ہیں اہل علمین میں روح مبارک علیہ السلام کا تشریف رکھن اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ علیہ السلام کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہے چاہے کہ زیادہ۔

۵۔ مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو اپنی نبوت کا علم نہیں ہے۔
(براہین قاطعہ ص ۵۱)

۶۔ نبی کریم علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)
۷۔ طرہ فعلی فتاویٰ لکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام جیسا علم بچوں پاگلوں اور پاٹوں کو بھی حاصل ہے۔
(حفظ الیمان ص ۸)

۸۔ انہیں دیوبندی لکھتا ہے کہ زنا کے دوسرے بڑی کی ماعت کا خیال بہتر ہے اور نبی کریم کے خیالی سے گدھے اور قتل کے خیالی میں ذوق جانا بہت اچھا ہے اور نبی کریم علیہ السلام کی طرف توجہ کا مہذول ہونا گدھے اور قتل کے خیالی میں غرق ہونے سے بدرجہا برا ہے۔
(صریح مستقیم ص ۸۲)

۹۔ رشید احمد کنگڑی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں رحمتہ للعالمین ہوتا نبی پاک علیہ السلام کی معرفت نہ ہے نہیں ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ)

۹۔ نبی کریم علیہ السلام کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی ماننا یہ بے وقوف لوگوں کا خیال ہے اہل عقل کے نزدیک آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

(تحدیر الناس ص ۳)

۱۰۔ اگر بالفرض نبی علیہ السلام کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ اقدس کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۱۱۔ نبی کریم علیہ السلام کو اردو زبان کا علم بدروسہ بند سے سیکھنے کی وجہ سے آیا۔

۱۲۔ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت زینب کے ساتھ عدت کے اندر نکاح فرمایا۔

(بلغۃ النہر ان)

۱۳۔ مولوی حسین علی اسی کتاب میں لکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ہلے صراط سے گزر رہے ہیں تو میں نے آپ کو گرنے سے بچایا۔

۱۴۔ دیوبندیوں کا کلمہ اس طرح ہے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ۔

(رسالہ ابداد)

۱۵۔ انبیاء علیہم السلام ہمارے بھائی ہیں اور ان کا ادب بڑے بھائی جتنا کرنا چاہیے۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۳)

۱۶۔ مولوی اسماعیل دیوبند تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بھی ایک دم سرکرتی میں ملے والا ہوں

۱۷۔ اسماعیل دیوبند تقویۃ الایمان میں یہ لکھتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور کسی سے نہ ڈر۔

۱۸۔ اسی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھا ہے کہ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور

اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہم اپنے کام پر اسی کو پکاریں۔ اور کسی انسان کو کیا کام، جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے

رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چور سے چھار کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

۱۹۔ مولوی اسماعیل دیوبند انبیاء کی شان میں گفتگو کرتے ہوئے لکھتا ہے اس کے دربار میں ان کا قویہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو سب رعب میں آکر بدحواس ہو جاتے ہیں۔

۲۰۔ اس شبہاؤ کی قویہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

۲۱۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۲۲ پر لکھتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔

۲۲۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

۲۳۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر لکھتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشری سے تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔

۲۴۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتا ہے اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے ماز لوگوں کو پکارنا جو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ شخص بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔

۲۵۔ اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھتا ہے یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چھارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

۲۶۔ مولوی اسماعیل دیوبند اسی کتاب میں قسطنطنیہ ہے کہ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ گنوار کے منہ سے اتنی بات ملتی ہے مائے رحمت کے بے حواس ہو گئے۔

۲۷۔ مولوی حسین علی داس پھرونی اپنی تفسیر بلغۃ النہر ان کے صفحہ ۲۳ میں یہ لکھتا ہے کہ نعمت کے معنی کلمہ بعد من دون اللہ فهو العافیت، اسی معنی کے لحاظ سے فرشتوں اور

جنوں اور رسولوں کو طاعت بولنا جائز ہوگا۔

۲۸۔ قسم نافوتی اپنی کتاب تحذیر انسان میں لکھتے ہیں انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اس میں ہر اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

۲۹۔ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے غائب کے معاملے میں سب اللہ تعالیٰ کے نبی اور ولی یکساں ہے خبر اور نادان ہیں۔

۳۰۔ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے جیسے ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار تو ان معنوں میں ہر شہر اپنی امت کا دروازہ ہے۔

۳۱۔ مولوی حسین علی اپنی کتاب ہدایت النہج میں لکھتا ہے اہل غلو اباب حیدر باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک خفی اور باقی تقیہوں کا کذب ہے اس عبارت میں مولوی حسین علی نے تمام مفسرین کو کذاب قرار دے دیا۔

۳۲۔ رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ برداریات صحیحہ ہو یا تکمیل لگانا بشریت پلانا یا چاند تیل اور شربت میں دینا سب نادرست اور کجہ روا فضی کی وجہ سے حرام ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳ حصہ سوم)

۳۳۔ ہندو جو بیچ پانی کی گاتے ہیں اور اس پر سودا وال روپیہ خرچ کرتے ہیں اس کا بیچنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳ جلد نمبر سوم)

۳۴۔ اسی کتاب کے حصہ دوم ص ۱۲۳ پر گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھینچیں یا چوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان سب چیزوں کو کھانا جائز ہے۔

۳۵۔ اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۳۰ پر تحریر ہے جس جگہ زانغ معروف کو اکثر حرام

جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کے کھانے والے کو ثواب ہوگا۔

۳۶۔ مولوی محمود الحسن شیخ الہند اپنے مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں۔

زبان پر اہل ابواب کی ہے کیوں اہل اہل شاید

ان شاء لم سے کوئی بانی اسلام کا ٹانی

گو یا اس شعر میں محمود الحسن نے اپنے پیرو کو نبی کریم علیہ اسلام یا اللہ تعالیٰ کے مثل قرار دے دیا ہے۔

۳۷۔ سید محمود الحسن صاحب اسی مرثیہ میں لکھتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مشیول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے ظب ہے یوسف ثانی

۳۸۔ محمود الحسن صاحب اسی مرثیہ میں رقمطراز ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

ایسی سیمائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

۳۹۔ اسی مرثیہ میں ایک اور مقام پر گل افشانی فرماتے ہیں۔

پھر میں نے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہی کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

پندرہ جہان عبارات کی رو سے دیوبندی حضرات کو گستاخ کہا جاتا ہے کیونکہ

ان عبارات میں صراحۃً انبیاء علیہم السلام اور مالک اور ابوہریرہ کرام کی توہین پائی

گئی۔ لیکن دیوبندی حضرات بجائے ان عبارات کا صحیح اور غلط جواب دینے کے انکا

اسمیت و جماعت کو مشترک اور بدعتی قرار دیتے ہیں اور عوام انسان کی توجہ اپنی ان سیاہ

بازوں اور زباناں پر اہل کیوں سے ہٹانے کیلئے آئے روز اہل سنت کو کدوائے

یا رسول اللہ، نور و بشر، حاضر و ناظر اور علم غیب وغیرہ کے اختلافی مسائل پر پہنچ کر رہتے رہتے ہیں اور اہل سنت کے علماء کو ان مسائل پر دعوت مباحثہ و مناظرہ دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت کا اصل نزاع ان کے ساتھ ان کی کفریہ عبارات کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت غزالی زماں رازنی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب الحق المکین میں اوراق فرمایا ہے ہم برکت کیلئے حضرت کی وہ تحریر قارئین کی عدالت میں پیش کر رہے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:-

اہلسنت اور دیوبندیوں کے درمیان بنیادی اختلاف کا باعث وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب کریم علیہ السلام کی صریح اور صاف الفاظ میں توہین کی گئی ہے لہذا جب تک وہ دیوبندی علماء اپنی ان عبارات سے تائب نہیں ہوں گے اور ان عبارات کے قائل کا جو شرعی حکم ہے وہ نافذ نہیں کریں گے تو اہل سنت ان سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ (الحق المکین)

تو امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی اس منقولہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کا دیوبندیوں سے بنیادی اختلاف ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ہے لیکن چونکہ یہ حضرات عوام الناس کے اندر نبی کریم علیہ السلام کے اعتقادات اور علم غیب اور آپ ﷺ کی نورانیت کا مسئلہ چھیڑتے رہتے ہیں اس لئے مجبوراً اہل سنت حضرات کو ایسے مسائل کے اندر بھی قہم افغان پڑتا ہے اسی سلسلہ میں سرفراز خان صغیر نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے راہ ہدایت۔ اور انہوں نے اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عام انسانوں میں صرف یہی فرق ہے کہ نبی علیہ السلام وصف رسالت سے موصوف ہیں۔ اور باقی انسان رسالت و نبوت سے موصوف نہیں ہیں۔

اور سرفراز صاحب نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معجزات

اور کرامات میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ہم انشاء اللہ اس کتاب میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اقوال علماء بلکہ خود دیوبندی اکابر کے اقوال سے ثابت کریں گے کہ انبیاء علیہم السلام معجزات کے صادر کرنے میں با اختیار ہوتے ہیں اور معجزات ان کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ہم کئی ابواب قائم کریں گے اور برہانی اور جدلی دلائل سے ہم اپنے دعووں کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں گے اور سرفراز کے بے سرو پا شبہات کا ازالہ بھی کریں گے اور ان کی اکار بر علماء کرام کے اقوال میں خیانت کو بھی طشت ازہام کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نبی کریم علیہ السلام کی نظر کرم سے اس امر کو میر بن کیا جائے گا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کائنات میں متصرف ہیں۔

باب اول

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متصرف ہونے کا بیان از روئے قرآن، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اِذَا قَالِ رَسُلْتُ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ۔

ترجمہ:

اور یاد کرو اس وقت کو جب تمہارے رب نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔

خاتم الحجۃ شیخ امام المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت قدسیہ کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی تفسیر فتح اعزیز میں ارشاد فرماتے ہیں۔ طریق دارن خلافت آن خلیفہ کہ روح اور نمود صفت خود عطا فرمودہ از علم و حکمت کہ عبارت از دریافت کلیات و قواعد و اذیہ و اختیار۔

ترجمہ: اس خلیفہ کو خلافت دینے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اس کی روح کو اپنی صفت کا نمود عطا فرمایا جائے گا اور اس کو ایب ارادہ و اختیار عطا فرمایا جائے گا جس کی وجہ سے تمام کائنات کے امور کی تدبیر کے قابل ہو جائے گا۔ اور اس کو ایب علم و حکمت بھی عطا کیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ دنیا کے تمام قواعد و کلیات کو جان لے گا۔

اس کے متصل ہی شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے اندر ایک ایسی روح پھونک دی جائے گی کہ اس روح کی وجہ سے آسمان میں رہنے والوں پر اور ستاروں کے موکمان پر سحرانی کرنے کا اور ان کو اپنے کام میں مصروف و مشغول کرے گا۔ (تفسیر عزیزی جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۵۵)

تو شاہ صاحب کی عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین و آسمان میں متصرف تھے اور چونکہ ہر نبی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے جس طرح امام آدمی روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ ہر نبی جو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے تو جو کمالات حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ثابت ہوں گے وہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے ثابت ہو جائیں گے نیز قائل بالفصل ولی نہیں۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کے تصرفات کے منکر ہیں وہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے اس صفت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور جو لوگ قائل ہیں وہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے قائل ہیں۔

جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کیلئے زمین میں متصرف ہونا ثابت ہو جائے گا تو تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے ثابت ہو جائے گا۔ اور اس آیت کریمہ سے ان لوگوں کا رد بھی ہو جائے گا۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام چہار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ) نیز ان کا یہ عقیدہ بھی ہے انبیاء علیہم السلام ذرہ ناچیز سے بھی کشتہ ہیں اور ناکارہ لوگ ہیں۔ اور انبیاء کرام بتوں کی طرح بے بس اور بے اختیار ہیں کیونکہ جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ اپنا نائب اور قائم مقام بنائے ان کے بارے میں اپنے تصرفات دیکھنا یہ سراسر قرآن کریم کی اس آیت کی تکذیب ہے۔

اس طرح دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاٰدَمُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَہٗ فِی الْاَرْضِ

اے آدم! ہم نے تجھ میں زمین میں خلیفہ بنا دیا۔

اس طرح آدم علیہ السلام کی خلافت ان کے متصرف فی الکائنات ہونے کو

مستلزم تھی۔ اسی طرح داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہی الفاظ وارد ہیں لہذا ان کیلئے بھی یہی کمال بطور عبارت اہم ثابت ہو جائے گا۔ نیز مولوی سرفراز صفر اپنی کتاب اتمام الہربان میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ہمارے روحانی باپ ہونے کا دوجہ رکھتے ہیں اور ان کا فیصلہ ہمارے لئے حرف آخر ہے۔ کیا حضرت شاہ صاحب کی منقولہ بالہ عبارت کا مطالعہ فرمانے کے بعد ہم حضرت سے امید رکھیں کہ آپ حضرت شاہ صاحب کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور اپنے اس عقیدہ سے توبہ کر لیں گے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔

اسی طرح دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن بھی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا۔ کیونکہ اس کمال علمی کے بغیر خلافت اور دنیا پر حکومت ممکن نہیں۔ اگر سرفراز صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب کی بات کو نہیں مانتے تو کم از کم اپنے شیخ الہند کی بات تو مان لیں کیونکہ وہ ان کے بالواسطہ استاد بھی ہیں نیز حضرت سے یہ بھی گزارش ہے کہ اپنے اکابر کی ان عبارات کو تسلیم فرمایا کریں جن سے شان رسالت ظاہر ہوتی ہے صرف کفری عبارات کو تسلیم کر کے اور ان پر ایمان لاکے اپنے آپ کو جہنم کا اندھن نہ بنایا کریں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے متصرف فی انکانات ہونے پر دوری دلیل۔ شاہد باری تعالیٰ ہے۔

و کذلک مکنا یوسف فی الارض ابتداء منها حیث یشاء۔

ترجمہ:

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو زمین میں جگہ چلا تا تھا اس میں جہاں

چاہتا تھا۔ (پ ۱۳ سورۃ یوسف)

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام جہاں چاہتے آتے اور جو چاہتے تعریف کرتے۔ گویا ریان بن ولید برائے نام بادشاہ تھا حقیقت میں یوسف علیہ السلام بادشاہی فرما رہے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۱۹)

اس طرح کی عبارات کتب تفسیر کے اندر بھی موجود ہیں مثلاً تفسیر خازن، معالم التنزیل، جمل، قرطبی، روح المعانی، صادی، تفسیر ماتریدی، تفسیر مدارک، تفسیر روح البیان، البحر المحیط، تفسیر عنایت القاضی، شیخ زاد مع البیضاوی، تفسیر زاد المسیر، تفسیر کبیر، تفسیر ابوسعود، تفسیر مظہری۔

نوٹ:

ان تفسیر میں اور تفسیر عثمانی میں صرف الفاظ کا فرق ہے مضمون ایک ہی ہے۔ سرفراز صاحب اگر پرانے مفسرین کی بات نہیں مانتے یا قرآن مجید کی آیت کو ہی نہیں مانتے (کیونکہ دیوبندی دھرم میں قرآن مجید کی آیت کا وہ مرتبہ نہیں ہے جس سے ان کے اقوال کا مرتبہ ہے) کم از کم اپنے شیخ الاسلام کی بات تو مان لیں کہ سرفراز صاحب سے اقتضایہ ہے کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کیلئے اگر کوئی دشمن میں بادشاہی ثابت ہو جائے تو تم اس کو تسلیم کرو گے یا نہیں۔ صورت اولیٰ میں یوسف علیہ السلام کا ایک ایسے کمال سے متصف ہونا لازم آیا جس کمال سے بقول صاحب الہی کریم علیہ السلام خالی ہیں۔ اور بصورت ثانیہ اگر یوسف علیہ السلام کیلئے کوئی تسلیم نہ کریں تو قرآن کی اس آیت کا انکار لازم آتا ہے۔ اب سرفراز صاحب اگر تسلیم کریں گے تو ان کو سرکار علیہ السلام کیلئے بھی تسلیم کرنی پڑے گی کیونکہ ان

کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی شہناز عاقبہ میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امر نبی کریم ﷺ کو تمام کمالات چاہے وہ عیسیٰ ہوں یا مکی ہوں یا اور کوئی کمال ہو اس کے ساتھ آپ کو اولاد موصوفہ مانتے ہیں، یعنی جو بھی کمال ہو اور جو بھی نعمت ہو وہ پہلے نبی کریم علیہ السلام کو ملتی ہے۔ پھر آپ کے واسطے سے کسی اور کو ملتی ہے پھر بھی ان کو سرکار علیہ السلام کیلئے اختیارات ماننے لازم آجائیں گے۔ اور ان کو نبی کریم علیہ السلام کو مختار ماننا پڑے گا۔

اور اگر یوسف علیہ السلام کیلئے تسلیم کریں اور نبی پاک علیہ السلام کیلئے نہ کریں تو پھر کیا یوسف علیہ السلام خدا کے شریک ہو سکتے ہیں نبی پاک علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کو اختیار عطا فرما دے تو اس کی حکومت میں کوئی کمی لازم نہیں آتی اگر نبی کریم علیہ السلام کو عطا فرما دے جو سید المرسلین ہیں تو پھر اس کی حکومت اور اقتدار میں کمی کیسے آسکتی ہے۔

مولوی سرفراز صاحب یہ بتائیں۔ کیا نبی کریم علیہ السلام کو مختار ماننے سے شرک لازم آتا ہے۔ باقی انبیاء کرام کو مختار ماننے سے شرک لازم نہیں آتا؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ باوجود اپنے آپ کو سرکار کا اہلی کہلانے کے نبی کریم علیہ السلام کے اختیارات کا انکار کیوں کیا جاتا ہے (اور تم پر میرے آقہ کی عنایت نہ کسی۔ نجد یو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا)۔ ارے وہ تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سرسبز۔ ارے تجھ کو کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بنار ہے۔

دلیل نمبر ۳:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولقد کنینا فی الذود من بعد الذکر ان الارض یورثها عبادی الصالحون۔

ترجمہ:

اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔

مولوی بشیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں (کامل وفادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنانا۔ چنانچہ فرمایا۔

ان الارض للہ یورثها من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

ترجمہ:

بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے اور آخرت کا اچھا انجام متقین کیلئے ہے۔ (سورۃ اعراف رکوع ۱۵)

دلیل نمبر ۴:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔ (سورۃ نور رکوع ۷ پارہ ۱۸)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے کہ ضرور بر ضرور ان کو زمین میں اقتدار عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اقتدار عطا فرمایا تھا۔

دلیل نمبر ۵:

ارشاد ربانی ہے۔

لَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَهُمْ مَلَكُوتًا عَظِيمًا

(سورۃ النساء پارہ ۵)

ترجمہ:

سو ہم نے تودی ہے ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور علم اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت۔

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے۔

وجہ استدلال:

مولوی سرفراز اور اس کے بزرگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کسی شے کے مالک نہیں ہیں لیکن ان کے شیخ الاسلام صاف طور پر لکھ دے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم کے گھرانے میں کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عطا کی ہے اگر مولوی سرفراز کو عربی تفاسیر کا مطالعہ کرنے کی فرصت نہیں تھی تو کم از کم اپنے شیخ الہند کا ترجمہ اور اپنے شیخ الاسلام کی تفسیر کو ہی ملاحظہ کر لیتے تاکہ ان کو نبی کریم علیہ السلام کے اختیارات کی فہمی کیلئے راہ ہدایت جیسی بے مغرور اور یک استدلالات پر مبنی کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

دلیل نمبر ۶:

ارشاد ربانی تعالیٰ ہے۔

قُلْ اَللّٰهُمَّ مَلِكٌ مَلِكٌ تَوَلَّی الْمَلٰٓئِکَ مِنْ تَشَاۤء

ترجمہ: تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے۔

(ترجمہ محمود الحسن) (سورۃ آل عمران پارہ ۳)

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روم و فارس کے جن خزانوں کی کنیاں اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں دی تھیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ خزانے مجاہدین اسلام کے درمیان تقسیم ہوئے۔

نوٹ:

سرفراز صفدر صاحب پراگرم آیت قرانیہ کا کوئی اثر نہیں دیتا تو کم از کم اپنے شیخ الاسلام کی اس بات کو تسلیم کر لیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ میں روم و فارس کے خزانوں کی چابیاں تھیں۔

دلیل نمبر ۷:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا مٰکِنٰٓا لَهُ فِی الْاَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبۡبًا (سورہ کیف پارہ ۶)

ترجمہ:

ہم نے اس کو بھایا تھا ملک میں اور دیا تھا اس کو ہم نے ہر چیز کا سامان (ترجمہ محمود الحسن)

بسم اللہ تعالیٰ ایک مسلمان بادشاہ کو زمین میں اقتدار عطا فرما سکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کو نبی کی بادشاہی عطا فرما سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۸:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَتَلُوا أَوْ مَاتُوا لِيُرْزَقَهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا
(سورہ الحج پارہ ۷)

ترجمہ:

جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں پھر مارے گئے یا مر گئے
اللہ ان کو دے گا روزی اچھی۔ (حمود الحسن)

مہاجر کا ایک معنی تو یہ ہے کہ اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا جائے
اور ایک معنی حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے المہاجر من ہجر ما یحیی اللہ عندہ
(بخاری شریف)

ترجمہ:

مہاجر وہ ہے جو ہر اسی چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ رب العزت نے منع
فرمایا اس لحاظ سے اولیاء کرام حضرت داتا صاحبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یہ سب مہاجر ہیں اسی طرح دیگر اولیاء کرام بھی مہاجر کے ملبوم
میں داخل ہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ: ضرب اللہ مثلاً

عبدًا مملوکًا لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ رِزْقَانَا مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یَنْفِقُ
مِنَهُ سِرًا وَجَهْرًا۔ (سورہ النحل پارہ ۱۳)

ترجمہ:

اللہ نے بتائی ایک مثال ایک بندے کی کہ پرایا مال ہے نہیں قدرت رکھتا

ی چیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے اچھی روزی سودہ خرچ
کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے رو برو۔

ان دونوں باتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے نعمتیں عطا ہوتی ہیں اور وہ نعمتیں آگے تقسیم کرتے ہیں تو جب اولیاء کرام کو
اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ نعمتیں تقسیم کرتے ہیں تو پھر نبی کریم علیہ
السلام کی کیا شان ہوگی کیا غلام تو نعمتیں تقسیم کرتے ہیں اور ان کے آقا ﷺ معاذ اللہ

نہیں ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ۱۳ ویں دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَقْبَلُوا رَسُولَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ (سورہ توبہ پارہ ۱۰)

ترجمہ:

اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے
دول نے اپنے فضل سے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

نبی پاک ﷺ کے مختار ہونے پر ۱۴ ویں دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ نَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

ترجمہ:

اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تو نے

احسان کیا۔

نوٹ:

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوتیں عطا فرمانے والے ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ۱۵ ویں دلیل:
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رب اغفر لی وھب لی ملجأ لا ینبغی لاحد من بعدی ان ینت انت الوھاب
فسخرناله الريح نجرى بامرہ ورحاء حیث اصاب والشیطن کل بناء
وغواص واخرین مقرنین فی الاصفاد هذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر
حساب (سورہ ص پارہ ۲۳)

ترجمہ:

دعا مانگی سلیمان علیہ السلام نے کہ اے میرے رب معاف کر مجھ کو اور بخش
مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کے میرے پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخش
والا پھر ہم نے تابع کر دیا ہوا کو چلتی تھی اس کے حکم سے جہاں وہ پہنچنا چاہتا اور تابع
کردیے شیطان سارے عمارتیں بنانے والے اور غوطے لگانے والے اور بہت سے
اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں یہ ہے بخش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ
چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے
ہیں۔ یعنی کسی کو بخشش دیا نہ دوتم مختار ہو اور اس قدر بے حساب دیا اور حساب کتاب
کا مواخذہ بھی نہیں رکھا اور مہربانی کی اتنی دینا اور مختار کر دیا۔

(تفسیر عثمانی صفحہ ۷۸۲)

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی
لکھتے ہیں۔ یہ ہمارا عطیہ ہے خواہ کسی کو دیا نہ دوتم سے کوئی دار و گیر نہیں یعنی جتنا
مانا ہم نے تم کو دیا ہے اس میں کچھ حادث نہیں بنایا جیسا دوسرے ملوک فراعین
ملایک کے مالک نہیں ہوتے تاظم ہوتے ہیں بلکہ تم کو مالک ہی بنا دیا۔

(بیان القرآن جلد ۲ ص ۸۸۹)

نوٹ:

مولوی سرفراز صدور اپنی کتاب عبارات اکابر میں لکھتے ہیں کہ نبی
کریم علیہ السلام نے ایک آدمی کو ارشاد فرمایا کہ تھانوی صاحب کی کتابیں
پڑھتے رہنا اور ان پر عمل کرنا اور کسی کے منع کرنے سے رک نہ جانا اگر
بہل مولوی سرفراز کے کہ یہ خواب سچا ہے تو پھر سرفراز تھانوی صاحب کی
اس عبارت کو کیوں نہیں مانتے اسی طرح سرفراز صاحب اسی کتاب میں لکھتے
ہیں کہ تھانوی صاحب کے ایمانی نسخے ہم استعمال کرتے ہیں اور ان سے
اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں تو تھانوی صاحب کا یہ ایمانی نسخہ
ان قابل قبول نہیں ہے اور اس ایمانی نسخے کے ذریعے انبیاء علیہم السلام
کے تصدیقات کے انکار والی روحانی بیماری کا علاج کیوں نہیں کیا جاتا کہیں
ان ایمانی نسخوں سے مراد وہ نسخے تو نہیں جو ہنسی زیور کے آخر میں بیان
کئے گئے ہیں۔

مہذب استدلال:

اس آیت میں اگرچہ سلیمان علیہ السلام کے تصرف کا ثبوت ہے لیکن جو لوگ

تصرفات کے منکر ہیں وہ سلیمان علیہ السلام کے تصرفات کے بھی منکر ہیں اور نبی کریم علیہ السلام کے تصرفات کے بھی منکر ہیں یعنی فاسق بالفصل کوئی نہیں جو منکر ہیں وہ نبی علیہ السلام کے بھی قائل نہیں اور سلیمان علیہ السلام کے تصرفات کے بھی قائل نہیں اور جو قائل ہیں وہ سلیمان علیہ السلام کیلئے بھی اور نبی علیہ السلام کیلئے بھی قائل ہیں جب سلیمان علیہ السلام کا تصرف ہوتا آیت سے قطعی ثابت ہو گیا تو نبی علیہ السلام کیلئے بھی ثابت ہو جائے گا۔

اگر سر فراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور نبی کریم علیہ السلام کو عطا نہیں فرماتا تو ان پر یہ مثال بھی آئے کہ فرمن المطر وقام تحت المیزاب۔ تو ایک ہستی کیلئے ماننے کا انکار کیا اور بے شمار اولیاء کرام کیلئے ماننا لازم آگیا تو ہم سر فراز صاحب سے یہی گزارش کریں گے کہ جس راستے پر وہ چل رہے ہیں وہ ہدایت کا راستہ نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ تو بہ کر کے سنی ہو جائیں۔

ترجمہ کہ نہ رسی پہ کعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو می روی بہ ترستان است

دلیل نمبر ۹:

اللہ تعالیٰ نے ہر مذہب کی بات کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

انی وجدت امرة تملکھم واونیت من کل ملی (سورہ النمل پارہ ۱۹)

ترجمہ:

میں نے پایا ایک عورت کو جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز ملی ہے۔

(ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال:

جو خدا بلقیس جیسی کافرہ کو اتنا ملک اور ساز و سامان عطا فرما سکتا ہے وہ اپنے محبوب علیہ السلام کو بھی دنیا و آخرت کی بادشاہی عطا فرما سکتا ہے۔ نیز یہ بات بھی قائل غور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملک سبا کی بادشاہی بلقیس کو عطا فرمائی تھی تو کیا اللہ تعالیٰ کا قبضہ اس ملک پر ختم ہو گیا تھا؟

اگر اللہ تعالیٰ بلقیس کو ملک عطا فرما دے تو اللہ تعالیٰ کا اس ملک پر اقتدار ختم نہیں ہوتا تو اگر اپنے حبیب علیہ السلام کو عطا فرما دے تو پھر بھی اس کا قبضہ ختم نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر ۱۰:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الہ لہ الرالی الذی حاج ابراہیم فی ربه ان اتہ اللہ المملکت (سورہ بقرہ پارہ ۳)

ترجمہ:

کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے بابت اللہ تعالیٰ نے اس کو سلطنت۔

وجہ استدلال:

جب اللہ تعالیٰ نمرود جیسے کافر کو ملک عطا فرما سکتا ہے تو اپنے محبوب کریم علیہ السلام پر اس کا کتنا کرم ہوگا۔

دوستان را کجا کنی محروم

تو کہ بادشاہان نظر داری

دلیل نمبر ۱۱:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ
(سورہ توہ ۱۰ پارہ)

ترجمہ:

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ دے گا اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔
(ترجمہ محمود الحسن)

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ خدا بخیر کے ہاتھ سے دلائے اس پر آدمی راضی اور قانع ہو اور جو غلطی اور باطنی دولت خدا اور اس کے رسول کی سرکار سے ملے اسی پر مسرور اور مطمئن ہو۔

وجہ استدلال:

اگر نبی کریم علیہ السلام کا وہی مقام اور مرتبہ ہوتا جو مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب راہ ہدایت میں پیش کر رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ السلام کی یہ شان بیان نہ فرماتا اور نہ سرفراز صاحب کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب اس آیت کی یہ تشریح کرتے۔

دلیل نمبر ۱۲:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا دَیْ قَرْعُونَ لِمِی قَوْمَهُ قَالَ یَقَوْمِ اَیْسَ لِمِی مَلِکْتُ مِصْرَ

(سورہ زخرف پارہ ۲۵)

ترجمہ:

اور پکارا قرقون اپنی قوم میں اور کہا اے میری قوم کیا نہیں ہے میرے ہاتھ میں

حکومت مصر کی

وجہ استدلال:

جو خدا قرقون جیسے کافر کو ملک اور سلطنت عطا فرما سکتا وہ اپنے نبی ﷺ کو اوروں جہاں کی بادشاہی عطا فرما سکتا ہے۔ نیز اس آیت سے نبی پاک ﷺ کا متصرف ہونا بطور اولویت کے ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام مفسول ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمالات عطا فرمائے ہیں۔ تو نبی کریم علیہ السلام تو ان سے افضل ہیں تو ان کے لیے بدرجہ اولیٰ یہ کمالات ثابت ہو جائیں گے۔ نیز امام رازی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ اولئک الذین ھدی اللہ فہدھم اذ ھدھم کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں جو خوبیاں اور کمالات تھے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عطا فرما دیے ہیں۔

حسن یوسف دم بخشی یہ بیضا داری

آچھ خوشاں ہمہ دار تو تنجا داری

تمام نافرمانی ہائی دیو بند لکھتے ہیں۔

انبیاء کے سارے کمال اک جگہ میں ہیں

خیرے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار

اور سرفراز صاحب کے استاد محترم شیخ الاسلام شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں کہ

نبی کریم علیہ السلام ہر کمال کے ساتھ اولاد اور حقیقتہً متصف ہیں اور باقی جس کو کمال اور خوبی ملتی ہے اور جو نعمت ملتی ہے وہ نبی کریم علیہ السلام کے طفیل ملتی ہے تو اگر دیوبندی و بابی سلیمان علیہ السلام کیلئے تو اختیار مانیں اور نبی کریم علیہ السلام کیلئے انکار کریں تو بقول ان کے شیخ الاسلام کے لازم آیا کہ جو طفیلی ہوں وہ تو متصرف فی امکانات ہوں لیکن جن کے طفیل انکو یہ مقام حاصل ہو رہا وہ اس کمال سے محروم ہوں ایسی صورت میں ان پر یہ شعر منطبق ہو جائے گا۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجد یوکھ پڑھانے کا بھی احسان گیا

یادہ اس شعر کے مصداق بن جائیں گے۔

ارے وہ تو عمر بھر کے فیض و جود ہی سرسبز

ارے تھک کو کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

نیز اس امر کی وضاحت کیلئے کہ نبی کریم علیہ السلام کو بھی جنوں اور شیطانوں پر تصرف حاصل تھا ہم ایک حدیث پاک پیش کر رہے ہیں۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے شیطان لعین آیا اور نبی کریم علیہ السلام کی نماز میں خلل ایجاد ہونے کی کوشش کی اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ میں ایک انگارہ اٹھایا ہوا تھا تاکہ نبی کریم علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر معاذ اللہ پھینکے تو نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد شریف کے ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ مہینے کے بچے اس کے ساتھ کھلیں پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی اور میں نے اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت جو صحیح ابن حبان کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو

کھن سے پکڑا انکی زبان باہر آگئی اور اس کی زبان کی تری میں نے اپنے ہاتھوں پر محسوس کی حضرت شیخ عیسیٰ شاد عہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو تمام جنوں اور انسانوں پر تصرف حاصل تھا اور نبی کریم علیہ السلام نے اس لئے اس کو چھوڑ دیا تاکہ سلیمان علیہ السلام کی دعا کا ظاہری طور پر خلاف لازم نہ آئے ورنہ نبی کریم علیہ السلام کی قدرت اور اختیار سلیمان علیہ السلام سے زیادہ تھا۔ (اشعۃ المصابیح جلد اول)

نوٹ:

مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب راہ ہدایت میں اور اتمام الہربان میں حضرت شیخ عیسیٰ شاد محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مدارج النبوة کا حوالہ پیش کیا ہے کہ حضرات میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادہ کو دخل نہیں ہوتا اس عبارت کا صحیح مطلب ہم اگلے اوراق میں بیان کریں گے۔ فی الحال گزارش یہ ہے کہ اگر سرفراز صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ شاد محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات باریکات سند کی شہرت تھی تو یہ بھی حضرت کی عمارت ہی ہے یہ کیوں قائل قبول نہیں ہے عمارت سے اپنے فاسد مطلب کی تکمیل ہوتی ہو اس کو بڑے فطراق سے پیش کیا اور اس عمارت کے تکل کی بیسیوں دوسری عمارات کو نظر انداز کر دینا کوئی عیب و عار ہی ہے تو سرفراز صاحب کے اس رویہ کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے

لعلک اذا فسمۃ حنبزی۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ۱۵ ویں دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا اعطینک الکوثر

ترجمہ:

بے شک ہم نے دی تجھ کو کوش۔ (ترجمہ محمود الحسن)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو ہر امت میں جن کو نبی کریم علیہ السلام نے دعا دی تھی۔

اللہم علمہ التاویل و فقیہہ فی الدین (بخاری شریف)

ترجمہ:

اے اللہ ان کو قرآن کی تفسیر کا ماہر بنا اور دین کی سمجھ عطا فرما۔

وہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں الکوثر هو النخیر الکبیر کلہ یعنی احناف کے عقائد کے امام ابو منصور ماتریدی نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح امام زاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ علاؤ الدین خازن اور علامہ نسفی اور علامہ قرطبی اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی تفسیر میں بیان فرمایا اور اب اس مقام پر سرفراز صاحب کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کا حوالہ پیش کر رہے ہیں وہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے الجواب الحیۃ میں اس کے متعلق چھٹوس اقوال ذکر کیے ہیں۔ اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی دنیاوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں اسی مضمون کی عبارت تفسیر جمل اور صاوی کے اندر بھی موجود ہے نیز حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر جو ہم نے پہلے بخاری شریف کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ

انہوں نے ارشاد فرمایا هو النخیر الکبیر کلہ اور امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے علامہ ذہبی نے بھی مستدرک کے حاشیہ میں یہی بات ارشاد فرمائی۔

دیو بندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں اور اس خیر کثیر میں وہ حوض بھی داخل ہے جو اس نام سے مشہور ہے صحاح میں بھی دونوں تفسیریں اور ایک تفسیر کا دوسری تفسیر میں داخل ہونا آیا ہے۔ (بیان القرآن ص ۱۱۵۶)

باب دوم

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے کا ثبوت احادیث کی روشنی میں:

دلیل نمبر ۱:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا ایک آدمی آیا اس نے ایک قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کی قرأت کی تصویب فرمائی پھر دوسرا آدمی آیا اس نے دوسری قرأت کے ساتھ پڑھا اس کی بھی آپ ﷺ نے تائید فرمائی اس طرح ایک اور آدمی آیا اس نے تیسری قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا نبی پاک علیہ السلام نے اس کی بھی تصویب فرمائی حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جو اسلام سے پہلے بھی پیدا نہیں ہوئی تھی نبی پاک ﷺ نے جب میرے دل کی حالت کو دیکھا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میرے دل سے سب تکذیب زائل ہو گئی اور دوبارہ نور ایمان حاصل ہو گیا۔ (مسلم شریف)

وجہ استدلال:

اس حدیث میں اس امر کی واضح دلالت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام دل میں تصرف کر کے لوگوں کو گمراہی سے بچا سکتے ہیں اسی لئے امام رازی فرماتے ہیں۔
ان الله اعطاهم القدرة ما لا جله يتصرفون في بواطن الخلق (تفسیر کبیر)

ترجمہ:

بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کو ایسی قدرت عطا فرمائی ہے جس کی وہ مخلوق کے دل میں تصرف کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے قضاء حالت فرمائی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان درختوں کو بلاؤ وہ درخت حاضر ہوئے تو سرکار علیہ السلام نے ان کی اوت میں بیٹھ کر قضاء حاجت فرمائی اس کے بعد اوت اپنی جگہ پر چلے گئے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام کی حکومت نباتات پر تھی۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر تیسری دلیل:

ایک خیر کے موقع پر نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا اس کو حلال کر دیا جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا وہ بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس بندے سے محبت کرتے ہیں اس کے جب فتح ہوئی تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں ان کی گئی کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے نبی کریم علیہ السلام نے آپ کو بلایا اور انکھوں میں اپنا لعاب دین ڈالا تو آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

(بخاری شریف)

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام کی تحوک مبارک بھی مشکل کشا ہے۔ جن کی تحوک مبارک مشکل کشا اور حاجت روا ہوں کے بارے میں یہ کہنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

نوٹ:

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم علیہ السلام بنی چاہتے تھے کہ ان کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں اسی لئے تو لعاب دہن آپ نے ان کی آنکھوں میں ڈالا نیز یہ امر خارق للعادت ہے کیونکہ عادتاً ہر بندے کی تحوک سے تو آنکھیں ٹھیک نہیں ہو جاتیں کیا سرفراز صاحب اگر کسی کی آنکھوں میں تحوک دیں تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی؟ ہمیں امید ہے کہ پہلے سے بھی خراب ہو جائیں گی جس طرح مسیّد کذاب کا واقعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چوتھی دلیل:

ایک صحابی علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار ہویاں قمیص وہ بڑی اعلیٰ قسم کی خوشبو استعمال کرتی تھیں لیکن جو خوشبو حضرت عتبہ کے بدن سے آتی تھی وہ سب پر فوقیت رکھتی تھی انہوں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تیرے بدن سے آنے والی خوشبو ہم سب کی خوشبو پر فائق ہے تو انہوں نے بتلایا کہ ایک بار میرے سارے بدن پر پھنسیاں لٹک آئیں تو میں مکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قمیص اتارو میں تمہیں اتار کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھ گیا تو سرکار علیہ السلام نے

اپنے ہاتھ پر لعاب دہن کر میرے جسم پر ملا اس سے میری تکلیف بھی دور ہو گئی اور اسی وجہ سے خوشبو بھی پیدا ہو گئی۔

امام طبرانی نے اس حدیث کو منہج اوسط میں نقل فرمایا ہے۔ امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ یعنی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے مولوی سرفراز خان صاحب صفدر فاضل دیوبند ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر علامہ شعبی کو اپنے وقت صحیح اور مستقیم کی پرکھ نہیں تھی تو اور کس کو تھی۔ (احسن الکام)

نبی کریم کے مختار کل ہونے پر پانچویں دلیل:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ احد میں تیر لگنے سے آنکھ نکل گئی تو آنکھ کا ذیل لے کر نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام نے آپ کی آنکھ کو جوڑ دیا تو اس آنکھ کا نور دوسری آنکھ سے بڑھ گیا اور جب کبھی دوسری آنکھ میں درد ہوتا تھا تو اس آنکھ میں نہیں ہوتا تھا۔

یہ حدیث امام بیہقی نے دلائل النبوة میں اور امام ابویوسف نے دلائل النبوة میں علامہ ابن جوزی نے الاصابہ میں نقل فرمائی ہے اس حدیث کی سند پر کسی قسم کی کوئی جرح منقول نہیں ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے۔

وجہ استدلال:

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور جن کی بینائی ختم ہو چکی ہو ان کی بینائی بحال ہو جاتی ہے۔

نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے ہی صادر ہوتا ہے کیونکہ یہ نبی پاک علیہ السلام کا معجزہ تھا کیونکہ محدثین نے اس کو نبی پاک علیہ السلام کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا اور معجزہ دلیل نبوت ہوتا ہے۔

ایک اہم نوٹ:

ہمارے بعض خطباء حضرات جب اس حدیث پاک کو بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو جو آکھ اللہ تعالیٰ نے بنائی تھی وہ اتنی حسین نہیں تھی اور جو آکھ نبی کریم علیہ السلام نے عطا فرمائی ہے وہ زیادہ حسین ہے۔ حالانکہ نبی کریم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقابل کرنا یہ غلط ہے کیونکہ دونوں آنکھوں میں نور اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کر رہے ہیں لہذا اس طرح کہنا چاہیے کہ جو آکھ ماں باپ کے واسطے سے ملی تھی اس کا نور کم تھا اور جو سرکار علیہ السلام کے طفل ہی اس کا نور زیادہ ہے۔

نیز اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ نبی کریم علیہ السلام باوجود اپنی عظمت و شان کے اللہ تعالیٰ کے تو عہدی ہیں جیسا کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب خانی سے ہیں بری

حیران بول میرے شاہا کہ کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضائے ختم سخن اس پر کر دیا

خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

تو جس طرح ہمارے خطباء یہ حدیث پیش کرتے ہیں اس پر وہم پیدا

ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی قدرت اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہے لہذا ایسے مومنین الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

نوٹ:

وہابی حضرات کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ اس حدیث کو ان کے امام حافظ ابن کثیر نے الہدایہ والنہایہ کے اندر بھی نقل کیا ہے اور اس کے کسی راوی پر کوئی جرح نہیں کی۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چھٹی دلیل:

ایک یہودی ابو رافع جو نبی پاک علیہ السلام کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا تو ایک صحابی حضرت عبداللہ ابن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کے اس کو قتل کر دیا جب اس کو قتل کر کے سیزھوں سے اتر رہے تو گرنے کی وجہ سے ان کو شدید چوٹ آگئی اور ان کی پتلی ٹوٹ گئی تو وہ اپنی پتلی کو پگڑی کے ساتھ باندھ کر نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سرکار علیہ السلام نے ان کی پتلی پر اپنا دست اقدس پھیر دیا وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دست اقدس پھیرنے کے بعد مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ گویا مجھے بھی درود بھیج رہے ہیں۔

(صحیح بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

وجہ استدلال:

یہ حدیث پاک اس امر پر قطعی الدالات ہے کہ نبی کریم علیہ السلام فوق الاسباب امور میں تصرف فرما سکتے ہیں اور آپ ﷺ کے چاہنے سے لوگوں کی مشکلات آسان ہوئی ہیں اور اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ

اللہ کے اذن سے مختار کل ہیں اور اگر ان کا عقیدہ یہ ہوتا کہ نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور انبیاء علیہم السلام معجزہ کے صادر کرنے میں اس طرح ہیں جس طرح کعب کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے تو ہرگز نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوتے بلکہ کسی طبیب سے اپنا علاج کرواتے۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ساتویں دلیل:

حضرت یزید بن ابی عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ضرب کا نشان حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پٹری میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسی ضرب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ضرب مجھے خیبر کے دن پہنچی لوگوں نے کہا کہ اب ستم فوف ہو جائے گا پس میں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے تین مرتبہ پھونک ماری اب اس کے بعد سے لے کر آج تک مجھے درد نہیں ہوا۔ (بخاری شریف - مشکوٰۃ شریف - مسند امام احمد)

وجہ استدلال: اس حدیث پاک میں ہر اس شخص کے لئے جس کی بصیرت اور بصارت کو اللہ تعالیٰ نے مافی نہیں کر دیا اور ہر اس انسان کیلئے جو بعض رسالت میں اندھا نہیں ہو گیا اس امر کا وافر ثبوت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے مختار کل ہیں لہذا کوئی عقل و دانش سے اندھا اور بد طبیعت انسان ہی کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو مختار کل ماننے والا مشرک ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مختار کل ہونے پر آٹھویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب دجال آئے گا تو زمین پر

اس کی حکومت ہوگی یعنی زمین کے تمام خزانہ اس کے قبضے میں ہوں گے اور جب چاہے گا کہ تو اس کے چاہنے پر آسمان بارش برسا دے گا اور زمین اس کے چاہنے سے سبزہ اگائے گی گویا اس کی حکومت زمین پر بھی ہوگی اور آسمان پر بھی ہوگی وہ ایک شخص کو قتل کرنے کے بعد زندہ بھی کر دے گا۔

وجہ استدلال:

جب اللہ تعالیٰ دجال جیسے ملعون کو اتنے اختیارات دے سکتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام جو سید کچھ ہیں ان کے اختیارات کا کیا عالم ہوگا حیرت کی بات ہے کہ دجال کیلئے تو یہ لوگ اختیارات مانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ اس کے چاہنے سے یہ سارے امور وقوع پذیر ہوں گے لیکن نبی پاک علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کچھ میں نہیں آتا کہ ان کو دجال سے اتنی عقیدت کیوں ہے؟

نوٹ:

مولوی سرفراز صفدر اس حدیث پاک کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کے اختیارات کو دجال کے اختیارات پر قیاس کرنا نبی کریم علیہ السلام کی توہین ہے حالانکہ مولوی سرفراز کا دماغ خراب ہے کیونکہ ایک تو وہ دجالی ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ کہ ازل العر کو پہنچ چکے ہیں ان کو اہل سنت کے استدلال کی سمجھ ہی نہیں آتی ابلیس کا استدلال یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو اتنے اختیارات دے سکتا ہے تو اپنے خلفاء اور تابعین کو اتنے اختیارات کیوں نہیں دے سکتا کیونکہ اگر کسی غیر اللہ کو مختار کل ماننا مشرک ہے تو پھر دجال بھی تو غیر اللہ ہی ہے اگر اس کے اندر اتنے کمالات ماننا مشرک نہیں تو نبی کریم علیہ السلام کے اختیارات ماننا کیسے مشرک

ہو سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شرک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخصوصہ کو اس کے غیر کیلئے ثابت کیا جائے تو مولوی سرفراز صاحب بتائیں کہ آسمان سے بارش کا نازل کرنا زمین سے نباتات کا اگانا مردوں کو زندہ کرنا زندہ کو مار دینا یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی صفت ہیں یا نہیں اور دجال غیر اللہ ہے یا نہیں اب سرفراز صاحب دہری مصیبت میں پھنس گئے اگر دجال کو غیر اللہ مانتے ہیں تو پھر بھی شرک بنتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے اندر مان رہے ہیں اور اگر دجال کو خدا مانتے ہیں تو اس لحاظ سے پھر شرک ہو گئے۔

دو گوشت رنج و عذاب است جان مجنوں را

بلایے صحبت لیلی و فرقت لیلی

ممن نہ گویم این کین و آں کین

مصلحت میں دکار آسائیں گیں

اگر سرفراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ دجال کے اختیارات تو عطائی ہیں اور شرک اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب اختیارات ذاتی مانے جائیں پھر اہل سنت کو شرک کیوں قرار دیتے ہیں ہم بھی تو عطائی ہی مانتے ہیں اگر دجال کیلئے تو اختیارات عطائی ماننا شرک نہیں تو نبی کریم علیہ السلام کیلئے اختیارات ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔

سرفراز صاحب اپنی کتاب ”دل کا سرور“ میں رقمطراز ہیں کہ بریلوی کے نزدیک بر قہر والا خدا ہے اور بریلوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ عطائی اختیارات کے مالک ہیں۔ حضرت کا اس بارے میں تبصرہ یہ ہے کہ یہ بات انتہائی لچر اور پوچ ہے کیونکہ آج تک کسی شرک نے اپنے معبود کو ذاتی اختیار کا مالک نہیں سمجھا بلکہ یہ فرقہ مفسدہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو تمام اختیارات سونپ رکھے ہیں اب

حضرت یہ ارشاد فرمائیں کہ اگر انبیاء اور اولیاء کیلئے عطائی اختیارات مانتے والا فرقہ مفسدہ کی طرح مشرک ہے تو پھر دجال کیلئے مانتے والا بھی مشرک ہونا چاہیے جب دجال آپ کے حرم میں خدا کا شریک ہو سکتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نہیں ہو سکتے آخر تمہارے دل میں نبی پاک علیہ السلام کے بارے میں اتنی کدورت کیوں ہے؟

ظالمو! محبوب کا حق تھا نہیں عشق کے بدلے عداوت کیجئے۔

(اے تجھ کو کھائے چپ ستر تیرے دل میں کس سے بخار ہے)

مولوی سرفراز صاحب اس حدیث پاک کا جواب دیتے ہوئے یہ گل افشانی بھی فرماتے ہیں۔ کہ دجال جب ایک بار ایک بندے کو مارے گا تو پھر اس کو زندہ کرے گا اور پھر مارنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عاجز کر دے گا۔

تو مولوی سرفراز صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر دجال مٹا ہوتا تو پھر عاجز کیوں ہوتا۔ اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کو عاجز کر دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے اس کے پاس اختیار تھا کیونکہ عاجز کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی قدرت موثر نہ ہو سکے اگر قدرت وہی ذاتی نہ لگی ہو تو پھر اس کے موثر اور غیر موثر ہونے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اگر اس کو زندہ کو مارنے کی اور مرے ہوئے کو زندہ کرنے کی قدرت وہی نہیں لگی تھی تو پھر اس کو اس کام سے عاجز کرنے کا کیا مطلب ہے نیز سرفراز صاحب بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دیکھنے کی چلنے کی پکڑنے کی قدرت دی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اس قدرت کو عطا کرنے کے بعد اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ہمیں چلنے پھرنے اور دیکھنے پکڑنے سے روک دے کیا یہ آپ کے یہ سرفراز صاحب نے نہیں پڑھی۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین

نیز سرفراز صاحب نے بخاری شریف کے اندر حضرت سارہ والے واقعہ کے

اندر ظالم بادشاہ کے ہاتھ بار بار شعل ہو چکا ملاحظہ نہیں کیا اور جنگ بدر کے اندر مسلمانوں کا کافروں کو دوہزار نظر آتا اور کافروں کا مسلمانوں کو تین سو تیرہ سے بھی کم نظر آتا قرآن مجید میں نہیں دیکھا۔

كما قال الله تعالى: برؤنهم عليهم راي العين

ترجمہ: کافر مسلمانوں کو اپنے آپ سے دو گنا دیکھتے تھے اور مسلمان کافروں کو اپنے آپ سے کم دیکھتے تھے۔

كما قال الله تعالى: يقللهم في اعينكم

عطائی اختیار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو عطائی اختیار موثر نہیں ہوتا کی بار ہم ایک چیز کا ارادہ کرتے ہیں اور وہ کام ہمارے بس کے اندر بھی ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہیں ہوتی تو وہ کام وقوع پذیر نہیں ہو پاتا۔ عطائی اختیار کسی چیز کو وقوع پذیر کرنے کا سبب تو ہے لیکن علت تامہ نہیں ہے جس طرح آگ جلانے کا سبب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو نہیں جلا سکتی۔

جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان یا نار کوئی بردا کے تحت آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

مولوی سرفراز صاحب سے یہی گزارش ہے کہ

فالفهم وتلبس ولا تكن من الغفلين

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر نویں دلیل:

شفاء شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ بدر میں لڑ رہے تھے تو ان کا ایک ہاتھ مبارک کٹ گیا لیکن ایک معمولی ساحصہ

کھنٹے سے بچ گیا اور لپکتا رہا جو کہ لڑائی میں رکاوٹ بنا ہوا تھا تو انہوں نے اس کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ کر جسم سے علیحدہ کر دیا تاکہ کفار کے ساتھ قتال کرنے میں وہ رکاوٹ باقی نہ رہے پھر سرکار علیہ السلام نے اپنے لعاب اقدس سے اس کو جوڑ دیا حضرت علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا لعاب اقدس بھی مشکل کشا اور حاجت روا ہے جس ہستی پاک ﷺ کا لعاب وہن مشکل کشا اور حاجت روا ہو خود ان کی ذات اقدس کے مشکل کشا اور حاجت روا ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے وہابی حضرات کہتے ہیں کہ معجزات میں انبیاء علیہم السلام کا قصد اور ارادہ نہیں ہوتا تو ان سے استفسار یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب اقدس لگا کر ان کے ہاتھ کو درست کر دیا تھا تو کیا نبی کریم علیہ السلام چاہتے نہیں تھے کہ اس کا ہاتھ درست ہو جائے کوئی عقل کا اندھا اور بے بصیرت آدمی ہی کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا ارادہ نہیں تھا اور بغیر ارادہ کے ہی آپ نے ان کے ہاتھ کو جوڑ دیا جب وہ وہابی حضرات دجال کو اس کے استدراج میں با اختیار سمجھتے ہیں تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو معجزہ کے صادر کرنے میں با اختیار کیوں نہیں سمجھتے شاید اسی لئے امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

حبیب پیا را تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بہر

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بتا رہے

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر دسویں دلیل:

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا ایک چہ مبارک تھا جو کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جب ان کا وصال ہو گیا تو اسے میں نے حاصل کر لیا ہم اس چہ مبارک کو دھو کر پانی مریضوں کو پلاتے ہیں اور شفاء حاصل کرتے ہیں۔ (مسلم شریف جلد اول)

وجہ استدلال:

جب نبی پاک علیہ السلام کے جسد اقدس سے مس ہونے والے چہ مبارک کا یہ مقام ہے کہ اس کا غسالہ مریضوں کے لئے شفاء بخش ہے تو پھر نبی کریم علیہ السلام کا کیا مقام ہوگا جن کے جسد اقدس سے مس ہونے کی وجہ سے وہ اتنی برکات کا حامل ہے تو پھر نبی کریم علیہ السلام کی شان کا کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور آپ کے مشکل کشا اور حاجت روا ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے متصرف ہونے پر گیارہویں دلیل:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور علیہ السلام کے چند موئے مبارک تھے (جن کو انہوں نے چاندی کی دیوں میں رکھا ہوا تھا) جب کسی کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی اور مصیبت پہنچتی تو وہ پانی کا تعداد حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجتا آپ سرکار علیہ السلام کے موئے مبارک کو پانی میں ڈبو دیتیں تو اس کے بعد وہ بیمار آدمی اس پانی کو پیتے اور شفاء یاب ہو جاتے یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے۔

(بخاری شریف)

وجہ استدلال:

جب نبی کریم ﷺ کے سر اقدس سے جدا ہونے والے موئے مبارک یہ شان اعجازی رکھتے ہیں کہ ان کی وجہ سے مریض شفاء یاب ہو جاتے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام کی کیا شان ہوگی۔

نوٹ:

وہابی ان تمام احادیث مبارک کے جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو معجزات ہیں لہذا ان سے استدلال جائز نہیں۔

تو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات بھی تو معجزہ ہیں لہذا یہ بھی پیش نہیں کرنی چاہئیں۔ نیز جو چیز شرک ہے وہ بطور معجزہ ہو تو پھر بھی شرک ہے کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدائی کا دعویٰ شرک ہے لیکن بطور معجزہ خدائی کا دعویٰ شرک نہیں؟

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر بارہویں دلیل:

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے کہ۔ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

انہی اعطیت بمقتاب نوح خزائن الارض

ترجمہ:

مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں یہ حدیث مبارک ہمارے دعویٰ پر قطعی الدلائل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مختار

کل ہیں

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے کی تیرھویں دلیل:

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے کہ نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے

ہیں۔

بينما انا نائم اوتيت بمغنا تبيح عزالن الارض فوضعت في يدي

ترجمہ:

میں سویا ہوا تھا کہ تمام زمین کی چابیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔

حضرت علامہ خفاجی اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام تمام دنیا کے خزانوں کے مالک ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ زمین و آسمان اور تمام ملک و ملکوت میں حاکم ہیں۔

نوٹ:

مولوی سرفراز عسکری نے اپنی کتاب راہ ہدایت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ عجزہ کے اندر انبیاء کے قصد کو دخل نہیں ہوتا۔

مولوی سرفراز صاحب صفحہ نے حضرت شیخ صاحب کا یہ حوالہ بڑے طمطراق سے پیش کیا ہے کیا حضرت شیخ کی اس عبارت پر بھی غور فرمائیں گے جو ہم نے پیش کی ہے۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر چودھویں دلیل:

نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

اوتيت بمقاليد الدنيا على فرس ابلق

ترجمہ:

تمام دنیا کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس ایک چمکے گاؤں سے پرلا کر لائی

گئیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک کے اندر بھی ہر اس شخص کیلئے جس کی بصارت پر ابلیس نے بغض رسالت کی پٹی نہ باندھ دی ہو اور جس کی بصیرت ماؤف نہ ہو چکی ہو اس امر کا دافرشوٹ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے مختار کل ہیں۔

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر پندرھویں دلیل:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

واعلموا انما الارض لله ورسوله

ترجمہ:

جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک جو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ

عندہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے پانی کی کمی ہو گئی

تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تلاش کرو جس کے پاس بھی کوئی پانی بچا ہو تو

لے آؤ۔ چنانچہ لوگ ایک برتن لے آئے جس میں ذرا سا پانی تھا نبی کریم علیہ السلام نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا اور فرمایا آؤ کہ وضو کا پانی اور خدا کی برکت حاصل کرو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے پانی چشمے کی طرح پھوٹ رہا ہے۔

اسی لئے امام اہل سنت مجددین و ملت الشاہد احمد رضا خان بریلوی فرماتے

تین۔

آنکھیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیا سے حجوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا یہ کہنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے۔ یہ عقیدہ باطلہ ہے اور یہ صحیح حدیث کی تکذیب ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر سولویں دلیل:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے وضو کیلئے پانی طلب فرمایا جب نہ ملا تو مجھ سے فرمایا کہ لشکر میں سے پانی کو تلاش کرو میں نے تلاش کرنے کے بعد عرض کیا کہ قافلہ بھر میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں ملا۔ ایک انصاری نبی کریم علیہ السلام کے لئے اپنی مشک میں پانی خضدا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جا کر دیکھو ہو سکتا ہے اس کی مشک میں پانی ہو جب دیکھا گیا تو اس میں معمولی پانی تھا نبی کریم ﷺ نے پانی کو ہاتھ مبارک پر لیا اور اس پر کچھ پڑھا پھر اس کو اپنے ہاتھ پر ملے لگے اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ہر کسی کے پاس عیب ہو جو پورے قافلے کو کافی ہو جائے وہ اس عیب کو لے آئے چنانچہ ایک بڑا عیب آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ مشکیزہ لو اور پانی کو میرے ہاتھ پر ڈالو میں نے بسم اللہ پڑھ کر پانی ہاتھوں پر سے برتن میں ڈالا تو میں نے دیکھا کہ پیپلے آپ کی آنکھوں سے پانی نکل پھر پورے عیب میں پھیل گیا۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک صحیح مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام جب چاہیں اپنی انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے جاری کر سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر سترھویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لشکر میں پانی نہیں تھا تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس معمولی پانی ہے تو ہم نے عرض کیا کہ کچھ تو ہے تو سرکار علیہ السلام کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں معمولی پانی تھا آپ نے اپنی مبارک انگشتیں برتن کے اوپر پھیلائیں تو آپ کی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو انتہائی بدتمیزی

کے ساتھ کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں اور اہل سنت کے اس عقیدہ کی پر زور تائید ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے مختار کل ہیں اگرچہ یہ حدیث پاک مولوی سرفراز نے بھی کئی بار پڑھائی ہوگی لیکن بات وہی ہے۔

فانہا لاتعمی الابصار ولكن تعمی القلوب التي في الصدور
نیز ارشاد بانی ہے

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً

نبی محترم ﷺ کے مختار کل ہونے پر اٹھارویں دلیل:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سرکار علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھا کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک برتن میں معمولی سا پانی چٹن کیا گیا آپ نے اس میں اپنی مہرک انگلیاں پھیلا دیں اس کے بعد فرمایا کہ آؤ وضو کے پانی کی طرف اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی برکت کی طرف۔

میں نے دیکھا کہ پانی چھوٹ چھوٹ کر آپ کی انگلیوں سے نکلنے لگا حتیٰ کہ تمام صحابہ نے وضو بھی کر لیا اور نبی بھی لیا اور اس وقت صحابہ کرام کی تعداد چودہ تھی۔
نوٹ:

یہ حدیث پاک مسلم شریف کے اندر موجود ہے اور یہ حدیث پاک مسند امام احمد کے اندر بھی موجود ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام متصرف فی الکائنات ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر انیسویں دلیل:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک اور حدیث پاک مروی ہے کہ صلح حدیبیہ میں ان کو پانی نہ مل سکا اور ان کو سخت پیاس لگی نبی کریم ﷺ کے سامنے چڑے کا تھیلہ تھا آپ نے اس سے پانی لے کر وضو فرمایا لوگ پانی دیکھ کر بے تاب کی صورت میں اس طرف لپکے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ وضو کیلئے پانی ہے اور نہ ہی پینے کیلئے بس یہی ہے جو آپ کے پاس ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے تھیلے میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور پانی خوب بیا اور لوگوں کو بھی پلایا اور وضو بھی کیا اور لوگوں نے بھی اس سے وضو کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم اس وقت کتنے تھے تو آپ نے فرمایا ہم پندرہ سو تھے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمارے لئے کافی تھا۔ یہ حدیث پاک بخاری شریف مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مافوق الاسباب امور میں متصرف ہیں اور آپ اپنی شان انجازی سے قلیل پانی کو بھی

لاکھ آدمیوں کیلئے سیرابی کا باعث بن سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر بیسیوس دلیل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مقام زوردار میں تھے نماز کا وقت ہو گیا لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا تو نبی پاک علیہ السلام نے پیالہ منگوا یا جس میں بالکل معمولی سا پانی تھا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا تو پانی آپ کی انگلیوں سے نکلنے لگا اس وقت صحابہ کرام کی تعداد تین سو تھی اور پانی سب کیلئے کافی ہو گیا تو یہ حدیث پاک بھی ہمارے اس دعویٰ پر واضح برہان ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے ان سے ہر مختار کل ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں یا یہ کہ بنا کہ رسول کے چاہنے سے معاذ اللہ کچھ نہیں ہوتا اس حدیث پاک کی رو سے سراسر باطل اور مردود ہے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک مسلم شریف اور مسند امام اعظم میں موجود ہے۔

نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر اکیسویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک راست پانی ختم ہو گیا صبح کے وقت نبی پاک ﷺ نے پانی کا برتن منگوا یا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اس سے مختصر وضو فرمایا اور اس سے جو پانی بچا تھا اس کے متعلق فرمایا کہ اس کو محفوظ رکھنا آج ہلے گا اس سے ایک بڑا معجزہ ظاہر ہو گا۔

جب دن خوب چڑھ گیا اور سورج کی گرمی سے ہر چیز جلنے لگی تو لوگوں نے

آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو یہاں سے مر گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا اور تم پر کوئی بلاکت نہیں یہ فرما کر آپ ﷺ نے وضو کے پانی کا برتن منگوا یا اور برتن دیکھ کر اس پر لوگ امنڈ پڑے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے اخلاق ٹھیک کرو تم میں سے کوئی بھی پیسا نہیں رہے گا تم سارے سیراب ہو جاؤ گے سرکار علیہ السلام نے پانی ٹپکانا شروع کیا اور حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ سارے لوگ سیراب ہو گئے نبی کریم علیہ السلام اور حضرت ابوقحادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو پیسا رو گیا ہو حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ خود نوش فرما لیجئے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا پہلے تو پی نے کیونکہ پلانے والا سب سے آخر میں پانی پیتا ہے۔

نوٹ:

حدیث پاک کے یہ الفاظ جان و باہیت پر کو کب شہابی ہیں کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔

حالانکہ نبی پاک ﷺ تو پانی انڈیل رہے تھے اور حضرت ابوقحادہ لوگوں کو پلا رہے تھے لیکن چونکہ اصل ساقی نبی کریم ﷺ ہی تھے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کے معجزہ کی وجہ سے اور خدا داد اختیار کی وجہ سے پانی میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ پورے لشکر کو کفایت کر گیا اس لیے نبی کریم علیہ السلام نے اپنے آپ کو ساقی (پلانے والا) فرمایا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ہر اس شخص کیلئے جو شرم و حیا کا کوئی ذرہ بھی رکھتا ہو

اور غیرت ایمانی کا کوئی شے بھی رکھتا ہو یہ بات بالکل واضح ہے کہ نبی ﷺ مختار کل ہیں۔ اور اس حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ میں غور کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ مغزات کے صادر کرنے میں بالاختیار ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس برتن کو سنبھال کر رکھو فقیر آپ اس سے ایک بڑا مجروح ظاہر ہوگا نیز سرکار علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی کہ تم سارے میرا پ ہو جاؤ کوئی بھی پیاسا نہیں رہے گا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اپنی ذات اقدس پر اتنا اعتماد تھا کہ میں اس قلیل پانی کو پورے لشکر کیلئے پیاس بجھانے کا سبب بنا سکتا ہوں اگر نبی کریم علیہ السلام کا یہی نظریہ ہوتا کہ میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو سرکار علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشادات درست نہ ہوتے۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر بائیسویں دلیل:

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ خندق کے موقع پر نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کیلئے کھانا تیار کیا ہے سرکار علیہ السلام خود تشریف لائیں اور چند آدمی اور ہوں تو نبی کریم علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔

يا هاهل الخندق حي هلا بكم قد صنع لكم جابر سورا

ترجمہ:

اے خندق والو! سارے آ جاؤ تمہارے لئے جابر نے کھانا تیار کیا ہے پھر نبی کریم ﷺ خود تشریف لے گئے اور ہنڈیا میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ روٹیاں پکانے والی کو بلاؤ پھر نبی کریم علیہ السلام نے اپنے لعاب دہن کو آٹے میں ڈالا تو نبی کریم علیہ السلام نے وہ کھانا جو چند آدمیوں کے لئے تیار کیا گیا تھا اس

سے ہزار آدمیوں کو سیر فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

انا عجبیت کمنجز کما هو وان ہرمتنا لتغظ کما ہی
آٹے کے اندر بھی کوئی کمی نہ آئی اور سامن کے اندر بھی کوئی کمی نہ آئی۔

نوٹ:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب کسی دعوت دی جائے تو مہمان میزبان کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو ساتھ نہیں لے جا سکتا لیکن یہاں نبی کریم علیہ السلام کو جب عرض بھی کر دیا گیا کہ صرف آپ جنوہ افروز ہوں اور آپ کے ساتھ صرف چند آدمی ہوں اس کے باوجود نبی علیہ السلام نے عام اعلان کر دیا کہ اے خندق والو! تم تمام آ جاؤ جابر نے تمہارے لئے کھانا تیار کر دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو اپنے آپ پہ اعتقاد تھا کہ میں آٹھ دس آدمیوں کا کھانا ایک ہزار آدمی کو کھلا سکتا ہوں تو وہابی حضرات کو چاہیے کہ اس حدیث پاک کا بار بار مطالعہ کریں اور غور کریں کہ اگر ہم کسی کھانے میں تھوک دیں تو کیا اس کے اندر اسی طرح برکت پیدا ہو جائے گی؟ یا اس کا یہ اثر ظاہر ہوگا کہ جو پہلے کھانے کیلئے تیار بیٹھے ہیں وہ بھی کھانے سے انکار کر دیں گے۔ اور تھوکنے والے کی دماغی کیفیت کے بارے میں سوچ بچار میں مصروف ہو جائیں گے بلکہ تھوکنے والی کی اس حرکت کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی ناروا سلوک بھی کیا جا سکتا ہے لہذا وہابی حضرات کو چاہیے کہ نبی پاک ﷺ کو اپنے آپ پر قیاس نہ کیا کریں اور اس عقیدہ باطلہ پر اصرار نہ کیا کریں کہ نبی کریم علیہ السلام ہماری طرح مجبور اور بے اختیار ہیں بلکہ وہابی حضرات کو چاہیے کہ توہرے کے سنی ہو جائیں اور نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر

ایمان لے آئیں تاکہ کل قیامت کے دن ان کو بچھڑانا نہ پڑے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

بچر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

نبی کریم ﷺ کے متصرف امور کلیہ ہونے پر تیسویں دلیل:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی پر قرضہ تھا اور وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد میں نے اپنے والد کے قرض خواہوں کو کہا کہ پورا باغ لے لو اور قرضہ معاف کر دو لیکن انہوں نے میری اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا میں نے نبی کریم ﷺ سے سفارش کروائی لیکن انہوں نے سرکار علیہ السلام کی سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا اس کے بعد نبی کریم علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ تم بھجروں کو جمع کرو اور بھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو اس کے بعد نبی کریم علیہ السلام ایک ڈھیر پر خود جلوہ افروز ہوئے اور اسی سے سارا قرضہ ادا فرما دیا اور اس ڈھیر سے ایک بھجور بھی کم نہ ہوئی۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے قطعی طور پر ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ مختار کل ہیں اور مخلوق خدا کی حاجت روائی پر قادر ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے جب چاہیں جو بھی چاہیں تصرف فرمائیں۔

انہیں احادیث کو دیکھتے ہوئے شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے

ایضاً المصنفات میں فرمایا کہ کار ہمد بست امت و کرامت اوست ہر چہ خواہ ہر کر
اخواہ باذن پروردگار خود بہ دہ۔

کہ تمام خزانے نبی کریم علیہ السلام کے قبضے میں ہیں آپ جس کو چاہیں جو چاہیں اللہ کے اذن سے عطا فرما دیں۔

اس کے بعد شیخ رحمۃ اللہ نے ایک شعر لکھا ہے۔

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری

بدرگاہش بیا و ہر چہی خواہی تمنا کن

ترجمہ:

اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی کی آرزو رکھتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ

میں آ اور جو چاہے تمنا کر۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چوبیسویں دلیل:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذریعے نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں کھانا بھیجا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کیا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے عرض کیا جی ہاں پوچھا کیا کھانا دے کر بھیجا ہے عرض کی جی ہاں تو آپ نے فرمایا کھانا لے چلو ہم ابھی آتے ہیں نبی کریم علیہ السلام تمام صحابہ کو لے کر حضرت ابو طلحہ کے گھر کی طرف چلے حضرت ابو طلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام تعریف لارہے ہیں اور صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم سب کو کھالیں تو اس پر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ و رسولہ اعلم سرکار علیہ السلام کے ساتھ ستر یا اسی آدمی تجھے سب نے کھانا سیر ہو کر کھایا اور کھانے کے اندر کوئی کمی واقع نہ

ہوئی۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے اذن سے ہی نکلے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چھبیسویں دلیل:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے حضرت زینب بنت جحش [کے ساتھ شادی فرمائی تو شبِ زمان کے بعد حضرت ام سلیم] نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کچھ علوہ دے کر نبی کریم علیہ السلام کی طرف بھیجا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا جاؤ اصحاب صفہ کہ بلا لاؤ اصحاب صفہ کی تعداد تین سو تھی وہ سارے حاضر ہو گئے اور علوہ تناول فرمانے لگے حتیٰ کہ سارے اس سے سیر ہو گئے حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں پتہ کہ جس وقت رکھا گیا اس وقت زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا گیا اس وقت زیادہ تھا۔

وجہ استدلال:

یہ حدیث پاک بھی اس امر پر روشن دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی شانِ اعجازی سے طعام کی قلت کو کثرت میں تبدیل کر دیا جاتا۔

نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر چھبیسویں دلیل:

صحیح بخاری شریف، مسلم اور مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ تشریف فرما تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس آیت کریمہ کا مطلب پوچھا۔

ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیمًا واسبغوا

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اس آیت کا مطلب بتا دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ان سے بھی اس آیت کریمہ کا مطلب دریافت فرمایا تو انہوں نے بھی اس آیت کریمہ کا مطلب بتلادیا پھر نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے نبی کریم علیہ السلام سے بھی اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو نبی کریم علیہ السلام ان کے سوال پر مسکرائے اور ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور فرمایا جاؤ اور دودھ کا پیالہ اٹھا لاؤ جب وہ اٹھالائے تو فرمایا جاؤ اصحاب صفہ کہ بلا لاؤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش نبی کریم دودھ کا یہ پیالہ مجھے ہی عطا فرما دیتے تا کہ میری بھوک اس کے ذریعے سے ختم ہو جاتی لیکن نبی کریم ﷺ کے حکم کی وجہ سے ستر صحابہ کرام کو بلا لائے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ان سب کو وہ دودھ پلایا حتیٰ کہ وہ سب سیر ہو گئے پھر حضرت ابو ہریرہ کو ارشاد فرمایا کہ تم بیچ انہوں نے نوش فرمایا پھر نبی کریم علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ اور بیچ چنانچہ انہوں نے مزید دودھ نوش فرمایا سرکار علیہ السلام نے پھر ارشاد فرمایا کہ اور بیچ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تو میرے پیٹ میں مزید گنجائش ہی نہیں ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے ان کا بچا ہوا خود نوش فرمایا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بات مہرشم روز کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے اذن سے متصرف امور کا یہ ہیں۔

نوٹ:

اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ استاد کیلئے شاگرد کا اور شیخ کیلئے مرید

کا جھوٹا پل لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث پاک کی ترجمانی بریلی کے تاجدار نے یوں فرمائی۔

کیوں جناب بوہرہ کہتا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے مزہ پھر گیا

صاحب لولاک رحمۃ اللہ علیہ کے متصرف امور دنیا و عقبی ہونے کیلئے ستائیسویں دلیل:

صحیح بخاری شریف کے اندر حدیث مقدمہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک مرتبہ صلوٰۃ کوفہ پڑھائی تو نبی کریم علیہ السلام نماز میں آگے بڑھے پھر پیچھے بڑھے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے دیکھا آپ آگے بڑھے اور پھر پیچھے بڑھے تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس کے ایک خوشے کو پکڑا اگر میں اس کو لے لیتا تو تم قیامت تک اس کو کھاتے رہتے اور وہ شہر نہ ہوتا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث مطہرہ سے واضح ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام جنت کے اندر بھی تصرف فرما سکتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں۔ کیونکہ اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کے مالک نہ ہوں تو آپ کیسے یہ تصرف کرنا جائز ہی نہیں ہوگا اس حدیث مبارکہ سے نبی کریم علیہ السلام کے دست قدرت کا کمال بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں (زمین سے) ہاتھ بڑھائیں سات آسمانوں سے پرے جنت میں ہاتھ پہنچ جائے جبکہ زمین سے پہلے

آسمان کی مسافت پانچ سو سال ہے اور اتنی ہی اس کی موتائی ہے اور اسی طرح سات آسمانوں کی پانچ سو سالہ مسافت اور پانچ سو سالہ موتائی یہ کل سات ہزار سال کی مسافت ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو زمین پر کھڑے ہو کر سات ہزار سال کی مسافت تک دور جنت میں تصرف فرما سکتے ہیں۔

نوٹ:

جامع ترمذی شریف میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ ہر آسمان کی مسافت دوسرے آسمان تک پانچ سو سال ہے اور ہر آسمان کی موتائی بھی پانچ سو سال پر مشتمل ہے۔

اسی لئے تو امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلی نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

صاحب لولاک رحمۃ اللہ علیہ کے مختار کل ہونے پر اٹھائیسویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ جنگ جہوک کے موقع پر جب صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی تو انہوں نے قتادہ کی وجہ سے اپنے اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت نبی کا ناس صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر لی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان لشکریوں کے پاس جو کچھ بھی کھانے کا سامان ہے آپ اس میں برکت کی دعا فرمائیں اور اونٹ ذبح کرنے کا حکم جو آپ

نے ارشاد فرمایا ہے وہ منسوخ فرمادیں نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس جو چیز ہے وہ حاضر خدمت کر دے تو جن جن صحابہ کرام کے پاس جو بھی چیز تھی انہوں نے وہ دربار مصطفیٰ ﷺ میں پیش کر دی حتیٰ کہ معمولی مقدار کچھ چیزیں جن ہو گئیں اس کے بعد تاجدار کائنات ﷺ نے دعا فرمائی اور ان لیل اشیا میں ایسی برکت ہوئی کہ تمام لشکریوں کیلئے وہ چیزیں کافی ہو گئیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معجزہ کے صادر کرنے میں با اختیار بھی ہیں اور اس حدیث پاک سے اس عقیدہ باطلہ کا بھی رد ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا اپنے بارے میں یہ عقیدہ ہوتا کہ میری چاہت سے کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ حضرت عمر کو لوگ دیتے کہ تمہیں دعا کیلئے گزارش نہیں کرنی چاہیے کیونکہ میرے چاہنے سے تو کچھ ہوتا ہی نہیں لیکن بجائے اس کے کہ نبی پاک ﷺ ان کو ٹوکتے آپ نے ان کی عرض کو شرف قبولیت بخشا اور بارگاہ خلاق عالم میں دست دعا دراز کیے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشے ہوئے ان تھوڑی چیزوں میں لاکھ صحابہ کیلئے کفایت عطا فرمادی۔

نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر کا یہ نظریہ نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا تو وہ دربار رسالت مآب میں دعا کیلئے گزارش نہ فرماتے تو حضرت عمروہ ہستی ہیں جو مہمین میں سے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں نبی کریم علیہ السلام کا فرمان و نشان ہے۔

لقد كان في ما قبلكم من الامم محدثون فان يلبث في امتي احد فعمرو
(بخاری شریف)

ترجمہ:

پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن کی طرف الہام کیا جاتا تھا اگر میری امت میں کوئی اس صفت سے متصف ہے تو وہ عمر ابن خطاب ہے۔
جس طرح جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے۔

لو كان بعدی نبی لكان عمر

ترجمہ:

اگر بالفرض میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے اور مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ
ان الحق ينطق على لسان عمر
کے بے شک اللہ تعالیٰ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر کا یہ عقیدہ الہامی عقیدہ تھا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے الہام ہوا تھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں ایسی احادیث کی ترجمانی اٹھ سقرت علیہ الرحمۃ نے اپنی زبان شعری میں فرمائی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کجی کہیں
اسکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

تاجدار دو جہاں ﷺ کے کلی مختار ہونے پر اکتیسویں دلیل:

مشکوٰۃ شریف بشرح النہ الوفاء المسند رک میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ام مہدیہ کے خیمہ میں تشریف لے گئے وہاں ایک لائبریری کھڑی تھی۔ جو چلنے پھرنے سے عاجز تھی لیکن نبی کریم علیہ السلام نے اس سے اتنا دودھ نکالا کہ ان کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے اس حدیث کو امام حاکم نے اور علامہ ذہبی نے صحیح قرار دیا۔

وجہ استدلال:

یہ حدیث پاک اس امر پر صریح دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ جس بکری میں دودھ کی صلاحیت نہ ہو اس سے بھی دودھ حاصل کر لیتے ہیں لہذا ان لوگوں کو اپنے اس عقیدہ باطلہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے جس عقیدہ کی رو سے وہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام عاجز اور بے اختیار ہیں ان کی ایسی جہازوں کی وجہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

کرتے مہلکی کی باتیں کھلے بندوں اس پر یہ جہاں تیں

کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ای طرح ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں۔

ذکر رو کے فعل کا نے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مرکہ کہ ہوں میں امت رسول اللہ کی

جان دو عالم ﷺ کے متصرف فی العالمین ہونے کی تیسویں دلیل:

صحیح ابن حبان اور مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عبداللہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو سرکار علیہ السلام نے فرمایا ایسی بکری لے آؤ جس کے ساتھ نرے غنّی نہ کی ہو وہ لے آئے تو سرکار علیہ السلام نے اس بکری سے بھی دو دودھ حاصل کر لیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نبی پاک ﷺ کے اس معجزہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

نبی کل ﷺ کے مختار کل ہونے پر اکتیسویں دلیل:

بخاری شریف اور مسلم شریف کی شتیق علیہ حدیث ہے کہ کفار نے نبی کریم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ ﷺ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا تفسیر قرطبی اور فتح الباری کے اندر یہ اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم اسلام لاؤ گے۔ لیکن انہوں نے وعدہ کرنے کے باوجود اور چاند کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود اسلام قبول نہ کیا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی اگلی کے اشارے سے آٹھ لاکھ میل دور چمکنے والے چاند کو دولت کر کے رکھ دیا تو اس سے نبی پاک ﷺ کا آسمانوں کے اندر بھی متصرف ہونا ثابت ہو گیا۔ تو اہل سنت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام آسمان کے اندر بھی متصرف ہیں اور زمین کے اندر بھی۔

نور مجسم شفیق معظم کے متصرف ہونیکی تیسویں دلیل:

مشکوٰۃ شریف۔ مسند امام احمد۔ داری اور المسند رک کے اندر حدیث پاک

موجود ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک اعرابی حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ کون آپ کی نبوت پر گواہی دیتا ہے۔

نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا وہ درخت جو اس طرف کھڑا ہے۔ سرکار علیہ السلام نے اس درخت کو بلایا اور اس سے تین دفعہ گواہی طلب کی تو درخت نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم روف الرحیم ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور پھر واپس درخت اپنی جگہ پر چلا گیا اور وہ اعرابی مسلمان ہو گیا علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام حاکم نے مستدرک میں اس کو صحیح قرار دیا ہے علامہ بیہقی نے مجمع الزوائد میں فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے صراحت پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نباتات و بہارات پر بھی حکومت عطا فرمائی ہے۔
علامہ ابوہریری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور تصدید و تصدیقہ بردہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جاءت لدعوى الا شجار ساجدة

لعمشى اليه علمى ساقى دلا قدمه

نوٹ:

اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں لکھتا ہے کہ یہ تصدیقہ مبارکہ الہام خداوندی سے لکھا گیا۔

تاجدار ہر دوسرا کے متصرف ہونے پر تین تیسویں دلیل:

جامع ترمذی کے اندر حدیث پاک ہے کہ ایک اعرابی نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ سے کس پناہ میں عرض کیا کہ میں کیسے بچاؤں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر میں بھجور کے اس خوشے کو بلاؤں تو کیا تو میری نبوت کی تصدیق کرے گا؟ ۱۹۲ نے کہا جی ہاں تو نبی کریم ﷺ نے بھجور کے خوشے کو بلایا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ واپس بھی چلا گیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ بیہقی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام نباتات پر بھی حاکم ہیں۔

احمد مختار علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر چوتھیں دلیل:

صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم روف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

الله يعطى وانما انا قاسم

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرت ماعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ارشاد

فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علم بھی تقسیم کرتے ہیں اور اموال بھی تقسیم کرتے ہیں اور تمام دینی و دنیاوی نعمتیں نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھوں سے نکلتی ہیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے سید دو عالم ﷺ کا کونین کی نعمتوں کو بانٹنے والا ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اور اسی حدیث پاک کی ترمذانی بریلی کے تاجدار نے یوں فرمائی۔

نعمتیں بانٹنا جس سمت وہ ڈیشان گیا

ساتھ ہی دشمنی رحمت کا قلمدان گیا

رحمت دو عالم ﷺ کا اختیارات کلیہ کے حامل ہونے پر پینتیسویں دلیل:

مسند ابو یعلیٰ میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا مالک الناس اور نبی کریم علیہ السلام اس بات کو سن کر خاموش رہے منع نہیں فرمایا۔ (مسند ابو یعلیٰ جلد ۶)

نوٹ:

مجمع الزوائد میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

وجہ استدلال:

جب نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ تمام لوگوں کے مالک ہیں تو نبی پاک علیہ السلام کا عقیدہ بھی یہی ہوا کہ آپ تمام لوگوں کے مالک

ہیں کیونکہ اگر یہ بات غلط ہوتی تو نبی پاک علیہ السلام منع فرما دیتے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو غلط اعمال اور عقائد سے بچائیں۔ اگر مولوی سر فرار صاحب صفدر کو لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی فکر ہے اور وہ ہر وقت بزعم خویش اس امر میں کوشاں رہتے ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے معبود غلط عقائد کے خاتمے اور لوگوں کو شرک سے ہٹا کر سچا الٰہ موحّد بنانے کیلئے فرمایا ہے تو ان کا لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے بارے میں کیا حال ہوگا۔

شب اسری کے دولہا علیہ السلام کے مالک اختیارات کلیہ ہونے کی چھتیسویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں سرکار کا فرمان ڈیشان ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھا ایک آدمی آپ اس نے ایک قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا نبی کریم علیہ السلام نے اس کی قرأت کی تصدیق فرمائی پھر دوسرا آدمی آیا اس نے دوسری قرأت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اس کی بھی آتائے عابین نے تائید فرمائی اور ایک آدمی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پہلے دونوں حضرات سے مختلف طریقے سے قرأت کی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی تصدیق فرمائی حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایسی کھڈی پیدا ہوئی جو نور ایمان سے پہلے بھی پیدا نہیں ہوئی تھی جب نبی پاک نے میرے دل کی کیفیت کو دیکھا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میرے دل سے سب کھڈی بے ڈنک ہو گئی اور ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور نبی آخر الزمان ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے دوبارہ مجھے ایمان کی دولت نصیب ہوئی اور میرا دل نور ایمان سے روشن ہو گیا۔

نوٹ:

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اشرفل تھانوی نے التلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث پاک میں نبی کریم علیہ السلام کے تصرف کا ثبوت ہے تو اگر مخالفین حدیث پاک کو نہیں مانتے تو کم از کم اپنے حکیم الامت کی بات کو تسلیم کر لیں کیونکہ وہابی حضرات کے دل میں نہ قرآن کی عظمت ہے نہ حدیث رسول کی عظمت ہے بلکہ صرف اپنے اکابرین کا احترام ہے اسی لئے اپنے اکابرین کی گستاخانہ عبارتوں کو درست تسلیم کر کے اپنے آپ کو جہنم میں لے جا رہے ہیں تو ان کو چاہیے کہ اپنے اکابرین کی ان عبارات کو بھی مانیں جن سے شان رسالت مآب ﷺ ظاہر ہوتی ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک میں اس امر کا وافر سامان موجود ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کی عطا سے اس امر پر قادر ہیں کہ ظلمت کفر کو نور ایمان سے تبدیل فرمادیں اسی لیے امام رازمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان الله اعطاهم القدرة مالا جله يتصرفون في بواطن الخلق

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ایسی قدرت عطا فرمائی جس کے ذریعے وہ ظلمت کے دلوں میں تصرف کر سکتے ہیں۔

سید المرسلین ﷺ کے حاکم ہونے پر سینتیسویں برہان:

صحیح مسلم شریف میں سرکار علیہ السلام نے ما یطوق عن العوی والی زبان سے

ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے اندر ایک لڑکا تھا جو ایک راہب کے زیر تربیت تھا سرکار علیہ السلام اس لڑکے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

کان ذاللت الغلام ابوی الاکمه والابوص یداوی الناس من سائر الادواء ترجمہ:

وہ لڑکا اور زائد اوروں کو ٹھیک کرتا اور برس کے بیماروں کو تندرست کرتا اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کیا کرتا تھا۔

وجہ استدلال:

جب بنی اسرائیل کے راہب کی صحبت میں رہنے والا ایک لڑکا اتنا بااختیار ہو سکتا ہے کہ برس کی بیماری کو ختم کر دے اور اندھوں کو آنکھیں دے دے اور باقی بیماریوں کا علاج کرنے پر بھی قادر ہو (من حیث الکسب) پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور تمام انبیاء کے سردار ہیں پھر آپ کے بارے میں یہ کہنا کتنی بڑی دیدہ دلیری ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک دینی نہیں نیز یہ کہنا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متصرف ہونے پر اڑتیسویں دلیل:

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سرانور رکھ کر نحو استراحت تھے اور نبی کریم علیہ السلام عصر کی نماز پڑھ چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے ابھی عصر کی نماز پڑھنا تھی تو نبی کریم علیہ السلام ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرماتے رہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو جب نبی پاک ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے پوچھا اے علی کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے دعا کی۔

اللھم ان علیا کان فی طاعتک وطاعت رسولک فاراد علیہ الشمس

ترجمہ:

اے اللہ ہے شک علی تیری اطاعت میں تھا اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس تو اس پر سورج کو لوٹا دے تو پھر سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ پھر طلوع ہو گیا۔

نوٹ:

اس حدیث کو امام محمدی نے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں فرمایا یہ حدیث صحیح ہے علامہ نور الدین عینی نے مجمع الزوائد میں فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ مولوی ادریس کاندھلوی اپنی کتاب سیرت مصطفیٰ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے۔

جو لوگ اس حدیث کی صحت کے بارے میں تفصیلی حوالہ جات دیکھنا چاہتے ہیں وہ راقم کی کتاب عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ان لوگوں کی شدید تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث پاک سے صراحتاً یہ ثابت ہو رہا

ہے کہ ڈوبا ہوا سورج نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے ہی واپس آگیا اور حضرت علی کی نماز قضا نہ ہوئی۔

نوٹ:

اس مضمون کی ایک حدیث معجم اوسط طبرانی میں ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے سورج کو تکلم دیا کہ کچھ دیر کے بعد غروب ہونا ابھی غروب نہ ہونا تو سورج کچھ دیر کے لیے رک گیا۔

علامہ حثیٰ مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور علامہ علی قاری نے بھی موضوعات کبیر میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی ترجمانی میں ملک خن کے شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی فرماتے ہیں۔

صاحب رجعت شمس و شفق القمر

نامہ دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت قبلہ ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں۔

سورج اٹنے پاؤں پلنے چاند اشارے سے ہوجاک

اندھے بھڑکی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ

مالک کونین رحمہ اللہ کے مختار کل ہونے پر انتالیسویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کی بارگاہ میں روتے ہوئے حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ آپ کی شان میں گستاخی کرتی ہے اس لئے میں سخت پریشان ہوں آپ میری والدہ کیلئے ہدایت کی دعا فرمائیں تو نبی کریم علیہ السلام نے دعا فرمائی اللھم اھد ام ابی ہریرہ۔

ترجمہ:

اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار کے دعا فرمانے کے بعد میں جب اپنے گھر کی طرف دوڑتے ہوئے گیا گھر کا دروازہ بند تھا اور میری والدہ غسل فرما رہی تھیں تو کچھ دیر کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور کلہ شریف پڑھ رہی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی اور نبی کریم علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دے رہی تھیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ضمیمہ وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کی پر زور تردید ہوتی ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہابی حضرات ہی ارشاد فرمائیں یہ ان کے ترجمان سرفراز خان صدر جن کی ساری عمر قرآن وحدیث اور اقوال علما کی تحریف معنوی کرتے ہوئے گزر گئی کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو آپ ان کی ہدایت چاہتے تھے یا نہیں اگر چاہتے تھے تو تمہارا یہ کلیہ نوٹ گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے ہی سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مسلمان ہو گئیں اور اگر سرفراز صاحب فرمائیں کہ سرکار علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ ابو ہریرہ کی والدہ مسلمان ہو جائیں تو پھر آپ علیہ السلام نے دعا کیوں کی؟ کیا معاذ اللہ سرکار کے دل میں اور بات تھی اور زبان پر اور بات تھی حالانکہ یہ وہابیہ کا شیوہ ہے۔

بقولون یا ہواہم مالیس فی فلوبہم

اس لئے امام اہل سنت علیہ الرحمۃ وہابیہ کی اسی عفت کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ذکاب فی ثیاب لب پہنکھ دل میں گستاخی

سلام اسلام حلقہ پہ کہ تسلیم زبانی ہے

محبوب رب المشرقین ﷺ کے تصرفات پر چالیسویں دلیل:

مشہد رک۔ ابن حبان اور ابو یعلیٰ میں طبرانی اور مجمع الزوائد کے اندر صحیح حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی جب موسیٰ علیہ السلام یہاں سے گزریں تو پھری لاش مبارک (جسد اقدس) کو اپنے ساتھ لے جائیں تو جب موسیٰ علیہ السلام وہاں (مصر) میں پہنچے تو لوگوں سے پتہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر انور کہاں ہے تو تمام لوگوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے اپنے والی جنت عطا فرمائیں اور میری جوانی واپس لوٹا دیں تو میں آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم کی طرف رہنمائی کروں گی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے تیری جوانی تو واپس لوٹا سکتا ہوں لیکن اپنے والی جنت تجھے عطا نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اپنے والی جنت عطا کر دو تو انہوں نے اس کو عطا فرما دی۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت عطا کرنے کے اختیار سے سرفراز فرمایا تھا جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام جنت عطا فرما سکتے تو نبی پاک علیہ السلام جن کے امتی ہونے کی تنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کرتے رہے ہیں۔ ان کی قدرت اور اختیار کا کیا عالم

ہوگا اور نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے ایک اعرابی کو فرمایا جو مانگتا ہے مانگ لے اس اعرابی نے کہا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک اونٹنی عطا فرما دیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے اعرابی تجھ سے تو وہ لاڑھی عورت جس نے موسیٰ علیہ السلام سے جنت کا سوال کیا تھا زیادہ مانگنے والی ثابت ہوتی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی سے جنت کا سوال کیا تو تجھے ہم نے اختیار دیا کہ جو مانگتا ہے مانگ لے اور تو نے اونٹنی کا مطالبہ کر دیا۔

تو نبی کریم علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مانگتا ہے مانگ لے تو وہ جنت بھی مانگ لیتا تو سرکار علیہ السلام عطا فرما دیتے اسی لئے تو فرمایا کہ تجھ سے تو وہ بڑیا اچھی تھی جس نے جنت کا مطالبہ کیا اور تو نے دنیوی مال کا مطالبہ کر دیا ہے حالانکہ مسلمان ہونے کے دعویدار کو جنت کی رغبت رکھنی چاہیے۔

كما قال الله تعالى: وفي ذلك فليتنافس المتنافسون

جنت کی نعمتوں کی رغبت کرنی چاہیے رغبت کرنے والوں کو۔ ویسے بھی جنت کی تمنا کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے جیسا کہ انہوں نے عرض کیا۔

واجعلني من ورثة جنة النعيم

اے اللہ مجھے جنت کے درمیان سے بنا دے۔

نوٹ:

بعض اہل سنت کھلانے والے نعمت خوان اور جموں نے صوفی جنت کی بہت تحقیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں جنت نہیں چاہیے ہمیں سرکار علیہ السلام کا در چاہیے تو ان

کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا پر غور کرنا چاہیے اور شرم و حیا سے کام لینا چاہیے جب اللہ کے خلیل جنت کے طلبگار ہیں تو پھر وہ جنت سے اتنی نفرت کیوں کر رہے ہیں پھر ان کا یہ کہنا بھی بڑا تعجب انگیز ہے کہ ہمیں سرکار کا در چاہیے کیوں کہ سرکار علیہ السلام نے اپنی قبر انور کو بھی جنت قرار دیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے۔

ما بين بيحي و منبري روضة من رياض الجنة

نیز موطا امام مالک میں حدیث پاک ہے کہ

ما بين قبوري و روضة من رياض الجنة

(بخاری شریف)

لہذا ایسے نعمت خوانان کو چاہیے کہ کرم فرمائیں ایسے الفاظ سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے لہذا انہیں توبہ کرنی چاہیے۔

وسيلتنا في الدارين ﷺ کے مختار کل ہونے پر

اکیا لیسویں دلیل:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھے اپنی شرم گاہ کی اور زبان کی حفاظت کی ضمانت دے گا میں اس کیلئے جنت کا ضمان ہوں۔ (بخاری شریف)

وجہ استدلال:

اگر نبی کریم ﷺ جنت کے مالک ہی نہ ہوں اور جنت آپ کے قبضے میں ہی نہ ہو تو پھر نبی کریم علیہ السلام جنت کی ضمانت کیسے دے سکتے ہیں؟

امام القسطنین محبوب رب المشرقین والمغربین کے مالک
کائنات ہونے پر بیالیسویں برہان:

ایک آدمی سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رسول اللہ میرے باغ کے اندر ایک آدمی کا کھجور کا درخت ہے اور وہ کبھی بلا وجہ بھی باغ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے اس کے اس طرح داخل ہونے سے پریشانی لاحق ہوتی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو فرمایا کہ تو اپنا باغ مجھے سچ دے اس نے کہا کہ نہیں میں باغ نہیں بیچنا چاہتا پھر سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ درخت مجھے بہہ کر دے تو اس نے دوبارہ انکار کر دیا۔ پھر شاہ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ درخت مجھے جنت کے درخت کے بدلے سچ دے تو اس نے اس پر بھی انکار کر دیا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ سے زیادہ بخیل وہی ہوگا جو اسلام کے معاملے میں بخیل ہو۔

نوٹ:

یہ روایت مسند امام احمد اور طبرانی شریف میں موجود ہے اللہ اربانی میں لکھا ہوا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا۔

وجہ استدلال:

اگر نبی کریم ﷺ جنت کے مالک نہ ہوتے تو پھر جنت کے پھلوں کی بیج دنیا میں بیٹھے ہوئے کیسے فرماتے کیونکہ جنت کے پھلوں کی بیج وہی کر سکتا ہے جو جنت کا مالک ہو۔

صاحب قاب قوسین ﷺ کے متصرف ہونے پر
تینتالیسویں دلیل:

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مستدرک علی الصحیحین میں یہ حدیث مبارک نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے دوبارہ جنت خریدی۔

نوٹ:

یہ حدیث جس درجے کی ہے اس حدیث پاک کا مطالعہ کرنے کے بعد وہابیوں کے دلیل سرفراز صاحب صفدر کے اس قول کا ردِ بلیغ ہو جاتا ہے جو اس نے اپنی کتاب دل کا سرور میں لکھا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام تو اپنے لئے بھی جنت کے مالک نہیں ہیں کسی اور کو جنت کیسے دیں گے۔ حالانکہ مولوی سرفراز صاحب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے تھا کہ نبی کریم علیہ السلام لوگوں میں جنت بانٹ رہے ہیں جو ہستی پاک لوگوں میں جنت تقسیم کر رہی کیا وہ اپنے لئے جنت کے مالک نہیں ہو سکتے۔ مولوی سرفراز صاحب صفدر نے یہ جو گل افشانی فرمائی ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ اس کے اکابر ظلیل احمد اور مولوی اسماعیل دھلوی نے اپنی اپنی کتابوں (براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان) میں لکھا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جنتی ہونے کا بھی علم نہیں ہے۔ حالانکہ مولوی سرفراز اور اس کے پیروا اگر سورۃ یس کا بھی مطالعہ کر لیتے تو ان کو وہاں حبیبِ نبی کا یہ قول نظر آ جاتا کہ جب اس کو جنت میں داخل کر دیا گیا تو اس نے کہا۔

بلیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین

ترجمہ:

کہ جب اس کو کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا تو اس نے کہا کہ کاش میری قوم جان لیتی جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور مجھے معزز لوگوں میں سے بتایا اسی طرح سورۃ بقرہ میں ارشاد رہائی ہے کہ

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

ترجمہ:

خوشخبری روان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کیلئے ایسے بارگاہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَالَيْتِهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ أَرْجَعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّاتٍ

ترجمہ:

اے مطمئنانہ نفس اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس حال میں کہ تو اللہ سے راضی ہو اور اللہ تجھ سے راضی ہو اور میرے نیک بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا

ترجمہ:

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کو جنت میں بالا خانے عطا فرمائیں گے ان احادیث مبارکہ کی صراحت اور آیات کی واضح دلالت کے باوجود مولوی سرفراز اور اس کے اکابر کا عقیدہ یہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو نہ اپنی نجات

کا علم ہے نہ اپنی امت کی نجات کا علم ہے تو جب دیوبندی حضرات نبی کریم علیہ السلام کو جنتی نہیں مانتے تو آپ کو جنت کا مالک کیسے تصور کر سکتے ہیں وہابی حضرات اس عقیدے کی وجہ سے عیسائیت کی راہ ہموار کر رہے ہیں کیونکہ اگر کوئی عیسائی کسی دیوبندی کو کہے کہ تمہارے نظریے کے مطابق تمہارے نبی علیہ السلام کو اپنے جنتی ہونے کا علم بھی نہیں تو پھر ان کا کلمہ پڑھ کر اور ان کا امتی بن کے کیا حاصل کرو گے ہمارے نبی کا کلمہ پڑھو جن کی شان تمہارا قرآن بیان کر رہا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ يَوْمٍ وَلَدَتْ أُمُّوتٍ وَيَوْمٍ أَمُوتُ وَيَوْمٍ أُبْعَثُ حَيًّا

حضور سیدنا جد الحسن والحسين علیہ السلام کے متصرف ہونے کی چوالیسویں برہان:

منکوہ شریف اور داری شریف میں حدیث پاک مرقوم ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي

ترجمہ:

قیامت کے دن تمام عزتیں اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ اور امام ابو نعیم نے دلائل الغیۃ میں یہ الفاظ نقل کیے۔

مفاتيح الجنة يومئذ بيدي

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کا جنت کا مالک ہونا مہر منبر کی طرح عیاں ہوتا ہے اسی لیے تو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی

قدس سرہ العزیز نے یوں بیان فرمایا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اور ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

نبی کریم الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے پر بینتالیسویں

دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ تو اس نے کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (یعنی میرا دائیں ہاتھ شل ہے کہ فی الواقع اس کا دائیں ہاتھ خراب نہیں تھا اس نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اس طرح کہہ دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو دائیں ہاتھ کبھی بھی بلا نہیں سکے گا اس کے بعد اس کا دائیں ہاتھ کبھی اس کے منہ کی جانب نہ اٹھ سکا۔

وجہ استدلال:

آپ کے اس فرمان عالی شان سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی زبان فیض تربیان مکمل کن کا حکم رکھتی ہے۔ غالباً اسی حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے امام اہل محبت نے فرمایا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کبھی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

شفیع المذنبین ﷺ کے مالک کو نین ہونے پر چھیالیسویں

دلیل:

مشکوٰۃ شریف میں حدیث مبارکہ ہے۔

عادی الارض لله ورسوله

ترجمہ:

ویران زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی ہے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بتاتی اور طبری شریف میں بھی موجود ہے اور اس کی سند حسن

ہے۔ ایک اہم اشکال اور اس کا جواب

(الترغیب والترہیب، مجمع الزوائد، تنقیح الرواۃ)

وہابی حضرات یہاں ایک اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام پوری روئے زمین کے مالک ہیں اور جو زمین نے دیکل پیش کی ہے اس سے صرف ویران زمین کا ہی مالک ہونا واضح ہوتا ہے تو یہاں دعویٰ عام ہے دیکل خاص ہے تو تقریب تام نہیں ہے۔

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہاں اگر اس اشکال کو مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف ویران زمین کا مالک ہی ہے ویران زمین کی تخصیص

اس لئے کی گئی ہے کہ اس زمین کا بظاہر بھی کوئی مالک نہیں ہوتا۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لعن الملک اليوم

ترجمہ:

آج کے دن ملک کس کا ہے۔

تو یہ فرمان عالی شان اس لئے ہے کہ وہاں اس دن ظاہری طور پر کسی کی بادشاہی نہیں ہوگی۔

راحۃ العاشقین علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر سینا یسویس دلیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی بہت ساری احادیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ چادر پھیلاؤ انہوں نے چادر کو پھیلایا تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنا خالی ہاتھ چادر میں رکھا پھر سرکار علیہ السلام نے حکم دیا کہ اپنی چادر کو اپنے سینے کے ساتھ لگاؤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے چادر کو سینے کے ساتھ لگایا اس وقت سے لے کر آج تک مجھے کوئی حدیث بھولی نہیں۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں مذکور ہے۔

مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

انیس الغریبین علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر اڑتا یسویس دلیل:

حضرت محمد حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مبارک گرم ہانڈی کے گرنے کی وجہ سے جل گئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا دی تو ان کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک نسائی شریف اور شفاء شریف میں موجود ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کا دافع البلاء ہوتا اور شکل کشا ہوتا بالکل واضح ہے۔ تو اس حدیث پاک سے ان خفاء کے اس نظریہ کا ابطال ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ خود ہی بنظر انصاف ارشاد فرمائیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس صحابی کے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کیلئے شفاء یاب ہونے کیلئے دعا فرمائی تو یقیناً آپ چاہتے تھے کہ ٹھیک ہو جائے تو معلوم ہوا اس عقیدہ کا نبی کریم ﷺ کے نظریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ سرکار علیہ السلام کا اپنی ذات کے بارے میں وہ نظریہ نہیں ہے جو یہ لوگ ہمیں رکھنے کی ترفیب دیتے ہیں ہم وہ عقیدہ رکھنے کے پابند ہیں جو عقیدہ ہمیں نبی پاک ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔

اور ہم اس نظریہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جو اسماعیل دھلوی نے ہمیں

دیا۔ ہم وہابی حضرات سے یہی گزارش کریں گے اگر اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہتے ہو تو اسماعیل دہلوی کو چھوڑ کر نبی کریم علیہ السلام کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لو ورنہ جہنم کی آگ اس آگ سے اہتر درجے زیادہ سخت ہے۔ اگر تم تو یہ نہیں کرو گے تو اس آگ میں داخل کیے جاؤ گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

نبی کریم ﷺ کے متصرف ہونے پر انچاسویں دلیل:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا است رقرار تھا۔ نبی کریم ﷺ اس پر ایک مرتبہ سوار ہوئے تو سرکار علیہ السلام کی برکت سے وہ اتنا تیز رقرار بن گیا کہ کوئی گھوڑا بھی تیز رقاری میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف کے اندر موجود ہے بخاری شریف کے اندر ہی حدیث پاک ہے کہ سرکار حضرت ابوطمرہ کے گھوڑے پر تشریف فرما ہوئے تو سرکار نے فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پایا ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے سرکار علیہ السلام کا متصرف ہونا اور جانور کی است رقاری کو تیزی میں تبدیل کر دینا اظہر من الشمس ہے۔

باب دوم

نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے کا ثبوت کل علماء کے اقوال کی روشنی میں:

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ:

الجوہر المظم میں فرماتے ہیں ہو هو خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزان کرمہ وموالید نعمہ تحت یدہ وارادہ یعطی من یشاء ومن یشاء (الجوہر المظم ص ۳۲)

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانے اور نعمتوں کے سب دسترخوان نبی کریم علیہ السلام کے قبضے میں دے دیئے ہیں آپ جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جس کو چاہے عطا نہ فرمائیں۔

علامہ فاسی کا ارشاد:

کل ما ظہر فی العالم فانما یعطیه سیدنا محمد ﷺ فلا ینخرج من الخزان الالہیۃ شی الا علی یدہ۔ (مطالع الممرۃ ص ۵۵)

ترجمہ:

جو کچھ کائنات میں کسی کو نصیب ملتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے ملتی ہے

اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے نبی کریم ﷺ کے سخاوت والے ہاتھ سے ملتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ارشاد:

حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور اتمام امت بر ممال ہیران
و مرشدان می پر مستند و امور تکوینیہ و بابائشان وابستہ می دانند۔
(تختہ اشاعر شریعہ ص ۲۲۳)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی تمام اولاد کو پوری امت انتہائی عقیدت کے ساتھ اپنا پیچہ اور مرشد مانتی ہے اور کائنات کے تمام امور کو ان سے وابستہ سمجھتی ہے۔

نوٹ:

مولوی سرفراز صاحب صفحہ اپنی کتاب اتمام البرہان میں لکھتے ہیں کہ ہم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا روحانی باپ تصور کرتے ہیں۔ اور ان کا فیصلہ ہمارے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو امید ہے کہ حضرت یہاں بھی کرم فرمائیں گے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے مسلک اہلسنت کی حقانیت کے قائل ہو جائیں گے۔

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد:

کنیتہ ﷺ ابو القاسم لانہ علیہ السلام بقسم الحجة بین اہلہا
(طحطاوی علی الجرائق) کذا فی الزرقانی علی الموابہ

ترجمہ:

نبی پاک ﷺ کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے کہ آپ جنت کو مستحقین کے درمیان تقسیم کرتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد:

حضرت بھی اپنی بخاری شریف کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس تمام اہل جہان کے رزق اور روزی کے خزانے ہیں تاکہ آپ ان کی اتنی مقدار نکال کر دیں جو وہ آپ سے طلب کریں جو بھی اس جہان کے رزق میں ظاہر ہو چکا ہے وہ نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے۔

(زرقانی ج ۵ ص ۲۶۰) (ارشاد الساری جلد ۶ ص ۳۵۵)

اسی طرح کی عبارت ملا علی قاری نے شرح شفا جلد دوم صفحہ ۲۰۹ پر لکھی ہے۔ اسی مضمون کی عبارت نسیم الریاض جلد دوم ص ۲۰۹ پر بھی موجود ہے۔ اور ملا علی قاری نے شرح شفاء جلد اول ص ۳۷۱ پر اسی مضمون پر مشتمل عبارت تحریر فرمائی ہے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی:

دیوبندیوں کے شیخ احمد مولوی محمود الحسن نے اپنی کتاب اولیٰ کاملہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ بعد از خدا مالک اعظم ہیں۔ عالم جمادات ہوں یا نباتات یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم سب کے آپ ﷺ مالک ہیں۔

(اولیٰ کاملہ ص ۱۵۲)

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

الفضل ماشہدت بہ الا عدا

اسی طرح حدیث پاک ہے کہ سر کا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان الله ليود هذا الدين بالرجل الفاجر (بخاری شریف)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے بھی دین کی تائید کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

آپ اپنی کتاب تھناتا عشریہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی گردنوں کے مالک ہیں۔ اور تمام روئے زمین کے مالک ہیں اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ بات زیور سے نقل فرمائی ہے۔

نوٹ:

چونکہ مخالفین یہ سمجھتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز ہمارے عقائد کے حامل تھے اس لئے ہم نے ان کے دغم کے مطابق ان کو مخالفین میں شمار کیا ہے ورنہ آپ علیہ الرحمۃ ہمارے بھی بزرگ ہیں۔

بانی دیوبند قاسم نانوتوی کا ارشاد:

وہ اپنی کتاب قصائد قاسمیہ میں لکھتے ہیں۔

فلک پہنچی وادریں ہیں تو خیر سی

زمین پہ جلوہ نما ہیں احمد مختار

نبی پاک علیہ السلام کا یہ ارشاد پاک کتنا اچھا ہے اور سچا ہے۔

ان الله تعالیٰ ليود هذا الدين بالرجل الفاجر

بے شک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے بھی دین کی تائید کرواتا ہے

(بخاری شریف)

نیز عربی کا مشہور مکتولہ ہے۔

الفضل ماشہدت بہ الاعداء

ترجمہ:

فضیلت وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

انور شاہ کشمیری کا ارشاد:

کشمیری صاحب اپنی مسروق شرح بخاری فیض الہاری میں لکھتے ہیں کہ مولیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی صرف آنکھ پھوڑنے پر اکتفا فرمایا ورنہ آپ علیہ السلام کے نگہ کی طاقت کا عالم یہ ہے کہ سات آسمان و زمین کو تباہ کر کے رکھ دیں۔
(فیض الہاری جلد چہارم صفحہ ۶۷۶)

نوٹ:

انور شاہ کشمیری نے یہ بھارت ایک مشہور حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت سیدنا مولیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھے بغیر روح قبض کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے غضبناک ہو کر ان کو تھپڑ مارا اور آنکھ پھوڑ دی حضرت ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

ارسلنی الی عبد لا یرید الموت فقد فقع عینی فرد الله الیہ عینہ

ترجمہ:

تو نے مجھے اپنے ایسے بندہ کی طرف بھیجا جو موت کا ارادہ نہیں رکھتا تو اس نے میری آنکھ پھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت کو آنکھ واپس کر دی اور

فرمایا کہ جا کر ان سے عرض کرو کہ آپ مجھ سے کی پشت پر ہاتھ رکھ دیں جتنے ہاں
نیچے آئیں گے اتنی عمر بڑھا دی جائے گی۔

نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی موت و حیات
میں با اختیار ہیں۔ جس سے وہابیہ کے اس عقیدہ کا رد ہو گیا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے
اسے کسی چیز کا اختیار نہیں۔

باب سوم

مجزہ کا مقدور انبیاء ہونا

آیات قرآنی کی روشنی میں:

اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے حکایت فرماتے ہیں۔
ابری الاکثمہ والابصر و احیی الموتی باذن اللہ

ترجمہ:

اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے
اللہ کے حکم سے۔

دیوبند کے شیخ مولوی شبیر احمد عثمانی اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے
ہیں۔ ”حضرت مسیح چونکہ فقہ جبریل سے پیدا ہوئے ہیں اس سببائی فقہ کو اسی نوعی
ولادت کا ایک اثر سمجھنا چاہیے۔ حضرت مسیح پر کمالات ملکہ و روحہ کا غلبہ تھا۔ اس کے
منااسب آثار ظاہر ہوتے تھے لیکن اگر بشر کو ملک پر فضیلت حاصل ہے اور اگر ابوالعشر
کو مجبور ملانگہ بنایا گیا ہے تو کوئی شبہ نہیں جس میں تمام کمالات بشریہ جو عبارت ہیں
مجموعہ کمالات روحانیہ و جسمانیہ سے اعلیٰ درجہ پہ ہوں گے اس کو حضرت مسیح سے افضل
ماننا پڑے گا اور وہ ذات قدسی مقامات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔“

نوٹ:

اس مضمون کی آیت سورۃ مائدہ میں بھی موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
واذ تخلق میں الطہن لہم الطہر باذنہ ففتح فیہا فتکون طہر اباضی

و قوعا الاکمه والا برص باذنہی واذا تخرج الموتی باذنہی

ترجمہ:

جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادر ذات ام سے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال نکڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے۔

دیوبند کے شیخ الاسلام شیر احمد عثمانی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خدا کے حکم سے افاضہ حیات کے قائل کا لبدا کی تیار کر دینا اس میں باذن اللہ روح حیات پھونکنا مایوس العلاج مریضوں کی حیات کو باذن اللہ بدون توسط اسباب مادیہ کے کار آمد اور بے عیب بنا دینا حتیٰ کہ مردہ لاشوں میں باذن اللہ دوبارہ روح حیات کو واپس لے آنا۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۲۵۲)

اس آیت سے استدلال پر دیوبند کے شبہات کا ازالہ:

وہابی حضرات بالعموم اور سرفراز خان صاحب مندر بالخصوص اس آیت کریمہ سے معجزہ کے اختیاری ہونے پر اہل سنت کے استدلال پر یہ شبہ وارد کرتے ہیں یہاں پر باذن اللہ کا لفظ ہے اور جہاں باذن اللہ آجائے وہاں بندہ کے کسب کا کوئی دخل نہیں ہوتا وہ مکمل اللہ کا فعل ہوتا ہے۔

اس شبہ کا ازالہ اس طرح کیا جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جہاں ارشاد فرمایا۔

انکم بمعا کلون وماعد عرون

تو یہاں باذن اللہ کا لفظ نہیں ہے۔ پھر معرض کو چاہیے کہ یہاں تو تسلیم کریں کہ یہ معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کے ارادہ سے صادر ہوتا تھا کیونکہ باذن اللہ موجود نہیں پھر وہابی

حضرت کا سائبہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ کوئی معجزہ نبی کے ارادہ سے صادر نہیں ہوتا کیونکہ وہابیہ نے یہ ضابطہ بیان کیا تھا جہاں باذن اللہ کا لفظ آئے وہاں باذن اللہ کا لفظ بولنے والے کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں ہوتا تو جہاں باذن اللہ نہ آئے وہاں تو ارادہ و اختیار ہونا چاہیے۔ نیز یوسف علیہ السلام کا ارشاد

اذھوا بقميصي هذا فالقوه علي وجه ابني يات بصيرا

تو یہاں بھی باذن اللہ کا لفظ نہیں تو کیا یہاں تسلیم فرما سکتے ہیں کہ یہ معجزہ اختیار سے صادر ہوا۔ اگر کہیں کہ یہاں بھی اس کے ارادہ کا دخل نہیں تو ان کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ باذن اللہ جہاں ہو وہاں کوئی اختیار نہیں وگرنہ ہے۔

اور نیز وہابیہ اگر اس امر پر اصرار کریں کہ جو فعل باذن اللہ واقع ہو وہاں اس فعل کے فاعل کا اس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا تو مندرجہ ذیل آیات کا کیا جواب دیں گے۔

ماکان لنفس ان تو من الا باذن اللہ

ترجمہ:

نہیں کسی نفس کیلئے کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ کے اذن سے۔

کیا وہابیہ یہاں کہیں گے کہ بندہ کے ایمان میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہے حالانکہ ایمان فعل اختیاری کا نام ہے کیونکہ جبر و اکراہ والا ایمان اللہ کی بارگاہ میں قبول ہی نہیں کیونکہ ایمان تصدیق اختیاری کا نام ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے

اذن سے۔

تو کیا جن لوگوں نے اطاعت رسول کی تو اضطراب کی ان کے ارادہ و اختیار کا کوئی دخل نہیں تھا۔

۳۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله.

بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے اذن سے غالب آجاتی ہیں۔ تو چھوٹی جماعتوں کے بڑی پر غالب آنے میں انکا کوئی اختیار و ارادہ نہیں ہے۔

۴۔ فھو موھم باذن اللہ۔

انہوں نے انکو شکست دی اللہ کے اذن سے۔

تو کیا ان کو شکست دینے میں داؤد علیہ السلام کے لشکر کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں تھا۔

۵۔ وما ہم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ.

(جادوگر) نہیں نقصان دیتے کسی کو مگر اللہ کے اذن سے

حالانکہ اگر وہ جادو کے ذریعہ کسی کو نقصان پہنچائیں تو وہ اپنے اس فعل قبیح کے ارتکاب پر گنہگار ہوں گے اور گناہ اس فعل پر ہوتا ہے جو بندہ کے ارادہ و اختیار سے صادر ہو۔

۶۔ ما قطعتم من لينة او قرعتموها قائمة على اصولها فباذن الله.

جو تم نے کھجوریں کاٹیں یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑے چھوڑ دیا تو اللہ کے اذن سے تھا۔ تو کیا ان کے اس فعل میں ان کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں تھا۔

۷۔ قالہ نزلہ علی قلبہ باذن اللہ.

یہ قرآن (جبرئیل علیہ السلام) نے آپ پر اللہ کے اذن سے نازل کیا۔

تو کیا جبرئیل علیہ السلام کے قرآن شریف لانے میں ان کے ارادہ کو دخل نہیں تھا۔

۸۔ من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه.

کون ہے جو شفاعت کرے اس کی بارگاہ میں مگر اسکے اذن سے

تو کیا انبیاء علیہم السلام کو شفاعت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

۹۔ انا ارسلناک شاهداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنه.

بے شک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر بنا کر بھیجا اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے۔

تو کیا نبی کریم علیہ السلام کو دعوت الی اللہ میں کوئی ارادہ و اختیار نہیں تھا۔

۱۰۔ تنزل الملائکة والروح فیہا باذن ربهم.

اترے ہیں فرشتے اور روح الامین اس میں اپنے رب کے حکم سے۔

۱۱۔ ہا یہ سے ایک سوال ہے کہ جو تصانیف و تقاریر تبلیغ کا کام کرتے ہیں باذن اللہ کرتے ہیں یا بغیر اذن کرتے ہیں۔ اگر بغیر اذن کرتے ہیں تو اس آیت مقدسہ کا کیا معنی ہوگا۔

وما تشاؤون الا ان يشاء الله رب العلمین

تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو تمنا تم جہانوں کا رب ہے۔

اور اگر باذن اللہ کرتے ہیں تو ان کے ارادہ و اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوگا اور جب ارادہ و اختیار نہیں ہوگا تو ہا یہ کسی عمل پر مستحق ثواب نہیں ہوں گے۔ تو ان کے سارے اعمال ہمارے منظور ہو جائیں گے۔

۱۲۔ الم یکتب انزلناہ الیک لنخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربهم ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی تاکہ آپ نکالیں لوگوں کو اندھیروں

سے نور کی طرف ان کے رب کے اذن سے۔

۱۳۔ ہا یہ سے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کفار کو کفر سے اسلام کی طرف راغب کرتے ہیں تو ان کے نزدیک یہاں دعوت الی اللہ جہان مراد ہے۔ جبکہ ہمارے نزدیک آپ علیہ السلام کا مومل الی مطلوب ہونے

والا معنی مراد ہے اس آیت مقدسہ سے اہل سنت کے نزدیک جو معنی ہے اس کی تصدیق ایک اور آیت کریمہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هو الذي يصلي عليكم وملائكته ليحرمنكم من الظلمات الى النور
اللہ اور اس کے فرشتے مومنین پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں تاکہ مومنین کو کفر سے اسلام کی طرف نکالیں۔

اندھروں سے نور کی طرف نکالنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کو مقصود تک پہنچا دیا جائے۔ اسی لیے تو مفسرین نے یہاں سوال قائم کیا ہے کہ مومنین تو پہلے ہی کفر سے اسلام کی طرف نکلے ہوئے ہیں تو پھر اس آیت کا معنی کیا ہوگا کہ تم کو کفر سے اسلام کی طرف نکالے تو مفسرین نے جواب دیا کہ معنی یہ ہے کہ تم کو ہدایت پر قائم رکھے لیکن وہابی حضرت یہاں معنی یہ کرتے ہیں کہ اسلام کی دعوت مراد ہے۔

تو پھر بھی ان سے گزارش ہے کہ انبیاء کرام جو دعوت الی اللہ دیتے تھے تو کیا ارادہ اختیار کو دخل تھا یا نہیں۔ اگر فرمائیں کہ دخل نہیں تھا کیونکہ باذن کا لفظ آگیا ہے تو پھر اس آیت کے بارے میں ان کا کیا ارشاد ہوگا۔

ولقد ارسلنا موسیٰ بائنا ان اخرج قوما من الظلمات الى النور
یہاں باذن کا لفظ نہیں تو کیا ارشاد فرمائیں گے کہ مومن علیہ السلام دعوت الی اللہ بالاختیار دیتے تھے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام بالاضطرار دعوت دیتے تھے تو کیا اتنی ہوسے حلق ادا کر دیا یہ معنی کر کے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما اصاب من مصيبة الا باذن الله

تو یہاں باذن کا لفظ بھی ہے لیکن بندوں کا اپنا بھی کوئی عمل دخل ہے کیونکہ مصائب شامت اعمال بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ما اصابکم من مصيبة فَمَا

سبب ایذیک سے ثابت ہے۔

• وہابیہ کے اہم اشکال کا جواب:

وہابی حضرات اپنے قاعدہ کہ باذن اللہ جہاں آئے وہاں کوئی ارادہ و اختیار نہیں ہوتا ہے اس پر یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

وما كان للنفس ان تموت الا باذن الله

اس آیت سے ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بات ہے کہ کوئی جاندار نہ مرنے کا ارادہ ظاہر تو نہیں کرتی۔

استدلال کا جواب:

وہابیہ کے اس اعتراض کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ ان کی یہ دلیل اہل کی اقسام ثلاثہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ نہ قیاس نہ استقراء نہ تمثیل۔

نیز گزارش یہ ہے کہ جو بندہ خود کوئی کرتا ہے تو اسکے ارادہ و اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ اگر دخل نہیں ہے تو ارشاد باری تعالیٰ کا کیا معنی ہوگا۔ لا تقبلوا انفسکم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔

نیز اس ارشاد باری کا کیا معنی کریں گے۔

ولا تفلوا ابایدیکم الی التهلكة

نیز جب خود کوئی کو حرام قرار دیا گیا ہے تو حلت و حرمت افعال اختیار یہ سے اتفاق ہوتی ہے یا اضطرار یہ سے۔

وہابیہ کا یہ کہنا ہے کوئی آدمی اپنی خواہش سے نہیں فوت ہوتا۔ یہ قول احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے۔ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔ آپ علیہ السلام فرمایا کہ اللہ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ چاہے اس دنیا میں رہے یا اللہ سے

لے تو بندہ نے اللہ سے ملاقات کو اختیار کیا۔ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔
کہ انبیاء کرام کو جب بھی مرض و ضاعت میں مبتلا کیا جاتا ہے تو ان کو اختیار دیا جاتا ہے
کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو اللہ سے ملاقات کریں۔
بلکہ حدیث ہے کہ دلی کی وفات بھی اس کی مرضی سے ہوتی ہے۔

ما تروءت فی شئینا انا فاعله کثر دد عن نفس المؤمن یکره الموت وانا
اکره مساوئہ ولا یلدمنہ

ترجمہ:

نہیں متردد ہوا میں کسی شئی میں جسکو میں کرتا ہوں جتنا کہ تردد بندہ مومن
کی (روح قبض کرنے سے) ہوتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں اس کی تکلیف کو
ناپسند کرتا ہوں حالانکہ وہ ضروری ہے۔

جب بندہ ولی کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو مجھے ایسی صورت حال
پیش آ جاتی ہے جو کہ کسی معاملہ میں متردد کو پیش آتی ہے کیونکہ بندہ محبوب موت کو
پسند نہیں کرتا مجھے اس کی ناز برداری محبوب ہوتی ہے۔ اور موت کا وقت بھی ہے۔
پھر اللہ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جنت کا خوبصورت منظر اس کے سامنے کر دو اور
خوشخبری دو فرشتے آ کے خوشخبری دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا یتخافوا ولا
تحزنوا وابشروا بالجنة الیٰ کلتم توعدون۔

ترجمہ:

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر کہنے پر قائم رہے تو اترتے ہیں
ان پر فرشتے (جو یہ کہتے ہیں) نہ خوف کرو اور نہ غم گین جو خوشخبری قبول کرو جنت کی

میں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے تمہارے لیے اس میں وہ کچھ ہوگا جو تمہارے نفس
چاہیں گے اور تمہارے لیے اس میں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہو گے۔

وہابیہ کے ایک اور شبہ کا ازالہ:

کہتے ہیں کہ مارنا جلانا تو اللہ کا خاصہ ہے پھر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے
میں یہ کہنا کہ مردوں کو زندہ کرتے تھے یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ ان کو سوال اللہ سے کرنا چاہیے یا عیسیٰ
علیہ السلام سے کرنا چاہیے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

افتخر الموتی باذنی

واحی الموتی باذن اللہ

تو معاذ اللہ یہ غلط فرما رہے ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ

اللہ یتولٰی الانفس حین موتھا

قل یتولکم ملئک الموت الذی وکل یکم

اور اللہ تعالیٰ انہیں تولیے گا جب موت آئے گی اور وہابیہ کا جواب دیا کہ ارشاد فرمائیں گے نیز اگر وہابیہ نے شرح
میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی موت کو دے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے متزلزل کی طرف سے اشکال نقل کیا
کہ اللہ تعالیٰ ہی موت دے گا۔

ان یتولٰی المصلکۃ المقربون

موتور کہتے ہیں اس آیت سے یہ چلتا ہے کہ فرشتوں کا مقام عیسیٰ علیہ السلام سے
اوپر ہے۔ لیکن اس طرح کی مہارت جب بولی جاتی ہے کہ اس امر سے نہ دوزخ
کے بارے میں بارشائے اس طرح کی عبارت سے یہ چلتا ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی

طرف انتقال ہے۔

اس کے معجزات کو دیکھ کر ان کو خدا مان لیا ہے حالانکہ فرشتے ایسے امور خارقہ للعادات میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کو اللہ کا عبد ہونے سے کوئی نفرت نہیں۔

اگر آپ علیہ السلام کا ان معجزات میں کوئی ارادہ و اختیار نہ ہوتا تو فرشتے ان امور میں سے زیادہ قدرتوں کے مالک ہیں۔

کیونکہ جہاں اسم تفضیل کا صیغہ بولا جاتا ہے وہاں نفس شعی میں دونوں برابر ہوتے ہیں ان کا یہ جواب اس طرح دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو با اختیار سمجھتے ہیں لیکن فرشتوں کو زیادہ تجرد حاصل ہے۔ اس لئے انہیں زیادہ با اختیار مانتے ہیں۔ یہی جواب شرح مقاصد و موافق میں دیا گیا ہے نیز روح المعانی بتفسیر کبیر بیضاوی وغیرہ میں بھی یہی جواب ہے۔

نیز دیوبندیوں کو اپنے شیخ احمد سے پوچھنا چاہیے کہ اگر مردے زندہ کرنا صرف اللہ کا خاصہ ہے تو اپنے شیخ کے لئے یہ فعل کیوں ثابت کر رہا ہے اور اپنے شیخ کو عیسیٰ علیہ السلام پر کیوں فوقیت دے رہا۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

وہابیہ کا اعتراض سن کر یہ شعر بے ساختہ یاد آتا ہے۔

اے آتش باہن کوئے یار بھی کیسا عجیب ہے

کہ شگوفے چھوٹتے ہیں یہاں نت نئے

نیز وہابی حضرات سے گزارش یہ ہے کہ وہ یہ ارشاد فرمائیں کہ ان کے شیخ احمد کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ مردے زندہ کرنا زندوں کو مارنا خالص اللہ تعالیٰ کا

فعل ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے اس فعل خاص کو اپنے پیرو مشد کیلئے کیوں ثابت کیا۔ نیز وہابی حضرات یہ بھی ارشاد فرمائیں گے شنگوی صاحب مردوں کو زندہ کرتے تھے اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے تھے پھر حضرت خود کیوں مر گئے۔ کیا زور زیادہ لگ گیا تھا؟

نوٹ:

بعض چالاک دیوبندی وہابی اس شعر کی یہ باطل تاویل کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جابلوں کو عالم بنایا اور عالموں کو جابلے نہ بننے دیا لیکن یہ ان کی تاویل بالکل باطل و مردود ہے کیوں کہ ان کے شیخ احمد نے یہاں اپنے شیخ کو عیسیٰ علیہ السلام پر فوقیت دی ہے اور اگر مردوں کو زندہ کرنے سے مراد جابلوں کو عالم بنانا تھا اور زندوں کو مرنے نہ دینے سے مراد عالموں کو جابلے نہ بننے دینا تھا تو پھر عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کرنے کی کیا ضرورت تھی یہ وصف تو اللہ تعالیٰ کے ہر نبی میں موجود ہوتا ہے۔

نوٹ:

نیز دیوبندیوں کے شیخ احمد کے اس شعر سے پتہ چلتا ہے کہ دیوبندی اور قادیانی ایک ہی تھیلی کے چنے بنے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اسی طرح کہا تھا کہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

آس سے بہتر غلام احمد ہے

لہذا اس سابقہ بحث سے ثابت ہوا کہ وہابی حضرات کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ آیت کریمہ

ابری الاکثمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ

میں جن افعال کی نسبت یحییٰ علیہ السلام کی طرف پائی گئی ہے ان میں کسب ان کا تھا خلق اللہ تعالیٰ کی تھی تو کسب کی تعریف شرح عقائد اور مسلم الثبوت میں اس طرح کی گئی ہے کہ اپنے قصد و ارادہ کے ساتھ کسی امر کی طرف متوجہ ہو جانا اور اللہ رب العزت کا اس چیز کو عدم سے وجود کی طرف لے آنا یہ خلق ہے۔

اسب وہابی حضرات یہ ارشاد فرمائیں کہ جب یحییٰ علیہ السلام کے پاس ہر روز بچکان بچکان ہزار لوگ جمع ہو جاتے اور آپ علیہ السلام ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے یا جسم پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو مینائی عطا کرتے اور برص کے داغوں والوں کو تندرست فرماتے تو کیا ان کا ارادہ یہ نہیں ہوتا تھا کہ ٹھیک ہو جائیں آپ دیسے ہی ہاتھ پھیرتے تھے؟

وہابی حضرات جب اس آیت کے بارے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتے تو بس یہی کہہ دیتے ہیں کہ یہاں باذن کا لفظ ہے اور جہاں باذن اللہ کا لفظ آجائے وہاں اور جس کے بارے میں یہ لفظ بولا جائے وہاں محض اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ اور وہابی یہی آیت پیش کرتے ہیں۔

وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله

وہابیہ کے اس استدلال کے جواب میں ہم گذشتہ اوراق میں کافی تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔ نیز وہابی حضرات یہ ارشاد فرمائیں کہ اگر آیت مبارکہ

وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله

کا یہ مطلب ہے کہ کسی آدمی کے مرنے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہے تو پھر جو آدمی قتل ہو جائے تو پھر قتل عمد کی صورت میں قاتل پر قصاص کیوں ہے اور قتل خطا کی صورت میں قاتل پر دیت کیوں واجب ہے۔

نیز اگر وہابی حضرات کا یہ استدلال صحیح ہے تو پھر آیت کریمہ

قل يتوفكم الملك الموت الذي وكل بكم

ترجمہ:

اے محبوب تم فرما دو کہ تمہیں وفات موت کا وہ فرشتہ دیتا ہے جس کو تم پر مقرر کیا گیا ہے کا کیا مطلب ہوگا۔ نیز وہابی حضرات اس آیت کریمہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

وما اصابكم يوم النقي الجمعن فباذن الله

جو تم کو مصیبت پہنچی جنگ احد کے دن وہ اللہ کے اذن سے تھی۔ حالانکہ اس مصیبت کے پہنچنے میں مسلمانوں کی غلطی کا بھی عمل دخل تھا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فهدي الله الذين امنوا لما يخلطوا فيه من الحق باذنه

ترجمہ:

پھر ہدایت کی اللہ تعالیٰ نے گنہ گاروں کو جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے۔

تو کیا ان کے ہدایت پانے کے اندر ان کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں تھا؟ ہم گذشتہ اوراق میں شرح عقائد کی عبارت سے استدلال کر چکے ہیں کہ ان معجزات کے اندر سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے ارادے اور عمل کو اختیار تھا ہم مزید وضاحت کے لئے دوبارہ اس عبارت کے مضمون کو بیان کر رہے ہیں عام وہابی حضرات سے بالعموم اور سر فراز خان صفدر سے بالخصوص گزارش ہے کہ اس عبارت پر غور کریں۔

مختزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ملائکہ انبیاء کرام علیہم السلام سے انفس جیں انہوں نے اس دعویٰ پر دلیل دیتے ہوئے اس آیت سے استدلال کیا تھا۔

لن يستكشف المسيح ان يكون عبد الله ولا الملكة المقربون

ترجمہ:

نہیں نفرت کریں مسیح علیہ السلام اس امر سے کہ وہ اللہ کے عہد ہوں۔ اور نہ مقرب فرشتے معتزلہ کا استدلال اس طرح تھا کہ اس طرح کی عبادت میں انتقال ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف پایا جاتا ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ اس امر سے نہ وزیر نفرت کرتا ہے نہ بادشاہ تو ایسی عبادت سے پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ کا رتبہ وزیر سے زیادہ ہے تو معتزلہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہی پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرشتوں کا رتبہ زیادہ ہے۔ تو علماء اہل سنت نے معتزلہ کے اس استدلال کا جواب اس طرح دیا ہے کہ اللہ رب العزت اس آیت کریمہ میں عیسائیوں کا رد فرما رہے ہیں کیوں کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اور خوارق عادات افعال کو دیکھ کر ان کو خدا مان لیا تھا تو اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام باوجود اس کے کہ ان سے یہ خوارق عادات افعال صادر ہوتے انہیں اللہ تعالیٰ کا عہد ہونے میں کوئی عار نہیں اور نہ فرشتوں کو جو افعال خوارق المعادات میں ان سے زیادہ خزانوں کے مالک ہیں۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام ان خوارق المعادات افعال پر قدرت رکھتے ہی نہیں تھے تو علماء عقائد اور مفسرین نے یہ کیوں ارشاد فرمایا کہ فرشتے افعال خوارق المعادات میں ان سے زیادہ قدروں کے مالک ہیں کیوں کہ زیادہ قدروں کا مالک کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ نفس قدرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی ثابت ہے۔

کیونکہ اسم تفضیل کا صیغہ جہاں بولا جاتا ہے وہاں نفس شے کے ثبوت اور وصول میں مفضل اور مفضل علیہ دونوں برابر ہوتے البتہ مفضل میں وہ چیز مفضل علیہ کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے جس طرح کہا جائے کہ زیر عمر سے زیادہ عالم ہے تو نفس علم

میں تو دونوں برابر ہو جائیں گے البتہ زیر کا علم عمر سے زیادہ ثابت ہو جائے گا یا جیسا وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم نبی پاک کے علم سے زیادہ ہے لیکن وہابی حضرات نے علیہ السلام کے نفس علم کے تو قائل ہیں ہی۔

نیز وہابی حضرات یہ ارشاد فرمائیں اگر امور خوارق المعادات پر قدرت رکھنا شرک ہے تو پھر فرشتوں کو یہ کمال کیسے ثابت ہو گیا کیا وہابی حضرات کے دھرم میں فرشتے غیر اللہ نہیں؟ صرف انبیاء علیہم السلام غیر اللہ ہیں؟ اگر وہابی حضرات یہ کہیں کہ فرشتوں کیلئے بھی ایسی قدرت ماننا شرک ہے پھر آیت کریمہ فالمد برات امرا کا وہابیہ جواب دیں گے؟

وہابی حضرات سے یہی گزارش ہے کہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ راستہ جہنم کا ہے لہذا توبہ کر کے سنی ہو جائیں۔

اگر وہابی حضرات اپنے اس عقیدہ باطلہ پر اصرار کرتے رہیں گے کہ امور خوارق المعادات پر قدرت کا عقیدہ رکھنا شرک کا عقیدہ ہے تو پھر انہیں علامہ تفتازانی سے سید شریف جرجانی علامہ خازن علامہ مٹھی علامہ آلوسی امام رازنی علامہ ابو حیان المدنی علامہ بیضاوی علامہ خفای شیخ زادہ شارح بیضاوی علامہ بنوئی علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علامہ جمل علامہ قرطبی علامہ صاوی ان سب حضرات کو مشرب قرار دینا پڑے گا۔

اسی طرح علامہ کمال ابن ہمام مسایرہ میں علامہ شریف الدین عسری مسامرہ میں علامہ ابوالسود نے اپنی تفسیر ارشاد العقل میں یہی جوابات دیئے تفسیر زاد المسیر نیز علامہ عیساوی نے اپنی تفسیر غرائب القرآن میں یہی جوابات دیئے۔ تفسیر ابن کثیر اور دیلمیوں کے تفسیر الامت اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی تفسیر بیان القرآن میں یہی بات بیان کی ہے اسی طرح عقائد میں احناف کے امام ابومنصور ماتریدی اپنی تفسیر

ماتریدی میں یہی لکھتے ہیں۔ ان سب حضرات نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو فضیلت فرشتوں پر حاصل ہے وہ کثرتِ ثواب کے اعتبار سے ہے اور زیادہ امور خارقہ لاعداد پر قدرت ہوتا یہ فضیلت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ جس فضیلت میں اختلاف ہے وہ ایسی فضیلت ہے جو کثرتِ ثواب کی وجہ سے حاصل ہو اگر وہابی حضرات ان کتب کو نہیں مانتے تو پھر ایسی کتب انہوں نے اپنے مدارک میں داخل کیوں کی ہوئی ہے جو شرکہ مواد فراہم کریں۔

نیز تھانوی صاحب نے بھی یہی لکھا ہے اگر وہابی حضرات پرانے علماء کی بات کو نہیں مانتے تو تھانوی صاحب کی بات کو ہی مان لیں اور امور خارقہ لاعداد کا عقیدہ رکھنا شرک ہے کا عقیدہ ترک کر دیں کیونکہ اگر ان امور کے قائلین کو مشرک کہنا وہ ترک نہیں کریں گے تو ان کے تھانوی صاحب بھی مشرکین میں داخل ہو جائیں گے اور پوری دیوبندی قوم اس کو حکیم الامت مانتی ہے تو اس سے وہ ساری کی ساری مشرک ہو جائے گی اس لئے وہابی حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کی فکر کریں۔

اسے بلی خوش نما تجھ کو تو پڑی ہے گانے کی
مگر مجھ کو تو پڑی ہے تیرے آشیانے کی

ایک قابلِ توجہ نکتہ:

اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام پر احسان بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اٰتینا عیسیٰ ابن مریم البیت

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام علامہ ابو مسعود بیضاوی و جمل و فرطی: ومعجم التزیل و خازن و صاوی علی الجلالین و امام ماتریدی جو عقائد میں اس سنت کے امام ہیں تفسیر ابن جریر و نیشاپوری و روح البیان و روح المعانی و مدارک

خازنی علی البیضاوی و شیخ زادہ علی البیضاوی و ظہیری و تفسیر حینی اسی طرح دیگر علماء اکابر اسلام نے لکھا ہے کہ بیت سے مراد حجرات جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے مثلاً مردوں کو زندہ کرنا اندھوں کو آنکھیں دینا برص کے داغ والوں کو ٹھیک کرنا گھر میں چنبی ہوئی چیزوں کی خبر دینا۔

دیوبندیوں کے گھر کی گواہی:

دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی اس مضمون کی عبارت اپنی کتاب تفسیر عثمانی میں بھی لکھی ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو ان امور پر قدرت ہی حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا مقام احسان میں اس کو ذکر کرنا کیسے صحیح ہے اگر کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے لیکن نہ خود اس کو اس مال سے فائدہ حاصل کرنے کی قدرت دے اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی قدرت عطا فرمائے تو کیا یہ مال عطا کرنا اس پر احسان ہو سکتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر اپنی شان کریمانہ کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ضرب اللہ مثلا عبد اٰصلوکا لا یقدر علی شیء ومن رزقہ منادو
فاحسنا فہو ینفق منہ صر او جہرا۔

تو اس آیت سے پتہ چلا کہ جس کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے گا اور اس کو اس مال کے خرچ کرنے کی قدرت بھی عطا فرمائے تو ایسا مال اللہ تعالیٰ کا احسان ہو سکتا ہے۔

ایک اور قابلِ غور نکتہ:

وہابی حضرات کہتے ہیں کہ مردے کو زندہ کرنا اللہ ہی کا خاصہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس فعل کی نسبت مجازی ہے تو ہم ان کو عرض کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے ساری کے اس قول کو ملاحظہ کریں جب اس نے جبرئیل علیہ السلام کی

و حمایت کی شان جبرئیل علیہ السلام جیسے ہزاروں فرشتوں سے بھی زیادہ ہے تو پھر ان کی قدرت اور طاقت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اسی لئے فرمایا گیا۔

ہزاروں جبرئیل اندیش

بسوئے غریباں یک نظر

اور ہمارے امام نے فرمایا۔

جن کے تلووں کا دھون ہے آپ حیات

ہے وہ جان سیما ہمارا نبی ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فاضرب لهم طریقاً فی البحر یسا

ترجمہ:

پھر اہل دے ان کے لئے سمندر میں رستہ سوکھا۔

(پ ۱۶۔ سورۃ طہ۔ ترجمہ محمود الحسن)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے اسی بات کے موافق سمندر میں لاشی ماری جس سے پانی
کھینچ کر اسی آیت کے لئے ہوا کو حکم دیا کہ زمین کو فوراً خشک کر دے چنانچہ آٹا فانا
سمندر میں فکھ رستہ ہوا گیا۔

وجہ استدلال:

و اگر سیدنا محمد علیہ السلام ہجرہ کے اظہار پر قادر ہی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ
ان کو اس بات کا حکم نہ دیتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسی بات کا حکم نہیں دیتا کہ جس کے
انسان کا نامور قادر ہی نہ ہو۔

گھوڑی کے سوس سے مس ہو نیوالی مٹی کو زیورات کے اندر ڈالا تو وہ زیورات پھڑے
کی شکل میں تبدیل ہو گئے اور پھڑے میں آواز بھی پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ قرآن مجید
گواہی دیتا ہے کہ بنی اسرائیل نے کہا۔

حملنا اوزاراً من زینة القوم ففقدناها فكدلت القی السامری

فاخرج لهم عجلاً جسداً له خوار

ترجمہ:

لیکن اٹھوایا ہم سے ہماری بوجھ فرعون کے زیور کا سونہم نے اس کو پھینک دیا
پھر اس طرح ڈھالا سامری نے پھر نکالا ان کے واسطے ایک پھڑے کا ایک دھڑ جس
میں آواز گائے کی۔

قرآن مجید نے سامری کی بات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فقبضت قبضة من الوالرسول فنبذتها

پھر بھری میں نے ایک مٹھی پاؤں کے پیچے سے بھر میں نے وہ ڈال دی۔

وجہ استدلال:

جب جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی زندگی پیدا کرنے کا
سبب ہو سکتی ہے اگرچہ خلق اس زندگی کی اللہ کی طرف سے تھی۔

كما قال الله تعالى خلق الموت والحیوة

پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایدناه بروح
القدس آپ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنے میں عمل دخل کیوں نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ
بھی غور کرنا چاہیے کہ جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سوس سے مس ہونے والی
مٹی زندگی کے پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہے پھر نبی کریم علیہ السلام جن کی

معجزہ کے مقدور انبیاء ہونے پر تیسری دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاتْلُ الْبَحْرَ وَهُوَ انْهَمَ جَنْدُ مَغْرُقُونَ (سورۃ الدخان پارہ ۲۵)

اور چھوڑ جا دو یا کھٹما ہوا الہت وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

نوٹ:

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دریا سے پار ترکر چاہا کہ خشک راستے ختم کر دیئے جائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دریا کو اس حالی پر چھوڑ دو اور اس کی فکر نہ کرو کہ دریا میں جو رستہ بن گیا ہے وہ باقی نہ رہے اس کو اسی حالت میں چھوڑ دو یہ راستہ دیکھ کر ہی تو فرعون کے لشکر اس میں گھسنے کی ہمت کریں گے چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر اندر گھسے اس کے بعد خدا کے حکم سے سمندر کا پانی چاروں طرف سے آگریں گیا سارا لشکر اس طرح غرقاب ہو۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۵۰)

وجہ استدلال:

اس آیت کریمہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ معجزہ کے صادر کرنے میں انبیاء علیہم السلام با اختیار ہوتے ہیں تو اگر موسیٰ علیہ السلام ختم کرنے پر قادر نہ ہوتے تو اللہ رب العزت ان کو منع نہ فرماتا۔

معجزہ کے مقدور انبیاء ہونے پر چوتھی دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی

ترجمہ:

اور تو نے نہیں پھینکی مٹی خاک کی جس وقت پھینکی تھی اور لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال:

اس آیت میں اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ سے ایک فعل کی نفی بھی کی ہے اور اسی فعل کا اثبات بھی کیا ہے۔ تو علماء نے فرمایا کہ نفی جو ہے وہ خلق کی ہے اور اثبات جو ہے وہ کسب کا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے سبب اور اختیار سے صادر ہوتا ہے۔

اور یہ بھی فرق عادت فعل تھا کیونکہ عادت ایک مٹھی لشکریوں کے ہر روز سے کا رہا فارسی آگہ میں پہنچ جانا ناممکن ہے۔ جب ثابت ہو گیا کہ یہ خرق عادت فعل ہے اور نفی سے جو فرق عادت فعل صادر ہو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

اس آیت کی یہی تفسیر امام مسلمی نے تفسیر ہادک میں علامہ نیشاپوری نے تفسیر قرابہ انون میں اور علامہ خفای نے اپنی تفسیر عنایت القاضی میں اور عقائد میں علامہ محمد امین دہلوی نے اپنی تفسیر تاویلات اصل النسخہ میں اور امام رازی نے تفسیر قرابہ انون میں اور علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اور علامہ اسماعیل حقانی نے تفسیر قرابہ انون میں اور علامہ صاوی نے تفسیر صاوی میں اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تفسیر قرابہ انون میں اور علامہ علی قادری نے مرقاۃ میں فرمائی ہے۔

معجزہ کے مقدور انبیاء کرام علیہم السلام ہونے پر پانچویں دلیل:

صلوات سیدنا علیہم السلام کا ارشاد اللہ رب العزت نے نقل فرمایا کہ

انہوں نے اپنے درباریوں کو ارشاد فرمایا۔

یا یہا الملاء ایکم یا تبیسی بعر شہا قبل ان باتونی مسلمین قال عفريت من
الجن انا اتيك به قبل ان تقوم من مقامك وانى عليه لقوى امين قال
الذى عنده علم من الكتاب انا اتيك به قبل ان يرتد اليك طرفك
(پارہ ۱۹ سورۃ النمل)

ترجمہ:

اے درباریو! تم میں کوئی ہے کہ لے آئے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس
سے کہ وہ آئیں میرے پاس حکم بردار ہو کر بولا ایک دیوتوں میں سے میں لائے دیتا
ہوں تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں معتبر۔
بولادہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں تیرے
پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ۔

(ترجمہ محمود الحسن)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ ا
س میں بھی حضرت سلیمان کو کئی طرح بلیغ پر اپنی خدا داد عظمت اور قوت کا اظہار
مقصود تھا تا کہ وہ سمجھ لے کہ یہ نرے بادشاہ نہیں کوئی اور فوق العادت باطنی طاقت بھی
اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

وجہ استدلال:

کسی ولی کی کرامت بھی اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے اور اس آیت سے
صاف طور پر ثابت ہے کہ یہ کرامت حضرت آصف کے ارادہ سے ثابت ہوئی تھی۔
جب اسی کی کرامت ارادے اختیار سے صادر ہو رہی ہے تو کیا ان کے نبی

حفاظ اللہ معجزہ صادر کرنے میں بے اختیار ہوں گے؟ اور ان کی یہی حیثیت ہوتی تو
شبیر احمد عثمانی یہ نہ لکھتے کہ نرے بادشاہ نہیں کوئی فوق العادت باطنی طاقت بھی اپنے
ساتھ رکھتے ہیں شبیر احمد عثمانی کا یہ قول تب ہی سچا ثابت ہوتا ہے جب سلیمان علیہ
السلام کو معجزہ میں با اختیار مانا جائے ورنہ اس کے اس قول کا کوئی مطلب نہیں بنتا کہ
آپ باطنی طاقت بھی رکھتے تھے جب معجزہ پر قدرت بھی نہ ہو پھر فوق العادت باطنی
طاقت کیسے ثابت ہوگی۔

دیوبندیوں کے حکم الامت اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر بیان
القرآن میں لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام دکھانا چاہتے تھے کہ جو قوت میرے
مستغنیہ میں ہے جنوں میں بھی نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ جب سلیمان علیہ السلام کے
اسی خارق عادت امور پر قدرت رکھتے ہیں تو آپ علیہ السلام جو ان کے بھی مخدوم
آقا ہیں وہ تو بطریق اولیٰ خارق عادت امور پر قادر ہوں گے۔

(بیان القرآن ص ۴۷)

معجزہ کے مقدور انبیاء کرام علیہم السلام ہونے پر چھٹی دلیل:
اشہا، ہاری تعالیٰ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

وہ اعزازی وحب لی ملکنا لا یبغی لاحد من بعدی انک انت الوهاب
فیسم ذالک الریح بحری باعمرہ وحاء حیث اصحاب۔

ترجمہ:

اے میرے رب میرا قصور معاف کر دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو
میرے ہر کسی کو تیسرے ہو آپ بڑے دینے والے ہیں سو ہم نے ہوا کو ان کے تابع

کر دیا کہ وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے جاتی۔

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ مسلمان علیہ السلام کا معجزہ تھا جس کو انہوں نے اپنے رب سے طلب کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطا فرمایا تھا ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر فیضا پوری، تفسیر عنایت الکاظمی، تفسیر ابن جریر ابن کثیر، تفسیر ابوسعود، تفسیر صاوی، جمل، قرطبی، حازن، معالم التنزیل، مدارک البحر المحیط، روح البیان، روح المعانی، زاد المسیر، تفسیر ماتریدی، تفسیر کشاف، شیخ زادہ البیضاوی۔

ان تمام تفسیر میں اس امر کی وضاحت موجود ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ جتنا سامان ہم نے تم کو دیا ہے اس میں تجھ کو خازن و حارس نہیں بنایا جیسا کہ دوسرے ملک خزان ملک کے مالک نہیں ہوتے تاہم ہوتے ہیں بلکہ تم کو مالک ہی بنا دیا ہے مالکانہ تصرفات کے حق رہو۔ (بیان القرآن جلد ۲ ص ۸۸۹)

معجزہ کے مقدور انبیاء ہونے کا بیان احادیث کی روشنی میں:

حدیث نمبر ۱:

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ کافی صنادید قریش کی دعوت فرمائی سرکار علیہ السلام نے دعوت میں کبریٰ کا ایک بازو اور چار سیر دودھ مہیا فرمایا اور ان قریش کے سرداروں میں سے ہر ایک پورا بازو کھانے والا تھا اور ایک ایک صاع دودھ پینے والا تھا۔ لیکن نبی کریم علیہ السلام نے اپنی شانِ اعجازی کی وجہ سے اس مقدار کو تمام افراد

پر پورا فرمادیا اور ان کے کھانے کے بعد بھی کچھ مقدار بچ گئی۔

تنبیhati رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ذلک الخبزہ میں نقل فرمایا۔ اور امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور علامہ بیہقی نے مجمع الزوائد میں نقل فرما کر کے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ نبی پاک علیہ السلام کے قصد اور ارادے سے صادر ہوتا ہے تو اگر نبی کریم علیہ السلام یہی چاہتے تھے کہ یہ ایک سیر ہو جائیں تو سرکار علیہ السلام کے چاہنے سے ہی وہ سیر ہوئے اور عادتاً اس سے ان کا سیر ہونا ناممکن تھا۔

نوٹ:

دہلی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادے سے صادر نہیں ہوتا تو ان حضرات سے گزارش یہ ہے کہ جب وہ حضرات ارادہ نہ کریں پھر بھی اللہ تعالیٰ اس فعل کو پھیرا فرمادیتا ہے اور ان کی عزت افزائی فرما دیتا ہے تو جب وہ ارادہ کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اس فعل کو پھیرا کیوں نہیں کرے گا اور بطریق اولیٰ ان کی عزت افزائی کیوں نہیں فرمائے گا۔

حالاں اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کریم علیہ السلام سے کوئی ضد بازی یا مخالفت بازی ہے کہ جب ارادہ نہ کریں پھر تو معجزہ پیدا فرما دیتا ہے اور جب ارادہ کریں پھر پیدا نہیں فرماتا ہے۔

حدیث نمبر ۲:

جب نبی کریم علیہ السلام ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لارے تھے تو نبی کریم علیہ السلام حضرت ام معبد کے خیمہ کے پاس سے گزرے اور فرمایا کیا کوئی کھانے پینے کی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں پھر نبی کریم علیہ السلام نے وہاں ایک بکری کھڑی دیکھی سرکار علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ دیتی ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ دودھ دینے سے بالکل قاصر ہے بلکہ اس قابل بھی نہیں کہ یہ دوسری بکریوں کے ساتھ چل کر جاسکے تو سرکار علیہ السلام نے اس بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ام معبد کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر دیئے اور آپ نے خود بھی دودھ نوش فرمایا حضرت صدیق اکبر کو بھی عطا فرمایا اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت ام معبد اور اس کا خاوند سارے نبی پاک ﷺ کی غلامی میں داخل ہو گئے اور حلقہ گوش اسلام ہو گئے۔

امام حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں صحیح قرار دیا علامہ ذہبی نے بھی اپنی تحفہ میں حاکم کی موافقت کی ہے ابن کثیر نے الہدایہ والنہایہ میں بھی ذکر فرمایا۔ علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کو الوفا باحوال المعطوفی میں لکھا۔

علامہ ابن عبد البر نے اس حدیث کو الاستیعاب میں اور علامہ بغوی نے اس کو شرح السنہ میں نقل فرمایا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث سے بھی نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ صادر کرنے کے اندر با اختیار ہونا ظہر من الشمس ہے۔ کیوں کہ یہ بات اجلی بدیہات میں سے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تھا تو آپ چاہتے تھے کہ

دودھ نکل آئے اور اس سے دودھ کا نکل آتا یہ امر خارق للعادات ہے کیوں کہ عادتاً اتنی لاکھ بکری سے دودھ کا نکل آنا ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۳:

نبی کریم علیہ السلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں جب ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے کہا جو کسی کی بکریاں چارہ ہے تھے کہ ہمیں دودھ پلاؤ انہوں نے عرض کیا کہ میں دودھ چیش نہیں کر سکتا کیوں کہ میں کسی کی بکریوں کا دودھ بغیر مالک کی اجازت کے کسی اور کو پلانے کا مجاز نہیں ہوں تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی بکری لے آؤ جس سے نرنے ابھی تک جفتی نہ کی ہو جب وہ لے کر حاضر ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام نے اس سے بھی دودھ نکال لیا۔

سرکار علیہ السلام کے اس کمال اور معجزانہ شان کو دیکھ کر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ یہ حدیث پاک مستدرک امام احمد اور صحیح ابن حبان کے اندر موجود ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ہر اس شخص کیلئے جس کی اللہ تعالیٰ نے بصارت کو اندھا نہیں کر دیا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس معجزہ کو صادر کرنے میں نبی کریم علیہ السلام کے ارادہ کو دخل تھا اگر آپ ﷺ کا اپنے بارے میں وہی نظریہ ہوتا جو اسماعیل دھولوی نے پیش کیا کہ نبی کے چاہنے سے کچھ نکلتا ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ ایسی چھوٹی بکری لے آؤ جن کے ساتھ نرنے ابھی تک جفتی نہ

تو ہم اس نظریہ کے ماننے کے پابند ہیں جو سرکار علیہ السلام نے ہمیں بتلایا ہے نہ کہ اس نظریہ کو جو اسماعیل دھولی نے بتلایا ہے ہم اس کے ایسے نظریہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴:

ایک اعرابی نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لایا ہوں آپ مجھے ایسا سچرہ دکھائیے کہ میرے یقین میں اضافہ ہو جائے تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے تو اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جو درخت ادھر پار کھڑا ہے اس کو یاد تو سرکار علیہ السلام نے درخت کو بلایا تو وہ حاضر ہو گیا پھر اس نے کہا کہ یا رسول اللہ اب یہ واپس چلا جائے تو وہ واپس چلا گیا پھر اس نے سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تو سرکار علیہ السلام نے اسے سجدہ کرنے سے منع فرما دیا پھر اس نے ہاتھ پاؤں کو بوسہ لینے کی اجازت طلب کی تو سرکار علیہ السلام نے اجازت عطا فرمادی۔

امام حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں صحیح قرار دیا ہے البتہ علامہ ذہبی نے ارشاد فرمایا کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے صالح بن حیوان ہے جو کہ ضعیف ہے پھر اس کے بارے میں گزارش ہے یہ کہ قصائل اعمال میں اور فضائل رجال میں ضعیف حدیثیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ چہا کہ دو بندوں کے شیخ الاسلام ظفر احمد عثمانی اپنی کتاب علماء السنن میں لکھتے ہیں کہ

لا يخفى أن الضعاف مقبولة ومعمولة في فضائل الأعمال ومناقب الرجال على ما ربه في ضعیف حدیثیں فضائل اعمال میں اور مناقب رجال میں مقبول اور معمول بہا ہیں۔

نیز اس حدیث کی اور اسانید بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے اس حدیث کے متن میں قوت پیدا ہو جائے گی نیز ہمارا اصل مسئلہ تو صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ محض تائید کے درجے میں اس کا اقتدار کرنا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا۔

نیز صاحب قصیدہ بردہ امام بو صیری رحمۃ اللہ علیہ جس کے بارے میں اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ یہ قصیدہ الہام ربانی سے لکھا گیا ہے۔

حضرت امام بو صیری علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں
جاءت لدعوتہ الاشجار ساجدة
تمسلی الیہ علی ساقی ہلا قدم

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام کی دعوت پر درخت بھی سجدہ کرتے ہوئے اپنے تنوں پر اپنے قدموں کے چلتے ہوئے آئے۔

امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

اس حدیث پر

دو زبان جس کو سب کن کی کھچی کہیں

اس کی نائز حکومت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر ۵

حضرت رافع بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں درد تھا تو سرکار علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں اصاب دین ڈالا اور دعا فرمائی تو ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام جب چاہیں جس کو چاہیں اپنی شان اعلازی سے شفا عطا فرما سکتے ہیں۔

حدیث نمبر ۶:

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر گرم دیک کرنے سے ان کا ہاتھ جل گیا تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا کی کہ اے اللہ ان کو شفاء عطا فرما تو ان کا ہاتھ مبارک ٹھیک ہو گیا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام امور غیر عادی میں تصرف کرنے کی اہلیت کے حامل ہیں۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک نہایت شریف میں موجود ہے اور جو اس سے پہلے ہم نے حدیث نقل کی ہے وہ کثر احوال میں ہے اور الہدایہ والتبایہ میں حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ اس کی سند عمدہ ہے۔

حدیث نمبر ۷:

نبی کریم علیہ السلام کے پاس ایک یہودی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں کس طرح پہچانوں کہ آپ نبی ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلاؤں جو یہ گواہی دے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو پھر کیا تو مسلمان

ہو جائے گا۔ سرکار علیہ السلام نے کھجور کے خوشے کو بلایا وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ حدیث صحیح۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے قطعی طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوا کیوں کہ کھجور کے خوشے کا چل کر آپ کے پاس آنا اور پھر چل کر اپنی جگہ جانا یہ عمل خارق للعادت ہے اور یہ عمل نبی کریم علیہ السلام کے پاس سے ہی صادر ہوا اور معجزہ کی بھی یہی تعریف ہے۔

حدیث نمبر ۸:

جب اہل طائف نے نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کا ارتکاب کیا تو نبی کریم علیہ السلام ان کی اس گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے پریشان اور غمگین ہو کر رلیک فرما تھے جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس حالت کو بلائیے تو نبی کریم علیہ السلام نے اس درخت کو بلایا پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کو حکم دیجئے کہ یہ واپس چلا جائے تو آپ نے اس کو حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لئے کافی ہے۔

یہ حدیث پاک مشکوٰۃ شریف دارمی شریف اور سند امام احمد میں مذکور ہے علامہ رحمی نے مجمع الزوائد میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور فقہ الرافضی کے اندر بھی اس حدیث کی صحت کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۹:

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے مالک نے مکاتب بنایا اور ان پر پابندی لگائی کہ تم مجھے کھجور کے تین سو درخت لگا کر دو اور جب تک وہ کھجور کے درخت پھل نہیں لائیں گے تم بدستور میرے غلام رہو گے اور چالیس اوقیہ سونا مجھے دینا ہوگا تو نبی کریم علیہ السلام نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو تو صحابہ کرام نے ان کی امداد فرمائی کچھ صحابہ نے ان کو تیس کھجوریں دیں اور بعض نے بیس پیش کیں اور بعض نے پندرہ اور بعض نے دس اور بعض نے اپنی گنجائش کے مطابق پیش کیا حتیٰ کہ تین سو کھجوروں کے درخت جمع ہو گئے پھر نبی کریم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو لگایا حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ پھر تمام کھجوروں کے درختوں نے اسی سال پھل دیا اور کوئی درخت بھی ایسا نہ رہا جس نے پھل نہ دیا ہو اب چالیس اوقیہ سونا بظاہر دیا گیا تو نبی کریم علیہ السلام کے پاس ایک جنگ سے مرثی کے انڈے کی مقدار سونا آیا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ فارسی مکاتب کدھر ہے جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ یہ لے لو اور جو تم پر قرض ہے (بدل کتابت کے) اس کو اس کے ذریعے ادا کرو تو حضرت سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے ذریعے میرا بھائی بھرم کر قرضہ کیسے ادا ہوگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے لو اللہ تعالیٰ تمہارا قرضہ اس کے ذریعے پورا کر دے گا تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو تو لاؤں گا ہے اس ذات پاک کی جس کے بقدر قدرت میں میری جان ہے وہ سونا پورا چالیس اوقیہ تھا۔

حضرت سلمان نے پھر وہ اپنے مکاتب دے دیا اور آپ آزاد ہو گئے۔

متحد کبیر طبرانی جلد ۷ ص ۲۳۶ مسند امام احمد جلد ۵ ص ۲۳۱ تا ۲۳۲ اور

الکافی جلد اول ص ۸۰ تا ۸۱ سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۳۱ تا ۲۳۲ تاریخ جلد اول ص ۱۶۹ تا ۱۷۰ سیر اعلام النبلاء للذہبی جلد اول ص ۵۰۶ تا ۵۱۱ علامہ نور الدین مثنیٰ مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس کو امام احمد نے روایت کیا اور طبرانی نے اسے امام احمد اور طبرانی کے راوی بخاری کے راوی ہیں سوائے ایک راوی کے مگر وہ بھی صحیح ہے۔

اور ایک اور سند کے بارے میں بھی فرمایا کہ اس کے راوی بھی بخاری کے راوی ہیں سوائے عمر بن فرہ کے اور وہ بھی ثقہ ہے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۳۶ ہمارے سرفراز احمد خان صاحب صفدر اپنی کتاب تسکین الصدور میں لکھتے کہ علامہ نور الدین مثنیٰ نے فاضل اور جامع ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح اور ضعیف حدیثوں کو پرکھنے کا قوی عینک بھی عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت ابنی دوسری کتاب احسن الکلام میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اپنے وقت میں اگر علامہ مثنیٰ کو صحیح اور ضعیف کی پرکھ نہیں تھی تو اور کس کو تھی۔ تو حضرت کے ان ارشادات کے بعد ہم آپ سے عرض کریں کہ علامہ مثنیٰ نے اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا ہے تو حضرت کرم فرماتے ہوئے اس حدیث کے مضمون پر بھی ایمان لائیں گے اور کیا اس ذات کو تسلیم فرمائیں گے کہ مجھ کو نبی پاک علیہ السلام کے ارادہ سے صادر ہوتا ہے کہ یہ حدیث پاک اس امر پر قطعی الدلالات ہے کہ یہ خرق عادت کام نبی کریم علیہ السلام کے ارادہ سے صادر ہوا کیوں کہ عادت مرثی کے انڈے بخفی مقدار کے سونے کا پانچ اوقیہ جتنے سونے میں تبدیل ہو جاتا یہ محال امر ہے اور حضرت سلمان فارسی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جب وہ سونا تولہ گیا تو چالیس اوقیہ ثابت ہوا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور سے کوئی حصہ عطا فرمایا ہو اس حدیث پاک سے بخوبی اندازہ لگایا کہ مجھ کو انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادہ سے صادر ہوتا ہے البتہ جو لوگ

انفص رسالت میں اندھے ہو چکے ہوں اور امام الانبیاء علیہ السلام کی تنقیص میں مصروف رہنے کی وجہ سے ان کی عقلیں ماؤف ہو چکی ہوں تو ان کو ان احادیث سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

من لم يجعل الله له نورا افعله من نور

اور یہ بھی فرمایا کہ

ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم

حدیث نمبر ۱۰:

نبی کریم علیہ السلام جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لارہے تھے تو سرکار علیہ السلام ایک چرواہے کے پاس سے گزرے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کے ساتھ نرنے جفتی نہ کی ہو تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس طرح کی بکری تو نہیں ہے لیکن ایک ایسی بکری ہے جو لاغر اور کمزور ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے دودھ نکالا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر دودھ نکالا اور چرواہے کو پلایا پھر نکالا اور خود نوش فرمایا تو وہ چرواہا عرض کرنے لگا کہ اللہ کی قسم میں نے آج تک آپ جیسا نہیں دیکھا آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں۔

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ علیہ السلام ہوں پھر اس نے عرض کیا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جو آپ نے کام کیا ہے اس پر سوائے رسول کے کوئی اور قدرت نہیں رکھتا۔ ملخصاً

مجمع کبیر طبرانی جلد ۸ ص ۳۴۳ علامہ بخاری نے مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۱۳ میں ارشاد فرمایا کہ اس حدیث کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ الاصابہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ج ۳ ص ۲۶۱۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے صحابی رسول ﷺ کا عقیدہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ بھی سمجھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ مجرہ کے صادر کرنے میں با اختیار ہیں اگر ان کا یہ نظریہ نہ ہوتا تو وہ یہ نہ فرماتے کہ

لا یقدر علی ما فعلت الا رسول

پھر نبی کریم علیہ السلام نے بھی اس بات پر سکوت اختیار فرمایا تو پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ السلام کا بھی نقطہ نظر یہی تھا اگر آپ کا نقطہ نظر یہ نہ ہوتا تو آپ ٹوک دیتے۔

کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام کی بعثت بھی اسی لیے ہوئی ہے کہ آپ نے توحید کی اشاعت بھی کرتی ہے اور جو امر توحید کے منافی ہو اس کی بھی کٹی کٹی بھی کرتی ہے اگر وہابی حضرات کے سامنے اہل سنت کوئی مجرہ پیش کریں تو وہ فوراً ٹوک دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مجرہ اور کرامت میں نبی اور ولی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا کیونکہ وہابی حضرات مجرہ اور کرامت میں نبی اور ولی کے امتیاز کو توحید کے منافی سمجھتے ہیں لیکن نبی کریم علیہ السلام جن کی بعثت ہی اللہ تعالیٰ نے شرک کا قلع قمع کرنے کیلئے کی ہے آپ علیہ السلام کے سامنے جب یہ گزارش کی گئی یہ مجرہ آپ کی قدرت سے صادر ہوا ہے تو سرکار علیہ السلام نے منع نہیں فرمایا اس سے وہابی حضرات یہ تاثر دیتا

چاہتے ہیں کہ توحید کے جو اسرار و رموز ہم پر منکشف ہوئے ہیں وہ سرکار علیہ السلام پر منکشف نہیں ہوئے تو ہم وہابی حضرات سے یہ گزارش کریں گے کہ

اتنی نہ بڑھا پاکی دامان کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھو ذرا بند قبا دیکھو

وہابی حضرات اس طرح کی باتیں کر کے کیا یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اصل نبوت کے اہل ہم تھے اور معاذ اللہ نبی کریم علیہ السلام کو نبی بنا کر اللہ تعالیٰ نے لطف کی۔ کیوں کہ وہابی حضرات معجزہ میں نبی کریم علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو شرک سمجھتے ہیں تو پھر بقول وہابیہ صحابی نے نبی کریم علیہ السلام کے سامنے شرک کیا اور آپ نے منع نہیں فرمایا تو کیا نبی کریم علیہ السلام کو شرک سے نفرت نہیں تھی اور وہابی حضرات کو زیادہ نفرت ہے۔ وہابی حضرات پر یہ شعر سچا آتا ہے۔

سرخدا کہ عارف سالک کس نہ گفت

در حیرتم کہ بعد افروزش از کجا شدید

اے آتش یہ باغ کوئے یار ہے سراں کی کیجئے

گھونٹے چھوٹے ہیں یہاں نت سنے سنے

وہابی حضرات کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس طرح کا نظریہ اپنا

کرکے نبی کریم علیہ السلام امور شرعیہ میں مہنت سے کام لیتے تھے کہیں اپنے دین و ایمان سے تو ہاتھ نہیں دھو بیٹھیں گے اور مناسب یہی ہے کہ تو یہ کر کے سنی ہو جائیں کیونکہ جس راستے پر وہابی چل رہے ہیں یہ راستہ جہنم کا راستہ ہے اور جس راستے پر اہل سنت حضرات چل رہے ہیں وہ صحابہ کرام کا اور نبی کریم علیہ السلام کا راستہ ہے نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ کے راستے پر چلنے والا ہی ناجی ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی ہدایت فرمائی ہے کہ

الصراط المستقیم صراط اللین انعمت علیہم

والی ہی دعا مانگو اور اللہ تعالیٰ نے خود منعم علیہم لوگوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

انعم اللہ علیہم من التبین والصدیقین والشهداء والصلحین

لہذا جنت میں جانے کا مستحق وہی آدمی ہوگا جو اس راستے پر چلے گا جس راستے پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے لہذا وہابی حضرات سے یہ گزارش ہے کہ

ترسم نہ روی بکبہ اے امرانی

کہیں راہ کہ سے روی بکرستان است

لہذا وہابی حضرات اپنے مذموم شرک سے بچانے کیلئے خواہ مخواہ تکلیف نہ فرمائیں بلکہ وہ خود اپنا ہی خیال رکھیں۔

اے بابل رنگیں نوا تجھ کو تو پڑی ہے گانے کی

مگر مجھ کو تو پڑی ہے تیرے آشیانے کی

حدیث نمبر ۱۱:

ایک آدمی سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا اور اپنے گھر والوں کے لئے خوراک طلب کی ہم سرفراز صاحب کی تسلی کیلئے حدیث کے اصل عربی الفاظ پیش کرتے ہیں۔

جاء رجل الى النبي ﷺ يستعظمه فاطعمه شطر وسق شعير فماز ال الرجل ياكل منه وامرته وضيغهما حتى كاله ففنى وقال رسول ﷺ لو لم تكن منها لاكلتم منها ولتقام لكم

(شفق علیہ)

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اپنے گھر کی ناقہ کش

کی شکایت کی نبی کریم علیہ السلام نے اس کو تین من جو عطا فرمائے تو وہ آدمی اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان عرصہ دراز تک اس کو کھاتے رہے حتیٰ کہ ایک دن اس نے ان جوڈوں کو پھینکے کے ساتھ بابا تو معمولی عرصہ کے بعد وہ بوخت ہو گئے۔

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اس کو نہ مانتے تو وہ جو تمہارے پاس موجود رہتے اور تم ہمیشہ انہیں اپنے استعمال میں لاتے رہتے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے سرایت ثابت ہوتا ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوا اور نبی کریم علیہ السلام یہی چاہتے تھے کہ ان لوگوں کا غمخوارانہ کن کی وجہ سے دور ہو جائے تو اللہ رب العزت نے آپ کے چاہنے سے آپ کی اس خواہش کو پورا فرمایا تو اس حدیث پاک سے وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کا رد ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

ایک ضروری نوٹ اور ایک اہم اشکال کا جواب:

یہاں یہ اشکال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے کہ
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کیا اور اطعامکم مبارک لکم فیہ

ترجمہ:

اپنے طعام کو ناپا کرو اس سے تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔
تو پھر وہ ماپنے کی وجہ سے ختم کیوں ہو گیا؟ اس جواب میں گزارش یہ ہے کہ یہ حدیث پاک جس میں فرمایا کہ طعام کو ماپنے سے اس میں برکت پیدا ہوتی ہے یہ

اس صورت میں ہے جب بندہ خرید و فروخت کرے اور یہ حدیث پاک جس میں یہ ذکر ہے کہ ماہی کے دھبے سے طعمہ قسم ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ طعمہ ذاتی استعمال کیلئے تھا اور جہاں سرکار کا یہ فرمان ہے کہ طعمہ کو ماپا کرو اس سے اس میں برکت پیدا ہوا جاتی ہے یہ خرید و فروخت والی صورت پر محمول ہے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے ماہی کے بغیر خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴:

حضرت ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کریم غایہ السلام کی بارگاہ میں ایک کہی میں مکھن پیش کیا کرتی تھیں تو جب ان کے بیچہ ان سے کھانے پینے کی کسی چیز کا مطالبہ کرتے تو وہ اس کہی کی طرف توجہ فرماتیں تو وہاں کھلی موجود ہوتا اور وہ اپنے بچوں کو عطا فرماتی ایک دن انہوں نے اس کہی کو ٹھوڑ دیا تو پھر اس کی وہ برکت شمع ہوئی۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اس کو نہ چھوڑی تو تمہیں ہوشہ بکھن دیا جائے گا۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بھی بخاری شریف اور مسلم شریف کی ہے۔

وجه استدلال:

اس حدیث پاک سے واضح طور پر یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ یہ منجھڑ نبی کریم خلیہ السلام کے قصد اور ارادے سے صادر ہوا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ فوق الاسباب امور میں بھی متصرف ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے کچھ کھجوریں ہاتھ میں لیں اور ان پر برکت کی دعا فرمائی پھر وہ حضرت ابو ہریرہ کو عطا فرمائیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کھجوروں کو استعمال کرتے رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک ان کھجوروں کو استعمال فرمایا جب سیدنا بان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو جس قحلی میں انہوں نے کھجوریں ڈالی تھیں وہ کہیں گر گئیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ایک غم ہے۔ (عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا) اور مجھے دو غم لاحق ہیں ایک حضرت عثمان کی شہادت کا دوسرا اپنی قحلی کے گر جانے کا۔

یہ حدیث پاک جامع ترمذی شریف اور مسند امام احمد میں موجود ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ متبیح الرواقہ میں اور الفتح الربانی میں اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ کے صدور میں با اختیار ہونا ثابت ہے اور وہابیہ کے اس عقیدہ فاسدہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۴:

حضرت سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت ساری

احادیث مبارکہ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا چادر پھیلاؤ جب انہوں نے چادر پھیلائی تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنا خالی چلو چادر میں رکھا پھر نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ چادر اپنے سینے کے ساتھ لگا لو تو حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کے بعد مجھے کوئی حدیث پاک نہیں بھولی۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے۔ ہم قارئین کی تسلی کیلئے حدیث مذکورہ بالا کے اصل عربی الفاظ بھی پیش کرتے ہیں۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ انی اسمع منك حديثا كثيرا فانساه قال رسول الله ﷺ البسط رداءك ثم عرف فيها ثلاث عرفات ثم قال ضممه انی صدرك قال ابو هريره فضمته قال فما لبست شيئا بعد.

وجہ استدلال:

مذکورہ حافظے والے کے حافظے کو تیز کر دینا الخارق للعداوت ہے اور انبیاء علیہم السلام سے جو افعال خارق للعداوت صادر ہوں ان کو معجزہ کہا جاتا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوا۔ کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ حکم دینا کہ چادر پھیلاؤ اور پھر ارشاد فرمانا کہ چادر سینے کے ساتھ لگاؤ یہ سب ارشادات اس بات کی دلیل ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام چاہتے تھے کہ ان کا سپہان کا مرض دور ہو جائے اور ان کا حافظ بے مثال ہو جائے اس حدیث پاک سے وہابیہ خبیثہ کے اس عقیدہ باطلہ کا رد ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

نیز ان کا یہ عقیدہ باطلہ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ورنہ نبی کریم ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ نام اہل سنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خانی ہاتھ میں

حدیث نمبر ۱۵:

نبی کریم علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت زبیر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتے تھے نیچے گر جاتے تھے تو نبی کریم علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

اللہم ثبتہ علی فرسہ

اس کے بعد کبھی وہ گھوڑے سے نہیں گرے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اپنے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ جس کے بارے میں میں چاہوں کہ وہ اپنی سواری سے نہ گرے تو میرے چاہنے سے اس طرح ہو جائے گا تو اس سے وہابیہ کے اس گستاخانہ عقیدہ کا ابطال ہو جائے گا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ نظریہ نہیں ہے کہ میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جو آدمی صحیح سواری نہ کر سکتا ہو اس کا سواری پہ قادر ہونا خارج للمعادت ہے اور نبی کریم علیہ السلام کے حکم سے صادر ہوا۔

حدیث نمبر ۱۶:

نبی کریم علیہ السلام نے ایک عیسائی راہب کا واقعہ بیان فرمایا جس کا نام جرجہ تھا کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے تو ان کی ماں نے آکے ان کو پکارا لیکن وہ بدستور نماز پڑھتے رہے اور ماں کی پکار پر توجہ نہ کی تو ماں نے ان کو بددعا دی کہ اے اللہ جب تک یہ فاحشہ عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے اس کو موت نہ آئے تو کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک فاحشہ عورت نے ایک چرواہے سے بدکاری کروائی اور جب اس کو حمل ٹھہر گیا تو لوگوں نے پوچھا یہ حمل کس کا ہے تو اس عورت نے کہا یہ جرجہ کا ہے۔ تو لوگوں نے حضرت جرجہ کا عبادت خانہ گرا کر شروع کر دیا حتیٰ کہ سارا عبادت خانہ مہدم کر دیا اس پر آپ نے پوچھا کہ میرا کیا قصور ہے تم میرے عبادت خانے کو کیوں گرا رہے ہو انہوں نے کہا تو نے فلاں کنواری عورت سے زنا کیا ہے اور اس کو حمل ٹھہر گیا ہے تو آپ اس عورت کے پاس آئے اور پیٹ والے بچے سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے اس نے جواب دیا کہ میرا باپ چرواہا ہے پھر لوگوں نے ان سے عرض کی کہ ہم آپ کو سونے یا چاندی کا عبادت خانہ بنا کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم مہربانی فرماؤ کہ تم نے جو میرا عبادت خانہ گرا لیا ہے اس جیسا بنا دو انہوں نے جس طرح کا عبادت خانہ گرایا تھا اس طرح کا پھر تعمیر کر کے دیا۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں موجود ہے اور اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔
ان الکرامة قد تقع من الولی ما یخبر بہ و طلبہ (عمدة القاری جلد ۳ ص ۲۸۳)
کہ انبی ارشاد الساری جلد ۳ ص ۳۹۳ مزید تسلی کیلئے ہم امام قسطلانی کی اصل

عبارت پیش کرتے ہیں

وفي هذا الثابت كبرامات الاولياء ووقع ذلك لهم باختيار هم وطلبهم
ارشاد الساری جلد ۷ ص ۳۹۳ نیز اسی طرح کی عبارت فتح الباری میں بھی
موجود ہے اور ایضاً ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۷ ص

اسی طرح امام نووی اپنی کتاب شرح مسلم میں لکھتے ہیں ملاحظہ ہو جلد ۲ ص
۳۱۳ تا ۳۱۴ اور اسی طرح کی عبارت علامہ سنوسی نے اپنی شرح مسلم میں اور علامہ ابی
ماکی نے اپنی شرح مسلم میں بیان فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

ایک اہم اشکال اور اس کا جواب:

میں اس اشکال یہ ہو سکتا ہے کہ عنوان تو یہ ہے کہ معجزہ انبیاء کرام علیہم السلام
کے ارادے سے صادر ہوتا ہے اور جو دلیل پیش کی گئی ہے اس سے کرامت کا صدور
اولیاء ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا دلیل اور دعویٰ میں مطابقت کوئی نہیں۔

تو اس کے جواب میں گزرا ہے کہ قائل بالفضل تو کوئی نہیں جو لوگ معجزہ کو
مقدور انبیاء مانتے ہیں وہ کرامات کو بھی مقدور اولیاء مانتے ہیں اور جو معجزہ کو مقدور
انبیاء نہیں مانتے وہ کرامت کو بھی مقدور اولیاء نہیں مانتے تو جب کرامت کا مقدور
اولیاء ہونا ثابت ہو گیا تو اس قاعدہ کی وجہ سے معجزات کا مقدور انبیاء ہونا بھی ثابت
ہو جائے گا۔

نیز گزارش یہ ہے کہ کسی ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے کیونکہ
کسی اتنی کا اس قدر قائل ہو جاتا کہ اس سے خوارق المعادات صادر ہوں۔ یہ اصل
میں اس کے متبع نبی کا ہی کمال ہوتا ہے۔ پھر جب ولی تابع اور غلام ہونے کے
باوجود کرامات کے صادر کرنے میں بااختیار ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام جو کہ مخدوم

اور مطاع ہوتے ہیں وہ معجزات کے صادر کرنے میں کیونکر بے اختیار ہو سکتے ہیں۔

معجزات کے مقدور انبیاء کرام علیہم السلام ہونے کا ثبوت
علماء اعلام کے اقوال کی روشنی میں

حجة الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت امام غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کو
ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس سے امور خارقہ للعادات صادر
ہوتے ہیں جس ہم میں ایک حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعے افعال عادیہ کو وقوع
پذیر کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۹۰)

اور یہی عبارت علامہ ذرقانی نے مواہب لدنیہ جلد اول ص ۴ پر تحریر فرمائی۔

حافظ الدین ابن حجر عسقلانی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی
کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ امور غیر عادیہ کو وقوع پذیر
کرنے پر قادر ہوتے ہیں جس طرح ہم امور عادیہ کو وقوع پذیر کرنے پر قادر ہوتے
ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۲۲۳)

نوٹ:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عبارت امام غزالی سے نقل فرمائی ہے اور
مرفراز صاحب صفحہ اپنی کتاب تفریح الخواطر صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں کہ جب کوئی مصنف
کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرے اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہ کرے

تو ہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔
(تفزیح الخواطر ص ۲۹)

علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب شرح عقائد باب انکرامات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ
معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں۔

نوٹ:

شرح عقائد ایک ایسی کتاب ہے جو اہل سنت کے مدارس کے اندر داخل
نصاب ہے۔ اور وہابیہ کے دونوں گروہ خواہ مقلدین ہوں یا غیر مقلدین صدیوں سے
اپنے مدارس میں یہ کتاب پڑھا رہے ہیں اور سرفراز خاں صفدر کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہ
ساتھ سال سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھا پڑھا کر یوزمے ہو چکے ہیں تو
ظاہر ہے انہوں نے شرح عقائد بھی کئی مرتبہ پڑھائی ہوگی پھر پتہ نہیں حضرت کی عتائی
نگاہوں سے یہ عبارت کیوں اوجھل رہ گئی ہے حالانکہ کواکھانے والوں کی نگاہیں تو بڑی
تیز ہوتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب بغض رسالت میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے تو پھر
اس کو کوئی بھی چیز بھائی نہیں دیتا جو نبی کریم علیہ السلام کی تشریف کو ختم ہو۔

میر سرفراز صاحب کی شرح چشمی اور بے حیائی ملاحظہ ہو کہ مروجہ درسی کتاب
میں یہ عبارت موجود ہونے کے باوجود کتنی دیدہ و لیری سے اپنے خصم کو چیلنج کرتے
ہیں کہ کسی ایک عالم دین کا حوالہ پیش کیا جائے کہ معجزات انبیاء میں اور کرامات اولیاء
میں ان کے ارادے کو اختیار کو دخل ہوتا ہے حضرت کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ ہزاروں
کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں تو پھر کیا ان کی نگاہ مبارکہ سے ہماری پیش کردہ عبارات
نہیں گزریں اب وہی صورتیں ہیں یا تو سرفراز صاحب کو ان عبارات کا پتہ تھا اور

جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو یہ صریح ضلالت ہے۔ یا ان کو ان عبارات کا پتہ ہی نہیں تھا
تو یہ ان کی صریح جہالت ہے ہر دو صورت میں سرفراز صاحب کا قائل مذمت ہیں۔

میر ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب ان کا مطالعہ اتنا ناقص ہے تو پھر
انہیں کیا حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ مقالات پر مشتمل کتاب کو راہ ہدایت کا نام دیتے
پھر میں اور اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ انہوں نے ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کیا ہے
تو پھر لڑنا انہوں نے مذکورہ عبارات کا ملاحظہ کیا ہوگا تو پھر ان کا یہ چیلنج کرنا کہ کسی
ایک عالم کا حوالہ پیش کیا جائے یہ صریح ضلالت ہے اور پھر ان کا ایسی بے ہودہ
مضامین پر مشتمل کتاب کو راہ ہدایت کا نام دینا اس بات کا مصداق ہے کہ برعکس
نہندانمی دنگی کا فورہ۔

لہذا سرفراز صاحب کو چاہیے چونکہ ہم نے ان کا مطالبہ پورا کر دیا لہذا اب
ان کو اس بات پر ایمان لے آنا چاہیے کہ معجزات اور کرامات انبیاء اور اولیاء کی قدرت
میں ہوتے ہیں۔

آج شرط بلاغ است بات گویم

خواہ از عظم چند گیری یا ملال

ما فوہ مانو جان جہاں اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

علامہ میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب شرح مناقب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ معجزہ انبیاء علیہم
السلام کی قدرت سے صادر ہوتا ہے اور یہی صحیح بات ہے۔

(شرح مناقب ص ۶۶۶)

نوٹ:

مولوی سرفراز صاحب صفدر نے جو اپنے آپ کو عصیم کہلاتے ہیں اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے راہ ہدایت میں اپنے عصیم ہونے کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ معجزہ کا مقدور انبیاء ہوتا اور بات ہے اور مقدور نبی میں معجزہ کا تحقق اور چیز ہے۔ (راہ ہدایت ص ۵۹)

گئی بات یہ ہے کہ ہم نے سرفراز صاحب کی اس مبہل عبارت کو بار بار غور سے پڑھا لیکن ہمیں ان کے اس مبہل کلام کی کوئی سمجھ نہ آئی ہمیں بے ساختہ یہ شعر یاد آیا۔

بک دہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اگر سرفراز صاحب ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو شرح موافق کی یہ عبارت اس امر میں نص صریح تھی کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں لیکن حضرت چونکہ اس امر کے مصداق ہیں کہ

طاں آن باشد کہ چپ نشو

کچھ نہ کچھ کہنے کیلئے یہ دہائیت عبارت لکھ مادی کہ معجزہ کا مقدور نبی ہوتا اور بات ہے اور مقدور نبی میں معجزہ کا ثبوت اور ہے۔ ہم سرفراز سے گزارش کرتے ہیں کہ سرفراز صاحب جس شیئ کو بھی اختیار کریں اہل سنت کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا لہذا وہ اس عبارت میں غور کریں اور اپنے اس نظریے میں نظر پائی کریں کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر نہیں ہوتا کیوں کہ معجزہ اگر مقدور انبیاء ہو یا اس کا تحقق انبیاء کی قدرت سے ہوا تو دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے سرفراز صاحب اس شعر کے مصداق ہیں۔

ہت جیلہ گریزی بات کو نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہے کبھی صبح ہے کبھی صبح ہے کبھی شام ہے

آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

علامہ ابن حجر مکی دمشقی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت موصوف اپنی کتاب فتاویٰ حدیثہ میں فرماتے ہیں کہ کرامت کو جائز ماننے والے کئی گروہ ہیں ان میں سے بعض نے یہ شرط لگائی کہ کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ اختیار سے صادر ہوتا ہے اور کرامت بغیر اختیار کے اور اسی کے ذریعے انہوں نے معجزہ اور کرامت کے درمیان فرق کیا ہے علامہ کی فرمائے ہیں کہ ان کا یہ فرق کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ حدیثہ ص ۲۵۷)

تو مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ علامہ دمشقی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت بار بار پڑھیں اور اپنے اس چیخ سے توبہ کریں کہ کرامت اور معجزہ کے اختیاری ہونے کے بارے میں کسی عالم کا حوالہ پیش کیا جائے۔

امام ماتریدی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت منکوار پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ صرف بادشاہ ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مافوق الاسباب امور پر قدرت عطا فرمائی تھی اور ان کے خدام کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا کہ وہ چشم زدن کے اندر کھتے بھاری بھر کم تخت کو لا کر پیش کر سکتے ہیں۔ (تألیفات اہل سنت جلد ۸ ص ۳۷۸)

اور اس مضمون کی عبارت دیو بند یوں اور پایوں کی معتد علیہ تفسیر ابن کثیر کے اندر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔
(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۶)

۵۰: طرح صاحب تفسیر ابن کثیر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے ہجرات عطا فرمائے جن کے ذریعہ لوگ ہدایت حاصل کرتے تھے اور اعلیٰ صفات عطا فرمائیں۔
(جلد ۳ ص ۳۲۲)

وجہ استدلال:

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو صفات جلیلہ عطا فرمائیں اور ان کے صدور میں انہیں باختیار بنایا اسی طرح ہجرات بھی عطا فرمائے اور ان کے صدور میں بھی انہیں باختیار بنایا۔

اور اسی طرح کی عبارت دیو بند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر عثمانی میں لکھی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام بلقیس کو یہ دکھانا چاہتے تھے کہ وہ نرے بادشاہ ہی نہیں بلکہ مافوق الاسباب باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

ابام شعرائی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

آپ اپنی کتاب الیوقیت والحواجر میں ارشاد فرماتے ہیں اکال من قدر علی انکر لہ کمال وہ ہے جو کرامت پر قادر ہو۔
(الیوقیت الجواہر جلد ۲)

علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی شہرہ آفاق کتاب شرح العقائد میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات برحق ہیں بس دلی کے لئے کرامت ظاہر ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ

وہ لمبی مسافت بالکل معمولی مدت میں طے کر لیتے ہیں جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی آصف بن برخیا علیہ الرحمہ چشمِ زدن میں بلقیس کا تخت لے کر پارگاہ سلیمانی میں حاضر ہو گئے اور کرامات میں سے ایک یہ ہی ہے کہ اولیاء کرام ہوا میں اڑتے ہیں پانی پر چلتے ہیں اور ان کے ساتھ پتھر اور چوپائے کلام کرتے ہیں اور وہ معصیت کے اندر متوجہ ہونے والے کی امداد کرتے ہیں اور جنگ کی صورت میں اپنے دوستوں کو دشمنوں کے زخموں سے بچاتے ہیں اور اسی طرح کے بے شمار امور اولیاء سے صادر ہوتے ہیں۔ (شرح عقائد باب الکرامات)

نوٹ:

اس عبارت سے ہر وہ شخص جس کو اللہ رب العزت نے عقل و دانش کا کوئی ذرہ عطا فرمایا ہے بخوبی جان سکتا ہے کہ حضرت علامہ تفتازانی کے نزدیک کرامات اولیاء کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں کیونکہ اگر کرامات ان کے ارادے سے صادر نہ ہوں تو ان کے بارے میں آپ کا یہ فرمان کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اولیاء کرام مشکوک کو ٹال دیتے ہیں اور اپنے متوکلین کو دشمنوں کے شر سے بچاتے ہیں جس چیز کے واقع ہونے میں ان کا عمل و عمل ہی نہ ہو تو اس چیز کی نسبت ان کی طرف کیسے کی جاتی ہے کیا جس کا ہاتھ دھوئی وجہ سے حرکت کرتا ہو یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دے رہا ہے۔

علامہ تفتازانی کا ایک اور ارشاد:

حضرت اپنی کتاب مقاصد میں ارشاد فرماتے ہیں کرامت خرقِ عادت امر ظاہر ہونے کا نام ہے اگرچہ ولی کے ارادے سے ہی صادر کیوں نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت والا اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ جنوں کو یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ مختلف شکلوں میں تبدیل ہو کر انوکھے افعال صادر کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا ملین کی روحوں کو ایسی قدرت عطا فرما دے تو اس میں کوئی تعجب کی بات ہے۔

نوٹ:

مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب راہ ہدایت نیز اپنی کتاب اتمام البرہان میں بار بار یہ لکھا ہے کہ معجزہ کرامت کے صدور میں ہی ولی کے اختیار کو تسلیم کرنے والے جاہل اور بے بصیرت ہیں اب حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں حضرت کا کیا خیال ہے۔

کیا حضرت کا یہ سب و شتم اور گالی گلوچ صرف بریلوی حضرات کیلئے ہی ہے یا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو بھی اس سے کچھ حصہ پہنچے گا نیز اگر معاذ اللہ حضرت انکو بھی ان الفاظ کا مصداق سمجھتے ہیں تو پھر حضرت اپنے آپ کو نقشبندی مجددی کسی وجہ سے کہلاتے ہیں نیز مولوی حسین علی جو حضرت کے پیر مرشد ہیں وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو پھر حضرت مولوی حسین علی کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔

اور اسی طرح مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب عبارات اکابر میں لکھا ہے کہ میاں شیر محمد صاحب شرر چھوری ولی کامل تھے اور حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ

اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور خدام میں سے اپنے آپ کو شمار کرتے تھے اور انہی کی بارگاہ کے فیض یاب تھے تو یہ عجیب سی منطق ہے کہ حضرت مجدد صاحب کے غلاموں کو تو پیر کامل کہا جائے اور خود مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جاہل بے بصیرت اور گمراہ قرار دیا جائے اگر معاذ اللہ وہ خود گمراہ تھے تو ان کے سلسلے سے ان کا فیض حاصل کرنے والے لوگ ولی کیسے بن سکتے ہیں نیز سرفراز صاحب کو شرم آتی چاہیے کہ جس سلسلے سے وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور اسی سلسلے میں اپنے آپ کو شامل کر کے پیری مریہ کا ڈھونگ بھی رچایا ہو اسے اسی سلسلے کے مورث اعلیٰ کو وہ جاہل اور گمراہ قرار دیتے ہیں نیز

اہل سنت سے گزارش:

ہم علماء اہل سنت اور عوام اہل سنت کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ وہ مولوی سرفراز صاحب اور اس قماش کے دیگر لوگوں کی پیروی نہ ہوں۔ دل گیر نہ ہوں کیوں کہ جن لوگوں کی زبان اور قلم سے حضرت مجدد الف ثانی جیسی ہستیاں بلکہ امام الانبیاء سید الانبیاء جیسی ہستیاں بھی محفوظ نہ ہوں۔ اگر ایسے لوگوں کی زبان و قلم سے اہل سنت کے حق میں پیروی کلمات صادر ہوں تو اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں صریح گستاخی کرنے سے نہیں چوکتے تو اگر وہ عیس گالیاں دے لیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ ولی کو کرامات کی قدرت عطا فرماتے ہیں پس وہ اللہ تعالیٰ کا ولی تمام اعطاء

وجوارح سمیت ہر اس قدرت خداوندی کا مظہر بن جاتا ہے پس وہ سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ اور پکڑے گا تصرف کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے نور کیساتھ۔
(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۲۰)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دوسرا ارشاد گرامی:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اسے ابن آدم میں اللہ ہوں جس کسی شے کو کن کہوں تو وہ فوری طور پر موجود ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کرو تو میں تجھے بھی اس مقام پر فائز کر دوں گا تو بھی کسی شے کو کن کہے گا تو وہ شے عدم سے وجود میں آجائے گی۔

(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۳)

نیز اسی کتاب کے مقالہ نمبر ۱۶ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے بہت سارے انبیاء اور اولیاء کو یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ بھی کن کہہ کر اشیاء کو عدم سے وجود میں لائے جاسکتے ہیں۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب شرح فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ولی کو تصرف کرنے کی طاقت عطا کی جاتی ہے اور کرامت اور خرق عادت کے طور پر ولی کا نکات میں تصرف کرتا ہے۔
(شرح فتوح الغیب ص ۹۹)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک اور ارشاد:

بسم اللہ الرحمن الرحیم از عارف پیچوں کن است از پروردگار خالی۔ عارف کا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا اللہ رب العزت کا کلمہ کن کہنے کی طرح ہے۔

(ایضاً المجلدات جلد ۲ ص ۲۲۶)

نیز اس عبارت کو علامہ مہبانی نے جواہر البحار جلد ۳ ص ۲۶۲ پر نقل فرمایا ہے اور علامہ قاسمی علیہ الرحمۃ نے مطالع الاسرار ص ۳۲۳ پر نقل فرمایا ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ارشاد:

حضرت اپنی مشہور و معروف تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کی روجوں کو جسموں والی قوت عطا کرتا ہے پس وہ زمین و آسمان میں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔
(تفسیر مظہری جلد اول زیر آیت ولا تقولوا لمن يقتل)

نوٹ:

ہم نے اکثر عربی عبارات کا اردو ترجمہ پیش کرنے پر اکتفاء کیا ہے تاکہ قارئین کو سہولت ہو۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد فرماتے ہیں ولی کی نگاہ کا یہ کمال ہے کہ کافر کو مسلمان بنا دیتی ہے اور جاہل کو عالم بنا دیتی ہے اور کتے کو انسان بنا دیتی ہے اور قاتل کو نیک بنا دیتی ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا دوسرا ارشاد:

جب اولیاء کے لئے زمین لپیٹ دی جائے اور ان کیلئے متعدد اجسام حاصل ہو جائیں تو ان اجسام مثالیہ کی وجہ سے اولیاء اللہ کا آن واحد میں متعدد جگہ پر موجود ہو جانا بعید نہیں ہے اور اس جہاں میں یہ امر اولیاء اللہ کیلئے امر عادی ہے۔

نوٹ:

اجسام مثالیہ کی وجہ سے متعدد جگہوں پر موجود ہو جانا یہ امر خارق للعادة ہے لیکن علامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کیلئے ایسے امور پر قدرت اس طرح ہی ہے جس طرح ہمیں اپنے افعال عادیہ پر قدرت ہوتی ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا تیسرا ارشاد:

حضرت موصوف اپنی شہرہ آفاق کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ ممکن اعتقاد رکھتا ہے اس کی مع، بصر اور قیام قوی کے کمالات حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی سمیع اور بصر اور قدرت قوت کے آثار سے ہیں رہا وہ بندہ تو وہ معدوم محض ہے۔
(مرقاۃ جلد ۵ ص ۵۸)

نوٹ:

ملا علی قاری کی یہ عبارات اس امر میں صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ولی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت کی وجہ سے کمالات میں تصرف کرنے پر قادر ہے اور مولوی سرفراز اپنی کتاب ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب میں لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری کی مفصل عبارات حجت ہیں تو ہم عرض کرتے ہیں کہ علامہ موصوف کی یہ عبارت بھی حجت ہے کہ ہمیں کیوں کہ اگر کرامت ولی کے ارادہ اور اختیار سے صادر نہ ہو تو پھر ملا علی قاری کا یہ فرمان کہ بندہ محبوب کے قوی کے کمالات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار میں سے ہیں کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے۔

حضرت امام رازی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی مشہور زمانہ تفسیر مفتاح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کو وہ قدرت حاصل ہوتی ہے جو ان کے غیر کو حاصل نہیں ہوتی اور جب بندہ محبوب عظیموں پر بیٹگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے مطلق اللہ تعالیٰ نے کسبت لہ سمعا و بصر فرمایا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمیع بن جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کی آوازوں کو سن سکتا ہے اور جب نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو دور نزدیک کی چیزوں کو وہ دیکھ لیتا ہے اور اللہ جل جلالہ کا نور پھر اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ بندہ مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔
(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۳۶۷)

نوٹ:

امام رازی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت اس امر میں صریح ہے کہ کرامت ولی کے ارادے سے صادر ہوتی ہے کیوں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ولی تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اور تصرف پر قدرت رکھنا یہ امر خارق للعادة ہے کیونکہ ہر انسان یا ہر مسلمان تصرف پر قدرت نہیں رکھتا اور جو امر خارق للعادة ولی سے صادر ہو اس کو کرامت کہا جاتا ہے اسی طرح کی عبارت اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں نقل کی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت شاہ صاحب اپنی محقق تفسیر فتح العزیز میں ارشاد فرماتے ہیں وہ خاص اولیاء اللہ جنہوں نے بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے

وقات کے بعد بھی دنیا میں تصرف کرنے کی طاقت پاتے ہیں اور ان کا امور اخروی میں مستغرق ہونا بسبب وسعت اور اک کے دنیا کی طرف توجہ کرنے سے مانع نہیں ہوتا اولیٰ سلسلہ کے حضرات اپنے باطنی کمالات ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حاجت مند ان سے حاجت طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں اور ان کی زبان حال اس وقت یوں گویا ہوتی ہے اگر تم بدن سے میری طرف بڑھو گے تو میں روح سے تمہاری طرف آؤں گا۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۱۰۳)

نوٹ:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت اس امر میں واضح ہے کہ کرامات اولیاء کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں کیوں کہ اگر کرامات ان کے ارادے سے صادر نہ ہوں تو ان کے بارے میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا میں تصرف کرنے کی طاقت رکھتے ہیں کیوں کہ دنیا میں تصرف کرنے کی طاقت ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی اور تصرف کرنے کی طاقت اولیاء کرام کو حاصل ہوتی ہے اور تصرف کرنا ایسا امر ہے جو خارق للعادت ہے اور ولی سے ایسا امر صادر ہو جو خارق للعادت ہو اس کو کرامت کہا جاتا ہے تو اس عبارت میں اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ اولیاء کرام کو خارق للعادات امور پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں کیونکہ قائم بالفصل کوئی نہیں جو کرامت کے صدور کو ارادے اور اختیار کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں وہ معجزہ کا صدور بھی ارادہ اختیار کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں اور جو کرامت کے اختیاری ہونے کے منکر بھی معجزہ کے اختیاری ہونے کے بھی منکر ہیں لہذا جب کرامت کا اختیاری ہونا ثابت ہو گیا تو معجزہ کا بھی ارادہ و اختیار کے ساتھ صادر ہونا ثابت ہو جائے گا۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا دوسرا قول:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر فتح العزیز میں ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک بار خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نان باقی سے خوش ہو کر فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے تو اس نے عرض کی مجھے اپنا مشکل بنا دیجئے تو اس کے کافی اصرار کے بعد خواجہ صاحب اسے اندر لے گئے اور اس پر توجہ کی جب باہر آئے تو دونوں کی شکل و صورت میں فرق نہ تھا اور لوگوں کو امتیاز کرنا مشکل ہو گیا۔

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۲۳۵)

کسی کو اپنی مثل بنا دینا یہ امر خارق للعادت ہے لیکن حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی توجہ ڈال کر نان باقی کو اپنی مثل بنا دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ان کو اس خارق للعادت امر پر قدرت حاصل تھی اگر قدرت حاصل نہ ہوتی تو نہ نان باقی ایسا مطالبہ کرتا کہ مجھ کو اپنے جیسا بنا دو اور نہ حضرت اسے اپنے جیسا بناتے۔ نیز حضرت باقی باللہ کا یہ ارشاد فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کو مافوق الاسباب امور کے اندر قدرت حاصل تھی کیونکہ ان کو اگر یہ قدرت حاصل نہ ہوتی تو اتنا عام اختیار نہ دیتے کہ جو مانگنا چاہو مانگ لو۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت و جماعت حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد پاک کو امور غیبیہ کے اندر تصرف جانتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز ادا کرتے ہیں۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۲۳)

وجہ استدلال:

اگر اہل بیت کرام علیہم الرضوان عام لوگوں کی طرح بے بس اور بے اختیار ہوں اور کرامات کے صادر کرنے میں ان کے قصد اور اختیار کو دخل نہ ہو تو پھر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہوگا کہ اہل بیت کرام علیہم السلام امور تکوینیہ میں متصرف ہیں کیونکہ اگر کرامت میں ارادے اور اختیار کو دخل نہ ہو تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اہل بیت کرام امور تکوینیہ میں متصرف ہیں کیونکہ تصرف کرنا خارق للعادت ہے اور جو امر خارق للعادت ولی سے صادر ہو اس کو کرامت کہا جاتا ہے تو اس عبارت سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیاء کرام کرامات کے صادر کرنے میں بااختیار ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا سراسر لغو اور باطل ہے کہ معجزہ اور کرامات برحق ہیں پر نبی ولی کے ارادے کو دخل نہیں ہے۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ عظام میں سے بعض نے کہا کہ میں نے چار حضرات کو دیکھا کہ وہ جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے اس طرح اپنی قبروں میں بھی تصرف کرتے ہیں اور اولیاء کو کرامات اور کائنات میں تصرف حاصل ہے۔ (اشعۃ المذہبات ج ۱ ص ۱۵۷)

یعنی عبارت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ عزیز یہ میں نقل فرمائی۔ (فتاویٰ عزیز یہ جلد اول ص ۱۴۱)

مولوی ہر فراز صاحب صفدر اپنی کتاب اتمام البرہان میں لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ ہمارے لئے روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا فیصلہ

ہمارے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے اور حضرت اپنی کتاب تفریح الخواطر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرے اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہ کرے تو اس مصنف کا بھی وہی نظریہ ہوتا ہے۔ لہذا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ کی عبارت نقل فرمائی اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ حضرت شاہ صاحب کا بھی یہی نظریہ ہے اور سرفراز صاحب کہہ چکے ہیں کہ شاہ صاحب کا فیصلہ ہمارے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے لہذا امید ہے کہ حضرت اب کرم فرماتے ہوئے شاہ صاحب کے فیصلے کو قبول فرمائیں گے۔

حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

اولیاء را بہت قدرت الہ
تیر جہت باز آ رہندش براہ

ترجمہ:

اولیاء کو اللہ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہوتی ہے کہ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس لا سکتے ہیں۔ (مشنوی جلد دوم ص)

نوٹ:

مولوی اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۷۵ھ میں لکھتا ہے
مشنوی مولوی معنوی

بہت قرآن در زبان پہلوی

دیکھئے دیوبندیوں کے ہاں مشنوی کی اتنی شان ہے کہ تو اب تو ان کو چاہیے کہ

مثنوی کے اس شعر کو تسلیم کریں اور مجزہ اور کرامت کے صدور انبیاء و اولیاء کی قدرت اور ارادے کو تسلیم کریں۔

حضرت علامہ شامی علیہ الرحمۃ کا قول:

حضرت ایک بزرگ سید شمس الدین مفتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ان بزرگوں میں سے ایک تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرف عطا فرمایا اور خرق عادات امور پر قدرت عطا فرمائی۔
(رد المحتار جلد اول ص ۴۲)

نوٹ:

یہی عبارت مولوی اشرف تھانوی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں نقل کرتا ہے یہ عبارت بھی اس امر میں بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کرامات اولیاء عظام کے قصد اور ارادے سے صادر ہوتی ہیں کیونکہ تصرف کرنا امر خارق لمعاد ہے تو اگر ان کو اس پر قدرت ہی نہ ہو تو پھر ان کو تصرف کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اور نیز یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ان کو تصرف عطا فرمایا جب ان کو تصرف پر قدرت ہی حاصل نہیں ہوگی تو پھر ان کے بارے میں کیسے تصور ہو سکتا ہے کہ وہ باذن اللہ تصرف فی الکائنات تھے۔ یہی عبارت امام شہرانی نے بھی اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں نقل فرمائی ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب اشعۃ المبعات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کرامات اولیاء نہ بری شائد از قصد و از بے قصد۔

کرامات اولیاء ولیوں کے ارادے سے بھی صادر ہوتی ہیں اور بعض اوقات بغیر ارادے کے بھی صادر ہو جاتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت اپنی کتاب تحفیل الایمان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کرامات کے اندر یہ قید لگانا کہ وہ دل کے ارادے کے بغیر صادر ہوتی ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔
(تحفیل الایمان ص ۴۳)

نوٹ:

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت بھی ہمارے اس مدعا پر قطعی الدلالت ہے کہ کرامات اولیاء مقدور اولیاء ہیں نیز جو آدمی حضرت سارہ والے واقعہ میں غور کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کی حالت میں انہیں میدان جنگ میں راہنمائی فرمائی تو ظاہر بات ہے کہ حضرت عمر کی یہ کرامت ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوئی کیا انہوں نے چاہا نہیں تھا ویسے ہی ان کے منہ سے یہ کلام صادر ہوگئی سارہ یہ پہاڑ کی طرف توجہ کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب انفاس العارفین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جس آدمی کو چاہتے تصرف کر کے بے خود اور مست بنا دیتے۔
(انفاس العارفین ص ۵۲)

نوٹ:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان

کے اس طرح کے قصے کتنی اور شمارے باہر ہیں

حضرت خواجہ عثمان دامانی کا ارشاد:

فوائد عثمانیہ جو مولوی حسین علی کی مصدق کتاب ہے جس میں حضرت خواجہ صاحب کی کرامت بیان کی گئی کہ ان کے کسی مرید نے ایک عورت کو قرض دیا تاکہ اس کے ساتھ بدکاری کرے لیکن جب بدکاری کا ارادہ کیا تو بدکاری پر قادر نہ ہو سکا تو پھر خواجہ صاحب کی بارگاہ میں آکر عرض کرنے لگا کہ فلاں عورت کے ذمے میرا قرض واجب الادا ہے اور وہ واپس نہیں کر رہی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے اس کو قرض نہیں دیا تھا اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لئے دجل کی دکان سجاتی مجھے فلاں حجرے کا سارا حال معلوم ہے۔ (فوائد عثمانیہ ص ۱۱۲)

وجہ استدلال

خواجہ صاحب کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے تصرف کر کے اپنے مرید کو برائی سے بچالیا اور تصرف کر کے کسی کو برائی سے بچالینا یہ امر خارق للعادة ہے اور خارق للعادة امور جوئی سے صادر ہوا اس کو کرامت کہا جاتا ہے اور اس پورے واقعہ کو ملاحظہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کرامت ان کے ارادے سے صادر ہوئی کیوں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے فلاں حجرے کا سارا حال معلوم ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی نفسی توجہ اور ارادے کے ساتھ اس خرق عادت امر کو صادر فرمایا۔

حضرت خواجہ صاحب کا ایک اور ارشاد:

حضرت نے اپنے مرید مولوی حسین علی کو فرمایا کہ تم اپنے گھر میں جاؤ اور جو

کچھ تم وہاں امور سرانجام دو گے میں تمہیں تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں گا۔

(فوائد عثمانیہ ص ۱۲۳)

نوٹ:

اپنے مقام پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے کسی کے گھریلو واقعات کی خبر دینا یہ ایسا امر ہے جو ہر ایک آدمی کے بس میں نہیں ہے تو لہذا یہ امر خارق للعادة ہوا تو خواجہ علیہ الرحمۃ انتہائی اعتماد کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ میرے سارے پیش آمدہ امور کو میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں گا اس سے ثابت ہوا کہ یہ افران کے بس میں اور اختیار میں تھا اور یہی اہل سنت کا دعویٰ ہے کہ کرامات اولیاء اور معجزات انبیاء اسی طرح انبیاء و اولیاء کے ارادہ اختیار سے صادر ہوتے ہیں جس طرح ہمارے افعال عادیہ ہمارے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔

ایک قابل توجہ نکتہ:

مولوی سرفراز خان صاحب صدر نقشبندی مجددی مظلوم الاصل ارشاد فرماتے ہیں کہ فقیر مولوی حسین علی کے آخری مریدوں میں سے ہے تو حضرت جب اپنے آپ کو مولوی حسین علی کا خاتم المریدین کہتے ہیں تو پھر حضرت کو چاہیے کہ اپنے پیروں و مرشد کی مصدق کتاب کے مندرجات پر ایمان لائیں اور اپنے اس عقیدہ باطلہ سے توجہ کریں کہ معجزات و کرامات میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔

نوٹ:

ہم نے سرفراز صاحب کو جو نقشبندی مجددی لکھا ہے تو ان کے دُعا کے مطابق

لکھا ہے حضرت اپنے آپ کو تشبہندی مجددی کہلاتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا قر کو فرمائیں گے۔

ذق انك انت العزيز الكريم

اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ کافر بڑی عزت اور کرامت کا مالک ہے بلکہ یہ تو اس کے ذم کے مطابق ہی کہا جائے گا۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی اپنی کتاب لمحات الانس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تعریف کرنا بہت سے اولیاء سے منقول ہے۔

وجہ استدلال:

اگر اولیاء کا تعریف کرنا یہ ان کی کرامات میں سے ہے اور تعریف کرنا بغیر ارادے اور اختیار کے ممکن نہیں لہذا اس عبارت سے بھی کرامات کا ارادے سے اختیار سے صادر ہونا ثابت ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی:

حضرت اپنی معروف کتاب کشف النجوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں بندہ محبوب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے سنا ہے دیکھتا ہے اور پکڑتا ہے۔

(کشف النجوب ص ۲۲۰)

وجہ استدلال:

جب بندہ محبوب کا دیکھنا سنا پکڑنا اللہ کی قدرت سے وقوع پذیر ہوتا ہے تو پھر بدیہی بات ہے کہ وہ کائنات میں تعریف کرنے پر بھی قادر ہو کیونکہ جس ہستی کے

ہاتھ اور پاؤں اللہ کی قدرت کے مظہر ہیں جامی تو ظاہر ہے کہ اس کے افعال ہمارے افعال عادیہ کی طرح نہیں ہوں گے بلکہ وہ امور غیر عادیہ پر بھی قدرتوں کا حامل ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے ایک آدمی کی روح قبض کی اور قبض کرنے کے بعد دوبارہ اس کی روح اس کے اندر ڈال دی۔

وجہ استدلال:

کسی آدمی کے روح کا جسم سے نکالنا یہ امر خارق عادت ہے ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے تو پھر اس بزرگ کا یہ تعریف کرنا جیسا کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے یہ خوارق للعات امور میں تعریف ہونے کی واضح دلیل ہے اگر اب بھی سرفراز صاحب امور غیر عادیہ میں اولیاء کرام کی قدرت کو تسلیم نہ کریں تو ہم ان کا کیا باز رکھتے ہیں اور سرفراز صاحب جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ امور غیر عادیہ میں تعریف کو ماننے والے گمراہ، جاہل اور بے بصیرت ہیں تو پھر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بارے میں حضرت کا کیا نظریہ ہوگا اس لئے سرفراز صاحب سے یہی گزارش ہے کہ تو یہ کر کے سنی ہو جاؤ کہ جس درجہ جس راستہ کو انہوں نے اپنے لئے منتخب کیا ہے یہ سیدھا جہنم کی طرف جا رہا ہے لہذا تو یہ کر لیں اس میں ان کی بھڑکی ہے ورنہ وہ اس آئیہ کریمہ کے صدق بن جائیں گے۔

وجوه بومئذ خاشعة عاملة ناصبه تصلي نارا حاميه تسفي من عين انبه

امام ابن خلدون کا ارشاد:

امام ابن خلدون اپنے مقدمہ میں ارشاد فرماتے ہیں اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں جہانوں اور اکوان میں مختلف قسم کی کرامات سے تصرفات کرتے ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۲۷۴)

اسی کتاب کے صفحہ ۵۰۲ پر ارشاد فرماتے ہیں کبھی بعض صوفیاء کرام اور اصحاب کرامات سے احوال عالم میں تاثیر دیکھنے میں آتی ہے اور یہ جادو کی قسم سے نہیں ہوتی بلکہ ان اولیاء پر اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ اس کی مدد سے یہ امور ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ ان کا طریقہ اور نسبت آثار نبوت اور اس کے توابع سے ہی ہوتی ہے۔

وجہ استدلال:

علامہ ابن خلدون علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت اس امر سے صریح ہے کہ اولیاء کرام کا تصرف کائنات میں ثابت ہے اور یہ ان کے ارادے اور اختیار کے ساتھ پایا جاتا ہے کیونکہ جب تک ارادے اور اختیار کو دخل نہ ہو تو کسی کو تصرف کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے مولوی سرفراز صاحب صفحہ ۲۷۴ پر بھی اپنی کتاب راہ ہدایت میں اسی عبارت کو نقل کیا ہے اور محظوظ الحواس ہونے کی وجہ سے اتنا نہ سوچ سکے کہ یہ عبارت ان کے نظریہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ حضرت اپنی کتاب تسکین الصدور صفحہ ۳۵۱ پر لکھ چکے ہیں کہ کسی غیر اللہ کو تصرف سمجھنا یہ کفر ہے اور حضرت اپنی تفریح الخواطر صفحہ ۲۹ پر ارشاد فرماتے ہیں جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرے اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہ کرے تو وہی مصنف کا بھی نظریہ ہوتا ہے تو گویا سرفراز صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا کہ اولیاء کرام کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور وہ اپنے

فتوے کی رو سے خود ہی کافر ہو گئے نیز ان کے امام اسماعیل دہلوی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ جو کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے تو مشرک ہے تو اسماعیل دہلوی کے فتوے کی رو سے علامہ ابن خلدون مشرک ثابت ہو گئے اور مولوی سرفراز صاحب ان کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر کافر ہو گئے کیونکہ حضرت اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۵۶ پر ان کے لئے رحمۃ اللہ علیہ والا جملہ استعمال کیا ہے تو جو بزرگ ان کے فتوے کی رو سے مشرک تھے ان کیسے دعائیہ کلمہ بول کر خود کافر ہو گئے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی:

امام رازی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب المباحث المشرقیہ جلد ۲ ص ۵۵۶ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کا روح اس مادی عالم میں تصرف ہوتا ہے پس وہ عصا کو سناپ بنا دیتا ہے اور پانی کو خون بنا دیتا ہے اور اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کر دیتا ہے اس کے علاوہ اور بھی معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کی روحانی قوت سے صادر ہوتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی اس عبارت سے جان چھڑانے کی ناکام کوشش:

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ یہ نظریہ امام رازی نے اپنا بیان نہیں کیا بلکہ فلاسفہ اہل کمال کا نظریہ پیش کیا ہے اور اس کی دجیاں بکھیری ہیں ہم ناظرین سے گزارش کریں گے کہ وہ المباحث المشرقیہ کے اس صفحے کا بخور مطالعہ فرمائیں اور سرفراز صاحب کے کذب و افتراء کی داد دیں کہ انہوں نے کتنی سفید جھوٹ بولا حالانکہ امام رازی نے یہ اپنا نظریہ بیان کیا ہے نہ کہ فلاسفہ کا اور امام رازی کے اس نظریہ کی تائید قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے اور وہ آیات ہم اسی کتاب کے گذشتہ اوراق

میں بیان کر چکے ہیں۔

معجزات کا مقدور انبیاء ہونے کا ثبوت علماء دیوبند کے اقوال کی روشنی میں:

مدرسہ دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الاناس میں لکھتے ہیں کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مشل پر دادِ حق تعالیٰ بطور سندِ نبوت ملتا ہے، بشرط ضرورت ہر وقت قبضے میں ہوتا ہے گاہ بگاہ قبضہ نہیں ہوتا۔ (تحذیر الاناس ص ۸)

وجہ استدلال:

نانوتوی صاحب کی یہ عبارت اس امر میں بالکل واضح ہے کہ معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں سرفراز صاحب صفحہ ۱۱۱ اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے یہاں معجزہ کی مثال قرآن مجید کے ساتھ کی ہے اور قرآن مجید کے نازل ہونے میں نبی کریم علیہ السلام کے قصد کو دخل نہیں ہے لہذا نانوتوی صاحب کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ معجزہ انبیاء کے ارادے سے صادر ہوتا ہے۔

جوانی گزاریاں:

سرفراز صاحب کا نانوتوی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مجھڑ کے اندر امتیاء کے قصہ کو دخل دے گا۔ کیونکہ اس کی مثال قرآن مجید کے ساتھ دی ہے سرفراز صاحب کا یہ قول بالکل لغو اور باطل ہے کیونکہ اگر نانوتوی نے مثال غلط دی ہے تو اس میں تعجب کی کوئی بات ہے۔

کیونکہ نانوتوی اگر قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کریم ﷺ کے لئے ہے جو تمام تفسیر اجماع امت اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے تو اگر اس نے یہاں بھی غلط مثال دی ہے تو یہ بالکل نانوتوی کی ذات سے بعید نہیں ہے۔

نیز سر فراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ کانٹو کی کے الفاظ تو یہ ہیں کہ مجھ کو
خلاس جو رہی ہو بلور سندھوت ملتا ہے کیا قرآن مجید ہر نبی کو ملا ہے؟ لہذا کانٹو کی
عسارت بالکل وضاحت کر رہی ہے کہ جس طرح ایک عام آدمی کو کوشش اور محنت کے
بعد کسی امر میں ایک ایسا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ جب چاہے اس کو با آسانی وقوع
پذیر کر سکتا ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے عجرات ملکہ کا حکم رکھتے ہیں کہ
جب چاہیں ان سے امور غیر عادی بہ سہولت صادر ہو جاتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی گواہی:

تھاوی صاحب نے اپنی کتاب جمال الاولیاء اور کرامات اعدادیہ میں لکھتے ہیں کہ کرامت اولیاء کے ارادے سے بھی صادر ہوتی ہے اس طرح حضرت تھاوی صاحب اپنی آخری کتاب الجود والنور میں لکھتے ہیں کرامات اولیاء کرام کے ارادے اور اختصار سے بھی صادر ہو جاتی ہیں۔

تھانوی صاحب کی ایک اور گواہی:

حضرت اپنی کتاب الشفیع میں لکھتے ہیں کہ بزرگوں کا ایک گروہ وہ ہے جو اہل بکھوین کھلاتے ہیں جن کا کام امور دنیوی کی اصلاح کرنا ہے اور لوگوں سے مشکلات کا دور کرنا۔ (الشفیع ص ۳۷)

اسی طرح تھانوی صاحب نے ایک اور کتاب الافاضات الیومیہ میں لکھا ہے کہ خانہ کائنات کا ان بزرگوں کے سپرد ہوتا ہے اور وہ امور تکوینیہ کی تدبیر کرتے ہیں۔

حضرت تھانوی کی بیان کردہ ایک اور کرامت:

تھانوی صاحب نے اپنی کتاب کرامات امدادیہ میں حاجی امداد اللہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے ایک دوست حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی سے بیعت تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے یہی سے آگوت میں سوار ہوئے آگوت نے چلتے چلتے فکر کھائی اور قریب تھا کہ پھر کھاکر غرق ہو جائے جب انہوں نے دیکھا کہ اب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیرو دشمن میر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا اس وقت سے زیادہ اور کونسا وقت امداد کا ہوگا اللہ تعالیٰ سیخ و بصیر اور کارساز مطلق ہے اس وقت ان کا آگوت غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی ادھر قویہ واقعہ پیش آیا ادھر اسی روز مخدوم جہاں اپنی خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے خادم نے کمر دباستے دیاستے پیراہن مہارک اٹھایا تو دیکھا کہ کمر کھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی تھی پوچھا حضرت یہ کیا ہے فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں دگر لگی ہے۔ آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے فرمایا ایک آگوت ڈوبا جاتا تھا اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ و زاری نے مجھے بے چین کر دیا آگوت کو کمر کا سہارا دیکر اوپر اٹھالیا جب آگے چلا اور بند گان خدا کو نجات ملی اسی لئے اچھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درہرے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ ص ۱۸)

وجہ استدلال:

تھانوی صاحب کی اس بیان کردہ کرامت سے ثابت ہوا کہ کرامات اولیاء

کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں اس قول پر دلیل حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ قول ہے کہ ایک آگوت ڈوبا جاتا تھا اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ و زاری نے مجھے بے چین کر دیا آگوت کو کمر کا سہارا دے کر اوپر اٹھالیا تو حاجی امداد اللہ صاحب کے یہ الفاظ اس امر پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ یہ کرامت ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوئی تھی کیونکہ کسی متقی بزرگ سے کسی خرق عادت امر کا صدور کرامت کہلاتا ہے اور کسی کے ڈوبنے سے بچنے کے لئے کو ترا دینا اور دروازے سے آکر اس کی مشکل کو حل کر دینا یہ امر خارق للعادت ہے اور حاجی صاحب کے اس کام سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے قصد اور ارادے کے ساتھ اس خرق عادت امر کو صادر کیا اگر اب بھی سرفراز صاحب اس امر پر اصرار کرتے رہیں کہ کرامت کو اختیاری سمجھنے والے بے وقوف اور جاہل ہیں تو ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں البتہ یہ عرض کریں گے کہ ذرا یہ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کے ان الفاظ کی زد میں ان کے کون کونسے بزرگ آ رہے ہیں اگر بقول سرفراز صاحب کہ ان کے حکیم الامت ہی بے وقوف اور جاہل ہیں تو پھر ان کے مریدوں کا کیا حال ہوگا ہمارا تو پہلے بھی یہی نظریہ تھا کہ تھانوی صاحب ان کے معتقدین بے وقوف ہیں اور سرفراز صاحب نے بھی ہماری تائید کر دی اگرچہ نادانستہ طور پر یہی لیکن کئی ہنسک الیوم سہا کے مصداق بن گئے سرفراز کو چاہیے کہ اہل سنت کے بارے میں اس طرح کا نظریہ بیان کرنے سے پہلے ذرا سوچ بچار کر لیں کہ میں جو تہم اہل سنت کو بھیج رہا ہوں کہیں میرے اکابر اس کی زد میں نہ آجائیں۔

یوں نظر دوڑے نہ برہمچان تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

پتھرے سرفراز صاحب کی اس بحث میں حالت یہ ہے کہ

کبھی جھٹکا ہوں ساغر پر کبھی گرنا ہوں مینا پر
میری بے ہوشیوں سے ہوش ساقی کے بکھر جاتے ہیں

تھانوی صاحب کی بیان کردہ ایک اور کرامت:

تھانوی صاحب محمد شعیبی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لق ووق جنگل میں جا پہنچا اور اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے امداد چاہی اور چلا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہ رہا ہے کہ یہ رہا راستہ تو وہ راستہ پہنچ گیا۔ (جمال اولیاء ص ۱۳۴)

وجہ استدلال:

تھانوی صاحب کی بیان کردہ اس کرامت کے اندر بھی اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کرامت اس بزرگ کے ارادے سے صادر ہوئی۔

اشرف علی تھانوی کی بیان کردہ ایک اور کرامت:

تھانوی صاحب جمال الاولیاء میں لکھتے ہیں ایک بزرگ چار بیٹیوں کی بارش پچا کرتا تھا۔

وجہ استدلال:

مولوی سرفراز خان صاحب مغیرہ تھانوی صاحب کی بیان کردہ اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور اپنے اسی ^{چلتے} پر وہ بارہ غور کریں کہ کسی عالم کا حوالہ پیش کیا جائے کہ کرامت کسی ولی کے ارادے سے صادر ہوتی ہے کیا تھانوی صاحب ان کی نگاہ میں عالم نہیں تھے اور تھانوی صاحب ان بزرگوں کے بارے میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان سے بہت زیادہ تعریف کرنا مقول ہے۔

اور تعریف کرنا تب ہی مقبول ہو سکتا ہے جب ارادہ اور اختیار پایا جائے اگر یہ کہا جائے کہ تعریف بغیر ارادے اور اختیار کے بھی پایا جا سکتا ہے اور تعریف کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام والرضوان کے قصد کا کوئی ٹل نہیں ہوتا پھر کیا سرفراز صاحب ان کے ہمنوا یہ قول کریں گے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا نکات میں متصرف ہیں کیونکہ بقول ان کے تعریف کرنا تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم السلام والرضوان کی طرف اس کی اسناد مجازی ہوتی ہے تو پھر وہ ایسا عقیدہ کیوں نہیں رکھتے اور اس تاویل کے ساتھ انبیاء اور اولیاء کو متصرف کیوں نہیں مانتے نیز بقول تھانوی صاحب کے وہ بارش پہنچنے والے بزرگ متصرف تھے۔ اور بابیہ کے امام مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جو کسی نبی ولی کو کائنات میں متصرف سمجھے ذاتی قدرت سے سمجھے یا عطائی قدرت سے سمجھے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں اب سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی یہی فتویٰ لگا رہا ہے اس فتوے کی رو سے تھانوی صاحب کا کیا انجام ہوگا اور سرفراز تھانوی صاحب کو اپنا حکیم الامت اور بزرگ مانتے ہیں تو ابو جہل جیسے مشرک کو اپنا بزرگ مان کر سرفراز صاحب کا کیا انجام ہوگا۔ مالکم کیف تحکمون

اسماعیل دہلوی کی شہادت:

اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتا ہے اولیاء کرام کو عالم مثال اور عالم شہادت میں تعریف کا مکمل اختیار ہوتا ہے اور ان کو حق حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ عرش سے نہ کہ فرش تک ہماری حکومت ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۴) (فارسی)

وجہ استدلال:

اولیاء کرام کا پوری کائنات میں تصرف کرنا یہ امر خارق للعادة ہے اور جو امر ولی سے بطور خرق عادت کے صادر ہو اس کو کرامت کہا جاتا ہے تو اس عبارت میں اس امر کا واضح ثبوت موجود ہے کہ اولیاء کرام کی کرامتیں ان کے ارادے سے صادر ہوتی ہے اور مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب تسکین العددور میں لکھا ہے کہ جو اولیاء کرام کو کائنات میں متصرف مانتے یا انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے تصرف ثابت کرتے وہ کافر ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اسماعیل دہلوی سرفراز صاحب کے فتوے کی رو سے کافر ہو گیا اور مولوی سرفراز صاحب ان کو اپنا بزرگ مانتے ہیں تو ایک کافر کو اپنا بزرگ مانتے سے سرفراز بھی کافر ہو گئے۔

کذلک المثلث العذاب والعذاب الاخرة اکبر

اسماعیل دہلوی کی دوسری شہادت:

اسماعیل دہلوی اسی صراط مستقیم میں حدیث قدسی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس مقام کے لوازمات میں سے ہے خوارق کا صادر ہونا دعاؤں کا مستجاب ہونا اور آفتوں بلاؤں کا دور کرنا۔ (صراط مستقیم ص ۱۳۵)

وجہ استدلال:

آفتوں بلاؤں کا دور کرنا یہ امر خارق للعادة ہے۔ اور اسماعیل دہلوی اولیاء عظام کیلئے اس امر کو ثابت کر رہا ہے اور اولیاء کرام سے جو خرق عادت امر صادر ہوا اس کو کرامت کہا جاتا ہے تو اس عبارت سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کرامت اولیاء کرام کے ارادے سے صادر ہوتی ہے۔

اور اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۵ پر اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ جس طرح لوہے کو آگ میں رکھا جائے تو لوہے میں بھی آگ کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ لوہا آگ بن گیا ہے اسی طرح اولیاء کرام قرب نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور ہو جاتے اور خدائی صفات کے مظہر بن جاتے ہیں تو اسماعیل دہلوی کی اس تشبیل سے بھی جو ای نے لوہے اور آگ والی بیان کی ہے اس امر کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ کرامت اولیاء ان کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں۔ اسماعیل دہلوی کی تیسری گواہی:

اسماعیل اسی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ مولانا شاہ عبدالرزاق محدث دہلوی وسعت برکت اور آختیاب ہدایت تاب کی توجہات کے یکن سے جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کی متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر درویش مقدس کے درمیان تنازع رہا انی قال شرکت پر صلح ہونے کے بعد ایک دن ہر درویش مقدس روچیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی پر زور اثر ڈالتے رہے پس اسی ایک پہر میں ہر درویش بقید کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔ (صراط مستقیم اردو ص ۲۲۲)

وجہ استدلال:

نوٹ ہونے کے منظر و سال بعد کسی کو قادری اور نقشبندی بنانا امر خارق للعادة ہے اور یہ امر خارق للعادة ان دونوں بزرگوں کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوا ہے کیونکہ اسماعیل دہلوی کی عبارت کے یہ الفاظ کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی روح اور حضرت غوث پاک روح آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور ہر ایک ان دو عالمی

مقامِ روحوں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو جہلم اپنی طرف جذب کرے
اسی طرح باقی ماندہ الفاظ اس امر پر قطعی الدلالت ہیں کہ ان دونوں بزرگوں کی ہر
کرامت ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوئی کیونکہ اگر اس امر میں ان کے
ارادے اور اختیار کو دخل نہ ہو تو پھر اسماعیل و صلی کا یہ کہنا کہ دونوں روحوں کے
درمیان جھگڑا ہوتا رہا اور حضورِ مٹھ پاک سید احمد کو قادری بنانا چاہئے سے اور خواجہ
بہاؤ الدین اس کو نقشبندی بنانا چاہتے تھے پھر اس پر صلح ہوئی کہ اس کو نقشبندی بھی بنا
یا جائے اور قادری بھی بنایا جائے پھر اس کو دونوں سلسلوں میں داخل کر دیا گیا تو اگر
سید احمد بریلوی کو نقشبندی اور قادری بنانے کے اندر ان حضرات کے ارادے اور
اختیار کو تسلیم نہ کیا جائے تو یہ عبارت مہمل ٹھہرے گی اور اس عبارت کے اندر اور
ہدیان کے اندر کوئی فرق نہیں رہے گا اور یہ عبارت ایک دیوانے کی بڑا ثابت ہوگی کیا
سرفراز کے نزدیک اپنے امام اسماعیل و صلی کی یہی شان ہے کہ وہ مہمل کلام کرتے
تھے اور جھوٹا نہ بڑیں ہاں تھے سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اپنے اکابر کی اس طرح
مٹی پلید نہ کریں بلکہ ان کے قلم سے جو اچھی بات صادر ہوگئی اس کو تسلیم کرنے کا
اعلان کریں اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو پھر جو فتویٰ اہل سنت پر صادر کرتے ہیں غوی
فتویٰ اپنے اکابر کی عبارات اور مولوی اسماعیل پر بھی صادر کریں۔

من گویم ایس کن دآں کن،
مصلحت میں دکار آساں کن

نوٹ:

مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب رام مذاہب کے صفحہ ۵۸ پر لکھتے ہیں کہ
مؤلف نور ہدایت پر لازم ہے کہ وہ اپنے ناپاک عقیدہ سے توبہ کرے کہ ججوات انبیاء

کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں کیونکہ کفریات سے توبہ کر کے مسلمان ہو جانے کے
بعد اللہ تعالیٰ گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

تو سرفراز صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ جو آدمی معجزہ اور کرامت
کو نبی علیہم السلام اور ولی علیہم الرضوان کا اختیاری فعل سمجھے وہ کافر ہے تو اس کا نتیجہ ہی
نکلا کہ مولوی سرفراز صاحب کے نزدیک قائم نا تو تو ای اشرف علی تھانوی اور اسماعیل
و صلی اور مولوی حسین علی دہلوی وغیرہ کی تمام حضرات کفر کے اندر لٹ پٹ ہیں
تو یہ بات ٹھیک ہے ہمارا تو پہلے بھی یہی نظریہ ہے کہ یہ تمام لوگ کافر ہیں سرفراز
صاحب نے ہمارے نظریے کی تائید کر دی اب حضرت کو چاہیے کہ اگر ان میں واقعی
انصاف اور دیانت نام کی کوئی چیز موجود ہے تو اپنے ان اکابر کو کافر قرار دیں جس طرح
اہل سنت کو کافر قرار دیا ہے اگر نہیں دیتے تو اپنے اس نظریہ سے توبہ کریں۔ اور اہل
سنت و جماعت کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے سے باز رہیں اور اپنی زبان کو لگام دیں
نیز ہم نے گزشتہ اوراق میں اس مسئلے کے بارے میں امام غزالی، امام زاری اس
طرح میں اہل اکابر کے جوابات پیش کئے ہیں کہ معجزات اور کرامات انبیاء اور اولیاء
کرام کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں تو یہ کوئی ایسا نظریہ نہیں کہ جس میں اہل سنت
منفرد ہیں بلکہ یہ تو تمام اکابرین کا نظریہ ہے۔

نہ من تہادریں میثاقہ ستم

جنید و شبلی و عطا رحمہم مست

مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد:

گنگوہی صاحب تذکرۃ الرشید میں ارشاد فرماتے ہیں تصرفات اولیاء بعد
از وفات الیہاں باقی می ماند اولیاء کے تصرفات ان کی وفات کے بعد باقی رہتے

ہیں۔

(تذکرہ الرشید ۱۲۲)

گنگوئی کا اپنے بارے میں ارشاد ہے کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے تو پھر سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اس حق کو قبول کریں اور اس بات کے فائل ہو جائیں کہ اولیاء کرام کائنات میں متصرف ہیں نیز گنگوئی صاحب کا یہ ارشاد بھی ہے کہ ہدایت و نجات میری اختیار پر موقوف ہے۔

اگر سرفراز صاحب ہدایت اور نجات کے طلبکار ہیں تو گنگوئی صاحب کی اس بات پر عمل کریں اگر عمل نہیں کرتے تو پھر نہ وہ ہدایت پا سکتے ہیں نہ نجات بن سکتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نام سے دھوکہ دینے کی ناکام کوشش:

مولوی سرفراز صاحب صفدر فاضل دیوبند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فوج الغیب کے ترجمہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھ کو کے اندر انبیاء علیہم السلام کے ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔ (فوج الغیب ص ۲۴)

لیکن سرفراز صاحب کی پراگندہ ذهنی کی دلیل یہ ہے کہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ دلی کی طرف اشیا کا پیدا کرنا ان کو ان کے اندر تصرف کرنا سپرد کر دیا جاتا ہے یعنی کائنات اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہیں اب مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ اگر تصرف کے اندر دلی کا ارادہ ہی نہیں ہوتا تو پھر شیخ عبدالحق کی اس عبارت کا کیا مطلب ہو گا کہ تصرف اولیاء کی طرف سپرد کر دیا جاتا ہے کیا کوئی سلیم العقل آدمی یہ باور کر سکتا ہے کہ کسی کو ان کو ان کے اندر تصرف کرنا سپرد بھی کر دیا جائے اور اس کو تصرف کرنے کے اندر

اختیار اور دخل بھی نہ ہو ایسی ایسی اور ایسی منطق دیوبند کی چار دیواری میں تو بن سکتی ہے لیکن اگر باب عقل دانش کے نزدیک سرفراز صاحب کی اس عبارت کی پرکاش کے برابر بھی وقعت نہیں ہے نیز ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک اور حوالہ قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں حضرت اپنی کتاب مدارج النبوت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کیلئے چار تھا کہ کسی علاقے کے فتح ہونے سے پہلے اس کی زمین کو تقسیم فرما دیں کیونکہ اللہ رب العزت نے آپ کو تمام اراضی اور ممالک کا مالک بنا دیا کیونکہ نبی کریم علیہ السلام جنت کی زمین تقسیم فرماتے ہیں تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ تقسیم کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(مدارج النبوت جلد اول ص ۱۱۵)

امام غزالی کی پہلی عبارت مواہب اللدنیہ میں علامہ قسطلانی نے اور علامہ زرقانی نے اس کی شرح میں اور امام شعرانی نے کشف الغمہ میں اور امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل فرمائی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا دوسرا ارشاد:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۰ پر ارشاد فرماتے ہیں کائنات کے ہر فرد کا رزق نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں دے دیا ہے اور ہر ایک کی ظاہری باطنی جسمانی اور روحانی تربیت اور پرورش کیلئے درکار قوت اور روزی آپ کے سپرد فرمادی ہے یعنی رزق کے خزانہ اور اس کی تقسیم کی چابیاں نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں یہی عبارت ارشاد الہامی جلد ۶ صفحہ ۳۵۵ زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۶۰ پر موجود ہے نیز مطالع السیرات صفحہ ۱۱۲ اور الجوہر المظم ص ۲۲ پر موجود ہے نیز مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۹ صفحہ ۱۰۵ پر موجود ہے

اور مولوی سرفراز صاحب صفدر ارشاد فرماتے ہیں کہ طاعلی قاری کی مفصل عبارت جنت ہیں امید ہے حضرت سرفراز صاحب کرم فرماتے ہوئے اس عبارت کے مطابق عقیدہ رکھیں گے حضور علیہ السلام کی کنیت ابو القاسم اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مستحقین میں جنت تقسیم فرماتے ہیں۔ (مدارج النبوہ جلد اول ص ۲۶۶)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

ہم چنان کہ حیوانات ہمہ مطیع و متقاد امر آنحضرت ﷺ یو دند نباتات نیز در حیطہ فرمانبردار و طاعت دوسے یودند۔ (مدارج النبوہ جلد اول ص ۱۹۳)

ترجمہ:

حیوانات (جاندار اشیاء) اور نباتات بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرے میں ہیں۔

اسی طرح اس کتاب صفحہ ۱۹۴ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ ہم چنان کہ نباتات را و متقاد مطیع امر و متقاد سواست یودند جمادات نیز ہمہ حکم دارند۔

(مدارج النبوہ جلد اول ص ۱۹۴)

ترجمہ:

جس طرح نباتات کو حضور کے حکم کا فرمانبردار اور مطیع بنایا ہوا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھتے ہیں۔

اسی طرح آپ اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۴ جلد اول میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یو آنحضرت ﷺ کہ تعرف می کرد در ایشان دلی گردانند فی رافقہ دوسے ساخت شریف را برابر وضع داد خداے تعالیٰ عزت و قدرت ملک مدد، نصرت، قوت

و شوکت کہ بفرمہ بالا تو آمد کار او بر ہمہ پیش گرفت اختیار اولاً واللہ سو کند بخدائے کہ مسخر گردانید اور ایں ہمہ امور شک نمی کنند دریں بیچ عاقلے۔

ترجمہ:

حضور علیہ السلام تعریف کرتے تھے نبی کو فقیر بنا دیتے اور عزت والے کو ادنیٰ بنا دیتے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اتنی عزت اور قدرت اور طاقت اور مدد اور نصرت اور قوت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب لوگوں سے نبی کریم علیہ السلام کا کام نمبر لے گیا اور سب سے حضور علیہ السلام کے اختیارات بڑھ گئے اللہ کی قسم یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کیلئے مسخر اور تابع کر دیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا۔

نوٹ:

سرفراز صاحب صفدر کوشچ علیہ الرحمۃ کی ترجمہ توح الغیب والی عبارت تو یاد رہی اور اس ترجمہ کی دیگر عبارات نیز مدارج النبوہ کی دیگر عبارات پتہ نہیں حضرت کی نظر سے کیوں اوجھل ہو گئیں حضرت پر یہ بات چلی آتی ہے۔

حفظت شیاً و غابت عنک اشیاء

نیز سرفراز کیلئے حضرت شیخ محقق کے یہ الفاظ قابل غور ہیں اللہ کی قسم یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور کیلئے مسخر اور تابع کر دیں اور اس میں کوئی عقل مند شک نہ کرے گا سرفراز صاحب خدا کا خوف کریں کہ جس ہستی کا وہ حوالہ دے کر نبی کریم علیہ السلام کو بے اختیار غایت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے وہ تو قسم فرما رہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے اختیار تمام مخلوق سے زیادہ ہیں کیا خان صاحب کو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی قسم پر بھی اعتماد و اعتبار نہیں نیز شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان کہ نبی کریم

علیہ السلام کے مختار کل ہونے میں کوئی عاقل شک نہیں کر سکتا تو حضرت کا یہ ارشاد سرفراز صاحب کیلئے تازیانہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ دوسری صورتیں ہیں اگر سرفراز صاحب عاقل ہیں تو ان کو نبی کریم علیہ السلام کے مختار کل ہونے پر ایمان لانا چاہیے اور انکار کیا شک بھی نہیں کرتا چاہیے اور اگر عاقل نہیں ہیں تو ان کو ایسے نازک موضوعات پر کٹا ہین لکھ کر اپنی رسوائی کا سامان نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اشعۃ المبعات میں ارشاد فرماتے ہیں۔
تصرف و قدرت و سلطنت و علو و کبر و بزرگی و ملک و حکومت جن و انس تمامہ عوالم بتقدیر و تصرف الہی عز و جل در حیطہ قدرت و تصرف وے بود۔

(اشعۃ المبعات جلد اول ص ۳۳۲)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی ملک اور حکومت جن اور انسان اور سارے جہاں اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ السلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد گرامی:

حضرت ارشاد فرماتے ہیں آنحضرت علیہ متولی امور البیہ و مکشہ درگاہ عزت بود کہ تمام امور احکام کون و مکان ہوئے مفلوس بود و کد ام دائرہ ملک و داع تر از ملک و سلطنت وے بود۔
(اشعۃ المبعات جلد اول ص ۲۴۲)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد گرامی:

زمین قدیم پر خدائے راست و رسول خدا ہیں قرآن زمین مرثداست الزمن

یعنی من تصرف می کنم در اں میرجید کہ می خواہم وی تنظیم بر کر ا کہ می خواہم و طہا ہر آں بود گفتہ شود کہ منی و من اللہ زیرا کہ ہمہ از خدا است و خدا رہمہ چاہیہر خود را تصرف دادہ است۔
(اشعۃ المبعات جلد ۳ ص ۲۶ مرقاہ جلد ۳ ص ۳۳۱)

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا قدیم زمین اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی ملکیت ہے بر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لئے ہے یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں جسے چاہتا ہوں بخشا ہوں ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا کہ منی و من اللہ کیونکہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے نبی کریم علیہ السلام کو تصرف عطا فرمایا ہے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد گرامی:

وے علیہ غلیفہ مطلق و ناعب کل جناب اقدس است سے کند وے دہندہ بر چہ خواہ باذن وے۔

فان من جو ذلک الدنیا و ضررتها و من علومک علم اللوح و القلم

(اشعۃ المبعات جلد ۳ ص ۳۱۵)

ترجمہ:

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے غلیفہ مطلق اور ناعب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں یا رسول دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جو دلا محدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح و قلم کا علم بعض حصہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اور
ارشاد:

حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وجود شریف دس پشت پناہ عالمیائیں استخلصے۔ (مجموعۃ المدحیات جلد ۴ ص ۲۷۲)

ترجمہ:

نبی کریم علیہ السلام کا وجود اقدس تمام جہانوں کیلئے پیار مادی ہے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد گرامی:

شیخ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ چون روح مقدس آنحضرت علیہ السلام جان ہمہ عالم
است باید کہ در ہر اجزائے عالم متصرف باشند۔ (اخبار الاخیار ص ۲۵۵)
نبی کریم علیہ السلام کی روح اقدس تمام جہانوں کی جان ہے تو اس کا تمام
اجزائے عالم میں متصرف ہونا مسلم ہے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اس کتاب کے صفحہ ۲۱۶ بریوں و قطراذ یعنی ہم جنت
کا وارث نبی کریم علیہ السلام کو بتاتے ہیں میں ان کی مرضی جس کو چاہیں عطا فرمائیں
اور جس سے چاہے منع کریں انہی کیلئے دیا ہے انہی کیلئے جنت۔

(اخبار الاخیار ص ۲۱۶)

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی کریم علیہ السلام کا تصرف
زمین و آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا و آخرت کے ہر قسم کے شراب اور طعام اور حسی

روحانی رزق اور ظاہری باطنی نعمتیں حضور علیہ السلام کے فضل اور واسطے سے ہیں۔
(جوہر البحار جلد ۲ ص ۱۹۹۔ مدارج النبوة جلد اول ص ۳۱۱۔ مطالع البسر ات ص ۲۶۲)

نوٹ:

اختصار کی خاطر ہم نے شیخ علیہ الرحمۃ کی فارسی عبارات کا ترجمہ پیش کرنے
پر اکتفا کیا ہے ارباب ذوق اصل کتب کا مطالعہ فرما کر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اور عبارت:

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

پس گفت آں حضرت کہ بخود و تنہی صبیحہ نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہم
بدست ہمت و کرامت اوست علیہ السلام ہر چہ خواہد و ہر کر خواہد باذن پروردگار خود بدید۔

اس کے بعد شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک شعر نقل فرمایا۔

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری

بدرگاہ پیش بیا و ہر چہ سے خواہی تمنا کن

(مجموعۃ المدحیات جلد اول ص ۳۹۶۔ مسک الختام جلد اول ص ۵۲۱)

یعنی نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ربیعہ کو فرمایا کہ جو چاہو مانگ لو کسی
مطلوب خاص سے تنہی صبیحہ نہ کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جہان کے کام نبی
کریم علیہ السلام کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ کے اذن سے عطا
فرماتے ہیں اگر تو دنیا و آخرت کی خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو نبی کریم علیہ السلام کی
برگاہ میں حاضر ہو جی میں آئے مانگ۔

اس مضمون کی عبارت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی عربی شرح لمعات
المتنحی میں تحریر فرمائی ہے۔ عربی شرح کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔

انہ علیہ السلام بحر کرم وفضل لاساحل لہ الخ
نبی کریم علیہ السلام سخاوت اور بخشش کے ایسے سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

(لمعات النسخ جلد ۳ ص ۲۲۰)

مولوی سرفراز صاحب اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے اتمام الہرحان میں لکھتے ہیں کہ یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا علی قاری کی لغزش ہے اور غیر معصوم لوگوں کی لغزشوں کو تسلیم کرنے کا نام ایمان نہیں مولوی سرفراز صاحب کی اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے علامہ منظور احمد فیضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے الفاظ۔

صلی فاعطیت اسئلک مرافقتک فی الجنة او غیر ذلک

سے عالم سفیت میں ایمان افروز بہار آجاتی ہے۔ بھاری وہابیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرنا دیکھ کر کھٹنے لگ جاتی ہے مجوس لٹی کی طرح اچھلتی ہے کودتی ہے کبھی شاہین نکالتی ہے کبھی بچے مارتی ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ کی سلاخیں اور مزید برآں حضرت ملا علی قاری اور شیخ محقق کی تشریحانہ الفاظ کی مینیں اس بھکاری کو نکلنے نہیں دیتیں کبھی کہتی ہے صحیح مسلم اور نسائی شریف کے الفاظ کو میرا سلام میں ہدایہ نہائیہ کی طرف جاتی ہوں کبھی کہتی ہے کہ شیخ محقق اور ملا علی قاری غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشوں کا نام ایمان نہیں یہ علماء کی غلطیاں اور لغزشیں ہیں اری مظلومہ جب احمد محدثین کے تشریحانہ و تفسیرانہ کلمات عبارت لغزشیں ہیں جو ہزاروں لاکھوں کے عقائد ہیں تو تیری کون سنا ہے جہنم میں تیری بات جو احمد محدثین اور حفاظ حدیث کے خلاف ہے تو اس کو ردی کے کوکرے میں ڈال کر آگ دکا دے۔

(مقام رسول ص ۳۱۰)

سرفراز صاحب سے ایک استفسار:

ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر اہل سنت و جماعت حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی عبارت نبی کریم علیہ السلام کے معنی رکھ ہونے کے ثبوت میں پیش کریں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ ان کی لغزشیں ہیں لیکن اگر حضرت خود حضرت شیخ اور علامہ علی قاری کی عبارت پیش کریں تو اس وقت انہیں لغزشیں قرار نہیں دیتے؟

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اخبار اخبار میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب چاند کو توڑا تو وہ توڑنا اس طرح تھا جس طرح کوئی آدمی اپنے ناخن کے فالتو حصے کو اپنے ہاتھ سے جدا کر دے۔ (اخبار الاخبار ص)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ مجمل اعتقاد در حق سید کائنات جیسے آنت سے ہرچہ جز مرتبہ الوہیت از کمالات و کمات اثبات کند کا کا کا کا۔

درع ما دعوۃ انصاری فی مجمل

واجب بباشت مدحانہ واجمل

(مرج البحرین ص ۶۱-۶۲)

مجمل اعتقاد مسلمانوں کا نبی کریم علیہ السلام کے حق میں یہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ مرتبہ الوہیت کے علاوہ ہے جتنے کمالات و کمات تھی کیوں نہ ہوں وہ سب حضور علیہ السلام کے حق میں ثابت کرے۔

اے مسلمانو! جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہا کہ (جیسی علیہ السلام اللہ کے بیٹے اور اللہ کے جز ہیں) یہ تم نہ کہنا اس کے علاوہ جو چاہے حضور کی مدح میں بیان کرے۔

وجہ استدلال:

تو ظاہر بات ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے حق میں یہ عقیدہ رکھنا کہ معجزات آپ علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں کہ یہ ایسا کمال ہے جو الوہیت کے علاوہ ہے اور شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے جو بھی کمال الوہیت کے علاوہ ہے آپ کیلئے ثابت کیا جائے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

تو ان اور اخذ از بہر امر شرع و حفظ دین

وگر ہر وصف کش سے خواہی اندر مدش الملائک

(مکتوبات شیخ متقی بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۹۴)

حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے حضور کو خدا نہ کہنا اس کے علاوہ جو وصف چاہے حضور علیہ السلام کی مدح میں ملاوکر۔

نوٹ:

اب مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ یہ تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دجال کے جو عادات خوارق ہوں گے وہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوں گے اگر خرق عادت امر میں کسی کا ارادہ اختیار ماننے سے کسی کو خدا ماننا لازم آجانا ہے تو کیا سرفراز صاحب یہ قول کریں گے کہ دجال ان کا خدا ہے اگر خرق عادت امر میں قدرت ماننے سے دجال کا خدا ماننا لازم نہیں ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام کے معجزات میں آپ کا ارادہ اور اختیار ماننے سے بھی خدا ماننا لازم نہیں آتا تو پھر نبی کریم علیہ السلام کی قدرت مانی جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ معجزات آپ کے

ارادے سے صادر ہوتے ہیں تو پھر آپ کو بھی خدا ماننا لازم نہیں آئے گا تو جب خدا ماننا لازم نہیں آتا تو شیخ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ ہر کمال جو بھی الوہیت کے علاوہ ہے سرکار علیہ السلام کیلئے ثابت کرنا عین ایمان ہے۔

شیخ علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

شیخ علیہ الرحمۃ اشعۃ المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے بزرگان دین کی رو سے اپنے شرف اور قدرت کی وجہ سے ان فرشتوں میں شامل ہو جاتی ہیں جو کائنات کا نظام چلاتے ہیں۔

(اشعۃ المعانی جلد ۳ ص ۴۰۱)

وجہ استدلال:

تو شیخ علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیخ کا نظریہ یہ ہے کہ اولیاء کرام کی ارواح کائنات میں متصرف ہیں تو ہم عرض کرتے ہیں کہ مولوی سرفراز صاحب کو شیخ علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت کیوں نظر نہیں آئیں اسی طرح ہم نے گذشتہ اوراق میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ آپ اشعۃ المعانی باب کرامات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ کرامات اولیاء ظاہری شدت و اقصد و از بے قصد

کہ کرامات اولیاء ظاہری شدت و اقصد و از بے قصد ہوتی ہیں اور کبھی بے ارادہ بھی صادر ہو جاتی ہیں تو ان تمام عبارات کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی جو شرح فتوح الغیب والی عبارت ہے اس کا مطلب یہ لیا جائے گا چونکہ ولی توفی اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو پھر اس کا ارادہ بھی اللہ تعالیٰ کا ارادہ شمار ہوتا ہے گو اس کا ارادہ اپنا ذاتی ارادہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا کا ارادہ ہی ہوتا ہے۔ مولوی

سرفراز صاحب حضرت شیخ کی ان تمام عبارات کو پڑھ کر یہی کہیں گے۔

ماز یاراں چشم یاری داشتیم

خود غلط بود آنچه ما پیدا شدیم

حضرت کو چاہیے تھا کہ وہ حضرت شیخ کی تمام عبارات کا مطالعہ فرماتے پھر ان کی شرح فوج الغیب والی عبارت سے استدلال کرتے۔ امید ہے کہ اگر سرفراز صاحب کے اندر شرم و حیا کا کچھ بھی شائبہ ہوا تو آئندہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا نام اس مسئلے کے اندر لینے کی جرات نہیں کریں گے۔

مولوی سرفراز صاحب کا حضور غوث پاک کا نام لے کر دھوکہ دینا:

مولوی سرفراز صاحب نے فوج الغیب کی عبارت پیش کی ہے کہ حضور غوث پاک نے بھی فرمایا ہے کہ کرامات کے اندر اویسہ کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا حالانکہ ہم غوث پاک کی کتاب فوج الغیب کی کئی عبارات پیش کر چکے ہیں کہ اولیاء کرام کائنات میں متصرف ہوتے ہیں ہم مزید حضرت غوث پاک کی عبارت پیش کرتے ہیں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے توفیق اور احسانات کے ساتھ اور قدرت و طاقت اور ولایت عامہ اور تصرف تام کے ساتھ اور ایسے امر کے ساتھ جو تیرے نفس اور دیگر تمام اشیاء میں نافذ اور موثر ہو اور تجھے صفت نگوین کا عطیہ دیا جائیگا تمام اشیاء کے معبود کی طرف سے اس دنیا میں افروزی زندگی سے پہلے ہی۔ (فوج الغیب مقالہ نمبر ۲۳)

اسی طرح حضور غوث پاک تصدیق غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بلا دالہ ملکی تحت حکمی

و حکمی نافذ فی کل حال

اللہ تعالیٰ کی تمام آبادیاں اور بلا دیر الملک ہیں میرے زیر فرمان ہیں میرا حکم ہر حال میں نافذ اور موثر ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

الم ترون الله اسبع نعمة علينا

وولانا قضاء المحو انج

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں ہمارے اوپر کامل کر دی ہے اور ہمیں قضاء حاجات اور حل مشکلات پر مامور فرمایا ہے۔ مزید فرمایا۔

ولو القیت سری فی بحار

لصار الكل غورا فی الزوال

حضرت کا مزید ارشاد گرامی:

ولو القیت سری فی بحال

لذکت واختفت بین الرمال

اگر میں اپنا سر ولایت پہاڑوں پر بھی القاء کروں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں چلے جائیں۔

ولو القیت سری فوق میت

لقام بقدرت المولی تعالیٰ

اگر میں اپنا راز ولایت میت پر ظاہر کروں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اذن سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔ غوث پاک کا یہ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

ولوا لہب سوری فوق نار

لخملت وانظمت من سر حوالی

اگر میں ذالوں اپنا راز ولایت آگ پر تو دہ بے نور ہو جائے اور وہ فوراً بجھ جائے سر حوال اور شان ولایت کے راز سے۔

کسانی حلقہ بطور اعزاز عزم

و تو جی بینہ جان الکمال

اللہ تعالیٰ نے عزم بہت کے نقش نگار سے آراستہ خلعت مجھے پہنائی اور مجھے کمال وغیرہ کے بہت سے تاج پہنائے۔

انا من رجال لا یخاف جلسہم

رب الزمان ولا یؤی ما یرہب

میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جن کا ہم نہیں زمانہ کے حوادث اور خوفناک امور سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور نہ خاطر میں لاتا ہے۔

سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ قصیدہ غوثیہ حضور غوث پاک کی طرف غلط منسوب ہے؟ تو ہم ان کی تسلی کیلئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خاتم المفسرین والمحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث روضی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بستان المحدثین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

سید زروق فاضل علیہ الرحمۃ کا ایک قصیدہ ہے جو قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ہے اس قصیدہ کے بعض شعر یہ ہیں حضرت زروق فاضل اپنے مریدوں کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاقہ

اذما سطا جور الزمان بکسبہ

وان کنت فی طیق وکرب روحشہ

فنادی بازروق انا انت ہمسو عوہ

ترجمہ:

میں اپنے مریدوں کی پریشانیاں کو ختم کرنے والا ہوں جب زمانہ اپنی سختی کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو اگر تو تنگی میں ہو اور مشکل اور دشت میں ہو مجھے بازروق کہہ کر پکار میں جلدی تیری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔ (بستان المحدثین ص ۳۲۲)

اگر یہ قصیدہ غوث پاک کی طرف غلط منسوب ہوتا تو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ ارشاد نہ فرماتے کہ حضرت زروق کا یہ قصیدہ ہے جو قصیدہ غوثیہ کی طرز پر ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشادات شیخ محقق کی زبانی:

حضرت شیخ محقق حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشادات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ بعزت پروردگار کہ دست حمایت من بر مریدان من مثل آسمان است بر زمین۔ (اخبار الاخیار ص ۱۹)

ترجمہ:

مجھے پروردگار جل و علی کی قسم ہے کہ میری حمایت اعانت کا ہاتھ میرے مریدوں پر اے حبیب ہے جیسے کہ آسمان زمین کو محیط ہے اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

من ونگیری سے کسم ہرگز نہ ہرچہاں من از مرکب باغ فردا ز پاسے دایہ تارود

قیامت

ترجمہ:

میں قیامت تک اپنے اس مرید کی دیکھری کرتا رہوں گا جس کی سواری لغزش کھا جائے گی اور گرے گی۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

مراد ہر لشکر سلطان ہست کہ مخالفت نہ کر وہ شود و ہر منصب خلیفہ است کہ عزل کر وہ نہ شود

ترجمہ:

میرا ہر لشکر میں مقرر کیا ہوا سلطان امیر ہے جس کے حکم اور فرمان کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی اور ہر منصب پر میری طرف سے ایسا خلیفہ ہے کہ جس کو معزول نہیں کیا جاسکتا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مزید ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ اے روزے دارو اے شب بے دارو اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو! اے سالکین اے ابدالو! اے اوتادو! اے پہلوانوں اے بچو آؤ اور میرا فیض حاصل کرو! ان دریا سے جو کوئی کنارہ نہیں رکھتا۔ (اخبار الاخیار ص ۱۳)

نوٹ:

ہم نے اختصار کی خاطر فارسی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کرنے پر اکتفاء کیا۔

حضور غوث پاک کا ایک اور ارشاد گرامی:

حضرت ارشاد فرماتے ہیں میں وہ صاحب سلطنت و جلال ہوں کہ میری تلوار بے غلام ہے میری قوس میں تیر نہ کئے ہوئے ہیں میرے تیر نشانوں پر لگنے والے

ہیں اور میرا نیزہ خطا نہیں ہوسکتا میں اللہ تعالیٰ کی جلالت والی آگ ہوں میں اولیاء کرام کے احوال و مقامات سلب کرنے اور انہیں ان کے درجات و مراتب سے محروم کرنے پر قادر ہوں۔ (اخبار الاخیار ص ۱۴)

ایک قابل توجہ نکتہ:

مولوی سرفراز صاحب گلگندوی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے ارشاد فرمایا یہ نہیں کہا کہ حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی بھی غیر اللہ کو غوث کہنا شرک سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے استاد بھائی اور ہم مسلک عالم مولوی غلام اللہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا غوث اللہ ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب جمعات میں یوں رقمطراز ہیں کہ حضرت غوث جیلانی اور اس کتاب کے صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں حضرت ”غوث اعظم“ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں حضرت ”غوث اعظم“۔

نیز حضرت شاد ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اس کتاب کے صفحہ ۶۱-۶۲ پر فرماتے ہیں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی در قہر خود مثل احیاء تصرفی کند۔ (جمعات ص ۶۱-۶۲)

ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ حضرت غوث پاک کو غوث کے لفظ سے اس لئے یاد نہیں کرتے کہ کہیں شرک نہ ہو جائے لیکن اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم ص ۲۲۲ پر لکھتا ہے۔ جناب غوث الشہین اور خواجہ بہاء الدین نقشبندی کی روحیں مقدسین آپ کے متوجہ حال ہوئیں تو اب بتائیں کہ مولوی سرفراز صاحب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کو شرک قرار دیں گے تو اگر وہ مولوی اسماعیل اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو شرک قرار نہیں دیتے تو

پھر اہل سنت پر شرک کا فتویٰ کیسے لگاتے ہیں۔

اگر اس لفظ کا اطلاق کرنے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی بدستور موصد رہے تو پھر حضرت اس لفظ کا اطلاق اگر حضور غوث پاک پر کر دیں تو ان کے عقیدہ تو حید میں کیا فرق آ سکتا ہے نیز اگر کسی غیر اللہ کو غوث اعظم کہنا شرک ہے تو اپنے شیخ ابند محمود الحسن کے بارے میں حضرت کیا ارشاد فرمائیں گے جو اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں

جنید شبلی ثانی ابوسعود انصاری

رشید ملت دین غوث اعظم قطب ربانی

دیکھئے! اب حضرت کے شیخ ابند رشید احمد گنگوہی کو غوث اعظم قرار دے رہے ہیں کیا حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم ماننا شرک ہے اور گنگوہی کو غوث اعظم ماننا عین ایمان ہے۔

گنگوہی صاحب کی اخلاقی پستی:

ارواحِ خلاصہ میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا گنگوہی اور نانوتوی کے سر یہ شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات مجمع میں تشریف فرما تھے گنگوہی نے نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں لیٹ جاؤ نانوتوی صاحب شرما گئے گنگوہی صاحب نے پھر فرمایا تو ادب سے چٹ لیٹ گئے حضرت گنگوہی بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے دل کو ملی دیا کرتا ہے نانوتوی کہہ رہے ہیں کہ کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے گنگوہی صاحب نے کہا لوگ کہیں گے تو کہنے دو۔

(ارواحِ خلاصہ ص ۳۰۵)

گنگوہی صاحب نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قاسم صاحب لیکن کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا سو جس طرح زن و شوہر کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے نہیں مجھ سے فائدہ پہنچتا۔

(تذکرہ الرشید جلد ۲ ص ۲۸۹)

نوٹ:

اپنی قسمت کی بات ہے کچھ لوگ ایسے آدمیوں کو اپنا غوث اعظم سمجھتے ہیں جو کبھی مجمع عام میں غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہیں اور کبھی خواب میں مردوں سے جماع کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسی ہستی کو اپنا غوث اعظم مانتے ہیں جو سید الاولیاء ہیں بہر حال پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔

کل حزب بمالذہبهم فرعون

مولوی سرفراز صاحب کے علماء کی عبارات سے غلط

استدلالات

نمبر ۱:

مولوی سرفراز صاحب عبدالحی کھٹوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ کرامت وہ خرق عادت امر ہے جو ولی کے ہاتھ پر صادر ہو بغیر اس کے کہ وہ کسی چیز کا دعویٰ کرے۔ (راہ ہدایت ص ۵۴)

سرفرازی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب کا اس عبارت سے اپنے مقصد پر استدلال کرنا لغو اور باطل ہے۔ حضرت کا دعویٰ یہ ہے کہ کرامت کے صدور میں ولی کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہے۔

لیکن عبارت کی دلالت اس دعوے پر نہیں ہے کیونکہ بغیر دعویٰ امر کے کسی امر کے صادر ہوجانے سے ولی کا مجبور ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ دعویٰ امر سے مراد نبوت یا ولایت کا دعویٰ ہے تو بغیر دعویٰ کے خرق عادت امر صادر ہوخواہ اختیار سے بھی ہو یہ عبارت اس پر بھی صادق ہے لہذا سرفراز صاحب کا استدلال غلط ہے ان کا یہ عبارت درج کرنا فضول بھرتی کے ضمن میں آتا ہے۔

نمبر ۲: مولوی سرفراز کا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی عبارت

سے غلط استدلال:

سرفراز صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

کرامت سب کی وہی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھان منی کا تماشہ ہے لوگوں کو دیکھ کر دیتا ہے۔ (ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۳)

سرفرازی استدلال کا جواب:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت مولوی سرفراز صاحب کے مدعا پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ ہندو جوگی اور بعض فاسق فاجر لوگ مجاہدے رہائشیں کر کے جو خرق عادت امور سرانجام دیتے ہیں یہ کرامت نہیں ہوتیں کیونکہ کرامت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے اور یہ استدراج ہے یہاں کسب کا وہ مطلب نہیں ہے جو ہمارے اور سرفراز صاحب کے درمیان مختلف فیہ ہے۔

جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں کا علم کہی ہے اور فلاں کا علم وہی ہے تو کسی علم جو ہے وہ فاسق فاجر اور کفار بھی حاصل کر لیتے ہیں مثلاً بعض اوقات دیوبندی واپلی ذاتی محنت مشقت کر کے ظاہری عالم بن جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بزرگ اور نیک بندوں کو اپنے خصوصی فضل سے جو علم عطا فرماتے ہیں اس کو وہی اور لدنی علم کہا جاتا ہے۔ جس طرح سیدنا خضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

علمانا من لدنا علما

ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کو وحی علم سے نوازا نیز اگر سرفراز صاحب کا عقیدہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کے مطابق ہے تو پھر کیا وہ تسلیم کریں گے کہ استدراجات وغیرہ میں کافروں اور فاسقوں کے ارادے کو دخل ہوتا ہے۔ تو پھر کیا ان کو انبیاء اولیاء سے نفی ہے ان کے خوارق عادت امور میں ان کے ارادے اور اختیار کو تسلیم نہیں کرتے تو کیا جوگی اور بھان منی کا تماشہ دکھانے والے امور غیر عادیہ میں با اختیار ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء و عظام علیہم الرضوان جو اللہ تعالیٰ

کے محبوب اور پیارے ہیں کیا وہ بے بس اور بے اختیار ہیں۔
عقل و دانش بھاید گریست

نوٹ:

ہم نے جو سرفراز صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے تو جو انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت سے مطلب سمجھا ہے اس کے مطابق کیا ہے ورنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت کا مطلب ایسا ہے جو ہم نے عرض کیا ہے نہ کہ وہ ہے جو سرفراز صاحب نے سمجھا ہے۔

ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عبارت کی وضاحت کیلئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت پیش کرتے ہیں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز علیہ الرحمۃ جب اجمیر شریف تشریف لائے اور دین اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمایا تو وہاں رہنے والے ہندوؤں پر یہ بات بہت گراں گزری تو ایک ہندو جوگی نے آپ علیہ الرحمۃ کو نیچا دکھانے کیلئے اپنے کرتب کا مظاہرہ کرنا چاہا اور آکر آپ کے سامنے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا تو حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنی کھڑاکی کو حکم فرمایا کہ اسے نیچے لے آؤ۔

آپ کا یہ حکم فرمانا ہی تھا کہ کھڑاکی اس جوگی کے سر پر پڑنا شروع ہو گئیں اور وہ جوگی نیچے گر پڑا اور اس کے بعد آپ کی قدم پوی کی اور اپنے کفر شرک سے توبہ کی اور حضرت خواجہ غریب نواز کے واسطے سے لمبی کریم علیہ السلام کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو چیز کب سے حاصل ہو وہ بھانسنی کا قماش ہے جس طرح کہ وہ جوگی دکھارہا تھا اور کرامت محض

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس طرح حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے اپنی کرامت کے ذریعے اسی استدرار کا تذکرہ فرمایا یہ جو ہم نے واقعہ بیان کیا ہے یہ انوار خواجہ صفحہ ۱۲۴ پر موجود ہے۔ اسی طرح ایک کتاب دلی کے بانی ۲۴ خواجہ اس کے اندر بھی یہ واقعہ مرقوم ہے۔

مولوی سرفراز کا امام رازی کی عبارت میں تحریف معنوی کا ارتکاب:

مؤلف نور حدیث مولانا سید حسن الدین شاہ صاحب نے امام رازی کی کتاب الباحث المشرقیہ کا ایک حوالہ پیش کیا تھا ہم وہ اصل عربی عبارت دوبارہ نقل کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام رازی ارشاد فرماتے ہیں۔

وخواص النبی کما ذکورنا ثلث

ترجمہ:

انبیاء علیہ السلام کے خواص جس طرح کہ ہم نے ذکر کیے وہ تین ہیں۔ ان میں تیسرا خاصہ ذکر کرتے ہوئے امام رازی رحمت اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

وللنہا ان تكون نفسه متصرفه في مادة هذا العالم فيقلب البصاء ثعبانا والماء دما يروى الاكسمة والابوص الى غير ذالک من المعجزات.

(الباحث المشرقیہ جلد دوم ص ۵۵۶)

ترجمہ:

نبی کا تیسرا خاصہ یہ ہے کہ ان کی ذات اس عالم کے مادہ میں متصرف ہو پس بدل دیں عصا کو سانپ سے اور پانی کو خون سے اور اندھے اور کوڑھی کو شفا

دیں۔ تو مولوی سرفراز صفدر صاحب اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ فلاسفہ ابلاسہ کا باطل نظریہ ہے کہ نبی کی ذات کو اس عالم میں تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے عالم میں خوارق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ امام رازی نے حکماء کے یہ عقائد بیان کر کے ان کی پرزور تردید کی ہے۔

ہم ناظرین سے گزارش کریں گے کہ وہ الباحث المشرقیہ کے مذکورہ صفحہ کا بھی مطالعہ فرمائیں بلکہ پوری دو جلدوں کا مطالعہ فرمائیں ان میں کہیں امام رازی کی طرف اس بات کی تردید نظر نہیں آئے گی۔

تو مولوی سرفراز صاحب نے امام رازی کی اس عبارت سے جان چھڑانے کیلئے ان کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دی ہے نیز مولوی سرفراز کا یہ کہنا کہ امام رازی نے یہ فلاسفہ کا نظریہ بیان کیا ہے یہ بات بھی غلط ہے۔ کیونکہ امام رازی نے فرمایا۔

وخاص انہی کا ذکر کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے خواص جس طرح ہم نے ذکر کئے تو کیا مولوی سرفراز صاحب امام رازی کو فلاسفہ ابلاسہ میں سے سمجھتے ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں اسے بلائے مفسر اور عالم کو شیطان قرار دینا کوئی ایمان داری ہے۔

مولوی سرفراز صاحب نے اس نظریہ کو جو قرآن کی صریح آیات سے ثابت تھا اس کو فلاسفہ کی طرف منسوب کر دیا۔

مثلاً انہوں اور کوڑھیوں کو تندہ دست کرنا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے۔ فرمایا

ونبوی الاکملہ والایم من یاذلی

ترجمہ:

اور اچھا کرتا تھا باور زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

فاللہی عصاء فلذا ہی تعبان مبین

پ ۹

ترجمہ:

جب ڈالا اس نے اپنا عصا تو اس وقت ہو گیا اڑوا ہا صریح۔ اسی طرح ارشاد

ای تعالیٰ ہے

ولقد اتینا موسیٰ تسع ایت بیئت

پ ۱۵

ترجمہ:

اور ہم نے دس موسیٰ کو نو نشانیوں صاف۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ ہم نے آپ کو فضل و رحمت سے قرآن عظیم دیا ہے اور بہت کچھ میرا خیال آپ پر فرما میں ہم پہلے موسیٰ علیہ السلام کو مداخلت کے نو کھلے ہوئے نشانات ان کے مناسب حال عنایت فرما چکے ہیں۔ وہ نو معجزات یہ تھے۔

۱۔ عصا، ۲۔ ثمین، ۳۔ نقص ثمرات، ۴۔ طوقان، ۵۔ جراہ قمل، ۶۔ مضطرب دم، ۷۔ تقصیر عثمانی صفحہ ۵۰۲۔

مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں اگر موسیٰ علیہ السلام ان چیزوں کے ساتھ کرنے میں با اختیار نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مقصد ہو گا کہ ہم نے

ان کو نشانیاں عطا فرمائیں۔

نیز مدرسہ دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مکمل پر دائہ تقرری بطور مندرجہ ذیل ملتا ہے۔ بطور ضرورت ہر وقت قبضہ میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی قبضہ نکلتا ہوتا۔ (تقدیر الناس ص ۸)

اب مولوی سرفراز صاحب قرآن کریم کی اس آیت کو کبھی دیکھیں کہ ہم نے مولیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا فرمائے۔ اور اپنے مدرسہ دیوبند کے بانی نانوتوی صاحب کی عبارت کو کبھی دیکھیں۔ پھر خود فیصلہ کر لیں کہ جو مسئلہ قرآن کریم کی صریح آیت سے ثابت ہو اس کو حکماء کی طرف منسوب کر دینا اور شیطانی نظریہ قرار دینا کوئی انسانیت ہے۔ اسی طرح سرفراز صاحب قرآن کریم کی اس آیت کی طرف بھی غور کریں۔

وَقَالُوا مَهْمَا قَاتَنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِّلْمَسْحُورِينَ

پ ۹

ترجمہ:

اور کہنے لگے جو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے۔

دیوبندی شیخ الاسلام کی وضاحت:

یہ مولیٰ علیہ السلام کے معجزات پر نشانات دیکھ کر کہتے تھے خواہ کیسا ہی جادو آپ ہم پر چلائیں اور اپنے خیال کے موافق کہتے ہی نشان دکھائیں ہم کسی طرح تمہاری بات ماننے والے نہیں۔

نوٹ:

شیر احمد عثمانی کے اس حاشیہ سے ثابت ہوا کہ فرعونوں کا نظریہ بھی یہی تھا کہ مولیٰ علیہ السلام معجزات دکھانے پر قادر ہیں۔

کیونکہ انہوں نے یہ کہا کہ آپ جو بھی معجزہ لے کر آئیں ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ معجزہ کے صادر کرنے میں مولیٰ علیہ السلام کا کسب اختیار موجود تھا۔

اب سرفراز صاحب اگر خدا کا فرمان تسلیم نہیں کرتے کہ ہم نے مولیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا فرمائے تو کم از کم اسے ہم مشرب بھائیوں فرعونوں کی بات مان لیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری شہادۃ:

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں پر دوسرا نقطہ بھی ہے کہ ہمارا مذہب کہ ارواح ماہیت کے لحاظ سے مختلف ہیں جن میں انتہائی قوی بھی ہیں اور ضعیف و ناتواں بھی اور ان میں نورانی بھی ہیں اور ظلماتی بھی ہیں کہ جب کسی نفس میں قوت قدسیہ بھی موجود ہو اور اس کا جوہر نورانی ہو اور طبیعت عالم بالا سے تعلق رکھنے والی ہو۔ اس کے ساتھ ہی مختلف عبادات و ریاضات بھی اس کے ساتھ مل جائیں جو اس کے جمال و کمال والے چہرہ سے عالم کے گرد و فہار کو زائل کر دیں تو اس روح میں چمک دکھائی دے اور اسے عالم میں تصرف کی قدرۃ حاصل ہو جائے گی۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۹۸)

نوٹ:

ہم نے عربی عبارت نقل نہیں کی بلکہ اختصار کیلئے اردو ترجمہ پیش کرنے پر

انکشاف کیا ہے۔ اور سرفراز صاحب امام رازی کی اس عبارت کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے کہ کیا انہوں نے یہ نظریہ بھی فلاسفہ باسلہ کا بیان کیا ہے یا اپنا ذاتی نظریہ بیان کیا ہے نیز حضرت یہ بتلائیں کہ انہوں نے معجزہ اور کرامت کے اندر نبی ولی کے کسب اور ارادہ کو تسلیم کرنے والوں کو کوڑھ مغرور بد باطن قرار دیا ہے کیا امام رازی کو بھی ان الفاظ کا مصداق قرار دیں گے۔

امام رازی کی تیسری شہادۃ:

حضرت امام رازی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب روح معرفت الہی اور محبت خداوندی سے مانوس ہو جائے اور اس بدن کی تدبیر و تکمیل میں اس کا استغراق کم ہو جائے اور اس پر ارواح عالمیہ کا نگہ کرنے لگے تو اس کو اس عالم کے اجسام میں اسی طرح تصرف کی قدرۃ حاصل ہو جاتی ہے جس طرح ارواح فلفکیہ کو تصرف کی قدرۃ حاصل ہو جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۶۸)

امام رازی کی چوتھی شہادۃ:

حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ولی کی روح ملائکہ کے انوار سے منور ہو جاتا ہے تو ملائکہ کے ارواح کے مشابہ ہو جاتا ہے اس کو اتنی قدرت اور طاقت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ ایسے امور پر قادر ہو جاتا ہے جس پر کوئی اور قادر نہیں ہوتا۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۳۶۷)

امام رازی کی پانچویں شہادۃ:

حضرت ارشاد فرماتے ہیں ان پانچوں کلمات یعنی نازعات، ناشطات، ساجحات اور ساقطات اور مہربات کی تفسیر میں تیسری صورت یہ ہے کہ ان سے مراد

ارواح انسانی ہیں ان عالی مرتبت سے بعید نہیں کہ ان میں ایسے ارواح بھی ہوں جو اپنے شرف و قوت کے لحاظ سے اس جہان کے احوال میں اثر انداز ہوں۔ اور مہربات امر کے مرتبہ پر فائز ہوں جیسے کبھی شاگرد کو مشکل پیش آتی ہے تو خواب میں استاد اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔

کبھی باپ فوت ہونے کے بعد بیٹے کو مدفنوں خزان کی خبر دیتا ہے۔ حضرت امام رازی آخر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ معنی اگرچہ مفسرین سے مدور نہیں مگر الفاظ قرآنیہ میں ان کا احتمال قوی موجود ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۳۱۸)

وجہ استدلال:

مولوی سرفراز صاحب انبیاء علیہم السلام کو متصرف ماننے پر تیار نہیں ہیں اور اس نظریہ کو شیاطین کا نظریہ قرار دیتے ہیں اور امام رازی کا بھی یہی نظریہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی انبیاء علیہم السلام کے متصرف ہونے کے قائل نہیں ہیں حالانکہ امام رازی رحمت اللہ علیہ اولیاء کو متصرف تسلیم کر رہے ہیں۔

اب مولوی سرفراز صاحب اور امام رازی کے نظریہ میں زمین و آسمان کا فرق ثابت ہو گیا۔ اس لئے سرفراز صاحب کو چاہیے اگر واقعی وہ امام رازی کے معتقد ہیں تو پھر ہماری پیش کردہ عبارات کو انہیں تسلیم کر لینا چاہیے۔

امام رازی کی چھٹی شہادۃ:

حضرت امام رحمت اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جس مہربات امر اس طرف اشارہ ہے کہ بشریت کا آخری مرتبہ ملکیت کے پہلے مرتبہ سے متصل ہے۔

پس جب ارواح بشریہ اپنے مراتب کی آخری حد یعنی مراتب سہقت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں تو عالم ملائکہ سے مل جاتے ہیں اور یہی مراد ہے۔ قلم

برائے امراء۔

وجہ استدلال:

مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ امام رازی کی ان تمام پیش کردہ عبارات پر غور کریں اور اپنے اس فاسد نظریے سے تو یہ کریں کہ انبیاء اولیاء کو کائنات میں متصرف سمجھنا مشرک کا عقیدہ ہے۔ مگر ہم یہاں دیوبندیوں و ہابیوں کے مسلک پیشوا ابن قیم کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

ابن قیم کی شہادۃ:

ابن قیم اپنی کتاب روح میں لکھتے ہیں پس وہ روح جو کہ بدن کی قید اور اس کے لوازمات اور موافعات سے آزاد ہو جاتی ہے اسے تصرف اور تسلط کی صلاحیت و استعداد حاصل ہو جاتی ہے جو کہ حقیر و ذلیل اور بدن کی قید و بند اور اس کے لوازمات اور موافعات میں محسوس اور مقید روح کو حاصل نہیں ہوتی پس جب بدن کو قید میں مقید ہوتے ہوئے روح کا یہ حال اور شان ہے اس وقت اس کا حال اور شان کیا ہوگا جب وہ بدن کی قید و بند سے رہائی اور خلاصی پائے۔

ابن قیم مزید لکھتے ہیں کہ بنی آدم کی مختلف جماعتوں سے توازن کے ساتھ یہ شاہدہ ثابت ہے کہ فوت شدہ حضرات کی ارواح سے ایسے اعمال و افعال صادر ہوئے جن پر وہ ظاہری حیات کی حالت میں اور دعووں کے بدلوں سے متعلق ہوتے ہوئے قادر نہیں تھے۔

مثلاً عظیم لشکروں کو ایک یا دو یا قلیل ترین جماعت نے ہلکے فاش سے دو چار کر دیا اور کئی دفعہ حالت نیند میں رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے گئے۔ جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ ان افراد کو ارواح قدسیہ نے کفار

و مشرکین کے لشکروں کو شکست مناس سے دو چار کر دیا۔ باوجود اس کے وہ تعداد میں کثیر اور ساز و سامان سے پوری طرح لیس ہوتے تھے جبکہ اہل اسلام تعداد میں بہت کم ہوتے اور ساز و سامان کے لحاظ سے کمزور اور ناقابل ہوتے۔

نوٹ:

ہم نے اختصار کی خاطر ابن قیم کی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے یہ عبارت کتاب روح کے صفحہ ۱۶۴ اور ۱۶۵ پر موجود ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کا امام رازی کی عبارت سے غلط استدلال:

حضرت امام رازی کی عبارت شبلی نعمانی کی کتاب الکلام سے نقل کی ہے کہ امام رازی ارشاد فرماتے ہیں کہ قوت نظری اور عملی میں کامل ہونا انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے وہ قوت نظری اور عمل کی وجہ سے ناقصوں کو کامل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس قدرت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہجرات کے صادر کرنے پر بھی قادر ہوں۔

مولوی سرفراز صاحب کے استدلال کا جواب:

مولوی سرفراز صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عقلاً نبوت میں اور خوارق عادت امور صادر کرنے میں کوئی ملازمہ نہیں ہے۔ اس سے یہ کیسے لازم آئے گا کہ وہ ہجرات میں انبیاء علیہم السلام کی قدرت تسلیم نہیں کرتے۔

اس طرح دیوبندی حضرات کے نزدیک الوہیت میں امید صدق میں عقلاً کوئی ملازمہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ اللہ رب العزت کا جھوٹ بولنا عقلاً ممکن ہے۔ لیکن عادتاً وہ بھی اللہ تعالیٰ کیلئے صدق کو مزدوی جانتے ہیں۔ پھر ان کے

نظریہ کے متعلق کیا کہا جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو صادق نہیں مانتے۔

امام رازی کا بھی یہی موقف ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ خرقہ عادت امر کو پیدا نہ کرے تو بذات خود انبیاء علیہم السلام اس پر قادر نہیں ہیں۔ لہذا جب اللہ رب العزت چاہتے ہیں تو اپنے انبیاء علیہم السلام کی عزت افزائی کیلئے معجزہ کو ان کے ہاتھ پر ظاہر کر دیتے ہیں۔

جس طرح امام غزالی کا ارشاد ہم پچھلے اوراق میں نقل کر چکے ہیں کہ نبی کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے امور خارقہ للعادات صادر ہوتے ہیں۔

جس طرح ہمیں ایک صفت حاصل ہے جس کی وجہ سے ہم سے امور عادیہ صادر ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہماری قدرت اور وہ امر عادی محض اللہ تعالیٰ کی خلق سے ہیں۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے خارق عادت امور بھی اور ان پر قدرت بھی محض اللہ کی خلق سے ہے۔ یعنی جس طرح ہمارے افعال عادیہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس طرح معجزات اور کرامات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

خود مولوی سرفراز صاحب نے بخاری شریف سے ایک عبارت نقل کی ہے کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر نبی کو معجزہ عطا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

تو اگر امام رازی کی اس عبارت کا کہ اصلہ نبوت کیلئے معجزہ شرط نہیں ہے یہ مطلب لیا جائے کہ نبی معجزہ کے بغیر مبعوث ہوتے ہیں تو پھر اس حدیث پاک کا کیا مطلب ہوگا۔

نیز امام رازی کی دوسری عبارت جو ہم پچھلے نقل کر چکے ہیں ان کا کیا

مطلب ہوگا۔ لہذا سرفراز صاحب کو چاہیے کہ امام رازی کی المباحث المشرقیہ کی عبارت کا وہ مطلب بیان نہ کریں جس پر وہ خود بھی راضی نہ ہوں تاکہ توجیہ الکلام بمالائیشیہ کا کلمہ لازم نہ آئے۔

مولوی سرفراز صاحب نے امام رازی کی عبارت کہ انبیاء علیہم السلام کائنات میں متصرف ہوتے ہیں کا جواب دیتے ہوئے ابن خلدون کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ کہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ یہ حکماء کا نظریہ ہے کہ نبی اپنے نفس کے خواص کی تاثیر سے اکوان میں تصرف کرتے ہیں چونکہ ان حکماء کا نظریہ یہ بھی تھا کہ اللہ رب العزت غافل ہونا بجا ہے۔ تو اللہ رب العزت خرق عادت فعل نبی کے ہاتھ پر پیدا کرتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کے ارادے کا دخل نہیں ہوتا۔

حالانکہ اہل سنت کا یہ نظریہ نہیں ہے کہ انبیاء معجزات میں کسب اور اختیار کے مالک بھی ہوں اور اللہ رب العزت ان معجزات کے پیدا کرنے میں مجبور محض ہو۔ بلکہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ معجزات کے صادر کرنے میں انبیاء اس طرح با اختیار ہیں جس طرح ہم اپنے افعال عادیہ کے صادر کرنے میں با اختیار ہیں۔ اگر ہم اپنے کسی فعل کو بجالانا چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا نہ کرے وہ فعل وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کسی خرق عادت امر کا ارادہ فرمائیں لیکن اللہ رب العزت اس فعل کو پیدا نہ فرمائے تو وہ فعل وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔ لہذا حکماء کا نظریہ اور اہل سنت کا نظریہ آپس میں متضاد ہیں۔

خود مولوی سرفراز صاحب نے ابن خلدون کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ جہاں اور اکوان میں اولیاء کرام مختلف قسم کی کرامات سے تصرف کرتے ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۶۱)

اسی مقدمہ کے اندر علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ یعنی بعض صوفیاء کرام اور

اصحاب کرامات سے احوال عالم میں تاثیر دیکھنے میں آتی ہے اور جادو کی قسم سے نہیں ہوتی بلکہ یہ ان اولیاء اللہ پر محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہوتا ہے اور اس کی مدد سے یہ امراں کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا طریقہ اور نسبت آثار نبوت اور اس کے توابع سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایمان کی قوت اور حال اور تمسک بلکہ اللہ میں ان کا رتبہ اور درجہ ہوتا ہے۔

(مقدمہ ص ۵۰۲)

تو مولوی سرفراز صاحب نے جو این غلدون کی عبارت پیش کی تھی اور اس کا یہ مطلب لیا تھا کہ معجزات میں انبیاء علیہم السلام کے ارادہ کو دخل نہیں ہوتا ان کا یہ مطلب لینا اسلئے لغو اور باطل ہے کہ یہ مطلب خود این غلدون کی کثیر عبارات کے خلاف ہے۔

اس طرح مولوی سرفراز صاحب نے ان کی ایک اور عبارت مقدمہ کے صفحہ ۹۳ سے نقل کی ہے کہ انبیاء کی علامات میں سے خوارق عادات کا وقوع بھی ہے جو ان کی صداقت پر شہادہ دیتے ہیں اور وہ ایسے افعال ہوتے ہیں جن سے انسان عاجز ہیں۔

سرفرازی استدلال کا رد:

این غلدون کی اصل عبارت یہ تھی کہ معجزات ایسے افعال ہوتے ہیں کہ باقی انسان ان کی مثل لانے پر قادر نہیں ہوتے تو اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا معارضہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے اس عبارت سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ معجزات پر انبیاء کو بھی قدرت نہیں ہوتی نیز این غلدون کی عبارت میں یہ الفاظ بھی نہیں کہ

مشکلیں کہتے ہیں کہ چونکہ فاعل بخار اللہ تعالیٰ ہے اس لئے معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں نبی کے فعل سے واقع نہیں ہوتے اگرچہ بندوں کے افعال معتزلہ کے نزدیک ان کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں لیکن معجزہ کے بارے میں معتزلہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کے صدور میں نبی کے فعل کا دخل نہیں ہوتا بلکہ نبی صرف تخلیق کرتا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مشکلیں کا نظریہ یہی ہے کہ معجزات اللہ تعالیٰ کی خلق سے پیدا ہوتے ہیں۔

جس طرح این غلدون نے کہا کہ بندوں کے افعال معتزلہ کے نزدیک ان کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ معتزلہ افعال کے صدور میں بندے کی قدرت بطور خالق مانتے ہیں۔ تو جب معتزلہ نے یہ کہا کہ نبی کو معجزہ کے صدور میں قدرت حاصل نہیں تو اس سے مراد یہی ہوگا کہ ان کو قدرت بطور خالق حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ نبی کے افعال میں اور عام بندوں کے افعال میں فرق کر رہے ہیں کہ عام بندے اپنے افعال کے خود خالق ہوتے ہیں۔

بخلاف انبیاء علیہم السلام کے وہ معجزات کے خود خالق نہیں ہوتے بلکہ ان کا کام صرف تخلیق کرنا ہوتا ہے اور تخلیق کرنا تب ہی منظور ہو سکتا ہے کہ جب معجزہ ان کے ارادہ سے صادر ہو۔

جیسا کہ علامہ پر ہادوی ہر اس باب انکرامات میں فرماتے ہیں۔

التحدی لا یمکن بدون القصد

تو جب مشکلیں نے تسلیم کر لیا کہ معجزہ کے اندر انبیاء کی طرف سے تحدی پائی جاتی ہے کہ وہ ان کے واقع ہونے سے پہلے اپنے دعویٰ کے صدق پر اس سے استدلال کرتے ہیں اور جب معجزہ واقع ہو جاتا ہے تو گویا خدا کی طرف سے صریح قول صادر

ہو جاتا ہے کہ نبی سچا ہے۔ اس بات کو امام ^{مستحق} مہر سید جرجانی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یہ نفس حرکت ہی معجزہ ہے اس لئے کہ وہ خارق عادت فعل ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اگرچہ وہ نبی اللہ کے مقدور بھی ہے اور یہی بات صحیح ہے۔
(شرح مواقف ص ۶۶۶)

تو مولوی سرفراز صاحب بدعوائی میں ابن خلدون کی وہ عبارت نقل کر گئے جس سے الہ سنت کی تائید ہو رہی تھی۔ ان کو چاہیے تھا کہ ابن خلدون کی عبارت کو سمجھنے کیلئے شرح مواقف کی اس عبارت کا مطالعہ کرتے تاکہ نہ خود غلط فہمی میں پڑتے اور نہ ہی دوسروں کو غلط فہمی میں ڈالنے کا موجب بنے۔
نیز سرفراز صاحب نے ابن خلدون کی جو یہ عبارت نقل کی تھی۔

وهي المفعول يعجز البشر عن مثلها فسميت بادلث معجزة ليست من جنس مقدور العباد وانما تقع في غير محل قوتهم.

ترجمہ:

اور معجزہ وہ ایسے افعال ہوتے ہیں جن سے انسان عاجز ہیں اور یہ افعال ان افعال کی جنس سے نہیں ہیں جن پر بندوں کو قدرت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ افعال بندوں کے محل قدرت سے بالکل باہر ہوتے ہیں۔

تو مولوی سرفراز صاحب نے اس عبارت کا تعلق انبیاء علیہم السلام کے افعال سے جوڑ دیا ہے جو بطور خرق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس عبارت کا تعلق باقی لوگوں کی قدرت کی نفی کے ساتھ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات جیسا فعل دوسرے لوگوں کی قدرت سے خارج ہے۔

جس طرح کہ میر سید شریف فرماتے ہیں کہ نبی کا قادر ہونا دراصل ایک دوسرے

لوگ اس پر عادی قادر نہیں ہو سکتے یہ بھی معجزہ ہے۔
تو ابن خلدون کی اس عبارت کی وضاحت علامہ میر سید شریف جرجانی کے اس قول سے ہو رہی ہے۔

لہذا مولوی سرفراز کو چاہیے کہ علامہ سید شریف جرجانی کی اس عبارت کو بغور پڑھے اور ابن خلدون کی عبارت کو اس عبارت کے ساتھ ملا کر سمجھنے کی کوشش کرے۔ اور ابن خلدون کی عبارت کے ذریعہ امام رازی کی المباحث المشرقیہ کی عبارت کا جواب دینے سے باز رہے۔

مراد با فصاحت بود کردیم

حوالت با خدا کردیم ورفیم

المباحث المشرقیہ کی عبارت کی تائید شرح عقائد کی عبارت سے:

حضرت علامہ تقی زانی علیہ الرحمۃ معتزلہ کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگرچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے پر اور انھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے پر قادر تھے لیکن ملائکہ ان امور میں اور دیگر خارق عادات امور میں ان سے زیادہ قدروں کے مالک ہیں لیکن اس کمال کا وجہ ہے او زیادہ قدرت کی وجہ سے ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ جس افضلیت میں اختلاف ہے وہ کثرت ثواب کے اعتبار سے ہے اور امور خارق لعادات میں زیادہ قدروں کا مالک ہو جانا کثرت ثواب میں افضلیت کو مستلزم نہیں۔

وجہ استدلال:

حضرت علامہ تفتازانی کی اس عبارت میں اس امر کا دافر ثبوت موجود ہے کہ علماء کرام کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا نکات میں متصرف ہیں تو مولوی سرفراز صاحب کا یہ کہنا کہ یہ نظریہ فلاسفہ کا ہے شرح عقائد کی اس عبارت کی رو سے مردود ہے نیز یہ عبارت صرف شرح عقائد کے اندر ہی موجود نہیں بلکہ شرح مواقف، شرح مقاصد، مسامرہ اور کتب نقائیر میں سے امام ماتریدی، روح المعانی، نقیر کبیر وغیرہ میں بھی موجود ہے نیز کتب نقائیر کے حوالہات گذشتہ اوراق میں مرقوم ہو چکے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کا علماء متکلمین اور امام رازی کو شیطان کہنا العیاذ باللہ:

جب مولوی سرفراز صاحب نے یہ کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کا نکات میں متصرف ماننا فلاسفہ اہلہ کا نظریہ ہے لیکن تحقیق کی رو سے ثابت گیا کہ علماء متکلمین کا نظریہ بھی یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا نکات میں متصرف ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کو اس طرح متصرف مانتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قائل بالاجاب ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے چیزیں اس طرح صادر ہوئی ہیں کہ جس طرح سورج سے شعاعیں اور وہ کہتے ہیں کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کے پیدا کرنے کے اندر اختیار حاصل نہیں جبکہ علماء کرام کا نظریہ یہ ہے کہ جس طرح ہمارے افعال عادیہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس طرح معجزات و کرامات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی

ہے ہم امور عادیہ کا قصد کریں اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام امور غیر عادیہ کا قصد کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فعل کی خلق نہ پائی جائے تو صرف ہمارے ارادے سے یا انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے وہ فعل خارج موجود و محقق نہیں ہو سکتا۔ مولوی سرفراز صاحب نے مطلقاً کا نکات میں متصرف ہونے والے نظریہ کو حکم کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اس نظریہ کو ایلیسی نظریہ قرار دے دیا حالانکہ یہ نظریہ تو عقائد اسلامیہ کی کتب کے اندر مہرچ ہے تو سرفراز صاحب نے یہ الفاظ استعمال کر کے تمام بزرگان دین کو باعموم اور امام رازی علیہ الرحمۃ الرحمان کو بالخصوص شیطان قرار دیا ہے سرفراز صاحب کو چاہیے کہ ایسی عبارت سے تو بہ کریں اور بزرگان دین کی شان میں ایسے توہین آمیز کلمات بولنے سے اجتناب کریں اور اپنی زبان کو گام دیں۔

نوٹ:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الطبیقات الکبریٰ میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علماء میں سے شمار کیا ہے اور مولوی سرفراز صاحب نے ان کو شیطان قرار دیا ہے تو سرفراز صاحب اس حدیث قدسی کے مصداق بن گئے۔

من عادی لی ولیا فقد اذقته بالاحواب

(بخاری شریف)

مولوی سرفراز کا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال:

سرفراز صاحب نے شفا شریف سے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت

نقل کی ہم پہلے اس عبارت کو نقل کریں گے پھر اس عبارت کا صحیح مطلب بیان کریں گے۔

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں جانتا چاہیے کہ جو خارق عادت چیز انبیاء کرام کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اس کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ مخلوق اس جیسے کام کو انجام لانے سے عاجز ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ معجزہ خالص اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کی صداقت پر واضح دلیل ہے جیسے مردوں کا زندہ کرنا یا نبی کو سانپ بنا دینا۔ پھر سے اٹھنی نکالنا اور درخت کا کلام کرنا اور پانی کا انگلیوں سے اگنا اور چاند کا دو کھوے ہو جانا یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ کے بغیر کسی اور سے ان کا صادر ہونا ممکن ہی نہیں ہے بلکہ اللہ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور نبی علیہ السلام نے مکذبین کو چیلنج کر کے ان کو اس فعل کے صادر کرنے سے عاجز کر دیا۔

(شفاء شریف ص ۱۲۲)

مولوی سرفراز کی پیش کردہ عبارت کا صحیح مطلب:

مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ اس عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ معجزہ میں خلق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ معجزہ کے پیدا کرنے پر کوئی قادر نہیں ہے سرفراز صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے۔

مما لا یسکن ان یفعل احد الا اللہ

اس عبارت میں فعل سے مراد خلق والا معنی ہے جیسا کہ ہم نے گذشتہ اور اق میں امام غزالی علامہ زرقانی حافظ ابن حجر عسقلانی کی عبارات پیش کی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ قدرت اور مقدر دو نون اللہ کے فعل سے ہوتے ہیں جس طرح یہاں فعل سے مراد خلق والا معنی ہے امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت

لا یسکن ان یفعل احد الا اللہ

یہاں بھی فعل سے مراد خلق والا معنی ہے امام غزالی کی اصل عبارت ہم قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ نبی کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس وجہ سے امور خارقہ للعادات سے صادر ہوتے ہیں جس طرح ہمارے اندر ایک صفت موجود ہے جس کی وجہ سے امور عادیہ ہم سے صادر ہوتے ہیں اگرچہ قدرت اور مقدر دو نون اللہ کے فعل سے ہیں ارشاد فرمایا۔

ان کانت القدرة والعقدور جیہما من فعل اللہ تعالیٰ

تو کیا مولوی سرفراز صاحب امام غزالی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کے اندر واقع لفظ فعل سے مراد کسب والا معنی لیں گے تو اگر وہ کسب والا معنی مراد لیں تو علامہ زرقانی امام غزالی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کی ان عبارات کا معنی یہ بنے گا کہ امور عادیہ کے اندر بھی بندے کے فعل کا اور کسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ امور عادیہ کا کسب بھی اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ افعال عادیہ میں کسب عباد کی جانب سے ہے اور خلق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو سرفراز صاحب کی اس تقریر سے یہ لازم آئے گا کہ افعال عادیہ کے اندر بھی بندوں کے کسب کو دخل نہ ہو تو یہ حکم کھلا عتقاد اہل سنت سے انحراف ہے

نیز شفاء شریف کی عبارت جو سرفراز صاحب کیلئے قابل غور ہے کہ معجزہ کے اندر نبی کریم علیہ السلام کا چیلنج ہوتا ہے اور اپنے اس چیلنج کی وجہ سے مکذبین کو اس جیسا فعل صادر کرنے سے عاجز کر دیتے ہیں اگر بقول مولوی سرفراز کے معجزہ کے صدور میں انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل ہی نہیں ہوتا تو پھر ان کی اس عبارت کا کیا مطلب بنے گا کہ نبی کے چیلنج کی وجہ سے مکذبین اس جیسا فعل صادر نہیں کر سکتے علامہ پر حاوی نہیں اس میں فرماتے ہیں کہ نبی کا چیلنج کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ

معجزہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتا ہے۔ نیز اگر سرفراز صاحب قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کو مانتے ہیں تو اسی شفاء شریف کے صفحہ ۱۵۰ پر حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے باطن کی خبریں بھی دیں اور مستقبل کی خبریں بھی دیں اور وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے علم غیب کے بارے میں احادیث اتنی زیادہ ہیں گویا کہ وہ سمندر کی مانند ہیں جن کی گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اصل عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

والا وحادثہ فی هذا الباب بحر لا یدرک قعرہ ولا ینزف غمرہ
تو کیا سرفراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ سرکار علیہ السلام نے جو علم غیب کی خبریں دیں اس میں سرکار علیہ السلام کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا وہ بغیر ارادے کے سرکار علیہ السلام کے منہ سے نکلتی رہتی تھیں کیا ہم جو کسی کو خبر دیتے ہیں وہ اپنے ارادے سے دیتے ہیں یا بغیر ارادے اور اختیار کے؟ جب ہم کوئی خبر دینے میں اختیار ہیں تو نبی کریم علیہ السلام غیب کی خبر میں دینے میں بے اختیار کیسے ہوں گے نیز نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد فرمانا کہ جو چاہو پوچھو اور آج سے لے کر قیامت تک جو پوچھا چاہتے ہو پوچھو میں بتاؤں گا یہ سرکار علیہ السلام کے الفاظ مبارکہ اس بات کی اول دلیل ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام غیب کی خبریں دینے میں با اختیار ہیں اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی اس معاملے میں عبارت ہم پیش کر چکے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور ہم سرکار علیہ السلام کا اپنا فرمان دیکھنا پیش کر چکے کہ جو چاہو مجھ سے پوچھو تو یہ الفاظ مبارکہ اس امر پر قطعی الدلالت ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا اخبار غیب والا معجزہ آپ کے ارادے سے صادر ہوا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور شہادت:

حضرت اپنی مشہور عالم کتاب اکمال المعلم فی شرح صحیح المسلم میں ارشاد فرماتے ہیں
ان المکرامات قاضی باختیار ہم وطلبہم خلاف مقالة من قال انها لا تقع باختیار ہم وطلبہم۔
ترجمہ:

کرامات اولیاء کرام کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی بخلاف ان لوگوں کے قول کے جو کہتے ہیں کہ کرامات ان کے ارادے اور اختیار سے صادر نہیں ہوتیں۔
(اکمال المعلم جلد ۸ ص ۱۲)

وجہ استدلال:

مولوی سرفراز صاحب صفدر فاضل دیوبند نے حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے خواہ مخواہ یہ مطلب کشید کرنے کی کوشش کی کہ معجزات کے صدور میں انبیاء کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس ہم نے حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی شرح مسلم کی صریح عبارت پیش کی جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ کرامات اولیاء ان کے اختیار اور ان کی خواہش کے ساتھ صادر ہوتی ہیں چونکہ قائل بالافضل کوئی نہیں جو معجزات اختیار سے صادر ہونے کے منکر ہیں وہ کرامات کے بھی اختیاری صدور کے منکر ہیں اور جو کرامات کے اختیاری صدور کے قائل ہیں وہ معجزات کے بھی اختیاری صدور کے قائل ہیں۔

لہذا جب کرامات کا اختیار سے صادر ہونا حضرت قاضی عیاض کے قول

مبارک سے ثابت ہو گیا تو پھر مجروحہ کو اختیار سے صادر ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے تھا کہ راہ ہدایت کو تہنیت کرتے وقت حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ کی شرح مسلم کا مطالعہ فرما لیتے تاکہ ان کو یہ ٹھوکریں نہ لگتیں۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے سامنے آجانے کے بعد اہل سنت یہ کہتے ہیں حق بجانب ہیں۔

ہوا ہے مدھی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زیلفانے کیا خود پاک دامن ماہ کعبان کا

مولوی سرفراز صاحب نے قاضی عیاض صاحب علیہ الرحمۃ پر جو الزام لگایا تھا ان کی شرح صحیح مسلم کی عبارت ان کے اس عائد کردہ الزام کا کافی اور شافی جواب ہے لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ بزرگان دین پر اس طرح کے الزام لگانے باز رہیں اور اگر باز نہ آئے تو پھر ان کا یہی انجام ہوگا جو ابھی الزام عائد کرنے کی وجہ سے ہوا۔

دیسے تو خان صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکا ہوں تو کیا حضرت کی نظر سے حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی شرح مسلم کی یہ عبارت نہیں گزری تھی۔

خان صاحب کو چاہیے کہ بجائے زیادہ کتابوں کے مطالعہ کے کم کتابوں کا مطالعہ کریں لیکن تحقیق کے ساتھ کیا کریں تاکہ یہ رسوائیاں ان کا مقدر نہ بن جائیں جو عدم تحقیق کی وجہ سے بن جاتی ہیں۔

یہ مسائل ہیں یہاں ژرف نگاہی ہے درکار

یہ حقائق ہیں تماشا شائے لب بام نہیں

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی مومنانہ فراست:

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا یہ جملہ کہ کرامات ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی ہیں بخلاف ان لوگوں کے قول کے جو کہتے ہیں کہ کرامت بغیر ارادے کے صادر ہوتی ہیں یہ جملہ خان صاحب کے لئے تازیانہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ حضرت اس امر پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں کہ کرامت صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے دلی کو اس کے صادر کرنے میں کوئی اختیار نہیں ہے محسوس یہی ہوتا ہے حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی مومنانہ فراست سے جانتے تھے کہ چودھویں صدی کے اندر ایک ایسی اہل شریفہ پیدا ہو جائے گی جو ہمارا نام لے کر طلق خدا کو دھوکہ دے گی۔

اور یہ باور کرانے کی کوشش کرنے لگی کہ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا بھی یہی نظریہ تھا کہ مجھ سے کرامات میں انبیاء اولیاء کے ارادے کو کوئی دخل نہیں ہوتا اسلئے حضرت نے یہ واضح کلام جملہ ارشاد فرمایا کہ بخلاف ان لوگوں کے قول کے جو کہتے ہیں کہ کرامات کے اندر اولیاء کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔

خان صاحب سے ایک سوال:

خان صاحب اپنی اس کتاب راہ ہدایت کرامت کو اختیاری ماننے والے احادیث کو بد باطن بلکہ کافر بھی قرار دیا ہے جیسا کہ راہ ہدایت کے سطح چالیس پر اس مسئلہ صراحت موجود ہے تو کیا حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ خان صاحب بد باطن اور کافر قرار دیں گے اگر معاذ اللہ تعالیٰ ان کا یہی نظریہ ہے تو پھر ان کے اقوال اور عبارت سے اہل سنت کے خلاف استدلال کیوں کرتے ہیں اور اگر قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ان کے نزدیک یہی رتبہ ہے تو پھر ان کو رحمۃ اللہ علیہ کے دعائیہ الفاظ سے کیوں یاد کرتے ہیں اگر بریلوی حضرات جیسا نظریہ رکھتے ہاں جو وہ ان دعائیہ کلمات

کے مستحق ہو سکتے ہیں تو پھر بریلوی حضرات اسی نظریہ کی وجہ سے کافر اور بد باطن کیے بن گئے۔

مالکم لا تنطقون

حضرت پہ یہ آیت کریمہ منطبق ہوتی ہے ملک از اقسامہ فیزی

مولوی سرفراز صاحب کا شرح شفا کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب فتح الصفاء شرح شفاء شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ متکلمین کہتے ہیں کہ معجزہ کیلئے خصوصیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ اور انسان کی قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا۔

سرفرازی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب کی اس پیش کردہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ معجزہ کے اندر عام انسان کی قدرت کا دخل نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ہم شرح مواقف اور احیاء العلوم کی عبارت پیش کر چکے ہیں کہ معجزہ کے معارضہ پر انبیاء علیہم السلام کے مخالفین قادر نہیں ہوتے یا اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ معجزہ پر انبیاء علیہم السلام کو بطور خلق قدرت حاصل نہیں ہوتی یا پھر معجزہ سے مراد آسمانی کتابیں ہیں جس طرح قرآن پاک اور باقی کتب سادہ یہ کیونکہ یہ ایسے معجزات ہیں جن پر قدرت کے رکھنے کے اہل سنت بھی قائل نہیں اہل سنت کا نظریہ بھی یہی ہے کہ قرآن پاک اور دیگر آسمانی کتابیں اگرچہ معجزات میں داخل ہیں لیکن یہ ایسے معجزات ہیں جو مقدور انبیاء نہیں ہیں نیز سرفراز صاحب کا یہ کہنا بھی محل نظر ہے کہ متکلمین کے نزدیک معجزہ مقدور انبیاء نہیں ہوتا کیوں کہ گذشتہ اوراق میں ہم شرح عقائد کتبلی شرح مواقف احیاء العلوم برابر اس بشرح مقاصد تکمیل الایمان اور اس کے علاوہ تفسیر مائیدی تفسیر کبیر وغیرہ کے

حوالجات سے ثابت کر چکے ہیں کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے قصد اور ارادہ سے صادر ہوتا ہے تو پھر سرفراز صاحب ان متکلمین کے ذمہ یہ بات کیوں لگاتے ہیں کہ وہ معجزہ کو مقدور انبیاء نہیں مانتے لہذا اس عبارت کا صحیح مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا کہ وہ جو سرفراز صاحب نے سمجھا ہے تو سرفراز صاحب کو تو یہ کرنی چاہیے کہیں وہ اس آیت کے مصداق نہ بن جائیں

الما یفتی الکذب الذین لایؤمنون

خان صاحب کا امام غزالی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب نے امام غزالی علیہ الرحمۃ کی احیاء العلوم سے ایک عبارت نقل کی ہم اختصار کی خاطر اس عبارت کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں معجزہ انبیاء کی صداقت باین طور پر دلالت کرتا جبکہ اس کے ظاہر کرنے سے تمام انسان عاجز ہیں تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا اور جب یہ نیچے کی توحید سے مقرون ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے تقدیر کی کردی تو دعویٰ نبوت و رسالت میں سچا ہے۔

سرفرازی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب کی پیش کردہ اس عبارت سے قطعاً کہ ثابت نہیں ہوتا کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہوتے امام غزالی نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ جب اس کے ظاہر کرنے سے تمام انسان عاجز ہیں تو پھر صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا تو اس عبارت میں تمام انسانوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف انبیاء

علیم السلام مبعوث ہوتے ہیں کیونکہ اس کے بعد امام غزالی کی عبارت کا انکا جملہ یہ ہے کہ معجزہ نبی کی تحدی سے مقرون ہوتا ہے تو سرفراز صاحب کو اس جملہ پر غور کرنا چاہیے تھا کہ تحدی سے مقرون ہونا بھی متصور ہو سکتا ہے جب معجزہ انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہو جیسے کہ علامہ پر ہادی نے ہر اس میں ارشاد فرمایا۔

الحدی لا یسکن بدون القصد

کہ پہنچ کر تا بغیر ارادے کے ممکن نہیں یعنی جب تک معجزے کے صدور میں نبی کے ارادے کو دخل نہ ہو تو پہنچ متصور نہیں ہو سکتا۔ (المراس باب الکرامات)

نیز امام غزالی علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت ہم گذشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں اب خان صاحب کی توجہ کیلئے دوبارہ نقل کر رہے ہیں کہ شاید سرفراز صاحب کو ہدایت حاصل ہو جائے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے خارق للعادات امور ان سے صادر ہوتے ہیں جس طرح ہم سے افضل عادیہ صادر ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۹۰)

خان صاحب کا امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتاب البیواہر والنجوہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کے ثبوت پر واضح ترین دلیل صرف معجزات ہیں اور معجزہ وہ فعل ہے جس کو خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کے دعویٰ نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے پیدا فرمائے۔ (البیواہر والنجوہ جلد اول ص ۱۵۸)

سرفرازی استدلال کا جواب:

سرفراز صاحب نے یہ جو عبارت پیش کی ہے اس کا ان کے مدعا ہے کوئی تعلق نہیں ہے کیوں کہ اہل سنت نے کب کہا ہے کہ معجزہ والے فعل کو اللہ رب اعزرت پیدا نہیں فرماتے بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ امور عادیہ ہو یا غیر عادیہ ہوں سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

واللہ خلقکم وما تعملون

نیز امام شعرانی کی اسی کتاب البیواہر والنجوہ کا ایک حوالہ ہم گذشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں کہ کمال ولی وہ ہوتا ہے جو کرامت کے صادر کرنے پر قادر ہو پتہ نہیں حضرت کی عقابلی نگاہوں سے وہ عبارت کیوں غلط رہ گئی نیز اگر حضرت امام شعرانی کے اسنے ہی عقیدت مند ہیں جس کا وہ تاثر دے رہے ہیں ہم انہیں کی ایک اور عبارت پیش کرتے ہیں۔

شاید کہ اثر جائے ترے دل میں میری بات

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وكان ﷺ يقطع الاراضی قبل فتحها لان الله ملكة الارض كلها وله ان يقطع ارض الجنة من باب الولى ﷺ۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۵۰)

ترجمہ:

حضور علیہ السلام زمین کو فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے الات کر دیتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا اور حضور کو بطریق اولیٰ یہ اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین جس کو چاہیں عطا کر دیں۔ یہی عبارت خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ پر بھی موجود ہے نیز مواہب

لہذا یہ اور زرقانی کے اندر بھی موجود ہے۔ اور ان تمام صفات نے یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔ حضرت علامہ مناوی نے فیض القدیر میں یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

نیز شاہ محمد باقی محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مدارج النبوة میں امام غزالی علیہ الرحمۃ سے یہ عبارت نقل فرمائی ان اکابر کی انجی عبارات کی وجہ سے ہمارے امام امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا۔

زمین و زمان تمہارے لئے

لیکن و مکان تمہارے لئے

مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

نوٹ:

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ جلد پانچ ص ۲۵۰ بیان فرمایا ہے۔

پانچ ص ۲۵۰ بیان فرمادہ بالا عبارت نقل فرمائی ہے۔

خان صاحب کا امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی ایک اور عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب ابوالوقت و الجواہر کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ یہ بات محلی نہیں ہے کہ عاجز کرنے والا درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کیوں کہ وہی مجز و قدرت کا خالق ہے باقی رہا خارق عادت فعل کو مجزہ کہہ تو یہ بطور مجاز کے ہے حقیقتاً یہ فعل مجز نہیں ہے اس کی مثال ایسے ہے جسے کوئی شخص آسمان سے بلکی گرتی ہوئی دیکھے اور یہ

کیسے کہ خدا کی قدرت کو دیکھو حالانکہ وہ بلکی خدا کی قدرت نہیں بلکہ اس کی قدرت کا ایک اثر ہے۔

اور یہ اس لئے کہ درحقیقت مجز اس چیز سے ہوتا ہے جو قدرت کے تحت ہو اور مثلاً مردے کا زندہ کرنا تو بشر کی قدرت میں داخل ہی نہیں حتیٰ کہ یہ کہا جائے کہ فلاں احیاء موتی سے عاجز ہو گیا ہے۔ (ابوالوقت جلد اول ص ۱۴۰-۱۶۰)

سرفرازی استدلال کا جواب:

خان صاحب کا اس عبارت سے استدلال کرنا لغو اور باطل ہے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام مجزات کے صدور میں بے اختیار ہیں لیکن اس عبارت کی ان کے دعوے پر کوئی دلائل نہیں ہے کیونکہ حضرت امام شعرانی فرماتا یہ چاہتے ہیں کہ مجزہ کے اندر اصل عاجز کرنے والا اللہ رب العزت چونکہ مجزہ اللہ رب العزت کی اس عاجز کرنے والی قدرت پر دلیل ہے اسی وجہ سے اس کو مجازاً مجزہ کہہ دیا جاتا ہے۔

نیز امام شعرانی یہ فرما رہے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مخالفین جو مجزہ کے کی مثال پیش کرنے سے عاجز رہ جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز کر دیتا ہے یاں معنی کی اللہ تعالیٰ ان کے اندر وہ قدرت ہی پیدا نہیں کرتا جس کے ذریعہ وہ مجزہ کا معارضہ کر سکیں حقیقی عاجز کرنا تو خوب پایا جاتا کہ جب ان کے اندر مثلاً مردے زندہ کرنے کی قدرت ہوتی پھر زندہ نہ کر سکتے لیکن یہاں ان کا عاجز ہونا یاں معنی ہے کہ نبی کو مثلاً مردے زندہ کرنے کی قدرت ہے اور ان کی قدرت حاصل نہیں ہے تو یہی نبی کا مجزہ ہے کہ اس کو یہ قدرت حاصل ہو اور اس کے غیر کو حاصل نہ ہو جیسا کہ شرح مواقف میں کہا گیا ہے کہ نبی کو

ایک اور قدرت حاصل ہونا اور غیر نبی کو حاصل نہ ہونا یہی معجزہ ہے۔

اگر خان صاحب نے امام شعرانی کی اس عبارت سے کہ مردے کا زندہ کرنا بشری قدرت میں داخل نہیں ہے انبیاء علیہم السلام کا مردہ زندہ کرنے سے عاجز ہونا سمجھا ہے تو یہ ان کی کم فہمی ہے کیونکہ وہ تو مکلف انسانوں کی بات کر رہے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر اسلام لانے کے پابند ہیں اور جن کو انبیاء علیہم السلام اپنے معجزات دکھاتے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں کہ اس جیسا خرق عادت کام تم بھی کر کے دکھاؤ نیز خود سرفراز صاحب ہی بتلا کہیں کہ قرآن مجید کی اس نص قطعی کے ہوتے ہوئے کہ اہی الموتی باذن اللہ نیز ارشاد ربانی تخریج الموتی باذن امام شعرانی کیسے فرما سکتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام مردہ زندہ کرنے پر قادر نہیں۔ اور مردے کو زندہ کرنا ان کی قدرت سے باہر ہے۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

اگر خان صاحب کا یہی نظریہ ہے کہ کسی انسان کو مردے زندہ کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو وہ مرثیہ گنگوہی سے اس شعر کا کیا جواب دیں گے کہ ان کے شیخ الہند لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم - مرثیہ گنگوہی ص ۱۰۰ کیا گنگوہی ہی صاحب بشر نہیں تھے۔ اگر بشر ہوتے ہوئے ان کو مردہ زندہ کرنے کی قدرت حاصل تھی۔

تو انبیاء علیہم السلام کو یہ قدرت حاصل کیوں نہیں ہو سکتی اگر بقول خان صاحب مردے زندہ کرنے والا فعل خدا کا ہی خاصہ تھا تو پھر گنگوہی صاحب میں یہ قدرت کیسے پیدا ہو گئی اگر وہ یہ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا مردوں کو زندہ کرنے والا

جو خاصہ ہے وہ ذاتی طور پر ہے اور گنگوہی کے اندر جو صفت پائی گئی وہ عطائی طور پر ہے تو یہی نظریہ اہل سنت کا بھی ہے تو پھر سرفراز صاحب کو اہل سنت کے نظریے کے ساتھ اختلاف کیوں ہے نیز دیوبندیوں کے شیخ الہند بھی علیہ السلام کو چیلنج کر رہے ہیں کہ تم تو صرف مردے زندہ کرتے ہو ہمارے گنگوہی صاحب کی شان تو دیکھو جو مردے زندہ کرتے تھے اور زندوں کو مرنے ہی نہیں دیتے تھے تو کیا پھر سرفراز صاحب کو یہاں شرک کی نظر نہیں آتا کہ گنگوہی صاحب میں خدائی اوصاف تسلیم کیے جا رہے ہیں۔

کیا دیوبندیوں کی توحید کا یہ تقاضا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں ایک صفت مابقی تو شرک ہو اور اپنے گنگوہی صاحب میں مابقی عین ایمان ہو۔

سرفراز صاحب کا عجیب و غریب اضطراب:

خان صاحب اسی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۱۹۲ پر لکھتے ہیں کہ دجال کو اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ مردہ زندہ کرنے کی قدرت عطا فرمائے گا اس کے بعد اس کو عاجز کر دے گا۔

تو اب سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں اگر کسی آدمی کو مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہے تو دجال کو یہ قدرت کیسے حاصل ہو جائے گی اگر دجال کو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے مردے کو زندہ کرنے کی قدرت حاصل ہو سکتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کو یہ قدرت کیوں نہیں حاصل ہو سکتی۔ جو خدا دجال جیسے کافر اور بے ایمان آدمی کو اتنی قدرت عطا فرما سکتا ہے وہ اپنے پیاروں کو کیوں نہیں عطا فرما سکتا۔

دوستان را کجا کتی محروم

تو کہ بادشاہان نظر داری

خان صاحب لکھتے ہیں کہ دجال ہے جس طرح کے امور صادر ہوں گے وہ

اللہ کی قدرت اور مشیت سے صادر ہوں گے تو حضرت کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو خوارق عادات امور صادر ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہی صادر ہوتے ہیں نیز ہمارے افعال عادیہ جو ہم سے صادر ہوتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہی صادر ہوتے ہیں کیا حضرت کا عقیدہ معتزلہ والا تو نہیں ہے کہ عام انسانوں کے افعال عادیہ کے اندر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت کو دخل نہیں ہے کیا حضرت نے شرح عقائد کے اندر امام ابو اسحاق اسفرانی کا یہ قول نہیں پڑھا۔

سبحن من لا یجری فی ملکہ الاما یشاء
نیز حضرت کی نظر سے یہ آیت کریمہ نہیں گزری۔

وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ رب العلمین
نیز صحیح مسلم کی حدیث حضرت نے ملاحظہ نہیں فرمائی۔

ماشاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن

لہذا سرفراز صاحب سے یہی گزارش ہے کہ توبہ کر لیں کیونکہ دین کی جوشاہراہ انہوں نے اپنے لئے منتخب کی ہے اگر اس پر وہ چلے رہے تو ان کا انجام بڑا عبرتناک ہوگا اس لئے آج یہی موقع ہے کہ وہ توبہ کر کے نئی ہو جائیں اور نبی کریم علیہ السلام کی غلامی کا طوق جو انہوں نے اپنے گلے سے اتار پھینکا ہے اس کو دوبارہ بائیں لیں۔ اور فرمان باری تعالیٰ بھی یہی ہے۔

قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لہم ما قد سلف

ترجمہ:

آپ فرمادیجئے ان کافروں کو اگر وہ اپنی کفر سے باز آجائیں تو ان کے پہلے

سارے گناہ معاف ہو جائیں گے لہذا سرفراز صاحب سے یہی گزارش ہے کہ اپنی عاقبت درست کریں اور انبیاء اولیاء سے عداوت رکھنے سے باز آجائیں اسی میں ان کی بہتری ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

خان صاحب کا مولانا عبدالحی لکھنوی کی عبارت سے غلط

استدلال:

خان صاحب مولانا عبدالحی صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ معجزہ اس خوارق عادت امر کو کہا جاتا ہے جو منکرین نبوت کے مقابلہ میں مدعی نبوت کے ہاتھ پر صادر ہوا اور اس کی مثال لانے پر کسی کو قدرت حاصل نہ ہو۔

(فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ ص ۱۸)

سرفرازی استدلال کا جواب:

خان صاحب کا دعویٰ تو یہ تھا کہ معجزات پر انبیاء علیہم السلام کو قدرت حاصل نہیں ہوتی لیکن جو انہوں نے عبارت چشم کی ہے اس عبارت میں ان کے دعوے کی ذرہ بھر تائید نہیں ہوتی بلکہ اہل سنت کے مسک کی تائید ہوتی ہے۔

کہ منکرین نبوت انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا معارضہ کرنے پر قادر نہیں ہوتی تو سرفراز صاحب کی باقی پیش کردہ عبارات کا بھی یہی مطلب ہے کہ معجزات انبیاء ایسے افعال ہوتے ہیں کہ منکرین اور معاندین اس کی مثل خرق عادت صادر نہیں کر سکتے۔

نوٹ:

اگر سرفراز صاحب کا اس کتاب لکھنے سے مقصد حوالیات کی بھرتی کرنا تھا تو پورا ہو چکا کیونکہ انہوں نے غیر متعلقہ عبارات کی بھر مار کر دی ہے اور اگر ان کا مقصد اپنے دعویٰ کو مبرہن کرنا تھا تو وہ اس مقصد میں قطعی طور پر ناکام ہیں اور انہوں نے تقریباً تمام کا بالکل خیال نہیں رکھا بلکہ کتاب کا حجم بڑھانے کیلئے غیر متعلقہ عبارات نقل کرتے چلے گئے اور ملاں آں باشند کہ چپ نشو دوائے متولدہ کوچ کر دکھایا۔

خان صاحب کا ابن ہمام کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب ابن ہمام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ معجزہ جب ایسی چیز ہے کہ اس کے صادر کرنے سے مخلوق عاجز ہے تو معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوگا۔

(المسارہ جلد ۲ ص ۱۸۹)

سرفرازی استدلال کا رد:

علامہ ابن ہمام کی جو عبارت حضرت نے پیش کی ہے اس عبارت کے یہ الفاظ کہ معجزہ کے صادر کرنے سے مخلوق عاجز ہے اس میں مخلوق سے مراد مکررین نبوت ہیں نہ کہ انبیاء علیہم السلام کیوں کہ اللہ رب العزت معجزہ کو اپنے نبی کے ہاتھ پر پیدا فرماتا ہے اور معجزہ کو پیدا کر کے ان کی عزت افزائی فرماتا ہے اگر مکررین بھی انبیاء جیسا فعل صادر کرنے پر قادر ہو جائیں تو پھر اللہ رب العزت کی جانب سے انبیاء علیہم السلام کی تائید تو نہ پائی گئی حالانکہ اللہ رب العزت کا معجزہ کو انبیاء کے ہاتھ پر پیدا کرنا گویا کہ ان کے اس فرمان کی طرح ہے کہ تم میرے سچے رسول ہو اگر مکررین نبوت

بھی اس جیسا خرق عادت امر صادر کرنے پر قادر ہو جائیں تو پھر نبی اور غیر نبی میں امتیاز کیسے رہے گا لہذا سرفراز صاحب کو بزرگان دین کی عبارتیں سوچ سمجھ کر نقل کرنی چاہئیں اس طرح حضرت نے علامہ کمال الدین اشعری کا حوالہ دیا ہے کہ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے۔ (مسارہ جلد ۲ ص ۸۹)

اس عبارت کا بھی وہی مطلب ہے جو پچھلی عبارت کا ہے اس کی تائید میں ہم علامہ تقی زبانی علیہ الرحمۃ کی مشہور و معتبر کتاب شرح المقاصد کا حوالہ خان صاحب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ حضرت علامہ تقی زبانی ارشاد فرماتے ہیں۔

انما بینا ان لا مؤثر فی الوجود الا الله وحده سبما فی مثل احياء الموتى و انقلاب عصا حية و انشقاق القمر و السلام الحجر و المندر و علی ان مجردا التمكن و تولد الدفع من قبل الحكيم القادر المختار کاف فی افادة المطلوب ولهذا ذهب المعتزلة الى ان المعجزة تكون فعلاً الله تعالى او افعاله بامر و تمكينه۔ (شرح مقاصد جلد ۲ ص ۱۷۹)

ترجمہ:

حضرت علامہ ارشاد فرماتے ہیں ہم نے پہلے بیان کر دیا کہ وجود میں کوئی ہستی مؤثر نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے بالخصوص مردے زندہ کرنے کے بارے میں اور عصا کو سانپ بنانے کے بارے میں اور چاند کو ٹوٹنے کے بارے میں اور پتھروں اور وحشیوں کے سلام دینے کے بارے میں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کا اپنے انبیاء کو ان امور پر قدرت دے اپنا اور موانع کا دور کر دینا مقصود کے حصول میں کافی ہے اور اس وجہ سے معتزلہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے یا اللہ رب العزت کے حکم سے واقع ہوتا ہے اور اس کے قدرت دینے سے

واقع ہوتا ہے۔

تو خان صاحب اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ دو بار بار اس طرح کی عبارت نقل کر کے کہ معجزہ کے وجود میں موثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا معجزہ کو صادر کرنے میں کسی قسم کے ارادے اور اختیار کا دخل نہیں ہوتا لیکن ان کو خیال کرنا چاہیے کہ حضرت علامہ باوجود یہ ارشاد فرمانے کے کہ وجود میں موثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر بھی ارشاد فرما رہے ہیں کہ اللہ رب العزت انبیاء علیہم السلام کو معجزہ کے صادر کرنے پر قدرت دیتا ہے بلکہ معجزہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بعض معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اور اس کی خلق کے ساتھ اور انبیاء علیہم السلام کے قصد کے ساتھ صادر ہوتے ہیں۔ پھر خان صاحب کو کم از کم معجزہ سے پیچھے تو نہیں رہنا چاہیے خان صاحب شرح عقائد پڑھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہوں گے کہ معجزہ گمراہ فرقہ ہے لیکن حضرت جن کو گمراہ قرار دیتے ہیں مقام نبوت کو جتنا وہ سمجھے اتنا حضرت بھی نہ سمجھتے تھے اور ان سے بھی پیچھے دو گئے دعویٰ سہیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت کا نظریہ یہ ہوتا کہ حضرت یہ کہتے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام معجزات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ان کے کسب سے صادر ہوتے لیکن خان صاحب پر بدبختی کا قلاب ہے کیونکہ جہاں باقی گمراہوں کی گمراہی کی انتہا ہوتی ہے وہاں خان صاحب کی گمراہی کی انتہا ہوتی ہے۔

خان صاحب سے ایک سوال:

حضرت سے سوال یہ ہے کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ صرف اللہ رب العزت ہی مقرر کل ہے اور کوئی مخلوق مختار نہیں لیکن اس کے باوجود خان صاحب اپنی کتاب راہ

ہدایت کے ص ۱۵۱ پر تسلیم کرتے ہیں کہ دجال کو مختلف قسم کے اختیارات ہوں گے مثلاً آسمان اس کے حکم سے بارش نازل کر دے گا زمین اس کے حکم سے سبزہ لگا دے گی ویران زمین پر سے گزرے گا تو وہاں کے ویران خزانے اس کے قبضہ میں ہو جائیں گے۔

اور حضرت اس بات کو حدیث پاک کی وجہ سے تسلیم کرتے جو کہ صحیح مسلم شریف میں ہے اب حضرت سے گزارش یہ ہے کہ دجال جیسا کافر اپنے ارادے اختیار سے اس طرح کے امور صادر کرتا پھرے تو حضرت کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ حضرت اس کے اختیارات کو سن کر خوش ہوتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ جو خرق عادت کسی کافر سے صادر ہو وہ استدراج کہلاتا ہے اور جو خرق عادت اللہ تعالیٰ کے نبی سے صادر ہوا ہے معجزہ کہا جاتا ہے اگر استدراجات میں کفار کا کسب تسلیم کرنے سے آپ کے موصد ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا تو نبی کریم علیہ السلام کو اگر معجزات کے صدور میں با اختیار تسلیم کر لیا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں تو پھر شرک کیسے لازم آ جاتا ہے یہ عجیب اندیشی منطوق ہے کہ دجال جیسے ملعون کو تو با اختیار تسلیم کر لیا جائے اور نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں یہ کیا کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں اور نیز یہ کہا جائے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا نیز نبی کریم علیہ السلام بھی مخلوق ہیں بلکہ تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور آپ کی شان ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور دجال بھی مخلوق ہے اور ملعون ہے اور کافر ہے اس کو با اختیار تسلیم کیا جائے اور یہ کیا جائے کہ اس کے استدراجات اس کے ارادے سے صادر ہوں گے اور نبی کریم علیہ السلام کے معجزات کے غیر اختیاری ہونے کے متعلق پوری کتاب لکھ دی جائے یہ کوئی ایسا انداز ہی ہے اور کہاں کا تدین ہے اگر کسی کو خرق عادات امور میں با فائق الاسباب

امور میں با اختیار سمجھنا شرک ہے تو پھر دجال بھی تو مخلوق ہے اس کو با اختیار سمجھنا شرک کیوں نہیں کیا سرفراز صاحب ان لوگوں میں سے تو نہیں جن کا نظریہ یہ ہے کہ دجال خدا ہے؟ لہذا ہم خان صاحب سے یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہیں۔

وہ بیاد راتو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے چہ ستر تجھے کس سے بھلا ہے

خان صاحب کا تجاہل عارفانہ:

سرفراز صاحب صفدر نے اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ نمبر ۳۱ پر شاہ اسماعیل دھلوی کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ معجزات میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا حضرت نے اس سلسلے میں اس کی کتاب منصب امامت کا حوالہ دیا تھا۔

خان صاحب کی خدمت میں ایک گزارش:

حضرت سے گزارش یہ ہے کہ مخالف کے خلاف اپنی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کیے جاتے یہ طریقہ نہ برہانی ہے اور نہ جدلی ہے حضرت کو ابھی اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ فریق مخالف جس آدمی کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا اس آدمی کی عبارت کو حجت بنا کر اس کے خلاف پیش کر دے ہیں نیز حضرت اگر اسماعیل دھلوی کو مانتے ہیں تو اس کی کتاب صراط مستقیم سے ہم متعدد عبارات اس امر کے ثبوت میں پیش کر چکے ہیں کہ اولیاء کرام کائنات میں متصرف ہوتے ہیں اور وفات پا جانے کے بعد بھی فیض بآب کرتے رہتے ہیں اور روحیت و قطبیت عطا کرتے ہیں اور عرش سے لے کر فرش تک ان کی حکومت ہوتی ہے اور حضرت باوجود اس کے مولوی اسماعیل کو ولی اور شہید سمجھتے ہیں اور اس کی ایسی عبارت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ایسے عقیدہ کو شرک و عقیدہ تسلیم کرتے ہیں اور اہل سنت تو اس کا نام سننا بھی گوارہ نہیں کرتے تو اس کی اس طرح کی عبارات

کو کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں حضرت کو چاہیے کہ اس کی اس طرح کی عبارات اپنی بےوقوف دیوبندی قوم پر پیش کریں اور اہل سنت کو اس بارے میں پریشان نہ کریں۔

سرفراز صفدر کا حضرت محقق کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب نے مدارج النبوة جلد ۲ ص ۱۱۴ سے عبارت کی ہے کہ حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ میں نبی کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا اور دیگر افعال میں لوگوں کے ارادے کو دخل ہوتا ہے۔

سرفرازی استدلال کا جواب:

ہم گذشتہ اوراق میں حضرت شیخ کی تقریباً ذریعہ درجن عبارات نقل کر چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام مختار کل ہیں حضرت انہی عبارات کے بارے میں اپنا نظریہ بتائیں کیا وہ عبارات حق ہیں یا باطل اگر حق ہیں تو حضرت ان کو تسلیم کیوں نہیں کرتے اور اگر وہ عبارات باطل ہیں تو پھر اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ حضرت نے یہ جو عبارت پیش کی ہے وہ حق ہے اگر حضرت شیخ محض باطل عقائد کے ترجمان تھے تو پھر حضرت خان صاحب ان کی اس عبارت سے استدلال کیوں کر رہے ہیں اگر ان کی عبارت سے اہل سنت کی تائید ہوتی ہو تو پھر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی عبارت کو پر کاہ جتنی اہمیت بھی نہ دی جائے اور اگر ان کی کسی جمل عبارت سے بظاہر خان صاحب کی مطالب برآدی ہوتی ہو تو پھر ان کی عبارت کو بطور حجت پیش نہ کیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے حضرت کی خدمت میں ہم حضرت شیخ کی ایک اور عبارت ان کی ضیافت طبع کیلئے پیش کرتے ہیں امید ہے کہ آپ کرم فرمائیں گے۔

حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا آور وہ اے اندک پروردگار دے تعالیٰ سے ایسا

دلو سے کلید جنت ہے۔

ترجمہ:

محمد شین اور بزرگان دین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کی چابی مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادے گا۔ اسی کتاب میں حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ دریاں روزِ ظاہر گرد کہ روزِ اوست و حکمِ اوست رب العالمین۔

ترجمہ:

اس دن ظاہر ہوگا کہ قیامت کا دن بھی سرکار علیہ السلام کا ہوگا اور حکم بھی نبی کریم علیہ السلام کا چلے گا۔

نوٹ:

وہابی حضرات کو یہ عبارات پڑھ کر ڈب مرتا چاہیے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معاذ اللہ یہ بھی نہیں پتہ کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ نہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان ص ۳۹ پر این قاطعہ کے ص ۱۹ پر ایسی خرافات لکھی گئی ہیں تو پتہ چلا کہ وہابیہ حضرات کے عقیدہ میں اور شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے عقیدہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہاں وہابیہ کا یہ ناپاک عقیدہ کہ نبی کریم علیہ السلام اپنی نبوت سے بھی بے خبر ہیں اور کہاں شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا وجدانی ایمانی عقیدہ کہ محشر کا نظام سرکار علیہ السلام کے ہاتھ میں رہ دیا جائے گا اسی کتاب میں شیخ علیہ الرحمۃ سرکار علیہ السلام کے کمالات کو اجاگر بیان کر کے ارشاد فرماتے ہیں ایں عین کمال المہیت کہ در ذات شریف رہے یہ ابراز نمود۔ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ شانہ سمجھ ہی یہاں سے آتی ہے کہ جب اس کے حبیب ﷺ اسنے اختیارات و کمالات کے مالک

ہیں تو پھر ان کا خالق و مالک کس شان کا مالک ہوگا۔

نوٹ:

یہ عبارت وہابیہ کے لئے اہم بم کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ سرکار علیہ السلام کے کمالات کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کو حید کا کمال ثابت کرتے ہیں جبکہ شیخ علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نائب ہیں اور اسنے اعلیٰ اختیارات کے مالک ہیں اور اللہ رب العزت جو ان کا بھی مالک و مولا ہے اس کی قدرت اور علمی کمالات کا عالم کیا ہوگا۔

خان صاحب کی پیش کردہ عبارت کا صحیح محمل:

خان صاحب نے جو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی عبارت پیش کی ہے کہ معجزہ میں نبی انبیاء علیہ السلام کے قصد کو دخل نہیں ہوتا ان کی اس عبارت میں معجزہ سے مراد کتبِ ہادیہ یعنی قرآن پاک اور دیگر کتابیں ہیں یہ تاویل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر اس عبارت کا وہ مطلب لیا جائے جو خان صاحب نے سمجھا ہے تو پھر حضرت شیخ کی اس عبارت سے اور دیگر عبارات میں تعارض اور تناقض لازم آجائے گا جو حضرت شیخ کی ذات سے قطعاً بعید ہے۔

تو خان صاحب سے گزارش ہے بزرگان دین کی عبارات کے ایسے مطالب نہ بیان کیا کریں جس کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہو کہ ان کی عبارات باہم متضاد ہیں اس طرح عوام الناس کے ذہنوں میں ان کی قدر و منزلت کم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور قاصر الفہم لوگ زبان درازی کریں گے اور کہیں گے کہ یہ لوگ بھی عجیب تھے کبھی کچھ کہہ دیتے تھے کبھی کچھ کہہ دیتے تھے۔

خان صاحب کا معجزات کے غیر اختیاری ہونے پر قرآن مجید کی آیات سے غلط استدلال:
دلیل نمبر ۱:

سرفراز صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا کہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے ان پر آگ کو گلزار بنادیا تھا اگر ابراہیم علیہ السلام با اختیار ہوتے تو آگ کو خود ہی گلزار بنالیتے گویا خان صاحب کی وجہ استدلال اس امر سے ہے کہ ان پر آگ کے گلزار ہو جائے ان کا معجزہ ہے لیکن ان کا اس کے اندر کسب نہیں ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ معجزات انبیاء کے ارادے سے صادر نہیں ہوتے۔

اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو دعا بھی نہیں مانگی کہ باری تعالیٰ میرے اوپر اس آگ کو ٹھنڈا کر دے تو پھر کیا سرفراز کا نظریہ یہی ہے کہ معاذ اللہ ابراہیم علیہ السلام دعا مانگتے پر بھی قادر نہیں تھے۔

نعوذ بالله من سوء الفہم والشقاوۃ

نیز مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ پانی والا فرشتہ بھی حاضر ہوا اور والا فرشتہ بھی حاضر ہوا اور پیش کش کی کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم پانی اور ہوا کے ذریعے اس آگ کو ختم کر دیں تو ان مفسرین کی نقل کردہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ فرشتوں کو بھی اس امر پر قدرت حاصل تھی کہ اس خرق عادت امر کو صادر کر سکیں تو ظاہر بات ہے فرشتے بھی غیر اللہ ہیں تو پھر اگر کسی غیر اللہ کا معجزہ کے اندر ارادہ اور اختیار ماننا شرک ہے تو پھر فرشتوں کیلئے بھی ان امور پر قدرت ماننی شرک ہونی چاہیے

کیا وہابی حضرات کے نزدیک صرف انبیاء علیہم السلام مخلوق ہیں فرشتے مخلوق نہیں ہیں تو اگر وہ بھی مخلوق ہیں تو پھر خدا کی صفت کسی مخلوق کے اندر بھی مانی جائے تو شرک ہے۔

لہذا پھر ان کے اندر بھی اس صفت کو ماننا شرک ہو جائے گا جب ان کے اندر اس صفت کو ماننا شرک نہیں تو پھر کسی مخلوق کے اندر بھی ماننا شرک نہیں نیز ایک معجزہ کے بغیر اختیار کے صادر ہونے سے یہ قاعدہ کلیہ کیسے ثابت ہو گیا کہ سادے معجزات بغیر ارادے اور اختیار کے صادر ہوتے ہیں یہ استدلال کی کوئی قسم ہے یہ نہ مستقراء ہے نہ قیاس سے نہ تمثیل سے لہذا خان صاحب کہ از ہم ایسی دلیل تو دیں جو مثبت مدعا بھی ہو اور قواعد مناظرہ کے مطابق بھی ہو محض بولتے رہنے کا نام تو دلیل نہیں ہوتا اس امر کو تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خان صاحب ملاں آئن باشند کہ چپ نشور کے پورے پورے مصداق ہیں اور کچھ نہ کچھ ہانکتے رہے ہیں نیز یہ امر بھی خان صاحب کیلئے قابل غور ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اگر چاہتے تھے کہ ان پر آگ گلزار ہو جائے تو پھر یہ امر ان کے ارادے سے صادر ہوا تو پھر سرفراز صاحب کا کلیہ غلط ہو گیا کہ معجزے میں نبی کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا نیز ان کا یہ قول باطل ہو گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر نہیں چاہتے تھے تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے چاہنے کے بغیر ہی ان پر آگ کو گلزار کر دیا تو جب اللہ رب العزت بخیر چاہے ان پر اتنا کرم و فضل فرماتا ہے تو جب وہ ارادہ کر لیں تو پھر اللہ تعالیٰ وہ کام پر راہیں نہ فرمائے گا کیا معاذ اللہ رب العزت کو اپنے مجذبان بارگاہ کے ساتھ کوئی عدا ہے کہ جب وہ ارادہ فرمائیں تو اس امر کو پورا نہ فرمائیں اور جب وہ ارادہ نہ فرمائیں تو پھر وہ امر پورا کرے۔

نوٹ: اس امر پر کیا دلیل ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت بھی نبی

تھے حالانکہ صحیح قول یہ ہے کہ ان کو نبوت چالیس سال کے بعد عطا ہوئی جیسا کہ قاعدہ ہے۔

دلیل نمبر ۲:

خان صاحب نے آیت کریمہ:

وان الق عصائب فلعصاراها تنهنز کلانها جان ولی مدبر آؤ لم یعقب

(سورۃ قصص پارہ ۲۰)

ترجمہ:

اور یہ کہ ذال دے اپنی انھی پھر جب دیکھا اس کو بہن بلا تے جیسا پتلا
سائب ان پھر منہ بواور نہ دیکھا پیچھے پھر کر۔

خان صاحب کی وجہ استدلال:

خان صاحب کہتے ہیں اگر مجرہ نبی کا اپنے فعل ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام بھی
خوف کے مارے نہ ہوتے مگر لہذا ان کا بھاگنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ مجرہ ان کے
ارادے سے صادر نہیں ہوتا۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

خان صاحب کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب
موسیٰ علیہ السلام کو یہ مجرہ عطا کیا جا رہا تھا نیز اگر ایک موقع پر بغیر ارادے کے بھی کوئی
امر ثابت ہو جائے تو اس سے یہ قاعدہ کلیہ کیسے ثابت ہو جائے گا کہ کوئی مجرہ کسی نبی
سے بھی ارادے اختیار کے ساتھ صادر نہیں ہوتا نیز جب موسیٰ علیہ السلام نے جادو
گروں کے ساتھ مقابلہ فرمایا اور آپ نے اپنے عصا کو پیچھا تو ان کے تمام جادو کو
آپ کے عصا مبارک نے باطل کر دیا اور ان کی ساری شعبہ بازی شتم ہو کر رہ گئی اور

ان کو اسلام بھی نصیب ہوا۔

نیز سرفراز صاحب نے اس امر پر غور نہیں فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے
دریائے نیل میں عصا مار کر بارہ راستے پیدا کر دیئے تھے تو کیا امر عادی تھا یا غیر عادی
تھا تو کیا سرفراز صاحب بھی کسی دریا پر ڈنڈا مار کر خشک راستے پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ
امر عادی تو ہر آدمی کے بس میں ہوتا ہے اور اگر امر غیر عادی ہے تو پھر کیا سیدنا موسیٰ
علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ بارہ راستے بن جائیں یا نہیں چاہتے تھے اگر چاہتے تھے تو
سرفراز صاحب کا یہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور مجرہ کے
صدور میں انبیاء کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا اور اگر نہیں چاہتے تھے تو پھر آپ نے
ڈنڈا کیوں دریا پر مارا کیا معاذ اللہ انہوں نے عیش کام کا ارتکاب کیا اور نیز انہوں
نے یہ کام اللہ کے حکم سے کیا تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واضرب لهم طوبیقا فی البحر یبسا

کہ ان کیلئے سمندر میں خشک راستے بنا دو اگر موسیٰ علیہ السلام اس بات پر
قادر ہی نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ان کو اس بات کا حکم دینا تکلیف مال یفایق بن جائے
گا۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا

نیز جب موسیٰ علیہ السلام نے دریا سے پارا کر یہ راستہ شتم کرنے چاہے
تاکہ فرعون بھی ان راستوں سے اتر کر دریا پار نہ کر جائیں۔ تو اللہ رب العزت نے
فرمایا کہ

واتلک البحر رھوا لھم جنة مغفلون

نیز جب موسیٰ علیہ السلام پھر پر ڈنڈا مارتے ہیں تاکہ چشمے پیدا ہوں تو کیا وہ
اس امر کا ارادہ فرماتے تھے کہ چشمے پیدا ہوں یا نہ نیز کیا وہ عصا اپنے ارادے اور

اختیار سے مارتے یا خود بخود ان کے ہاتھ سے گر پڑتا تھا ظاہر بات ہے کہ اپنے ارادے اور اختیار سے مارتے تھے تو جب ارادے اور اختیار مارتے تھے تو جو اثر مترتب ہوتا تھا وہ بھی ان کے ارادے اور اختیار سے ہوتا تھا نیز اگر موسیٰ علیہ السلام بارہ خشک راستے شتم کرنے پر قادر نہ ہوتے تو اللہ رب العزت انہیں منع کیوں فرماتا کہ تم یہ راستے شتم نہ کرو اور فرعونین کو غرق ہو جانے دو کیوں کہ یہ امر بدیہی ہے اور امرا افعال اختیار ہی سے متعلق ہوتا ہے اور اس امر سے خان صاحب بخوبی آگاہ ہوں گے اور حضرت کا دعویٰ ہے کہ وہ عرصہ دراز سے پڑھا پڑھا کر بوڑھے ہو چکے ہیں۔

نیز خان صاحب کو یہ آیت کریمہ تو نظر آگئی ان اٹق عصاک ان لیکن یہ آیت کریمہ ان کی نظر سے بچانے کیوں اوجھل رہی کہ جب فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔

اولو جنتلہ بشنی مبین

نیز فرعون کا یہ کہنا فالت یہ ان کتم صدقین کہ اگر تم سچے تو اپنی دلیل لے آؤ تو انہوں نے وہاں اپنا عصا ڈالا تو وہ سانپ بن گیا اور ہاتھ گر بیان میں ڈال کر نکلا تو چنگدار محسوس ہونے لگا نہ جانے خان صاحب کو یہ آیات و بیانات نظر کیوں نہیں آئیں خان صاحب ارشاد فرمائیں کہ اگر معجزات کا ظاہر ہونا موسیٰ علیہ السلام کے بس میں ہی نہیں تھا تو انہوں نے یہ اعلان کیوں فرمایا کہ میں تیرے پاس واضح دلیل لے کر آیا ہوں نیز جب انہوں نے فرعون کے دربار میں عصا پھینکا تو کیا آپ چاہتے کہ یہ عصا سانپ بن جائے یا نہیں چاہتے تھے اگر یہ کہا جائے کہ نہیں چاہتے تھے تو یہ بات ہدایت کے خلاف ہے کیوں آپ خود پہلے فرمایا کہ میں تیرے پاس واضح دلیل لے کر آیا ہوں اور فرعون کے اس مطالبے پر کہ اگر تم سچے ہو تو پیش کرد اپنی دلیل کو تو اگر چاہتے تھے تو پھر سرفراز صاحب کا مدعا باطل ہو گیا نیز موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا

دست الہی گر بیان میں ڈالا اور ہاتھ باہر نکالا تو بہت زیادہ چنگدار محسوس ہوا ہاتھ تو کیا یہ معجزہ جب ظاہر ہوا یہ آپ کی خواہش کے مطابق صادر ہوا یا خواہش کے برعکس اگر کہا جائے کہ خواہش کے برعکس صادر ہوا ہے تو یہ بات عقل اور نقل کے خلاف ہے اور اگر کہا جائے خواہش کے مطابق صادر ہوا تو عقائد وہابیہ کے خلاف ہے نیز سرفراز صاحب کا یہ کہنا کہ معجزہ اللہ کا فعل اور اسی کا کسب ہوتا ہے تو پھر کیا معاذ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ گر بیان میں ڈال کر نکالا اور چنگدار بنا کر ظاہر کیا کچھ تو عقل کی بات کرنی چاہیے۔

الہی سمجھ کسی کو خدا نہ دے

دے موت آدمی کو پر یہ بداداندہ دے

خان صاحب کا ابن کثیر کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی طرف واضح اور بڑا معجزہ تھا اور روشن دلیل تھی اس انوکھے امر پر اللہ کے علاوہ کوئی قادر نہیں اور نبی کے بغیر کسی کے ہاتھ پر یہ چیز صادر نہیں ہو سکتی۔

سرفرازی استدلال کا رد:

خان صاحب کا یہ استدلال رکاکت پر مبنی ہے کیونکہ اکثر کثیر تو یہ کہہ رہے ہیں کہ معجزہ نبی ہی لاسکتا ہے اگر معجزہ میں نبی کے ارادے اور اختیار کو دخل ہی نہیں ہوتا تو پھر ابن کثیر کے اس قول کا کیا مطلب ہوگا کہ معجزہ نبی ہی لاسکتا ہے کوئی اور نہیں لاسکتا نیز خان صاحب نے جو ان کی اس عبارت سے استدلال کیا ہے کہ معجزہ کے اندر اللہ تعالیٰ ہی کو قدرت ہوتی ہے تو یہاں قدرت سے مراد قدرت علی الخلق ہے۔ نیز حافظ ابن نے خود آیت کریمہ۔

ان آیتوں پر قبل الہدایہ الیہ طرف

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سلیمان علیہ السلام یقیناً کو دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کے درباری اور خدام اس مقام کے حامل ہیں کہ چشم میں اتنی مسافت سے تخت لا کر پیش کر سکتے ہیں اور ان کو اس امر پر قدرت بھی حاصل ہے تو جب حافظ ابن کثیر اللہ کے ویوں کیلئے اتنی قدرت ماننے ہیں تو ان کا یہ نظریہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معجزات میں انبیاء علیہم السلام کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا تو خان صاحب کو ان کی دونوں عبارتوں کو ملا کر نتیجہ اخذ کرنا چاہتے تھا اور اپنی پیش کردہ عبارت کو دوسری عبارت کے ذریعے سمجھنا چاہتے تھا حضرت کی اگر بات مانی جائے تو ان کی کلام میں تعارض پیدا ہو جاتا ہے تو ان کی اس پیش کردہ عبارت کا وہ مطلب نہیں جو انہوں نے پیش کیا ہے بلکہ وہ مطلب ہے جو ہم نے عرض کیا ہے۔

سرفراز صاحب کا آیات کریمہ سے بے محل استدلال:

خان صاحب نے ایک آیت کریمہ پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا اور انہوں نے اپنے اس مدعا پر اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے۔

وَاذْكُرْ فَاِذَا بَلَغَ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنَاكَ

(پارہ نمبر اسورہ بقرہ)

جب ہم نے پھاڑ دیا تمہاری وجہ سے دریا کو پھر ہم نے بچایا تم کو تو مولوی سرفراز کا استدلال یہ ہے کہ دریا کو پھاڑنا صرف اللہ کا فعل تھا کیونکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے تو پتہ چلا کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

سرفراز استدلال کا جواب:

خان صاحب کے اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ حقیقی موثر اللہ رب العزت ہی تھا کیونکہ تمام افعال عادیہ ہوں یا غیر عادیہ ہوں ان پر حقیقی موثر اللہ رب العزت کی ذات والا صفات ہوتی اس وجہ سے اللہ رب العزت نے اس کی نسبت اپنی طرف کر دی ورنہ سرفراز صاحب ہی بتلائیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جو اپنا عصا مارا تھا تاکہ بارہ راستے بن جائیں تو وہ ارادے اختیار سے مارا تھا یا بغیر ارادے کے اگر بغیر ارادے اختیار کے مارا ہو تو یہ بات ہدایت کے خلاف ہے اور اگر ارادے و اختیار سے مارا ہو تو اس خواہش کے ساتھ مارا ہو کہ بارہ راستے بن جائیں تو خان صاحب کا یہ کلیہ ٹوٹ جائے گا کہ معجزے میں انبیاء کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا لہذا خان صاحب کے استدلال بالکل نامقام ہیں اور انہوں نے بزور اپنا مطلب کشید کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ آیت کریمہ کی ان کے مدعا پر کوئی دلالت نہیں ہے اس طرح سرفراز صاحب نے ایک اور آیت سے اپنے مدعا پر استدلال کیا تم

ثُمَّ يَعْصِيكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا تمہاری موت کے بعد تاکہ تم شکر کرو۔

مولوی سرفراز صاحب کے اس استدلال کی ہمیں سمجھ نہیں آ سکی کیونکہ حضرت نے دلیل تو اس امر پر دی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا لیکن حضرت نے یہ آیت کریمہ پیش کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا تو اللہ رب العزت کی اس قدرت کا کون منکر ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کر سکتا ہے۔

خان صاحب کو اتنا تو پتہ ہونا چاہیے کہ دلیل وہاں دی جاتی ہے جہاں

مد مقابل اس مدلی کا منکر ہو غیر متعلقہ دلائل پیش کرنا یہ دیوبند کے فاضل کو زیب دیتا ہے۔ خان صاحب نے ایک اور آئیہ کریمہ سے استدلال کیا۔

وطلنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی

سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور نازل کیا ہم نے تم پر من سلوی۔

خان صاحب کے اس استدلال کی بھی ہمیں سمجھ نہیں آسکی کیونکہ اس آئیہ کریمہ سے حضرت نے پتہ نہیں کیسے ثابت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے معجزات میں بے اختیار تھے۔ کیوں کہ اس آئیہ کریمہ کی بھی اس امر پر کوئی دلالت نہیں ہے بلکہ اس آئیہ کریمہ میں دہائیہ و غیرہ کا رد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا کہ ان پر بادل سایہ کرتا تھا من وسلوی ان پر نازل ہوتا تھا کیوں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول کے چاہتے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ آئیہ کریمہ الہا ہمارے مدعا پر واضح دلیل ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی تو اس وقت کیا آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ ان پر اور قوم پر بادل سایہ کریں اور ان کی قوم کے لئے من وسلوی نازل ہو یقیناً آپ نے اس ارادے سے دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شرف قبولیت بخش کر انہیں ان تمام نعمات سے نوازا تھا تو مولوی سرفراز صاحب خواخوہ سبب زوری سے اہل سنت کی دلیلوں کو اپنی دلیل بنا کر پیش کر رہے اس سے بڑی دھڑائی اور سبب زوری کیا جو سکتی ہے چہ دلاواست دزدے بکف چراغ دارد۔

خان صاحب نے اسی طرح ایک اور آیت سے بھی استدلال کیا۔

فارسلنا علیہم الطوفان

تو خان صاحب کا استدلال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے جو مشہور قوم معجزات تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت اپنی طرف کی ہے لیکن خان صاحب کا یہ استدلال بھی طفل تہلی کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ اس امر کا کوئی منکر نہیں کہ معجزات اللہ رب العزت

نے ہی عطا فرمائے تھے لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ ان معجزات کے صدور میں موسیٰ علیہ السلام کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا کیا سرفراز صاحب نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات

اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا فرمائے تو ہم اس میں تصرف کرنے کے مآذون و مجاز ہوتے ہیں تو اگر اللہ رب العزت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے تو کیا وہ ان کے ارادے اور اختیار کے بغیر ہی صادر ہوتے رہیں گے خان صاحب بلاوجہ کتاب کا قلم بڑھانے کیلئے بلاوجہ آیات کریمہ نقل کرتے چلے جا رہے ہیں اور مقصد یہ ہے اپنی دیوبندی قوم کو تار دیا جائے کہ نور ہدایت کا جواب منہ نہ شہود پر آچکا ہے اس لئے اور گویا خان صاحب اس طرح کے غیر متعلقہ دلائل پیش کر کے اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ

دل بہلائے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

خان صاحب نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں لکھا کہ پہاڑوں کا ان کے ساتھ مل کر خوش آوازوں سے پڑھنا اور پرندوں کا بھی ان کے ساتھ خوش آوازی سے پڑھنا اولو ہے کہ ان کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا ہے سب ان کے معجزات تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کی نسبت اپنی طرف کی ہے جیسے کہ ارشاد باری ہے۔

یا جبال اوبی معه والطیر النالہ الحدید

تو خان صاحب کا یہ استدلال بھی ان کی عقل کی خوبی پر گواہی دیتا ہے کیونکہ ظاہر ہے جب یہ معجزات داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائے گئے تو ان کے ارادے اور اختیار کے ساتھ عطا فرمائے گئے کیونکہ معجزہ کے ذریعے نبی مکررین نبوت کو پیش کرنا ہے اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہوں تو میرے جیسا

فرق عادت کام تم بھی کر دکھاؤ تو یہ جیلنگ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معجزہ انبیاء کے ابراہے اور اختیار سے صادر ہوتا ہے۔

جیسا کہ علامہ برہاروی نے فرمایا۔

التحدی لا یمکن بدون القصد

نیز سرفراز صاحب اس امر پر غور کریں کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ان کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بھی ارشاد ہے۔

فسخر ناله الريح

اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے لیکن اس سے ان کے اختیارات کی نفی نہیں ہوتی اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ معجزہ ان کے ارادے کے بغیر صادر ہوتا تھا اسی طرح یہاں داؤد علیہ السلام کے معجزات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان معجزات میں داؤد علیہ السلام کے ارادے و اختیار کو دخل نہیں تھا اور یہ معجزات ان کے ارادے بغیر صادر ہوتے ہیں یہ سرفراز صاحب ہی بتلائیں کہ جب داؤد علیہ السلام لوہے کو ہاتھوں میں لیتے تھے تو کیا آپ کا ارادہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ نرم ہو جائے اگر یہ کہا جائے کہ ارادہ نہیں ہوتا تھا تو یہ بات بدیہی البطلان ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ان کا ارادہ ہوتا تھا کہ لوہا میرے ہاتھ میں نرم ہو جائے تو پھر سرفراز صاحب کا اس آیت کو دلیل بنانا غلط ہو گیا بلکہ اس سے الجسٹ کا مدعا ثابت ہو گیا لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ اہل سنت کی دلیلیں اپنی طرف سے نہ پیش کریں اور کرم کریں نیز جب ان کے عاجز ارادے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے اتنا وسیع اختیار دے دیا کہ جن ہوا، شیا طین سارے ان کے زیرِ حکم تھے تو جب اللہ رب

العزت نے ان کے عاجز ارادے کو یہ اختیار دے دیے۔ اور اس کی خدائی میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوئی تو اگر اللہ رب العزت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں اور پرندوں پر حکومت دے دے تو پھر اس کی حکومت میں کیا کمی آسکتی ہے۔ حضرت سلیمان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔

فسخر ناله الريح تجورى بامره رضاء حيث اصاب والشيطن كل بناء و غواص و اخرين مقرونين فى الاقصاء هذا عطاؤنا فامنن اوامرسلنا بغير حساب۔

(پارہ ۲۳ سورہ ص)

ترجمہ:

پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم زم جہاں پہنچانا چاہتا اور تابع کر دیا شیطان سارے عمارت بنائے والے اور غوطے لگانے اور بہت سے اور بھی جو ہاتھ بکڑے ہوئے ہیں بیڑوں میں یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا۔

دوبہند کے شیخ الاسلام شہیر احمد عثمانی اس مقام پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کسی کو بخشش دینا نہ دو تم مختار ہو اس قدر بے حساب دیا اور حساب و کتاب کا مواخذہ بھی نہیں رکھا۔

اب خان صاحب سے استفسار یہ ہے کہ جب تمہارے اکابر سلیمان علیہ السلام کیلئے اسنے اختیار ماننے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ سرفراز صاحب کو بھی ماننا پڑے گا کیوں کہ قرآن پاک کی نص قطعاً ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے تو پھر حضرت کو ان کے والد گرامی جو خلیل اللہ وغیرہ ہیں ان کے لئے صرف پہاڑوں پر تصرف ماننے سے یا ان کے اختیار سے لوہے کا ان کے ہاتھ میں نرم ہو جانا ماننے سے کوئی چیز مانع ہے۔

ایک اہم نوٹ:

آیت کریمہ فخرناہ الریح الخ کی مکمل وضاحت ہم گذشتہ اوراق میں اکابر مفسرین کے حوالے سے بلکہ خود سرفراز صاحب کے اکابر کے حوالے سے پیش کر چکے ہیں لہذا قارئین سے گزارش ہے کہ اس بحث کا دوبارہ مطالعہ فرمائیں۔

خان صاحب کی ایک عجیب خیانت:

خان صاحب نے آیت کریمہ فخرناہ الریح مکمل نقل نہیں کی بلکہ اس ایک جملے کو نقل فرما کر سکوت اختیار فرمایا ہے۔ حالانکہ آیت کو جو حصہ انہوں نے نقل فرمایا وہ بھی ان کے موقف کے خلاف ہے کیوں کہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ کائنات کی کوئی چیز کسی نبی دلی کیلئے مسخر نہیں ہے جبکہ یہ آیت کریمہ ان کے نظریہ کا استیصال کر رہی ہے کہ ہوا اللہ رب العزت نے ان کے ماتحت کر دی تھی تو خان صاحب اپنے سینے پہ پتھر رکھ کر یہ حصہ تو بادل خواستہ نقل کر بیٹھے۔ لیکن مکمل آیت نقل کرنا شاید ان کی برداشت سے باہر تھا اور اس سے ان کے فاسد نظریہ کا قطعہ قطعہ ہوتا تھا اس لئے حضرت کو پوری آیت لکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔

نوٹ:

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ لوہے کو زم کرنے کے بارے میں داؤد علیہ السلام کے ارادے اور اختیار کو کوئی دخل نہ تھا محض اللہ کا فضل تھا لیکن ان کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں معنی حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ہم نے لوہے کو موم کی طرح زم کر دیا یہ دن آگ اور آلات ضامیہ کے لوہے کو جس طرح چاہتے تھے اسے تو ڈسور لیتے تھے اور اس کی زر ہیں تیار کر کے فروخت

کرتے تاکہ قوت بازو سے کما کر کھائیں اور کزیوں کی ذرہ پہلے ان ہی سے نکلی کہ کشادہ رہے حق تعالیٰ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ فراخ اور کشادہ زر ہیں تیار کرو۔

(تفسیر عثمانی صفحہ ۷۳۶)

گویا شبیر احمد عثمانی نے اپنے حاشیہ میں اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

ان اعمل سیغت وقلدر فی السرد

کاش سرفراز صاحب قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ بھی پڑھ لیتے۔

انا سنخونا الجبال معه یسبحن بالعنقی والا شواق والطیر
محشورة کل لہ اواب وشد دنا ملکہ۔

ترجمہ:

ہم نے تابع کیے پہاڑ اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو اور اترتے جانور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو۔

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس مقام پر اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں یعنی دنیا میں اس کی سلطنت کی دھاک بٹھا دی تھی اور اپنی عیانت اور نصرت سے مختلف قسم کی کثیر التعداد فوجیں دے کر خوب اقتدار جما دیا تھا اور اسی کے متصل بعد لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور طرح طرح کے علمی اور عملی کمالات عطا فرمائے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۷۸)

نیز سرفراز صاحب اس آیت کا بھی ملاحظہ فرمائیں

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض

ترجمہ:

اسے داؤد ہم نے کیا جھگہ کو نائب ملک میں۔

(ترجمہ محمود الحسن پارہ ۲۳ سورہ ص)

اور شیر احمد عثمانی اپنے حاشیے قرآن میں لکھتا ہے خدا نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا۔ اب سرفراز صاحب ہی بتائیں جو کسی صوبے میں حکومت کا نائب ہو یا کوئی کسی بادشاہ کا نائب ہو وہ اس علاقے کے تمام سیاہ سفید کا مالک ہوتا ہے تو کیا اللہ رب العزت کا جو نائب ہوگا وہ کسی شے کا مالک بننا نہیں ہوگا۔

نوٹ:

قارئین سے گزارش ہے کہ آیت کریمہ

انی جاعل فی الارض خلیفہ

کی بحث میں ہم نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت گذشتہ اوراق میں نقل کی ہے اس کا ملاحظہ فرمائیں یا اصل تفسیر عزیزی کی طرف مراجعت کریں شاہ صاحب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ زمین و آسمان کا حاکم ہوتا ہے جس طرح اس کا تصرف زمین میں نافذ ہوتا ہے اس طرح آسمانوں میں بھی نافذ ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔

خان صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

مولوی سرفراز خان صاحب نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ان کے معجزات میں ان کے ارادے و اختیار کو دخل نہیں ہے

آیت کریمہ پیش کی ہے۔

واسلنا له عين القطر ومن الجن من يعمل بين يديه باذن ربه

ترجمہ:

اور بہا دیا ہم نے اس کیلئے چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں کتنے لوگ تھے جو محنت کرتے تھے اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے۔

خان صاحب کا اس آیت کریمہ سے استدلال باذن ربه پر مقوف ہے۔ گویا حضرت کا نظریہ یہ ہے کہ جہاں باذن کا لفظ آجائے وہاں صرف اللہ رب العزت کا فعل ہوتا ہے کسی اور کے ارادے کو وہاں دخل نہیں ہوتا لیکن خان صاحب کو چاہیے تھا کہ اس آیت کریمہ پر غور کرتے۔

ولسبمن الريح عاصفة تجري بأمره الى الارض التي باركنا فيها
وكننا بكل شيء عالمين ومن الشياطين من يغصون له ويعملون عملا دون
ذلك

ترجمہ:

اور سلیمان کے تابع کی ہو ازور سے چنے والی جو چلتی اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جہاں ہم نے برکت دی اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے اور تابع کیے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے سوا۔

(ترجمہ محمود الحسن)

دیوبند کے شیخ الاسلام شیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں حضرت سلیمان نے دعا کی تھی۔

رب اغفر لی وہب لی ملکا لا ینفخی لاحد من بعدی

ترجمہ:

اللہ نے ہوا اور جن ان کیلئے مقرر کر دیے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک تخت تیار کر لیا تھا جن پر مع اعیان دولت بیٹھ جائے اور ضروری سامان بھی بار کر لیا جاتا پھر ہوا آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی پھر اوپر جا کر نرم ہوا ان کی ضرورت کے مناسب چلتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔

دعاء حیث اصحاب

(تفسیر عثمانی ص ۵۶۸)

اسی طرح سورۃ السہاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے بناتے تھے اس کے واسطے جو کچھ چاہتا تھے اور تصویریں اور گن جیسے تالاب اور دھگیاں چوبوں پر جمی ہوئیں۔

(سورۃ سہا پارہ ۲۲ آیت ۱۳)

اس آیت کریمہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جنوں پر بھی سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی جس طرح آپ چاہتے تھے وہ اسی طرح کرتے تھے تو اسی مقام پر یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر وہ عکس جانتے تو پھر نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ جن جو کام کرتے تھے اپنے ارادے اور اختیار سے کرتے تھے کیونکہ ان کے کام کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہ ہوتا تو اللہ رب العزت یہ ارشاد نہ فرماتے کہ

ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین

کیونکہ ان کو یہ نہیں چاہا تھا کہ سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے وہ یہی سمجھتے رہے کہ آپ زندہ ہیں اور ہمیں دیکھ رہے ہیں اس سے پتہ چلا کہ وہ کام کے ترک کرنے پر قادر تھے لیکن خوف کے مارے کام میں لگے رہے۔

سرفراز صاحب نے جو آیت پیش کی ہے کہ جن اللہ کے امر سے کام میں لگے رہتے تھے اس سے پتہ نہیں ان کا مدعا کیسے ثابت ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام اپنے بھڑات میں بے اختیار تھے جبکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

ہذا عطاونا فامین او امسلت بغیر حساب

یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا تو اللہ رب العزت تو یہ بتلا رہے ہیں کہ ہم نے سلیمان پر اسلام کو اتنا تصرف عطا فرمایا تھا اور اتنا اختیار بنایا تھا کہ ان کو یہ تمام تصرفات کسی اور کو بھی عطا کر دینے کی اجازت تھی جیسا کہ اشرفی تھا نو نے بھی اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھا ہے۔

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں بہت سے جن جنہیں دوسری جگہ شیطان سے تعبیر فرمایا ہے معمولی خدو بگڑوں کی طرح ان کے کام میں لگے رہتے تھے اللہ کا حکم تھا کہ سلیمان کی اطاعت کریں ورنہ نہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام کی حکومت بھی جنوں اور انسانوں پر تھی اصل عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

کان النبی علیہ السلام فاخذ المحکم علی الجن ولانس

(تفسیر مظہری جلد ۷ ص)

سرفراز صاحب کا ایک اور بھونڈا استدلال:

سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی قوم موت سے ڈر کر کہیں بھاگ نکلی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا سر جاذب پس دو مر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔

سرفرازی استدلال کا رد:

حضرت نے ثابت تو یہ کرنا تھا کہ معجزات کے اندر انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا لیکن حضرت نے جو آیت پیش کی ہے اس آیت کا ان کے دعویٰ سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ تو مولوی سرفراز صاحب نے جو دو آیتیں پیش کی ہیں۔

ارمن الجن من يعمل الخ

۲۔ فقال لهم الله موتوا ثم احياهم

ان دونوں آیات کا ان کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں ہے تو حضرت سے گزارش یہی ہے کہ کم از کم یہ تو خیال رکھا کریں کہ جو میں دلائل پیش کر رہا ہوں ان سے میرا دعویٰ ثابت بھی ہوتا ہے یا نہیں نیز حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب ارشاد الطائین کا حوالہ دیتے رہے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام کو تصرف جاننا اور حاجت روا ماننا شرک ہے لیکن ہم نے جو انہی کی کتاب تفسیر مظہری کا حوالہ دیا ہے کیا یہ حوالہ بھی حضرت کے نزدیک قابل قبول ہے یا نہیں اگر قابل قبول ہے تو پھر ان کی پوری کتاب ہی لغوی ہے کیونکہ انہوں نے کتاب لکھی اس مقصد کیلئے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام یا اختیار نہیں ہیں۔

اور اگر یہ حوالہ ان کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی ارشاد الطائین کی عبارات قابل قبول ہوں اور تفسیر مظہری کی عبارات ناقابل قبول ہوں نیز حضرت یہ ارشاد فرمائیں کہ جب آپ ان کے حوالے پیش کریں تو وہ یقینی وقت بھی ہوتے ہیں مفسر قرآن بھی ہوتے ہیں اور جب اہل سنت ان کے کسی قول سے استدلال کریں تو پھر ان کی یہ حیثیات ختم ہو جاتی ہیں

اس کی کیا وجہ ہے۔

سرفراز صاحب کا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے غیر اختیاری ہونے پر قرآنی آیات سے غلط استدلال:

سرفراز صاحب نے یہ آیت کریمہ معرض استدلال میں پیش کی ہے۔

واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذني فتنفخ فيها فنكون طيرا باذني
وتبرئ الاكهم والابرص باذني واذا نفخج الموتى باذني

ترجمہ:

جب تو بناتا تھا گارے سے پرندہ کی صورت میرے حکم سے پھر تو پھونک دیتا تھا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا تو مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب تو نکال کھڑا کرتا زندہ کر کے مردوں کو میرے حکم سے۔

خان صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ باذنی اور دوسرے مقام پر باذن اللہ محض اس لئے دہرایا گیا ہے کہ ان معجزات کے اندر عیسیٰ علیہ السلام کے ارادے کو دخل نہ تھا۔

خان صاحب کے استدلال کا حقیقی جائزہ:

خان صاحب کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ چونکہ یہاں باذن اللہ کا لفظ واقع ہوا ہے لہذا عیسیٰ علیہ السلام کے ارادے کے بغیر ہی یہ معجزات صادر ہوئے تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ باذن اللہ کے لفظ سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ جہاں یہ الفاظ آجائیں وہاں کسی مخلوق کا اس کے فعل کے اندر کسی قسم کا دخل

نہیں ہوتا جس طرح آیت کریمہ ہے۔

وما كان لنفس ان تؤمن الا باذن الله

تو یہاں بھی باذن اللہ کا لفظ آیا ہے تو کیا کسی انسان کو ایمان لانے میں کوئی قدرت نہیں ہوتی اور وہ ایمان لانے میں مجبور شخص ہوتا ہے اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا ليطاع الله

کیا جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کرتے ہیں بغیر ارادے اور اختیار کے کرتے ہیں جو کام بغیر ارادے اور اختیار کے صادر ہو اس پر تو کوئی ثواب مترتب نہیں ہوتا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كبيرة باذن الله

اللہ تو کیا جب چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آتی ہیں تو اس غلبہ کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فهزمهم باذن الله

تو کیا مسلمانوں کی اس فتح کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما اصحابكم يوم النقي الضمائم باذن الله

تو کیا جو جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی اس میں ان کے کب کو دخل نہیں تھا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما سبق بالحيوات باذن الله

تو کیا نیکیوں میں سبقت لے جانے والے حضرات بغیر ارادے اور اختیار کے سبقت لے جاتے ہیں اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فانه نوله على قلبه باذن الله

تو کیا جبرئیل علیہ السلام کے قرآن مجید کو نازل کرنے میں ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فهدي الله الدين امنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه

تو کیا اللہ تعالیٰ نے جن کو ہدایت دی تو کیا اس ہدایت کے پانے کے اندر ان کے ارادے اور اختیار کو کوئی دخل نہیں تھا؟ اس طرح جادو گروں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما هم بضارين به من احد الا باذن الله

تو کیا جادو گر جو نقصان پہنچاتے ہیں اس میں ان کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جادو کرنا حرام ہے اور علت و حرمت کا تعلق افعال اختیار پر ہوتا ہے۔

من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه

تو کیا انبیاء علیہم السلام یا باقی لوگ جو شفاعت کریں گے اس میں انہیں کوئی اختیار نہیں ہوگا کیا وہ بغیر ارادے اور اختیار کے کیسے شفاعت کر سکیں گے کیا ان کی زبان سے ویسے ہی شفاعت والے کلمات ادا ہوتے چلے جائیں گے اور کیا معاذ اللہ انہیں اپنی زبان پر ہی کنٹرول کوئی نہ ہوگا اور اسی طرح شیطان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وليس بضارهم شيا الا باذن الله

شیطان نہیں نقصان دے سکتا ایمان والوں کو مگر اللہ کے حکم سے تو کیا شیطان نقصان دینے میں بالکل بے بس اور مجبور ہے اور کا الجہاد ہے اگر شیطان بالکل مجبور شخص ہے تو پھر اس کو اگلے جہان لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے عذاب کیوں ہوگا نیز

اگر وہ گمراہ کرنے میں مجبور اور بے بس تھا تو اس نے یہ اعلان کیوں کیا تھا۔

لاخوانہم اجمعین

اسی طرح اس کا یہ کہنا کہ

لاحتسک ذریبہ الاقلیلا

نیز اس کا یہ کہنا ولاصلحہم نیز باری تعالیٰ کا یہ ارشاد۔

لھمن تعلمت منھم فان جھم جزاؤکم جزاء موفورا

اگر گمراہ کرنا اس کے بس میں ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ جو

جیری اتباع کرے گا ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اسی طرح ارشاد باری ہے۔

تسؤل الملئکة والروح فیہا باذن ربہم

تو کیا فرشتے اور روح الامین جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں تو کیا محاذ

اللہ پھر کی طرح نیچے آتے ہیں ان کے ارادے اور اختیار کو اس میں دخل نہیں ہوتا اس

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ اللہ کے

حکم سے روح القدس بے شمار فرشتوں کے جہنم میں نیچے اترتے ہیں تاکہ عظیم الشان

خبر و برکت سے زمین والوں کو مستفید کریں۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۰۲۹)

اسی طرح ایک اور مقام پر شبیر احمد صاحب لکھتے ہیں یعنی انتظام عالم کے

متعلق جو کام اس سال میں مقدر ہیں ان کے نفاذ کی تعمین کے لئے فرشتے آتے ہیں

مرفرا صاحب سے استفادہ یہ ہے کہ ملک الموت جب روح قبض کرتا ہے تو اللہ کے

اذن سے کرتا ہے یا بغیر اذن اگر اللہ کے اذن سے کرتا ہے تو کیا اس قبض روح کے

اندر اس کا کوئی ارادہ اور اختیار نہیں ہے اور اگر بغیر اذن کے کرتا ہے تو یہ بات بدیہی

الطباع ہے تو پھر ثابت ہو گیا کہ جو کام باذن اللہ واقع ہو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا

کہ جس سے وہ کام صادر ہو اس کے ارادے اور اختیار کے بغیر صادر ہوتا ہے نیز

مرفرا صاحب جو کہتا ہیں لکھتے ہیں وہ باذن اللہ لکھتے ہیں یا بغیر اذن اللہ اگر بغیر اذن

اللہ لکھتے ہیں تو یہ کتب عقائد کے خلاف ہیں کیوں کہ کتب عقائد میں تصریح ہے کہ دنیا

میں جو بھی کام ہوتا ہے اللہ کے اذن اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے اور اگر وہ اللہ کے

اذن ساتھ کتب تنزیف کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے اگر وہ باذن اللہ کرتی کام کریں تو

ان کے ارادے اور اختیار کی نفی نہیں ہوتی تو پھر اگر محض علیہ السلام باذن اللہ امور سر

انجام دیں تو ان کا مجبور محض ہونا کیسے ثابت ہو جائے گا۔

وما لکم کیف تحكمون

نوٹ:

باذن اللہ کے بارے میں کثیر آیات ہم گذشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں یہ

تو ہم بطور مختصر نمونہ ازخردارے چند ایک نقل کی ہیں جو چاہے مزید تفصیلات کیلئے اسی

کتاب کے گذشتہ صفحات میں اسی بحث کا مطالعہ کرے۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

حضرت کہتے ہیں کہ جہاں باذن اللہ کا لفظ آجائے تو اسی لئے آتا ہے تاکہ

پتہ چلے اس کام میں اللہ رب العزت ہی موثر ہے اور جو باذن اللہ کا لفظ بول رہا ہو

اس کے کسب اور ارادے کو اس میں دخل نہیں ہے تو حضرت یہ ارشاد فرمائیں گے اگر

باذن اللہ کے لفظ کا آنا کسب اور اختیار کا ثانی ہے تو جہاں یہ لفظ نہ واقع ہوں اس

مقام پر تو کسب اور اختیار ثابت ہو جائے گا پھر بھی خان صاحب کو ماننا پڑے گا کہ

بعض معجزات انبیاء کے ارادے سے بھی صادر ہوئے ہیں تو پھر ان پر یہی بھی آئے گی

۔ القرار مامند افکار۔

مرفرا صاحب اس آیت پر غور کریں۔

وَابْتَلٰكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدْعُوْنَ فِيْ يَوْمِنَا

عیسی علیہ السلام کا گھر میں چھپی ہوئی چیزوں کی خبر دینا اور کھائی ہوئی چیزوں کی خبر دینا یہ ان کا معجزہ تھا اور یہاں باذن اللہ کا لفظ بھی نہیں ہے۔ تو کیا خان صاحب تسلیم کریں گے کہ یہ معجزہ عیسیٰ علیہم السلام کے اختیار سے صادر ہوتا تھا اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اذهبوا بقمیصی هذا فالقوہ علی وجہ ابی ہات بصیراً

تو کیا سرفراز یہ تسلیم کریں گے کہ یوسف علیہ السلام کا یہ معجزہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوا کیوں کہ یہاں باذن اللہ نہیں ہے۔

نوٹ: سرفراز صاحب نے جو آیہ کریمہ اَوْفِقْ مِنَ الْغَيْبِ بطریق باذنی سے استدلال کیا ہے یہ خود ان کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مٹی کی شکل کا پتہ نہ بنے پر بھی قدرت نہ ہو حالانکہ یہ عام چھوٹے بچے بھی بنا لیتے ہیں۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت ان چھوٹے بچوں سے بھی کم تھی؟

خان صاحب کا ایک اور عجوبہ:

خان صاحب عیسیٰ علیہ السلام کے مختار ہونے کی نفی پر دوسری دلیل قائم کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ ہم پر دستِ خوان نازل فرما کہ وہ عید اور خوش بن جائے ہمارے پہلے اور پچھلوں کیلئے اور نشانی ہو تیری طرف سے۔

خان صاحب کے استدلال کا توڑ:

خان صاحب کو یہ کس نے بتایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں بلکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے عبد اور مخلوق

ہیں اور ہر لمحہ اور اس کی ذات پاک کے محتاج ہیں۔ کیوں کہ بے نیاز ہونا تو اسی کی شان ہے کما قال اللہ تعالیٰ اللہ الصمد لیکن بعض اوقات انبیاء علیہ السلام خود تصرف فرما کر لوگوں کی مشکلات کو حل کرتے ہیں جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے پاس روزِ اندہ پچاس پچاس ہزار مریض آئے اور شفا پام ہو کر جائے جیسا کہ علامہ صادی اور امام بغوی نے لکھا ہے اور بعض اوقات دعا کر کے لوگوں کی کوپورا کرتے جس آپ کی دعا مبارک سے دستِ خوان نازل ہوا بلکہ یہ آیت تو سرفراز صاحب کے مسلک خلاف ہے ان کا تو تقویۃ الایمان کی رو سے یہ عقیدہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اس آیت کریمہ سے پتہ چل رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے چاہنے سے دستِ خوان نازل ہو گیا تو سرفراز صاحب کو چاہیے کہ کم از کم وہ دلائل دیکھیں جو ان کے مدعا پر دلالت کریں حضرت دلیل اپنے دعویٰ پر قائم کرتے ہیں اور نا دانتہ طور پر تائید اہل سنت کی کر جاتے ہیں۔

خان صاحب کا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے غلط استدلال:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر چار پرندوں کا زندہ ہو کر ان کے بلائے پر ان کے پاس آنے کا ذکر موجود ہے اسی طرح حضرت عزیر علیہ السلام کے سو سال کے بعد دوبارہ زندہ ہو جانے کا بھی ذکر موجود ہے خان صاحب کہتے ہیں دونوں واقعات سے ثابت ہوا کہ معجزات کے اندر انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔

خان صاحب کے استدلال کی کمزوری:

خان صاحب نے یہ جو ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا ہے۔ اس کا ان کے دعوے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیوں کہ علامہ پر ہادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مردے زندہ کرنے کی قدرت کا مطالبہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں ہے تو انہوں نے عرض کی لیطمن قلبی تاکہ میرا دل اس آرزو کے بارے میں مطمئن ہو جائے۔ (مرام الکلام ص ۳۷)

یہ آیت کریمہ تو اہل سنت کے مسلک کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہ السلام مردے زندہ کر سکتے ہیں اور علامہ پر ہادی علیہ الرحمۃ اسی آیت کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے قرب اور منزلت کے بارے میں جاننا چاہتے تھے تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تمہیں اپنے مرتبے کے بارے میں یقین نہیں کہ تمہارا میرے نزدیک کیا مقام ہے انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں بلکہ میں مزید اطمینان کیلئے یہ مطالبہ کرتا ہوں اس طرح کی عبارات تفسیر کبیر اور نرائس کے اندر بھی موجود ہیں اور خان صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں تو پتہ نہیں ان کی عقلانی نگاہوں سے یہ کتابیں اور ان کی یہ عبارات کیسے اوچھل رہی گئیں؟

نیز اس آیت کریمہ سے تو سرفراز صاحب کے مسلک کی التا تردید ہوتی ہے ان کا مسلک تو یہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے ظلیل علیہ السلام کے چاہنے سے چار مردے زندہ ہو گئے اور ان کی دعوت پر ان کے پاس پہنچ گئے نیز معجزات کے صدور کی دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر صادر ہوتے ہیں کبھی ان کی دعاؤں سے وقوع پزیر

ہوتے ہیں خان صاحب کو چاہیے کہ خدا کا خوف کریں دلیل اس امر پر دیا کریں جس کا فریق مخالف منکر ہے خان صاحب نے اہل سنت کی کس کتاب میں پڑھا ہے کہ انہوں نے لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج نہیں ہیں یا اللہ کی بارگاہ میں دعا نہیں کرتے۔ اسلئے تقریب نام کا کچھ خیال رکھیں اور خان صاحب نے عزیز علیہ السلام کے واقعہ سے جو استدلال کیا ہے اس استدلال سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ عزیز علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے بلکہ خان صاحب نے خود اپنی کتاب ازالہ الريب میں مستدرک کے روایت نقل کی ہے اور اس کو صحیح بھی قرار دیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے نہیں پتہ کہ عزیز علیہ السلام نبی ہے یا نہیں تو پھر جب خان صاحب کے نزدیک وہ نبی نہیں تو پھر خان صاحب ان کے دوبارہ زندہ ہوجانے کے واقع سے یہ استدلال کیسے کر رہے ہیں کہ معجزات میں انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا نیز خان صاحب نے کسی سنی کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ اس نے کہا ہو کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام معجزات میں با اختیار ہیں لہذا اللہ تعالیٰ ان کو فوت ہونے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ رب العزت کا علی کل شئ قدیر ہونا اور انبیاء علیہم السلام کا اپنی زندگی میں اور وفات میں اس کا محتاج ہونا ایک مسلک امر ہے۔ جو ہر مسلم بین الفریقین ہو اس پر دلائل قائم کرنے کا کیا فائدہ دیکھیے آپ کے گنگوہی صاحب کو بقول آپ کے دونوں قسم کی قدرتیں حاصل تھیں مردوں کو زندہ کرنے کی اور زندوں کو مرنے نہ دینے کی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تو مر گئے خان صاحب حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے تو مردے زندہ کرنے کی قدرت نہیں مانتے اور نہ علی علیہ السلام کیلئے مانتے ہیں اور آپ کے گنگوہی صاحب کے بارے میں ان کا نظریہ یہ ہے کہ۔

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

لہذا خان صاحب سے گزارش یہی ہے کہ غیر متعلق استدلال اہل سنت کے
مقابلے میں قائم نہ کیا کریں تاکہ شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔

خان صاحب کا ایک اور استدلال:

خان صاحب کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا ارشاد موجود
ہے۔

وما كان لناد ان فانكم بسلطان الا باذن الله

ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم تمہیں مجبورہ لا کر دین مگر اللہ کے حکم سے تو خان
صاحب کا یہ استدلال باذن اللہ کے لفظ سے ہے اور ہم گذشتہ اوراق میں درجنوں
آیات پیش کر چکے ہیں کہ جہاں باذن اللہ کا لفظ آیا لیکن وہاں اختیار کی نفی ثابت نہیں
ہوتی خان صاحب ہی بتلائیں کہ ہم سے امور عادیہ ثابت ہوتے ہیں کیا یہ باذن اللہ
صادر ہوتے ہیں یا بغیر اذن اللہ ثابت ظاہر امر ہے ہمارے امور عادیہ اللہ کے اذن
سے ہی صادر ہوتے ہیں تو جس طرح ان امور عادیہ کا باذن اللہ صدور ہمارے اختیار
کی نفی نہیں کرتا اسی طرح انبیاء علیہ السلام سے بھی امور غیر عادیہ کا باذن اللہ صدور ان
کے اختیار کی نفی نہیں کرتا جس طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو تو ہم باوجود
قدرت کے امور عادیہ کو سرانجام نہیں دے سکتے اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی اللہ
تعالیٰ کی مشیت کے بغیر معجزات نہیں دکھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ذاتی ہے اور ان
کا اختیار عطائی ہے دیکھیے جس طرح آنکھ دیکھنے کا سبب ہے اور ایسی چیز دیکھتی ہے جو
فی الواقع موجود ہو لیکن جنگ ہد کے اندر مسلمانوں کی آنکھیں بھی سلامت تھی

کافروں کی آنکھیں بھی سلامت تھیں۔ لیکن مسلمان کافروں کو دیکھتے تو وہ تین سو تیرہ
سے بھی کم نظر آئے اور کافر مسلمانوں کو دیکھتے تو ان کو دو ہزار نظر آتے ہیں۔

كما قال الله تعالى يقللهم في اعينكم برونهم مغليهم راي العين

خان صاحب کا ایک اور مغالطہ:

خان صاحب نے ایک اور آیت کریمہ اپنے مدعا پر پیش کر کے لوگوں کو
دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ خان صاحب آیت کریمہ۔

قل انما الايات عند الله

سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اس سے یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجبورہ نبی کے بس میں نہیں ہوتا۔

خان صاحب کے مغالطہ کا ازالہ:

خان صاحب کا اس آیت سے استدلال کرنا بھی محض سادہ لوح عوام کی
آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش ہے کیونکہ اصل عبارت یہ تھی کہ کفار خواجہ بطو
عناد معجزات کی قربانئ کرتے رہتے تھے تو اللہ رب العزت نے سرکار علیہ السلام کو حکم
دیا کہ آپ ارشاد فرمائیں کہ معجزات ظاہر کرنے کی حقیقی قدرت اللہ رب العزت کے
پاس ہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے یہ معجزات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اصل وجہ یہ تھی کہ
جب کسی قوم کے فرمانی معجزات دکھا دیئے جائیں تو پھر وہ ایمان نہ لائیں تو اللہ تعالیٰ
کا قانون یہ ہے کہ ان کو فوراً عذاب نازل کر کے جہنم کر دیتا ہے اور نبی کریم علیہ السلام
کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

كما قال الله تعالى وما ارسلنا الا رحمة للعلمين

اسی طرح ارشاد باری ہے۔

وما كان الله ليعذبهم وانت ظالم

یہاں عذاب استیصال کی نفی ہے نیز اللہ رب العزت نے یہ بھی ارشاد فرمایا اگر آپ چاہیں تو جس طرح یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں کہ کوہ صفا سونا بن جائے اسی طرح کے دیگر مطالبات پورے کر دیئے جائیں تو پھر اگر ایمان نہیں لائیں گے تو پھر ہم ان کو سخت عذاب دیں گے۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں ان کو ان کے حال پہ چھوڑ دیا جائے۔

نوٹ:

یہ جو ہم نے روایت نقل کی ہے تفسیر زاد المسیر اور در مشور میں مسند حسن موجود ہے جیسا کہ طبرانی مجمع الزوائد وغیرہ میں مرقوم ہے نیز اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمانا ہے۔

ولوانا نزلنا اليهم الملائكة وكلهم الموتى وحسنوا عليهم كل شئ قبلًا
ما كانوا اليومونا

اگر ہم اتاریں ان پر فرشتے اور زندہ کر دیں ہم ہر چیز کو ان کے سامنے تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ اسی طرح ارشاد رہا ہی ہے۔

ولوان قرانا مسيرت به الجبال اوقطعت به الاراض اوكلهم به الموتى بل لله الامر جميعا

ترجمہ:

اگر کوئی قرآن ہوتا کہ چلیں اس سے پہاڑ یا کھڑے ہووے اس سے زمین یا ن سے مردے بلکہ سب کام تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

تو دیوتا کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں اگر یہ قرآن حسی طور پر ہم وہ سب چیزیں دکھاتا دیتا جن کی فرمائش کرتے ہو تب ہی کیا امید تھی کہ تم ایمان لے آتے اور نبی تمہیں اور کج بختیاں شروع نہ کرتے تم ایسے ضدی اور سرکش واقع ہو۔ ہو کہ کسی نشان کو دیکھ کر ایمان لانے والے نہیں تو اس آیت کریمہ سے بھی ثابت واکہ کفار کے یہ مطالبات محض عناد کے طور پر تھے کوئی ان کا مقصد ایمان لانا نہیں تھا۔ اس لئے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کیونکہ حقیقی موثر اللہ رب العزت کی ذات پر ہے اور وہ احکم الحاکمین بھی ہے تو جب مصلحت ہوگی وہ خود ہی معجزہ کو میرے ہاتھ پہنچا فرمادے گا میرا کام تمہیں شیعہ کرنا ہے لہذا ضروری نہیں جو تم مطالبہ کرو میں وہی پورا کر کے دکھاؤں جیسا کہ شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض مدعی نبوت ہو اس کا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الہیہ کے خزانے کے قبضہ میں ہیں تو جب بھی اس سے کس امر کی فرمائش کی جائے تو وہ ضروری دکھائے تو فرمائی معجزات اس سے طلب کرنا اور انہی کو معیار تصدیق کھڑا کرنا صحیح ہو سکتا ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۲۳۸)

تو خان صاحب کم از کم اور کم نہیں تو اپنے شیخ الاسلام کا حاشیہ ہی پڑھ لیتے تو پھر کم از کم اس طرح کا استدلال نہ جے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام باوجود اپنے تمام کمالات کے اللہ رب العزت کے تو حجات ہی ہیں۔

خان صاحب کا ایک اور استدلال:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ کفار نے نبی کریم علیہ السلام سے چند فرمائشیں معجزات طلب کیں تو اللہ رب العزت نے سرکار علیہ السلام سے ان کا جواب اس

طرح دلویا اللہ رب العزت نے پہلے ان کے مطالبے کو ذکر فرمایا کہ کفار نے کہا تھا کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کر دے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ بکھور اور انجور کا پھر بہائے تو اس کے بیج نہریں چلا کر یا گرا دے تو آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے یا تو بے آئے اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا تیرے لیے گھر ہو سونے کا سے تو چھ جائے آسمان پر اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تو نہ اتار لائے ہمارے لئے ایک کتاب جس کو ہم پڑھ سکیں آپ کہہ دیں کہ میں نہیں ہو مگر بشر رسول تو مولوی سرفراز صاحب کی وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر سرکار علیہ السلام میں ہوتا کہ معجزات کو ظاہر کر سکتے تو یہاں ظاہر کر دیتے کیونکہ آپ یہی چاہتے تھے کہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔

الجواب:

خان صاحب کا یہ استدلال بھی اہل سنت کے مسلک کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کیونکہ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ معجزات کے دکھانے کی ذاتی قدرت اللہ تعالیٰ کو ہے اور ذاتی قدرت سے ہی یہ سارے امور جن کا انہوں نے مطالبہ کیا تھا پورا انجام دے جاسکتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی قدرت جو ہے وہ عطائی ہے تو جہاں اللہ رب العزت نہ چاہے تو وہ معجزات ظاہر نہیں کر سکتا اور اللہ رب العزت کی اپنی حکمت کے تحت ہی معجزات صادر ہوتے ہیں تو جہاں چونکہ اللہ کی حکمت نہیں تھی اس لئے صادر نہ ہوئے پھر سرفراز کا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ یہ معجزات دکھا دیتے تو وہ مسلمان ہو جاتے ان کی اسی کتاب کے صفحہ ۷۳ کے خلاف ہے کیونکہ اسی کتاب کے صفحہ ۷۳ پر وہ لکھتے ہیں کہ بطور تعنت اور عناد آنحضرت ﷺ سے معجزات کو طلب کرتے تھے تو ظاہر بات ہے کہ جب بطور تعنت اور عناد کے مطالبہ کرتے تھے تو اگر ان کے فراموشی معجزات دکھا

بھی دے جاتے پھر انہوں نے تو کونسا مسلمان ہو جانا تھا۔ اسی لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میرا کام صرف تبلیغ کرنا ہے تمہارے مطالبات کا پورا کرنا اصل میں اللہ رب العزت کا کام ہے کیونکہ میرا دعویٰ نبوت کا ہے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں ہے اور نبوت کے لوازم میں سے یہ بات نہیں ہے کہ جب بھی کوئی مطالبہ کسی نبی سے کیا جائے تو وہ ضروری اسے پورا کر کے دکھائے جیسا کہ شعیب احمد نے اپنے حاشیہ پر لکھا ہے نیز اللہ رب العزت نے خود فرمایا کہ اگر ان کے معجزات پورے کر بھی دیے جائیں پھر بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اس لئے رب تعالیٰ نے ان کے مطالبات پورے نہ کیے تاکہ ایمان نہ لانے کی صورت میں تباہی اور بربادی کے مستحق نہ بن جائیں خان صاحب کہتے ہیں کہ اس طرح کے بیٹھارہ دلائل ہیں جن سے انبیاء علیہم السلام کا معجزات میں بے اختیار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حالانکہ یہ خواہ مخواہ ان کا ایک بلند بانگ دعویٰ اور تعلیٰ ہے ان کے پاس ایک بھی قطعی دلیل ایسی نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ معجزات کے صدور میں انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہے البتہ بے بنیاد دعوے کرنے کا اور دیکھیں مارنے کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔

سرفراز صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

مولوی سرفراز صاحب آیت کریمہ۔

وان كان كبر عليهم اعراسهم فان استطعت ان تبتغي نفقا في الارض
اوسلما في السماء فتاتيهم بايت ولوشا الله لجمعهم على الهدى
فلا تخونن من الجهلين۔ (سورة انعام پارہ ۷)

ترجمہ:

اے نبی ﷺ اگر آپ پر ہر گراں ہے ان کا منہ پھیرنا اگر آپ سے ہوں گے کہ دوسو نکالیں کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی جیڑی آسمان میں پھر لادیں آپ ان کے پاس کوئی معجزہ اور اگر اللہ چاہتا تو جمع کرو دیتا سب کو سیدھی راہ پر سومت ہوں آپ نادانوں میں۔

مولوی سرفراز صاحب اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام اگر ہجرات دکھانے پر قادر ہوتے تو چونکہ آپ کی خواہش تھی کہ کفار سارے مسلمان ہو جائیں تو پھر آپ ایسا کوئی نشان آسمانوں سے لے آتے جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا جس کو دیکھ کر لوگ ایمان سے سرفراز ہونے پر مجبور ہو جاتے۔

سرفراز صاحب کی مغالطہ دینی کا جواب:

اہل سنت حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اختیارات عطائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات اور قدرت ذاتی ہے تو اللہ رب العزت کی مشیت میں جو امر نہ ہو تو نبی کریم علیہ السلام کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ اس امر کو موجود کر سکیں کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کی قدرت عطائی ہے تو جب تک اللہ تعالیٰ کی قدرت شامل حال نہ ہو تو عطائی قدرت موثر نہیں ہو سکتی جس طرح ہم بے شمار کاموں کا ارادہ کرتے ہیں لیکن اللہ رب العزت کی قدرت شامل حال نہیں ہوتی تو ہم ان کاموں کو وقوع پذیر نہیں کر پاتے نبی کریم علیہ السلام کا بخیر ہونا بایں معنی تو نہیں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقابلے کی طاقت رکھتے ہوں کہ اللہ رب العزت نہ بھی چاہے تو پھر بھی کسی کام کو کر سکیں ایسا عقیدہ رکھنا تو شرک ہے پھر خان صاحب نے اس پر جو یہ تفریع متزیب کی ہے اور اس کو امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر دیا ہے کہ نبی

کریم علیہ السلام کسی مجزہ کے دکھانے پر بھی قادر نہیں ہیں یہ خواہ مخواہ ان کا دھل ہے کیونکہ اس آیت کریمہ سے اگر ثابت ہوتا ہے تو اس معین مجزہ کو بھی نہ دکھانا ثابت ہوتا ہے لیکن کسی مخصوص مجزہ پر قدرت کی نفی سے تمام ہجرات پر قدرت کی نفی لازم نہیں آتی جو سرفراز صاحب کا باطل مدعا ہے اسی دھوکے پر خان صاحب نے جلالین کی عبارت پیش کی ہے۔

انہل لا نستطيع ذللت فاصبر

اس عبارت کا تعلق ماقبل میں مذکور امر سے ہے اور خان صاحب نے اس عبارت کو ہر مجزہ پر منطبق کر دیا ہے یہ کہاں کی دیانتداری اور شرافت ہے یہ تو اس امر کا مصداق ہے۔

توجہ الکلام بعملا بوضی بہ قالہ

ایک اہم اشکال کا جواب:

اہلسنت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مختار کل ہیں تو اس آیت کریمہ سے تو اس امر کی نفی ثابت ہوگئی کیونکہ اگر نبی کریم علیہ السلام مختار کل ہوتے آپ ﷺ کو مذکورہ امر پر قدرت ہوتی سو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو جو مختار کل کہا جاتا ہے تو وہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو اکثر امور کے بارے میں اختیار حاصل ہیں لہذا اکثر حکم اہل کے تحت آپ کو مختار کل کہا جاتا ہے لہذا اہلسنت کے مذہب پر کوئی اشکال نہیں ہے فریق مخالف کو چاہیے کہ پہلے اہل حق کے مذہب کو سمجھنے کی کوشش کرتے پھر اس پر اعتراض کریں۔

مولوی سرفراز صاحب کا ایک اور انوکھا استدلال:

خان صاحب آیت کریمہ۔

سبحان الذی اسوی بعبدہ میلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندہ کو باتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تو خان صاحب کا اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا معراج کرنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کو اس معجزہ کے اندر کسی قسم کی قدرت حاصل نہیں تھی بلکہ صرف اللہ رب العزت کو ہی اس پر قدرت حاصل تھی۔

سرفرازی شبہ کا ازالہ:

خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا اس معجزہ کے اندر کسی قسم کا کسب نہیں تھا تو کیا نبی کریم علیہ السلام جب براق پر سوار ہوئے تھے تو اپنے ارادے اور اختیار سے ہوئے تھے یا بغیر ارادے و اختیار سے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام نے جو مسجد اقصیٰ میں جماعت کرائی یہ آپ نے ارادے اور اختیار سے کرائی یا دیے ہی کرادی اسی طرح مسجد اقصیٰ میں نماز کے بعد انبیاء علیہم السلام نے جو اپنے خدا داد مراتب بیان کئے اور نبی کریم علیہ السلام نے ہی اپنی خدا داد شان کو بیان فرمایا تو کیا یہ سارے امور جو وقوع پذیر ہوئے ان میں انبیاء علیہ السلام کے کسب اور ارادے کو دخل نہیں تھا کیا وہ امور جو ان سے صادر ہوتے رہے اس طرح ہوتے جس طرح کھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہو اور جس طرح اس سے لکھتا صادر ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام پر اور آپ کی امت پر اللہ رب العزت نے پچاس نمازیں فرض فرمائیں اور نبی کریم علیہ السلام نے نو بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دے کر پچاس کی پانچ کروادیں۔

تو کیا معاذ اللہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ آنا جانا اس طرح تھا جس طرح کہ ایک پتھر کا بیچہ گرنا ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا مختلف انبیاء کو سلام کرنا کیا

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کے بغیر صادر ہوا تھا اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا جنت کی سیر فرمانا اور جہنم کا ملاحظہ فرمانا یہ بھی تو واقعہ معراج کا حصہ ہے تو کیا سرکار علیہ السلام کے جنت کی سیر کرنا اور جہنم کا ملاحظہ فرمانا یہ آپ کے قصد اور ارادے کے بغیر واقع ہوا اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا مختلف گناہگاروں کو مختلف عذابوں میں مبتلا دیکھنا تو کیا ان امور کو ملاحظہ کرنے میں نبی کریم علیہ السلام کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں تھا کیا نبی کریم علیہ السلام کو اس امر پر قدرت نہیں تھی اگر چاہتے تو ان امور کا مشاہدہ نہ کرتے کیا نبی کریم علیہ السلام ان چیزوں کو دیکھنے میں مجبور محض تھے لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ کم از کم کوئی بات تو عقل کی کیا کریں۔

خان صاحب کا ابن کثیر کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب حافظ ابن کثیر کی عبارت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت کو معراج کرانے پر اس طرح کی قدرت حاصل ہے جس طرح کی کسی اور کو حاصل نہیں ہے اور خان صاحب سے استفسار یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی اس قدرت کا کون منکر ہے کہ وہ اپنے نبی کریم کو معراج کر سکے جس امر کا کوئی منکر نہ ہو تو اس امر میں دلائل پیش کرنا محض دعوای صاحب جیسے شیروں کا ہی کام ہے۔

خان صاحب کی ایک اور غیر متعلق بحث:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ معجزہ واقع نہیں ہوا ہے بلکہ اللہ رب العزت نے آیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنی معجزہ ہوتا ہے تو خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ اہل سنت میں سے کس نے کہا ہے کہ قرآن مجید میں معجزہ کا لفظ واقع ہوا ہے خان صاحب ایسی چیزوں پر حوالہ جات کیوں پیش کرتے ہیں جس کے اندر فریقین میں اختلاف کی کوئی بات نہیں ہوتا بلکہ حقیق علیہ ہوتے ہیں۔

خان صاحب کا انشقاق قروالے معجزہ سے غلط استدلال:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا اس معجزہ کے صادر کرنے میں کوئی دخل نہیں تھا۔
(راہ ہدایت ص ۸۳)

ہم شق قروالے معجزہ کو کتب حدیث سے نقل کرتے ہیں۔ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں اور خان صاحب کے غلط استدلال کی داد دیں صحیح بخاری اور مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔

ان اهل مكة ساءوا رسول الله عليه السلام ان يريهم آية فاراهم القمر شقيين
ترجمہ:

اہل مکہ نے نبی کریم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔
فتح الباری اور تفسیر قرطبی کے اندر یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

ان فعلت قومون

تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے کسب سے ہی واقع ہوا کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام کا یہ فرمان کہ اگر میں اس طرح کروں تو تم ایمان لے آؤ گے یہ اس امر کی روشن دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اس معجزہ کو صادر کرنے پر قادر تھے تو یہ حدیث پاک اس امر کی دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام معجزہ کے صادر کرنے میں با اختیار ہیں اور خان صاحب النابی ثابت کر رہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا اس معجزہ کے صادر کرنے میں کوئی اختیار نہیں تھا۔

ہم اس مقام پر محدث کبیر علامہ منادی کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ شاید تیرے دل میں اتر جائے میری بات علامہ منادی فرماتے ہیں۔

عرض النصر في خرائن السماء برذا الشمس بعد غروبها وشق القمر ورجم النجوم واختراق السماوات وحبس المطر وارسال ارمال الرياح وامساكها وتظليل الغمام وغير ذلك من الخوارق

(حاشیہ سراج منیر جلد ۱ ص ۳۲ فیض القدیر جلد ۱ ص ۱۳۸)

ترجمہ:

یعنی حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب شدہ سورج کو واپس پھیرنا چاند کو چیرنا رجم نجوم آسمانوں کو چیرنا بارش روکنا اور برسانا ہوائیں چلانا اور ان کا روکنا ایر کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں۔

نوٹ:

اب خان صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ علامہ منادی تو فرمائیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو چاند توڑنے کی قدرت حاصل ہے۔ بارش کے برسانے کی یا روکنے کی بھی قدرت حاصل ہے اور ہواؤں کو چلانے کی اور روکنے کی بھی قدرت حاصل ہے۔ تو اب ہمارے لئے قابل عمل آپ کا فیصلہ ہے یا علامہ منادی کا نیز یہ فرمائیں کہ علامہ منادی حدیث رسول ﷺ کو بہتر سمجھتے ہیں یا آپ تو کیا علامہ منادی نے اس طرح عبارتیں لکھ کر قارئین کو شرک میں مبتلا کیا۔ کیا اگر وہ آپ کے دور میں ہوتے تو کیا آپ ان کو گلدستہ توحید اور راہ ہدایت کے پڑھنے کی ترغیب دیتے کہ وہ شرک سے بچ جائیں۔ علامہ منادی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔

حدیث پاک اعطيت ملائح خرافن الارض کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

المراد خزائن العالم باسره کہ نبی کریم علیہ السلام کو تمام جہان خزانوں کی چابیاں دیدی گئی ہیں اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ منادی کے نزدیک آقائے نادر علیہ السلام پوری کائنات میں مشرف ہیں۔ (فیض القدیر جلد اول ص ۵۶۳)

سرفراز صاحب کا حضرت آصف بن برخیا کے تصرف سے انکار: حضرت لکھتے ہیں کہ حضرت آصف بن برخیا جو تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا تھا وہ اصل میں اللہ رب العزت کا فضل تھا اور حضرت آصف کی طرف اس کے لانے کی نسبت مجازی ہے حضرت نے اس بات کو مفسرین کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ کسی ایک تفسیر کا بھی صریح حوالہ پیش نہیں کر سکتے جس میں صراحتاً لکھا ہوا ہو کہ یہ اسناد مجازی ہے اور حضرت آصف اس تخت کے لانے پر قادر نہیں تھے نیز حضرت اس امر پر غور کریں کہ جن جو دعویٰ کر رہا ہے کہ

الانابتیلت به قبل ان تقوم من مقامک

ایک قوی جیکل جن نے عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور میں اس پر طاقت رکھتا ہو امانت دار ہوں۔ (ترجمہ بیان القرآن اشرف تھانوی)

اب سرفراز صاحب یہ بتائیں کہ جن جو دعویٰ کر رہا ہے کہ میں تخت لا کر حاضر کرتا ہوں اور میں اس پر قادر بھی ہوں کیا جن ابھی اسم اعظم جانتا تھا جس کی وجہ سے وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کیا سرفراز صاحب جن کو مشرف مانتے ہیں اور اولیاء اللہ کے تصرفات کا انکار کرتے ہیں ان کو سرخس جن سے اتنی محبت کیوں ہے اور اللہ کے ولی سے انتہا بعض کیوں ہے نیز سلیمان علیہ السلام نے جو مطالبہ پیش کیا تھا اکیلم یا تثنیٰ بعرضھا تو یہ مطالبہ انہوں نے اللہ رب العزت سے کیا تھا یا اپنے درباریوں سے کیا تھا؟

خان صاحب کی نظر سے یہ الفاظ نہیں گزرے یا ایھا الملاء اے اہل دربار نیز کم از کم خان صاحب اپنے تھانوی صاحب کا تفسیری نکتہ جو انہوں نے بیان القرآن میں لکھا ہے وہی دیکھ لیتے۔

تھانوی صاحب تفسیر بیان القرآن کے صفحہ ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کا مقصد جنوں کو سنانا اور دکھانا تھا کہ جو قوت میرے مستفیدین میں ہے وہ تم میں بھی نہیں نیز تھانوی صاحب آیت کریمہ۔

قال الذی عنده علم من المکتب الانابتیلت به قبل ان یزدد البیث طوفلت

تھانوی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر کھڑا کر سکتا ہوں مگر دعویٰ صاحب کم از کم اپنے اکابر کی تفسیر کا تو مطالعہ کر لیا کریں تاکہ ان کو اس طرح کی صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑے جو اہل سنت کے مواخذہ کے وقت ان کو پیش آتی ہے نیز دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی بھی اسی مقام پر اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام یہ بتلانا چاہتے تھے کہ وہ نرے ظاہری بادشاہ ہی نہیں بلکہ مافوق الاسباب باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں نیز خان صاحب کم از کم سلیمان کے علیہ السلام کے الفاظ پر ہی غور کر لے جو انہوں نے فرمایا اور درباریو کون ہے جو بتائیں کہ تخت میرے پاس لائے۔

تو ظاہر بات ہے وہ سمجھتے تھے کہ میرے دربار میں ایسے لوگ ہیں جو اتنی بڑی مسافت پر پڑے ہوئے تخت کو تھوڑی سی دیر میں پیش کرنے کی طاقت رکھتے ہوں تب ہی آپ نے یہ مطالبہ فرمایا نیز مگر تھوڑی صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے اسم اعظم پڑھ کے تخت منگوا یا تھا لہذا ان کو خود لانے پر قدرت نہیں تھی حضرت یہ بتائیں کہ ان کو خود لانے قدرت نہیں تھی تو انہوں نے یہ اعلان کیوں کیا۔

انا اہل بیت ہم قبل ان یزید الیک طرفلت

کیا خان صاحب میرے اگر کوئی مطالبہ کرنے کے تم اتنی بڑی مسافت میں پڑے ہوئے تخت کو جلد از جلد پیش کریں تو کیا وہ یہ دعویٰ کریں گے کہ میں پتک جھپکنے سے پہلے لاسکتا ہوں جیسا کہ حضرت آصف نے دعویٰ فرمایا۔

نیز ایک قابل غور امر یہ ہے کہ خان صاحب اسم اعظم پڑھ کر لانے کو ان کے اختیار کی نفی کی دلیل سمجھتے ہیں جبکہ ان کے حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت آصف نے کہا کہ میں قوت مجربہ سے لاؤں گا اور آپ نے اسم اعظم کے ذریعے تخت منکول لیا تو تھانوی صاحب اسم اعظم کے ذریعے لانے کو بھی ان کی قدرت کی دلیل سمجھتے ہیں جیسا کہ تھانوی صاحب کا پہلے ایک حوالہ گزرا کہ سلیمان علیہ السلام جنوں کو دکھانا چاہتے تھے کہ جو قوت میرے مستفیدین میں ہے وہ تم میں بھی نہیں تو کیا تھانوی صاحب اپنے نظریہ میں سچے ہیں یا خان صاحب سچے ہیں نیز خان صاحب کے پسندیدہ مفسر علامہ آلوسی اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ حضرت آصف نے تصرف کر کے تخت کو ملک سہائیں معدوم کر دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس موجود کر دیا۔ نیز خان صاحب اس سلسلے میں تفسیر ابوسعود روح المعانی اور دیگر تفاسیر کا مطالعہ کریں اگر ان تفاسیر کو دیکھنے کی فرصت نہیں ہے تو کم از کم اپنے تھانوی صاحب کی بیان القرآن ہی دیکھ لیں۔

خان صاحب کا شاہ ولی اللہ کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب شاہ ولی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جانتا چاہیے کہ مردوں سے یہ جانتے ہوئے حاجتیں طلب کرنا کہ وہ حاجات کے پورا ہونے کا محض

سب ہیں خالص کفر ہے اور اس کو یہ کلمہ شہادت حرام قرار دینا ہے اور اس زمانہ میں بکثرت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ (الخیر المکثر ص ۱۱۰۵)

خان صاحب کہتے ہیں کہ مردوں سے حاجت طلب کرنا اور محض ان کو سب سمجھ کر حضرت شاہ صاحب کے نزدیک کفر ہے تو جب سب سمجھ کر ان کے حاجات طلب کرنا کفر ہے تو خود ان کو موثر سمجھ کر حاجات طلب کرنا کیونکہ کفر نہ ہوگا۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ سے جو خان صاحب نے بات کہی ہے ہمارا غالب گمان یہ ہے کہ یہ عبارت شاہ صاحب کی نہیں ہے کسی دیوبندی دہانی کا الحاق ہے کیونکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب الاختیار فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو ایک سو گیارہ مرتبہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شفاء اللہ پڑھے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔

اب خان صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ جو عبارت آپ نے شاہ صاحب کی طرف منسوب کی ہے اگر اس عبارت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو معاذ اللہ خود شاہ صاحب پر فتویٰ کفر لاگو ہو جائے گا نیز حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی اس کتاب الاختیار میں فرماتے ہیں کہ وہ ان کے گیارہ مشائخ حدیث جواہر رشہ کو بطور وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور جواہر رشہ کے صفحہ ۲۸۱ پر یہ شعر موجود ہے۔

ناد علیا مظهر العجائب تجدد عونا لث فی النوائب

کل ہم وغم سہجلی بولا بتلت یا علی

تو پھر خان صاحب کا کیا خیال ہے کہ حضرت شاہ صاحب یہ وظیفہ پڑھ کر کافر ہو گئے یا مسلمان رہے۔ اسی طرح شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ”ہمععات“

کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہارواح طیبہ مشائخ متوجہ شود وانجذاب درپوزہ کند۔
 مشائخ کی ارواح طیبہ کی طرف متوجہ اور ان کی قبروں کی زیارت کرے اور
 ان سے جذب کی بجھک مانگے اسی طرح اس کتاب کے صفحہ ۶۱ پر حضرت شاہ صاحب
 لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ درقبر خود غسل احیا تصرف فی
 کند۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ زندوں کی طرح تصرف فرما رہے ہے اسی طرح
 حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اسی کتاب کے صفحہ ۷۵ پر ارشاد فرماتے ہیں ایسا
 فقر چوں بعالم ارواح متوجہ شد آچنانچہ طبقہ یافت۔ طبقہ ملا اعلیٰ ورائجہ ملائکہ ملوہ
 مدبرہ ریافت چوں جبرئیل و میکائیل بعض نفوس بنی آدم ریافت کہ بایشان لائق شدہ
 اندوہم رنگ ایشان گشت۔

ترجمہ:

یہ فقیر جب عالم ارواح کے اندر متوجہ ہوا تو وہاں چند طبقات پاسے ایک ملا
 علی کا طبقہ پایا اور اسی جگہ بلند مرتبہ ملائکہ کو پایا جو کائنات کا نظام چلاتے ہیں مثل
 جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کے اور بعض بنی آدم کے نفوس کو پایا کہ ملائکہ
 کے ساتھ لائق ہو چکے تھے اور ان جیسی صفات سے متصف ہو چکے تھے یعنی جس طرح
 ملائکہ کائنات کا نظام چلاتے ہیں وہ نفوس قدسیہ بھی کائنات کے مدبرین میں سے تھے
 اسی طرح اس کتاب کے صفحہ ۸۲ اور ۸۳ پر لکھتے ہیں حضرت غوث اعظم ظاہر بات ہے
 غوث کا معنی ہوتا ہے فریاد کو پہنچنے والا نیز حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب
 انفاس العارفين میں لکھتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ
 الرحمۃ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پڑھ رہے تھے اور فرمایا

کہ بڑیا دوست ہر چہ کی عرضاں است
 جز سرعشق ہر چہ بخوانی بطالت است

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب فرماتے تھے کہ مجھے
 جو قافیا مصرعہ بھول گیا ایک بزرگ نورانی شکل میں ظاہر ہوئے انہوں نے مجھے وہ مصرعہ
 یاد دلایا حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرمایا کہ میں نے ان کو پان کی پینچش کی تو
 وہ مسکرائے اور فرمایا کیا یاد دلانے کی اجرت ہے پھر وہ تیزی کے ساتھ چلے ایک
 پاؤں اٹھایا اور گئی کے آخر میں پہنچ گئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو پکارا
 کہ اپنے نام پر تو مطلع کرو تا کہ فاتحہ کو پڑھ سکوں تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ سعدی
 میں ہی ہوں۔ (انفاس العارفين ص ۴۰ فارسی۔ اردو ص ۱۰۰)

اب سرفراز صاحب اپنے نظریہ پر غور کریں ان کا نظریہ یہ ہے کہ فوت شدہ
 لوگوں کو مددگار سمجھنا اور یہ سمجھنا کہ وہ حاجات پوری کر سکتے ہیں یہ عقیدہ شرکیہ عقیدہ
 ہے اب حضرت شاہ صاحب نے جو واقعہ نقل فرمایا ہے کیا خان صاحب کے نزدیک
 انہوں نے یہ کفریہ واقعہ نقل فرمایا؟

لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ ایسی بہتان طرازی سے توبہ کریں کیونکہ اگر
 کسی فوت شدہ کا مدد کرنا شرک ہوتا اور حضرت شاہ صاحب کا بھی یہی نظریہ ہوتا تو ہر
 گز اس واقعہ کو اپنی کتاب میں جگہ نہ دیتے اسی طرح شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی
 کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض نفوس الانبیاء علیہ السلام کا قرب
 حاصل کر لیتے ہیں اور ان میں شامل ہو کر خلق خدا کی مدد کرتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو حجتہ
 اللہ علیہ البالغہ جلد اول ص ۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱

خلاقین آپ پر اللہ تعالیٰ کیونکہ بہترین امید گاہ اور بہترین داتا ہو۔ اسی عقیدہ میں مزید لکھتے ہیں۔

وہا خیر من یرجی لکشف رزیمہ

ومن حودہ قدحاق جود المسحاب

اے وہ کریم کہ مصائب دور کرنے میں بہترین امید گاہ ہو اور جن کا جود و نوال برستے بادلوں پر خالق ہے۔ اس کے بعد مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

فاشهدان اللہ راحم خلقہ

والث مفتاح لکنز الموہب

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے اور تم عطاؤں کے خزانے کی کنجی ہو۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

وانت مجبوری من هجوم مملہ

اذ الشبت فی القلب شر المخالب

اور تم مجھے پتہ دینے والے ہو نازل ہونے والے مصائب انجم میں جب دل میں وہ بدترین پہنچے گا دیں۔ مزید فرماتے ہیں۔

فما انا اخشی از مہ مدللہ

ولانا من ریب الزمان ہواہب

تو بھی نازل ہونے والی مصیبت سے خوف نہیں لکھتا اور نہ خوارث زمانہ سے ڈرتا

ہوں۔

فانی منکم فی قلاع حصیلہ

وحد حیلہ من سیوف المحولہ

کیونکہ میں تمہاری بدولت محفوظ قلعوں میں ہوں۔ اور جنگجوؤں کی تلواروں

اے اپنی دیوار کی اوٹ میں ہوں۔

رسول اللہ یا عہد الہوایا

لوالث ابغی یوم القضاء

اے رسول خدا! اے بہترین خالق میں روز قیامت آتی کے جو درلوں کا طالب ہوں مزید فرماتے ہیں۔

اذما حل عطل مدللہم

فانت الحصن من کل البلاء

جب کوئی تاریک مصیبت نازل ہو ہر بلا سے پناہ کا قلعہ آپ ہی میں مزید لکھتے ہیں

البلت تو جہی وبلت استادی

وفیلط مطامعی وبلت ارجحانی

میری توجہ آپ ہی کی طرف ہے اور آپ ہی میرا سپہرا ہیں اور تم ہی سے طمع ہے اور تم ہی سے امید ہے اسی طرح کے اور بھی کئی اشعار ہیں لیکن اختصار کی ذکر نہیں کر رہے قارئین خود عقیدہ شریف کا مطالعہ فرمائیں۔

اب خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ آپ تو شاہ صاحب کے ذمہ یہ گناہ رہے تھے کہ ان کے نزدیک کسی وفات یافتہ بزرگ سے حاجت طلب کرنا یا حاجت پورا کرنے میں اس کو سب سمجھنا یہ کفر ہے اور شرک ہے اب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو نجی کریم علیہ السلام سے استفسار کیا ہے تو کیا حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس امر کا ارتکاب کرنے کے بعد مسلمان رہے یا مشرک ہو گئے۔

خان صاحب نے اپنی اسی کتاب راہ ہدایت میں حضرت شاہ صاحب کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ بزرگان دین کو حوائج کے پورا کرنے سے سب سمجھ بھی مدد

مانگنا شرک ہے اب حضرت شاہ صاحب کے بارے میں کیا فرمائیں گے کیا محاذ انہوں نے اپنے آپ کو کافر قرار دے دیا۔

اسی سلسلے میں ہم شاہ صاحب کی ایک اور کتاب فیوض الحرمین کا حوالہ پیش کرتے ہیں ہم اختصار کی خاطر اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی طرف متوجہ ہیں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں تاکہ انسان اپنی کوشش و ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادیں کریں اس کی مصیبت میں یا اس کو برکتیں عطا فرمائیں۔

(فیوض الحرمین ص ۳۰)

اسی طرح انھیں العارفین کے صفحہ ۴۱ پر مرقوم ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کو اپنی داڑھی مبارک کے تین بال عطا فرماتے اور ان بالوں پر ابرسایہ کرتا تھا۔

اسی طرح لکھتے ہیں کہ میرے والد گرامی بیمار ہو گئے تو سرکار علیہ السلام تشریف لائے اور ان کو گلے لگایا تو ان کی علالت دور ہو گئی۔

اسی طرح کتاب درشن میں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کئی واقعات لکھے ہیں جن میں انہوں نے حضور علیہ السلام سے اپنی مشکلات کا حل طلب کیا اور سرکار علیہ السلام نے ان کی مشکلات کو حل فرمایا۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ خود اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیں اور مذہب حق اہل سنت کی حقانیت کی داد دیں۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ایمان افروز اور باطل سوز ارشاد

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اشتعل ہولا باعلاء کلمۃ اللہ ونصر حزب اللہ ورمکان لہم لمة خیر
بابن ادم درمما اشتاق بعضهم الی صورة جسدیۃ اشتیاقا شدیداً الی ان قال

والیہ اشارۃ فی قولہ تعالیٰ ولا تحسبن اللہین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل
احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بہما اللہ من فضلہ۔

(جۃ اللہ علی الباقیہ جلد اول ص ۷۵)

ترجمہ:

یہ لوگ کلمۃ اللہ اور اسلام کو سر بلند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے شکرگوں اور عبادین اسلام کی امداد و اعانت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کبھی انسان کے دل میں نیکی کا اتقاء کرتے ہیں اور اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ نہ گمان کرو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق رسے جاتے ہیں دریاں حالیکہ خوش ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا تو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت فوت شدہ بزرگان کے بارے میں ہے کیونکہ اسی عبارت کے شروع میں شاہ صاحب نے فرمایا اذ مات الانسان اور خان صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں اور آپ ان کی طرف کیا منسوب کرتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ہمعات کے صفحہ ۶۹ پر ارشاد فرماتے ہیں ازیں جا ست تعرفات ایشان از قبیل ہمت بستن و دفع مرض و دیگر خوارق ایشان۔

ترجمہ:

تقتیری حضرات کے تعرفات میں سے یہ امر بھی ہے کہ کس کے اروے کو شتم کر دینا کس کی مرض کو دور کر دینا اس کے علاوہ دیگر خوارق عادات امور۔

تو خان صاحب کہتے ہیں کس کی فوت شدہ بزرگ کو سبب سمجھ کر بھی اس سے

مدد طلب کرنا کفر ہے اور شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بزرگان دین امراض بھی دور کر دیتے ہیں دیگر مشکلات بھی حل کر دیتے ہیں اب خان صاحب حضرت شاہ صاحب کے بارے میں کیا کہیں گے کہ یہ بات کہہ کر وہ مسلمان رہے یا بریلویوں کی طرح مشرک ہو گئے۔

نوٹ:

ممکن ہے خان صاحب کہیں کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ عبارت زندہ بزرگوں کیلئے ہے تو اس کے بارے میں گزارش ہے کہ جو امر شرک ہو اس میں زندہ یا مردہ کا فرق نہیں کیا جاسکتا جب خان صاحب کے نزدیک کسی کو مشکل کشا سمجھنا اس کو خدا سمجھنے کے مترادف ہے تو پھر کسی کی زندہ کو خدا سمجھا جاسکتا ہے اس لئے خان صاحب کو چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کا بغور مطالعہ کریں بالخصوص انفا س العارفین، دررہین، ہمععات وغیرہ کا مطالعہ کریں

ان کو سیکڑوں اس طرح کے حوالہ جات مل جائیں گے جن سے مسلک اہل سنت کی پرورد تائید ہوتی ہے اور مذہب وہابیہ کی پرورد تردید ہوتی ہے ہم نے اختصار کی خاطر بطور مشتم نمونہ از خردارے چند ایک حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ نقشہ بمبرد مستحق دور یا پیمان باقی

اور ملا خلد ہو۔

ان کے غم دل بات کو کفتم و زسیدم کہ آرزو انشوی ورنہ سخن بسیار است

سرفراز صاحب کا اسمعیل دھلوی پر فتویٰ کفر:

مولوی اسماعیل صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ سید احمد بریلوی کو چشمی سلسلے کی ولایت اس طرح نصیب ہوئی کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر

مراقبہ کیا اور اس طرح ان کو چشمی سلسلے کی ولایت نصیب ہو گئی۔

(صراط مستقیم ص ۱۳۶) (اردو)

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ کسی فوت شدہ بزرگ سے حاجات طلب کرنا سبب سمجھ کر ہی کیوں نہ ہو کفر ہے اب خان صاحب اپنے امام اسماعیل دھلوی کے بارے میں کیا کہیں گے اس نے یہ کفر یہ واقعہ بیان کیا ہے یا اس کے مرشد سید احمد بریلوی کے بارے میں کیا کہیں گے کہ اس نے حضرت خواجہ صاحب کے مزار پر جا کر شرک کا ارتکاب کیا اسی صراط مستقیم میں مرقوم ہے کہ حضور غوث رضی اللہ عنہ نے اور شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے پرورد تا شہر کے سید احمد بریلوی کو قادری اور نقشبندی بنادیا۔ اسی طرح مخزن احمدی ص ۹۹ پر مرقوم ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر محمد علی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بھوک کی وجہ سے لاچار ہوں کوئی چیز کھانے کو عطا فرمائی جائے تو اس کو انگور کے دو خوشے نصیب ہوئے اور اس کی بھوک والی مشکل حل ہو گئی۔

اب خان صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ آپ تو کہہ رہے تھے کہ کسی فوت شدہ بزرگ سے طلب حاجت کفر ہے تو کیا یہ فتویٰ کفر صرف بریلوی حضرات کے لئے ہی ہے یا سید محمد علی کو بھی اسی سے کچھ حصہ پہنچے گا۔

خان صاحب کا متعارض کلام:

سرفراز صاحب اپنی کتاب تسکین الصدر میں لکھا ہے کہ حضرت ہلال بن حارث نبی کریم علیہ السلام کے روزہ اقدس پر حاضر ہوئے اور آپ سے بارش کیلئے دعا کی اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت بارش عطا فرمائے اس کے خان صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سے اور دیگر بزرگان

دین سے یہ گزارش کرنا کہ اللہ رب العزت سے دعا کرنا کہ ہماری حاجت پوری ہو جائے یہ دعا کرنا جائز ہے اور حضرت نے اس سلسلے میں فقہاء کے حوالہ جات بھی پیش کیے ہیں کہ حضرات شیخین سے بھی اپنی شفاعت کیلئے عرض کرنا جائز ہے تو ایک کتاب میں حضرت نے اپنا یہ نظریہ بیان کیا ہے اور اپنی اسی کتاب راہ ہدایت میں بطور سبب کے بھی بزرگان دین سے حاجت روائی کی درخواست کرنا کفر قرار دے دیا حضرت کو یہ تو خیال رکھنا چاہیے کہ ایک کتاب میں کیا لکھ چکا ہوں اور دوسری میں کیا لکھ رہا ہوں۔

سرفراز صاحب کا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبادت سے استدلال:

خان صاحب شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب شریعہ عقائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انبیاء مرسلین علیہم السلام کیلئے لوازم الوہیت ثابت کرنا مثلاً علم غیب اور ہر ایک کی ہر جگہ فریاد مننا اور تمام مقدمات پر قدرت ثابت کرنا۔ (تفسیر عزیزی جلد اول ص ۵۲)

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

خان صاحب نے یہ جو عبارت پیش کی ہے اس میں علم غیب سے مراد ذاتی علم ہے اسی طرح قدرت سے مراد بھی ذاتی قدرت ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مشابہ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خود حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے نور نبوت کے ذریعے ہر بندہ کے دین پر مطلع ہیں کہ اس کے دین و ایمان کی کیا کیفیت ہے اور اس کی ترقی میں کون کونسی چیزیں

رکاوٹ ہیں بس نبی کریم علیہ السلام اپنی امت کے اچھے اعمال کو بھی جانتے ہیں برے اعمال کو بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کے اخلاص کو بھی پہچانتے ہیں نفاق کو بھی جانتے ہیں اسی وجہ سے سرکار علیہ السلام کی گواہی امت کے حق میں قبول ہے۔

(تفسیر عزیزی جلد اول ص ۵۱۴)

اگر شاہ صاحب کی پہلی عبارت جو خان صاحب نے پیش کی ہے اس کا وہ مطلب لیا جائے جو خان صاحب باور کرنا چاہتے ہیں تو پھر شاہ صاحب کی اس محقول عبارت کا کیا مطلب ہوگا کیوں کہ اس عبارت میں شاہ صاحب نے صاف طور پر نبی کریم علیہ السلام کیلئے علم غیب ثابت کیا ہے اسی طرح شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی کے پارہ نمبر ۲۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ غیب کی دو قسمیں ہیں غیب مطلق غیب اضافی تو غیب مطلق سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں ہر روز نئے پیش آنے والے واقعات کا علم اور قیامت کے بارے میں علم تو یہ اللہ تعالیٰ کے خاص عیوب میں سے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے ان خاص عیوب میں سے بعض عیوب پر اپنے انبیاء کو مطلع فرماتا ہے اور اسی مقام پر مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو غیب پر تسلط عطا فرماتا ہے مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء کرام سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرنا بطور تو اتر منقول ہے۔

اب خان صاحب کو یہ علم ہونا چاہیے کہ لوح محفوظ میں کیا کچھ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ہر شے کو درجہ لوح محفوظ میں موجود ہے۔ (سورہ انفار پارہ ۴) اسی طرح ارشاد ربانی ہے ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے۔

(پارہ ۲ سورہ البقرہ)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے ہم نے ہر چیز لوح محفوظ میں بیان کی دی ہے۔

(پارہ ۲۲ سورہ یس)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے ہر چیز جو زمین و آسمان میں غائب ہے وہ لوح محفوظ پر موجود ہے سورہ النحل پارہ ۲۰ تو اب خان صاحب اندازہ لگا لیں کہ حضرت شاہ کا اولیاء کرام کے علم کے بارے میں کیا نظریہ ہے اور خان صاحب انبیاء کیلئے علم غیب کے عقیدے کو کفر قرار دے رہیں ہیں اسی طرح حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورہ تکوین کی تفسیر میں آیت کریمہ۔

وما هو علی الغیب بضنین

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم علوم غیبیہ پر مکمل ظاہر کرنے والا نہیں ہے اب خان صاحب خیال کریں اور اس امر پر غور کریں کہ نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرحمن علم القرآن تو جب قرآن پاک میں تمام امور غیبیہ موجود اور نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کا علم عطا فرمایا تو یہ امر اظہر من الشمس ہو گیا کہ نبی کریم علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہے اسی طرح شاہ صاحب آیت کریمہ والضحی واللیل ادا بھی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام پر عالم غیب کے اندر تمام چھپی ہوئی چیزیں اللہ رب العزت نے ظاہر کر دیں۔

تصرفات کے بارے شاہ صاحب کا ارشاد:

حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی سورہ النازعات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ قالہ برات امرا سے مراد بزرگان دین اور اولیاء کرام کی ارواح ہیں جو کائنات کا نظام چلاتی ہیں اس تفسیر میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض اعلیٰ درجے کے اولیا عظام جنہوں نے اپنے آپ کو لوگوں کی رہنمائی اور تکمیل کے لئے وقف کیا ہوا تھا دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد بھی ان کو دنیا میں تصرف عطا کیا جاتا ہے اور برزخی امور میں اس کا مصروف ہونا دنیاوی امور کی طرف ان کی توجہ سے

رکاوٹ نہیں بننا پر ایسی سلسلے کے بزرگ ان سے کمالات باطنی کی تحصیل کرتے ہیں اور ارباب حاجات اور مشکلات ان سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور وہ بزرگ فوت ہونے کے باوجود ان کی مشکلات کو حل کرتے ہیں گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں میں آیم بجاں مگر تو آئی بتن اگر تو جسم کے ساتھ میری طرف آئے گا میں اپنی روح سے تیری طرف متوجہ ہو جاؤں گا۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت شاہ صاحب فتاویٰ عزیزیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کو کائنات میں تصرف حاصل ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۴۱)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ غوث پاک اور دیگر چند مشائخ اپنی قبور میں اسی طرح متصرف ہیں جس طرح دنیاوی زندگی میں متصرف تھے۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۹۲)

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تھذیبہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت بلکہ تمام امت حضرت علی پاک اور آپ کی اولاد و امجاد کو بیروں مرشدوں کی طرح سمجھتے ہیں اور کائنات کے امور ان سے وابستہ جانتے ہیں۔

(تھذیبہ عشریہ ص ۲۳۲)

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور ارشاد:

حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے اس کو زمین و آسمان پر مکمل بادشاہی اور تصرف عطا فرمادیتا ہے زیر آیت الی جاعل فی الذی فی خلیفہ خان صاحب نے بھی تفسیر عزیزیہ پارہ اول صفحہ ۵۲ کا حوالہ پیش کیا ہے لیکن خان صاحب کو اسی جملہ اور اس بارے میں ہماری پیش کردہ

عبارت نظر نہیں آسکی کاش خان صاحب اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے شاہ علیہ الرحمۃ اسی تفسیر عزیزی کے پارہ تیس میں سورۃ اقرار کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے ایک نان بانی کو اس کے مطالبے کے مطابق اپنے جیسا بنا دیا۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک اور فرمان:

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بستان المحمدین میں ایک بزرگ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت زروق فاسی ایسے بزرگ تھے جو شریف طریقت اور حقیقت کے جامع تھے اور علوم ظاہری اور علوم باطنی کے امام تھے پھر اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے ان کے دو اشعار نقل کیے ہیں اور شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا ایک قصیدہ ہے جو قصیدہ غوثیہ کی طرز پر ہے۔ ان کے جو دو اشعار شاہ صاحب نے نقل کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

انا لمریدی جامع لشقائق اذا ما سطا جور الزمان ينكبته

وان كنت لفي ضيق وكرب ووحشة فلما ذهب زروق ات بسروعة

میں اپنے مریدوں کی ہر پریشانیوں کو دور کرنے والا ہوں جب زمانہ اپنی سختیوں سے اس پر حملہ آور ہو جائے اگر تو کسی مصیبت میں ہو یا تنگی میں ہو پریشانی میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً میری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔

تو خان صاحب کو چاہیے کہ شاہ صاحب کی ان تمام عبارتوں کو غور سے پڑھیں اور اپنے اس نظر پر نظر ثانی کریں کہ انبیاء کیلئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور تصرفات کا نظریہ رکھنا شرک اور کفر ہے کیونکہ یہ امور کفر اور شرک ہوں تو شاہ صاحب کی حقوق بالا عبارتوں کی رو سے معاذ اللہ شاہ صاحب شرک ثابت ہو جائیں گے لہذا شاہ صاحب کی عبارت کا وہی مطلب ہے جو ہم نے پہلے عرض کیا کہ انبیاء علیہم السلام

کیلئے ذاتی علم غیب کا تسلیم کرنا اور ذاتی قدرت سے تصرف تسلیم کرنا یہ شرک ہے کیونکہ شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کسی مخلوق میں ثابت کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی خاص صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی طور پر علم غیب جانتا ہے اور اس کی قدرت بھی ذاتی ہے نیز شاہ صاحب کی عبارت میں یہ الفاظ ہیں کہ لوازم الوہیت انبیاء کیلئے ثابت کرنا شرک ہے اور لازم الوہیت میں سے ذاتی علم غیب اور ذاتی قدرت ہے نہ کہ عطائی علم غیب اور عطائی قدرت ہے۔

خان صاحب کا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب ارشاد الطالین کے حوالے سے لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ خدا رسول اس بات پر گواہ ہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے رزق پہنچانے اور اولاد دینے بلا دور کرنے مرض سے شفاء بخشنے وغیرہ کی نسبت ان سے مدد طلب کرنا کفر ہے۔

خان صاحب کا یہ عبارت نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علم غیب کا عقیدہ رکھنا یہ کفر یہ عقیدہ ہے ہم قاضی ثناء اللہ صاحب کی عبارت سے علم غیب ثابت کریں گے۔ حضرت قاضی صاحب تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام تشابہات کو جانتے ہیں اور آیت کریمہ

وما يعلم تاويله الا الله

میں حصر اضافی ہے۔ جس طرح آیت کریمہ

قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله

میں حصر اضافی ہے۔ اسی طرح قاضی صاحب

علمك ما لم تكن تعلم

کی تفسیر میں لکھتے ہیں

من الاسرار والمعہیات

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو تمام اسرار اور غیب کی باتیں بتا دیں اسی طرح قاضی صاحب علیہ الرحمۃ علمہ البیان کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک سکھایا جس میں تمام

ماکان وما یكون

کا ازل سے لے کر ابد تک بیان ہے اسی طرح قاضی صاحب آیت کریمہ

علم الانسان مالم یعلم

کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد نبی کریم علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام

ماکان وما یكون

کا علم عطا کر دیا ہے اسی واسطے قاضی صاحب نے یہ شعر نقل کیا ہے۔

فان من جو ذلت الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

اسی طرح قاضی صاحب آیت کریمہ

یستلوا نلت عن الروح

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب ولی کی شان یہ ہے کہ

كنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به

تو جب ان سے بھی روح کا علم مخفی نہیں رہ سکتا تو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے روح کا علم مخفی رہ سکتا ہے اسی طرح قاضی صاحب

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر کوئی علم

غیب نہیں جان سکتا جو بھی جانتا ہے اللہ تعالیٰ کے جتانے سے ہی جانتا ہے۔

اسی طرح آیت کریمہ

ثم ان علیہا بیانہ

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو حکمت اور مشابہات کا علم عطا فرمائے یعنی اسی کے ذمہ کرم پر ہے

خان صاحب نے جو قاضی صاحب کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اولیا کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے۔ قاضی صاحب تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ولیوں کی رجوں کو ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ زمین آسمان میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں دوستوں کی مدد کرتے ہیں دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور بہت سارے اولیاء سے اقوال منقول ہے کہ وہ دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں لہذا قاضی صاحب کی ان صریح عبارات کے ہوتے ہوئے حسن ظن یہی ہے کہ خان صاحب نے جو ارشاد الطاہرین کی عبارت پیش کی ہے وہ الحاقی عبارت ہے۔

نوٹ:

خان صاحب نے ارشاد الطاہرین کی ایک اور عبارت پیش کی ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ کہنا شرک ہے۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

ہم پچھلے اوراق میں نقل کر چکے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ارشاد فرمایا کہ حاجات پوری کرنے کیلئے ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ پڑھنا چاہیے اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب قاضی صاحب کے

استاد ہیں کیا قاضی صاحب نے اپنے استاد صاحب کو مشرک قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح قنوی خیر یہ جلد ۲ صفحہ ۸۱ پر ہے کہ بہت سارے بزرگان دین یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاہ پڑھا کرتے تھے اس میں حضورِ غوثِ پاک سے اللہ تعالیٰ کے واسطے سے کوئی چیز طلب کی جارہی ہے اس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ علامہ خیر الدین دہلی جو بلند پایہ فقیہ تھے اور صاحبِ درمختار کے استاد تھے کیا وہ مشرک تھے نیز خان صاحب سے ایک سوال یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ وظیفہ مشرکانہ وظیفہ ہے لیکن ان کے حکیم الامت اشرف علی قنوی اور امداد اللہ قنوی میں کھینچے ہیں کہ سلیم اللہم اور صبح العقیدہ کیلئے یہ وظیفہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح کی ایک عبارت فیض الہادی کے اندر بھی موجود ہے۔ (امداد اللہ قنوی جلد ۳ ص ۱۹۴)

اب سرفراز صاحب سے سوال یہ ہے کہ آپ اس وظیفہ کو مشرکانہ کہتے ہیں جبکہ ان کے حکیم الامت اور ابنِ حجر مانی انور شاہ کشمیری اس کو جائز قرار دیتے ہیں نیز قنوی صاحب کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں کہ سلیم اللہم کیلئے یہ وظیفہ پڑھا جائز ہے خان صاحب یہ بتلائیں کہ وہ سلیم اللہم ہیں یا نہیں اگر سلیم اللہم ہیں تو ان کو بھی یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے اور اس کو مشرک کہنے سے باز آنا چاہیے اور اگر سلیم اللہم نہیں ہیں تو بے شک نہ پڑھیں لیکن اہل سنت کو تو منع نہ کریں وہ تو مجہدِ تعالیٰ سلیم اللہم ہیں۔ ہم خان صاحب کو گزارش کرتے ہیں کہ وہ یہ شعر پڑھیں۔

اے میرے باغِ آرزو کیسا ہے باغِ ہائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی نہیں

مذکورہ بالا شعر خان صاحب کے متفقہانے حال کے مطابق ہے اور خان صاحب کو ہم یہ بھی گزارش کرتے ہیں کہ ہم تو اپنے پرانے نظریے پر قائم ہیں ہمارے مسلک کے اندر اس طرح کی بھانت بھانت کی ہولیاں نہیں ہیں کہ ایک عالم ایک چیز

کو مشرک قرار دے اور دوسرا عالم اس کو جائز قرار دے دے ہمارے حال کے مطابق یہ شعر ہے جو خان صاحب نے خود اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲ پر نقل کیا ہے۔

وہ تیری گلی کی قیاسیں کہ لکھ کر مروے اکھر گئے
یہ میری جبینِ نیاز تھی کہ جہاں دھری تھی دھری رہی

خان صاحب کی ایک شکایت کا ازالہ:

خان صاحب نے شکایت کی ہے اہل سنت حضرات ہمیں چڑانے کیلئے بار بار یہ ترکیب اشعار پڑھتے ہیں۔

امداد کن امداد کن از رخِ غم آزاد کن
دردِ دین و دنیا شاو کن یا شیخ عبدالقادر

خان صاحب کی اس شکایت کا ازالہ کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں قاسم نابو قنوی صاحب بانی دیوبند لکھتے ہیں۔

کہ مدد کر اے کرم احمدی
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھتے

کون بے گاتیرے سوا میرا غم خوار

اب خان صاحب یہ بتلائیں کہ نبی کریم علیہ السلام بھی غیر اللہ ہیں حضورِ غوثِ پاک بھی غیر اللہ ہیں اگر سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا مشرک نہیں تو پھر حضورِ غوثِ پاک سے استغاثہ کرنا بھی مشرک نہیں ہے کیا مشرک لکھنے جائز ہیں اور پڑھنے حرام ہیں نیز خان صاحب اگر اپنے قلبِ عالم رشید احمد گنگوہی کا قنوی رشید یہ دیکھ لیتے جس میں گنگوہی صاحب کہتے ہیں اگر کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی سے

مدد طلب کرے اور یہ سمجھے کہ غوث پاک اپنی ذاتی قوت سے نہیں بلکہ اللہ کے اذن سے اور اس کے اطلاع دینے سے میری حاجت پر مطلع ہو جائیں گے اور میری حاجت برآ کر دیں گے تو یہ شرک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۵۲)

گنگوہی کا اپنے بارے میں اعلان:

گنگوہی کہتا ہے کہ سن لو حق وہی ہے جو میرے منہ سے نکلا ہے میں کچھ نہیں مگر فحاش موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرہ الرشید ص ۳)

سرفراز صاحب کو چاہیے کہ جب وہ اس طرح کے شعر سنیں امداد کو کہ اچ تو گنگوہی صاحب کا تذکرہ الرشید والا فرمان احمد اور فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ جو ہم نے ابھی اوپر ذکر کیا ہے گنگوہی صاحب کے یہ دونوں اقوال ذہن میں رکھا کریں انشاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

سرفراز صاحب کا معجزات کے غیر اختیاری ہونے پر احادیث سے استدلال:

مولوی سرفراز صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا اور موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگے اور یہ فرماتے رہے کہ اسے پتھر میرے کپڑے دے لیکن پتھر نے ان کی کوئی بات نہ سنی اور کپڑے لیکر مجمع کے سامنے چلا گیا تو سرفراز صاحب کا استدلال اس امر سے ہے کہ اگر یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے بس اور اختیار سے صادر ہوتا تو پتھر پتھر آپ کے کہنے پر رک جاتا۔

سرفراز استدلال کا جواب:

مولوی سرفراز صاحب کا اس حدیث سے استدلال کرنا ان کے عقلی افلاس کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ اہل سنت کا یہ دعویٰ تو نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام معجزات کے صدور میں اس طرح بااختیار ہیں کہ اللہ رب العزت کی مشیت نہ بھی ہو تو پھر بھی معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں چونکہ اللہ رب العزت کو یہاں یہ دکھانا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اندر کسی قسم کا کوئی جسمانی عیب نہیں ہے اور جس چیز کا انہوں نے الزام لگایا تھا کہ ان کے اندام نہانی میں کوئی نقص ہے تو ظاہر بات ہے ان کو بغیر دیکھے کے تسلی نہیں ہو سکتی تھی اس لئے اللہ رب العزت کا حکم یہی تھا کہ وہ کپڑے لے کر مجمع کے سامنے چلا جائے تاکہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس پتھر کے پیچھے چلے ہوئے اس مجمع کے سامنے پہنچ جائیں تاکہ ان کو عین العین حاصل ہو جائے کہ موسیٰ علیہ السلام ہر قسم کے جسمانی نقص سے پاک ہیں کیونکہ حدیث پاک ہے۔

ليس الخبر كالمعاينة

اور یہ حدیث پاک سند امام میں مستحجج ہے تو ظاہر امر ہے جس طرح ان کو مشاہدہ کرنے میں تسلی ہوئی زبانی بتلانے سے نہ ہوتی۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فبما رآه الله مما قالوا وكان عند الله وجهها

اور خان صاحب نے امام نووی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے پتھر پر نشان ہر جانے کے حوالہ سے بھی معجزہ کے غیر اختیاری ہونے پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہ امر معجزہ کے اختیار ہونے پر دلیل ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ پتھر پر اپنا عصا مارا تھا چونکہ آپ غصہ میں تھے تو ظاہر بات ہے آپ یہی چاہتے تھے کہ اس پتھر کو ضرب لگائی جائے اور اس کو تکلیف پہنچے تو یہ تو ایسا معجزہ

ہے جو ان کے اختیار سے صادر ہوا اور خان صاحب نے اس کو غیر اختیاری مجبرات کی مد میں شمار کر دیا تو خان صاحب نے یہ شعر لکھ کر گویا اپنی ہی ترجمانی کی ہے۔

رہے نہ اہل بعیرت تو بے خود چکے
فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

نوٹ:

خان صاحب نے جو روایت پیش کی ہے وہ بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

خان صاحب کا دوسرا استدلال:

خان صاحب حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ پندرہ سال تک جانی اور مالی تکلیف میں مبتلا ہے پھر اللہ رب العزت نے ان کو فرمایا۔

ارکض ہر جملک هذا مغسل بارحہ و شواب

یعنی اے ایوب لات مارے پاؤں سے چشمہ نکل نہائے کوٹھڑا اور پینے کو تو خان صاحب کا اس سے استدلال یہی ہے کہ یہ ایوب علیہ السلام کا مجروحہ ہے لیکن ان کے ارادے و اختیار کو اس میں دخل نہیں ہے کیونکہ خان صاحب کہتے ہیں کہ اگر یہ مجروحہ ابن کے ارادے سے صادر ہوا ہو تو ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہلے دعا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ یہ دعائے کرتے۔

انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین

اور ایوب علیہ السلام نے پکارا کہ اے رب مجھ پر تکلیف پڑی اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے رحم کرنے والوں میں۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

خان صاحب کا یہ استدلال کہ اگر ایوب علیہ السلام مجروحہ کے صدور میں اختیار ہوتے تو ان کو دعا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن حضرت کا یہ استدلال بالکل رکیک ہے کیونکہ اہل سنت کا یہ نظریہ نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے مستغنی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کرنے کے محتاج نہیں ہیں نیز خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ ایوب علیہ السلام نے جب اپنا پاؤں زمین پر مارا تو کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ پانی کا چشمہ ظاہر ہو جس سے میں غسل کروں اور اس کا پانی پیوں یا آپ نہیں چاہتے تھے اور دوسری شق تو بدلتہ باطل ہے تو پھر پہلی شق ہی متعین ہوگئی تو پھر اس سے تو اس مجروحہ کا ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہونا ثابت ہو گیا نیز سرفراز صاحب یہ فرمائیں کہ اس آیت کریمہ سے آج تک کسی مفسر نے استدلال کیا ہے کہ مجبرات انبیاء علیہم السلام کے بغیر ارادے کے صادر ہوتے ہیں اگر نہیں کیا تو پھر خان صاحب کو یہ جرات کیونکہ ہوئی پھر خان صاحب کا یہ لکھنا بھی عجیب ہے کہ پانی کا چشمہ جاری کرنا اور اپنی بیماری و تکلیف کو رفع کرنا اور سونے اور چاندی کی نڈیاں برسانا اگر ان کے بس میں ہوتا تو جب آپ کا دل چاہتا ان کو ظاہر فرما دیتا کیونکہ حضرت ایوب علیہ السلام مقام امتحان میں تھے اور اللہ رب العزت کی طرف سے جو امتحان کی مدت مقرر تھی وہ پوری ہوئی تھی کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سب سے زیادہ تکالیف اور آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں پھر جو ان کے قریب ہوں پھر جو ان کے قریب ہوں تو اللہ رب العزت کے نزدیک جس کا جتنا قرب زیادہ ہوتا ہے اتنی ہی اس پر آزمائش زیادہ ہوتی ہے۔ اگر خان صاحب کا یہ استدلال صحیح ہے کہ اگر یہ مجروحہ ان کے اختیار میں ہوتا تو پہلے صادر کر لیتے تو پھر اس سے تو یہ بھی

لازم آئے گا۔ کہ اگر ایوب علیہ السلام مستجاب الدعوات ہوتے تو ان کی دعا فوراً قبول ہو جانے والی ہوتی تو جب تکلیف شروع ہوئی تھی اس وقت فوراً دعا کر لیتے تو خان صاحب کو غور کرنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کے انحال میں کتنی حکمتیں ہوتی ہیں اس لئے ہمیں خواہ مخواہ ایسے معاملات میں ناگہک نہیں اڑانی چاہیے۔

کار باکان را قیاس از خود نکیر

گر چہ مانند رلوشن شیر و شیر

خان صاحب نے اس مقام پر یہ روایت بھی پیش کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو فرما رہے تھے تو ان پر سونے کی نڈیاں برسنا شروع ہو گئیں انہوں نے اپنے کپڑے میں ان کو سینا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوئی کہ اے ایوب کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کر دیا فرمایا کیوں نہیں مگر اے مالک مجھے حیرتی برکت سے استغناء نہیں ہو سکتی۔ (بخاری و مسلم)

خان صاحب کا یہ استدلال بھی بالکل انوکھا ہے کیونکہ اہل سنت اس بات کے بالکل قائل نہیں ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہیں بلکہ وہ ہر ان اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کے کرم کے محتاج ہیں بلکہ اس حدیث پاک سے تو وہابیہ کے عقیدہ کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہاں ایوب علیہ السلام کے چاہنے سے ان کو سونے کی نڈیاں حاصل ہو گئیں اور ساری تکلیف بھی دور ہو گئیں نیز وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کی بھی اس حدیث سے تردید ہوئی کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں کیونکہ جب ایوب علیہ السلام سونے اور چاندی کے خرمن کے مالک بن گئے جیسا کہ خود خان صاحب نے نقل کیا ہے کہ وہ بادل کے ٹکرے آئے اور ایک ان کے گندم کے خرمن پر سونے کی نڈیاں برسا گیا اور دوسرا ان کے جو کے خرمن پر چاندی کی نڈیاں برسا گیا تو جب

سیدنا ایوب علیہ السلام ان چیزوں کے مالک و مختار بنا دیئے گئے تو پھر نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں اس طرح کہنا کتنی بڑی گستاخی ہے کہ وہ کسی شے کے مالک و مختار نہیں ہیں۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

خان صاحب نے اپنی اسی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ دجال جب آئے گا تو آسمان اس کے کہنے پر بارش نازل کر دے گا اور زمین کے خزانے اس کے قبضے اور اختیار میں ہوں گے تو جب دجال کیلئے خان صاحب اسٹے اختیارات ماننے ہیں کہ اسماںوں پر بھی اسی کا تصرف ہو زمین پر بھی اس کا کنٹرول ہو تو پھر سیدنا ایوب علیہ السلام کیلئے پانی کے چشمے جاری کرنے کی قدرت تسلیم کرنے میں خان صاحب کیوں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اگر دجال جیسا ہے وہین شخص اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے آسمان سے بارش نازل کروا سکتا ہے تو سیدنا ایوب علیہ السلام اپنی ایزدوں سے پانی کے چشمے اللہ کی قدرت سے کیوں نہیں جاری کر سکتے خود خدا ایک کافر اور بے دین شخص کو پانی برسانے کی قدرت دے سکتا ہے تو وہ اپنے محبوب اور نبی کو چشمہ جاری کرنے کی قدرت کیوں نہیں دے سکتا اگر دجال کو قدرت دینے سے اللہ تعالیٰ کی توحید میں فرق نہیں ہوتا کیوں کہ اس کا اختیار ذاتی ہے اور دجال کا عطائی ہوگا اور ایوب علیہ السلام کا معجزہ اگر ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہو جائے تو اس سے بھی توحید خداوندی میں کوئی فرق نہیں آئے گا دیوبندی دھرم میں انبیاء اولیاء ہی غیر اللہ ہیں دجال غیر اللہ نہیں ہے۔

نوٹ:

دجال والی حدیث پاک مسلم شریف اور ترمذی شریف میں موجود ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کا ایک اور استدلال:

سرفراز صاحب ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ والے واقعہ کو نقل کر کے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت سارہ کی عزت کا محفوظ رہنا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ ہے کیونکہ آپ نے دعا فرمائی اور آپ کی دعا کی وجہ سے ظالم بادشاہ اپنے مقصد میں ناکام رہا تو سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ان کا معجزہ تو ہے لیکن اس میں ان کے ارادے اور کسب کو دخل نہیں ہے۔

سرفرازی استدلال کا رد:

خان صاحب کو استدلال کرتے وقت کم از کم اپنے ہوش حواس بحال رکھنے چاہیں جب ان کا دعویٰ یہ ہے کہ کسی معجزہ کے اندر کسی نبی کے ارادے اور اختیار کو دخل نہیں ہوتا تو ان کی اس دلیل سے ان کا یہ دعویٰ کیسے ثابت ہو گا کیونکہ اس حدیث میں تو اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ کرامت اور معجزہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوا سرفراز صاحب ہی بتلائیں کہ اچھے بھلے تندرست آدمی کے ہاتھوں کا شل ہو جانا ہے یا غیر عادی اگر عادی ہے تو کتاب لکھتے وقت آپ کے ہاتھ کیوں نہیں شل ہو جاتے اور کلام کرتے وقت زبان کیوں نہیں ماؤف ہوتی تو ثابت ہو گا کہ اس کے ہاتھوں کا شل ہو جانا یہ امر خرق عادت تھا تو یہ خرق عادت بھی ان کے ارادے سے صادر ہوا باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ اگر یہ معجزہ ان کے ارادے سے صادر ہوا ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ ظالم بادشاہ کا کیا انجام ہوا تو گویا خان صاحب کا یہ مطلب ہے کہ سوال اسی مقام پر کیا جاتا ہے جہاں پہلے کسی کو واقعہ کے بارے میں پتہ نہ ہو تو کم از کم خان صاحب نے یہ آیت کریمہ پڑھی ہوتی تو یہ وسوسہ نہ خود ان کے

ذہن میں آتا اور نہ ہی یہ وسوسہ وہ لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتے۔

کذلک نری ابراہیم مذکور السموت والارض ولیکون من الموقنین جس ہستی کو اللہ رب العزت نے عرش سے کر تخت الشری تک تمام بادشاہی دکھا دی ہے ان سے یہ واقعہ کیسے چھپ سکتا ہے انہوں نے محض اپنی دعا کا عملی نتیجہ معلوم کرنے کیلئے یہ سوال فرمایا تاکہ خود ان کی زبان مبارک سے بھی ان کا مستجاب الدعوات ہونا اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا مستجاب الدعوات ہونا ثابت ہو جائے نیز یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر مزید یقین دلانے کیلئے سوال فرمایا ہو کہ جہاں بظاہر اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی سہارا نہیں تھا تو اللہ رب العزت نے اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے خلیل علیہ السلام کی عزت کا بھی تحفظ فرمایا اور ان کی زوجہ مطہرہ کی عصمت کا بھی تحفظ فرمایا بلکہ اس حدیث پاک سے تو وہابیہ کے ایک اور اعتراض کا جواب ہو جاتا ہے وہابیہ نبی پاک علیہ السلام کے علم غیب کی نفی میں اکثر یہ واقعہ پیش کرتے رہتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جہمت لگا لی گئی تو نبی کریم علیہ السلام پریشان ہوئے اگر علم غیب ہوتا اور وہی آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی کا یقین ہوتا تو آپ پریشان کیوں ہوتے۔ تو خان صاحب کی نقل کردہ حدیث سے ہی ثابت ہو گیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کی عصمت کی حفاظت کی خاطر اس ظالم بادشاہ کے پاؤں زمین میں دھنسا دیئے تو جب نبی کریم علیہ السلام نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو اپنی زوجہ مطہرہ کے تقدس کے بارے میں بدگمانی کیسے ہو سکتی تھی کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کی ازواج مطہرات کی شان یہ ہے۔

یانساء الذبی لستن کا حدمن النساء

اسی طرح آیت کریمہ

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا
 تو ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نقل کردہ مذکورہ بالا حدیث پاک سے معمولی عقل و فہم
 والا انسان بھی اس سرکا بخوبی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام
 کی ازواج مطہرات کی عصمت کا تحفظ کرنا اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے تو کیا نبی کریم
 علیہ السلام جن کا عقل مبارک پوری کائنات میں سے نافر سے زیادہ ہے اور پھر
 آپ نے ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ خود بیان فرمایا تو پھر سرکار علیہ السلام کو معاذ اللہ کسی
 قسم کا شک کیسے ہو سکتا ہے تو تعجب ہے وہابی حضرات پر کہ جن احادیث سے کمالات
 انبیاء علیہم السلام پر روشنی پڑتی ہو انہی کو اپنی سینہ زوری کی وجہ سے کمالات انبیاء علیہ
 السلام کی نفی میں پیش کر دیتے ہیں۔

نیز خان صاحب کا یہ سمجھنا کہ معجزہ صرف وہ ہوتا ہے جو کسی کے ہاتھ پر
 صادر ہو یہ بالکل غلط نظریہ ہے بلکہ جس طرح معجزات انبیاء علیہم السلام کے دست
 اقدس پر ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح ان کی دعاؤں سے بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں
 بلکہ اس حدیث پاک سے وہابیہ کے اس عقیدہ باطل کا رد ہوتا ہے کہ رسول کے چاہنے
 سے کچھ نہیں ہوتا اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہ
 چاہتے تھے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عصمت محفوظ رہے کہ نہیں چاہتے تھے
 دوسری شق بالکل باطل ہے تو پھر پہلی شق ہی متعین ہوگئی تو جب پہلی شق متعین ہوگئی تو
 وہابیہ کا یہ نظریہ زمین بوس ہو گیا نیز وہابی حضرات یہ بتائیں گے جس کو آپ دوست
 بتلائیں تو آپ اس کی خواہشات پوری کرتے رہتے ہیں اور جن کو اللہ رب العزت
 جیسی ہستی اپنا دوست بنائے گا قال اللہ تعالیٰ وَاَحْلَلْنَا لِبَرَاءِہِمْ ظِلَافًا تو کیا اللہ رب
 العزت ان کی خواہشات پوری نہیں فرمائے گا اگر وہابی حضرات یہ کہیں جو کہ اسماعیل
 دہلوی نے لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اس سے مراد صرف نبی علیہ

السلام کی ذات تو پھر اس پر یہ اشکال ہوگا کہ کیا تم کو صرف اس سے نفیس ہے جس کا
 تم کلمہ پڑھتے ہو۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ تھی

نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

وہ پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سرسبز

اسے اٹھ کو کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بخلا ہے

مولوی سرفراز کا ایک اور مغالطہ:

خان صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوشع بن نون علیہ
 السلام نے ارض مقدسہ پر حملہ کیا اور شہر کے قریب پہنچ گیا اور ہفتہ کی رات آنکھیں اور
 سورج غروب ہونے پر ہی تھا تو انہوں نے یہ دعا کی اسے اللہ سورج کو ہمارے لئے
 روک دے تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو حرکت کرنے سے روک دیا اور وہ علاقہ اللہ تعالیٰ
 نے حضرت یوشع کے ہاتھ پر فتح کر دیا۔ سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ ان کا
 ذاتی فعل ہوتا تو انہیں دعا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

سرفرازی مغالطہ کا ازالہ:

مولوی سرفراز صاحب کا یہ استدلال بالکل لغو ہے کہ یہاں حضرت یوشع بن
 نون کا کسب نہیں تھا کیونکہ دعا مانگنا بھی تو ان کا ہی کسب ہے خان صاحب یہی بتلائیں
 کہ جب انہوں نے دعا کی کہ اسے اللہ سورج کو روک دے تو کیا انہوں نے اس امر کا
 ارادہ کیا تھا کہ انہیں کہ سورج رک جائے تاکہ ہم آج کے دن جہاد سے فارغ
 ہو جائیں یا نہیں چاہتے تھے ظاہر بات ہے یہ شق تو بالکل باطل ہے تو پھر پہلی شق ہی
 متعین ہوگئی اور کسب کی بھی یہی انصاف ہے کہ اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ کس

امر کی طرف متوجہ ہو جانا اور اللہ رب العزت کا اصل کو وجود میں لے آنا یہ غلط ہے نیز سورج کا غروب ہونے میں تاخیر کر دینا یہ امر فوقِ عادت ہے تو اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امور خارقہ للعادۃ انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں۔

نیز اس حدیث پاک سے دہائیہ کی اس عقیدہ کی بچ کنی ہوتی ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا نیز اگر خان صاحب کا یہ استدلال صحیح ہے کہ اگر حضرت یوشع بن نون متصرف ہوتے تو سورج کو خود ہی حکم دیتے کہ رک جا نہیں دعا کی ضرورت پیش نہ آتی تو پھر انہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سورج پر متصرف تھے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک بار سورج کو حکم فرمایا کہ ٹھہر جا ابھی غروب نہ ہوا ظہرائی میں یہ حدیث مروی ہے۔

علامہ حاشمی نے مجمع الزوائد کے اندر اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے موضوعات کبیرہ میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے ہم قارئین کی تسلی کیلئے اصل عربی الفاظ پیش کر رہے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاخیرت ساعۃ من التہار پھر کیا خان صاحب نبی کریم علیہ السلام کو سورج پر متصرف تسلیم کر لیں گے؟ کاش سرفراز صاحب اسماعیل دہلوی کی کتاب صراطِ مستقیم کا ہی مطالعہ کر لیتے اس میں اسماعیل دہلوی صاحب صاف طور پر لکھتا ہے کہ اولیاء کرام ائمہ عالی مراتب لوگ ہوتے ہیں کہ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلقا مازون ہوتے ہیں اور ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری حکومت ہے۔ (صراطِ مستقیم ص ۱۳۳)

سرفراز نے امام نووی کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا لیکن حضرت یہ بتائیں کہ امام نووی نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ معجزہ

ان کے ارادے اختیار کے بغیر صادر ہوا جو نقطہ شارحین کو نہیں سوچھا وہ خان صاحب کو کہیے سوچھ گیا نیز امام نووی علیہ الرحمۃ حدیث جبرئیل کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ کرامت بعض اوقات اولیاء کے ارادے اور اختیار کے ساتھ صادر ہوتی ہے تو حضرت کو امام نووی کے اس طرح کے حوالے کیوں نظر نہیں آتے اور حضرت ان کے غیر متعلق حوالہ جات پیش کرتے رہتے ہیں جن کا اصل دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

معجزہ کا غیر اختیاری ہونے پر خان صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

سرفراز صاحب نے اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۹۹ پر تحریر کیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام جب معراج کے سفر سے واپس تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے آپ سے بیت المقدس کی علامات دریافت کیں تو نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ علامات مسیح مسخر نہیں تھیں اور نہ میں ان کے سمجھنے کیلئے گیا تھا اس کے بعد سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اتنا پریشان ہوا کہ اتنا پہلے بھی نہیں ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے پیش کر دیا اور وہ جو کچھ مجھ سے پہنچتے ہیں دیکھ کر بتلا دیتا اس سلسلے میں میں خان صاحب نے بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے تو خان صاحب کا استدلال اس میں یہ ہے کہ بیت المقدس کا اس وقت آپ کے سامنے پیش کیا جانا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے لیکن نبی کریم علیہ السلام کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

سرفرازی استدلال کا رد۔

خان صاحب کا یہ استدلال بھی بالکل ناقص ہے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام

بھی چاہتے تھے کہ میں بیت المقدس کی ان علامات کے بارے میں بتلاؤں تو اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اس امر پر قدرت دے دی کہ آپ علیہ السلام ان کو ان کے ہر سوال کا جواب دے دیں تو اس سے تو نبی کریم علیہ السلام کی رفعت شان کا پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی پریشانی کی وجہ سے اللہ رب العزت نے بیت المقدس آپ کے پیش نظر کر دیا تو اس سے بھی وہابیہ کے عقیدہ باطلہ کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کی تردید ہوتی ہے نیز نبی کریم علیہ السلام کا بیت المقدس کے بارے میں حالات بتلانا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے جیسا کہ خود خان صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر شاہ عبدالعزیز سے نقل کیا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ یہ معجزہ آپ کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوا خان صاحب ہی بتلائیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام ان کو بیت المقدس کے حالات کی خبر دے رہے تھے تو وہ خبر دنیا نبی کریم علیہ السلام کی زبان مبارک سے ہا ارادہ صادر ہو رہا تھا یا بغیر ارادے کے تو دوسری شق کا تو کوئی ذی شعور استہزاء نہیں کر سکتا تو پھر پہلی شق ہی متعین ہوگئی خان صاحب خر وغور کریں کہ جب ہم کسی کو کسی واقعہ کی خبر دیں تو ہم تو اپنے ارادے اور اختیار سے دیتے ہیں تو کیا نبی کریم علیہ السلام جب کسی کو خبر دیتے تھے تو کیا الفاظ آپ کے ارادے اور اختیار کے بغیر آپ کی زبان سے پھسل جاتے تھے لہذا خان صاحب کچھ خدا کا خوف کریں یہ بہت بڑی ایسی سوچ ہے کہ دجال کے استدراجات میں تو اس ارادے اور اختیار کو تسلیم کیا جائے لیکن انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں ان کو محاذ اللہ پھر کی طرح بے اختیار سمجھا جائے کیا خان صاحب نے یہ حدیث قدسی نہیں پڑھی کہ من عادی لی ولیا فخذہ آذنتہ بالحراب بخاری شریف جو میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت رکھے گا اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے تو جس آؤٹی کو نبی الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ بغض ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کٹنا بڑا اعلان جنگ ہوگا۔ لہذا

خان صاحب سے گزارش یہی ہے کہ اپنی سوچ پر نظر ثانی کریں اور بہتر یہی ہے کہ تو بدکر کے سنی ہو جائیں اور اپنے آپ کو جہنم کی سیاہ آگ سے بچائیں۔

خان صاحب کی ایک اور غلط فہمی:

خان صاحب ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

انہی لاعرف حجروا ہیکلہ کان یسلم علی قبل ان یبعث انہی لاعرفہ الان مولوی سرفراز صاحب اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو پھر کا سلام دینا یہ آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ کا سوال بعثت کے بعد ہی پیدا ہو سکتا ہے قبل از نبوت معجزہ کا کیا مطلب خان صاحب کہتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے پھر کو یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ مجھے سلام کرے۔

خان صاحب اس عبارت میں عجیب خبط کے اندر مبتلا ہوئے جس پر ان کی یہ عبارت دلیل ہے کہ معجزہ کے اختیاری اور کسی ہونے کا سوال تو بعثت کے بعد ہی پیدا ہو سکتا ہے قبل از نبوت معجزہ کا کیا مطلب اور اس سے پہلے علامہ نووی سے یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ پھر وہاں کا سلام دینا نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے تو گویا دو متضاد عباریں لکھ دیں یہ بھی لکھ دیا کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ اور نبوت سے پہلے کی بات ہے اور یہ بھی لکھا کہ قبل از وقت نبوت معجزہ کا کیا مطلب؟ تو جو آدمی ایک ہی عبارت کی دو سطروں کے اندر متوازن کام نہیں کر سکتا تو یہ زعم خویش ملت وہابیہ کا ہے ہاں ترجمان بنا بیٹھا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک پھر ہے جس کو میں اب بھی پچھتا ہوں وہ ان دنوں مجھے سلام کیا کرتا تھا جب مجھے بعثت سے سرفراز کیا گیا تو خان صاحب نے یہ روایت بھی نقل کی ہے تو اس

روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگرچہ نبوت و رسالت آپ کو مل چکی تھی لیکن بعثت کے بالکل ابتدائی ایام میں تو صفحہ ۱۰۰ پر فرمایا کہ یہ نبوت سے پہلے کی بات ہے اور صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں کہ نبوت و رسالت آپ کو مل چکی تھی لیکن بعثت کے ابتدائی ایام تھے تو حضرت کو چاہیے کہ ازم کم کچھ تو سوچ کر بات کیا کریں متعارف اور متناقض باتیں اس کا سامنا نہ کرنا چاہیے کہ مدنی کو زیب نہیں دیتا نیز خان صاحب کو اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جب نبی کریم علیہ السلام کی خواہش کے بغیر پھر آپ کو سلام پیش کیا کرتے تھے تو پھر نبی کریم علیہ السلام جب ان کو حکم ارشاد فرمائیں تو پھر وہ آپ کے مطیع فرمان بردار کیوں نہیں بنیں گے نیز خان صاحب کو کم از کم اپنے شیخ الہند کی اس عبارت کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی کتاب اولہ کاملہ کے صفحہ ۱۵۲ پر لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام بعد از خدا مالک ہیں جمادات ہوں نباتات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم یا حیوانات سب کے آپ مالک ہیں نیز اللہ رب العزت کی توفیق سے جب پھر وغیرہ آپ کی خواہش کے بغیر آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے تھے تو پھر نبی کریم علیہ السلام اگر ارادہ فرماتے تو پھر وہ سلام پیش کیوں نہ کرتے کیا اللہ رب العزت کو معاذ اللہ اپنے نبی پاک سے کوئی ضد ہے کہ اگر وہ ارادہ فرمائیں تو معجزہ کو پیدا نہ فرماتے اور اگر وہ ارادہ نہ فرمائیں تو معجزہ کو پیدا فرما دے نیز خان صاحب کو بخاری شریف کی یہ حدیث پاک بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جب نبی کریم علیہ السلام حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان کی معیت میں احد پہاڑ پہ چڑھے تو پہاڑ جھلنے لگا تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کو خوشک مار کر فرمایا۔

اسکن احد فاما علیہ لبی و صدیق و شہیدان

اسے پہاڑ ٹھہر جا تیرے اور ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں تو جب نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر حکومت عطا فرمائی تو پھر باقی

پتھروں پر کیوں نہ فرمائی ہوگی کیا سرفراز صاحب ثابت کر سکتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے پہاڑ کو ٹھہرنے کا حکم دیا تھا تو اس کے بعد پہاڑ نے جنش کی ہو تو جس ہستی پاک علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے پہاڑوں پر حاکم بنا دیا ہو تو ان کے بارے میں یہ تاثر دینا کہ وہ بالکل عبور تھے یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے اللہ رب العزت تو نبی کریم علیہ السلام کو پہاڑوں کی حکومت عطا فرمے اور خان صاحب انبیاء علیہم السلام کو صدور معجزہ میں پتھر کی طرح سمجھیں کہ جس طرح ہم پتھر کو پھینکتے ہیں اور پتھر جس جگہ پر پھینچ جاتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام صدور معجزات میں بے اختیار ہیں۔

خان صاحب سے ایک گزارش:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔

احد جبل یحبنا ونحبہ

احد ایک ایسا پہاڑ ہے کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں کہ گویا پتھر بھی نبی کریم علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں حالانکہ کسی کی محبت سے خالی ہونے کی مثال دینی ہو تو کہا جاتا ہے کہ وہ بڑا سنگ دل ہے تو پھر خان صاحب تو پتھروں سے بھی پیچھے رہ گئے کہ وہاں کو بھی با اختیار مانتے شیطان کو بھی با اختیار مانتے ہیں کہ وہ ایک لمحے کے اندر جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے اور سرکش جن کو بھی تخت لانے پر قادر مانتے ہیں اگر انہیں انکار ہے تو اس ہستی کو اختیار مانتے سے جن کو دم قدم سے یہ دنیا وجود میں آئی اور اب تک باقی ہے۔ یہ کوئی دینداری ہے کیا یہ نبی کریم علیہ السلام سے بغض نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو تو با اختیار مانا جائے اور جن کے دم قدم سے یہ دنیا وجود میں آئی اور جن کے طفیل اب بھی قائم ہے ان کے بارے میں کہا جائے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں شاید اس لئے ہمارے اہم نے

فرمایا۔

وہ پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
اسے تھکھو کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

خان صاحب کی خصوصی توجہ کیلئے ایک گزارش:

خان صاحب اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں یہ حدیث تو انہوں نے پڑھی ہوگی بلکہ پڑھائی بھی ہوگی جو بخاری و مسلم شریف میں موجود تھے کہ نبی کریم علیہ السلام کفار کی بدسلوکی کی وجہ سے ایک مرتبہ پریشان تھے تو اللہ رب العزت نے فرشتہ آپ کے پاس بھیجا اور اس فرشتے کے ساتھ جبریل امین بھی حاضر ہوئے۔ جبریل امین علیہ السلام نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فرشتہ اللہ رب العزت نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ فرشتہ پہاڑوں پر موکل ہے آپ اسے جو حکم فرمائیں یہ آپ کی تعمیل کرے گا کفار کے بارے میں جو حکم دیں گے یہ اس پر عمل پیرا ہوگا پھر پہاڑوں کے فرشتے نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں دو پہاڑوں کو ان کے اوپر رکھ دوں اور انہیں تباہ کر ڈالوں نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں میں انہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

نوٹ:

یہ حدیث پاک بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۵۸ مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۱۰۹ پر موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ بھی نبی کریم علیہ السلام کا تابع فرمان ہے۔

خان صاحب نبی کریم علیہ السلام کو پتھروں پر بھی حاکم نہیں مانتے اور بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث بتلاتی ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ نبی کریم علیہ السلام کے حکم کا پابند ہے اب خان صاحب ہم یہ استفسار کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا ہم وہ عقیدہ رکھیں جو بخاری و مسلم کی احادیث سے ثابت ہو یا وہ عقیدہ رکھیں جو تقویۃ الایمان یا راہ ہدایت میں ہے؟ نیز خان صاحب سے ایک گزارش اور ہے کہ دجال کیلئے تو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ آسمان پر بھی حکمرانی کرے گا اور زمین پر بھی اس دشمن خدا کیلئے تو آپ اتنے اقتیارات تسلیم کریں تو نبی کریم علیہ السلام جو محبوب خدا ہیں ان کے لئے آپ پتھروں پر حکومت بھی تسلیم نہ کریں تو پھر اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے۔

ذکر رد کے فضل کا نے نقص کا جو یاں رہے

پھر بھی کیے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ ﷺ کی

خان صاحب کا ایک اور استدلال:

خان صاحب نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام سحور کے تھے کہ ساتھ ایک لاکہ کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تو لوگوں نے آپ کیلئے ایک منبر بنایا تو سحور کا وہ خشک تھا اس طرح بلبلایا جیسا کہ اونٹنی بلبلاتی ہے نبی کریم علیہ السلام منبر سے اترے اور اس کو تھکی کر دی تو وہ خاموش ہو گیا یہ حدیث پاک بخاری شریف اور ترمذی شریف میں موجود ہے۔

خان صاحب کا استدلال یہ ہے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کا منجزہ تو تھا لیکن اس میں آپ کے ارادے کو دخل نہیں ہے۔

سرفرازی مغالطہ کا ازالہ:

اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کا یہ کمال ثابت ہوتا ہے کہ ایک بے جان کھجور کے سنے کے اندر نبی کریم علیہ السلام کے جسم سے مس ہونے کی وجہ سے زندگی بھی پیدا ہوگئی۔ عقلی شعور بھی پیدا ہوگیا اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ اتنی محبت پیدا ہوگئی کہ جب سرکار علیہ السلام نے منبر کو رفتی بخشی تو آپ کی حقارت کی وجہ سے وہ کھجور کا تنا بلبلانے لگا اس حدیث پاک سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ مس ہونے والی چیز بھی حیات کی اور علم شعور کی بھی مالک بن جاتی ہے تو پھر جب نبی کریم علیہ السلام خود کسی کے اندر تصرف کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو پھر ان اشیاء کے کمالات کا کیا حال ہوگا اس حدیث پاک کے اندر مزید الفاظ بھی تھے جن کو خان صاحب نے حذف کر دیا شفاء شریف اور دارنی میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے اس کھجور کے سنے کو اپنے صدراقدس کے ساتھ لگایا اور پوچھا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو جنت میں لگا دوں اور اگر تو چاہے تو میں مسجد شریف میں موجود ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کی خواہش پر اس کی جنت کے اندر لگایا اس مفصل حدیث پاک سے وہابیہ کے اس عقیدہ باطلہ کی تردید ہو جاتی ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا نیز اس حدیث پاک سے یہ بھی مسئلہ ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام جنت کے بھی مالک ہیں اور ستون کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی کریم علیہ السلام اگر چاہیں تو مجھے جنت میں لگا سکتے ہیں تو گویا ستون بھی یہ سمجھتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام جس کو چاہیں جنت عطا کر سکتے ہیں لیکن اس کے برعکس فریق مخالف کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اپنا جنتی ہونے کا بھی علم نہیں ہے یہ باوجود مولوی اور عالم ہونے کے مقام نبوت اتنا بھی نہ سمجھ سکے جتنا کہ کھجور کا تنا سمجھ گیا تھا۔

خضر کی فکر بتائے کیا بتائے
اگر مایہ پوچھے کہ دریا کہاں ہے

خان صاحب کا ایک بے جا حوالہ دینا:

خان صاحب امام ابو القاتر بغدادی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام سے متعدد معجزات صادر ہوئے مثلاً چاند کے دھڑکے ہونا خشک تنا کا رونا اور تھوڑے طعام کا بہت سارے لوگوں کیلئے کافی ہو جانا۔

تو خان صاحب سے کوئی پوچھے کہ ان امور کے معجزہ ہونے کا کسی نے انکار کیا ہے کہ آپ کو علامہ بغدادی کا حوالہ دینے کی ضرورت پیش آگئی حوالہ تو وہاں دیا جاتا ہے جہاں فریق مخالف کسی امر کا منکر ہو تو اس امر کا ثبوت پیش کیا جائے جب ایک چیز مسلمین الفرقینین ہو تو وہاں حوالے دینے کی کیا ضرورت پیش آئے گی سوائے اس کے کہ محض اپنے رسالہ کے حجم میں اضافہ کیا جائے۔

خان صاحب کا ایک اور غلط استدلال:

خان صاحب نے مشہور حدیث پاک نقل کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے بازو کے گوشت میں زہر ڈال کر نبی کریم علیہ السلام کو گوشت کھلایا ایک لقمہ آپ نے بھی اس سے تناول فرمایا اور بعض صحابہ کرام نے بھی کھایا اور ان کی دفات واقع ہوگئی اور آپ نے یہودی عورت سے پوچھا کہ تم نے اس گوشت میں زہر کیوں مایا تھا اس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتلایا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے ہاتھ میں جو زہر آلود بازو ہے اس نے مجھے بتلایا ہے۔

تو خان صاحب کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ بکری کے زہر آلود گوشت کا سرکار علیہ السلام کو فر دینا یہ آپ کا معجزہ ہے لیکن نبی کریم علیہ السلام کا اس

معجزے کے صدور میں کوئی دخل نہیں ہے۔

سرفرازی استدلال کا جواب:

یہ حدیث پاک بھی اہل سنت کے بارے میں ہی دلیل ہے کیونکہ مسند احمد اور دیگر کتب احادیث میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ جب سرکار علیہ السلام نے اسی عورت سے پوچھا کہ تم نے زہر کیوں ملا تو اس نے کہا کہ میری خواہش یہ تھی۔ کہ آپ کی نبوت کے بارے میں پتہ چلے کہ آپ سچے نبی ہیں یا نہیں اگر سچے نبی ہوئے تو تمہیں زہر نقصان نہیں دے گا اور اگر سچے نبی نہ ہوئے تو پھر زہر موثر ثابت ہو جائے گی اور یہودیوں کی پریشانی ختم ہو جائے گی اسی طرح کے الفاظ ابو داؤد شریف اور بخاری شریف میں بھی موجود ہیں اس حدیث پاک سے تو نبی کریم علیہ السلام کی شان اعجازی کا ظہور ہوتا ہے کہ باوجود زہر ملا کھانا کھانے کے نبی کریم علیہ السلام ظاہری حیات طیبہ کے ساتھ تین سال بعد بھی دنیا میں جلوہ افروز رہے حالانکہ زہر کھانے کا تقاضا تو نبی تھا کہ فوراً اثر کرے لیکن نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کے فوری اثر سے محفوظ رکھا نیز اس سے نبی کریم علیہ السلام کا ایک کمال یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زہر لے بازو نے خود بتلادیا کہ میرے اندر زہر ملا ہوا ہے حالانکہ عادتاً کسی زندہ بکری کا بھی کلام کرنا ناممکن ہے اور یہاں اس بکری کے ذبح ہونے کے باوجود اس کا گوشت پک جانے کے باوجود اس بازو کا یہ بتلایا کہ مجھے تناول نہ فرمایا جائے میرے اندر زہر ملایا گیا ہے تو جب نبی کریم علیہ السلام کی خواہش کے بغیر اس بازو نے نبی کریم علیہ السلام کو اپنی زہر آلودگی کے بارے میں گزارش پیش کر دی تو اگر نبی کریم علیہ السلام ارادہ فرماتے تو پوری بکری یقیناً اٹھ کھڑی ہوتی باقی رہا خان صاحب کا یہ کہنا کہ اگر نبی کریم علیہ السلام جانتے ہوئے تو خود کیوں تناول فرماتے

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کیوں کھانے دیتے تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ اللہ رب العزت بعض اوقات کاملین کی توجہ کسی حکمت کے پیش نظر کس معاملے سے ہٹا دیتا ہے جیسا کہ سرفراز کے پسندیدہ مفسر علامہ محمود آلوسی روح المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قد یسند باب الفراسی علی الکاملین لحکم یریدھا اللہ

(تفسیر روح المعانی پارہ ۱۲)

تو یہاں توجہ ہٹانے میں حکمت یہ تھی کہ نبی کریم علیہ السلام کو یہ زہر ملا گوشت کھانے کی وجہ سے شہادت سری نصیب ہو جائے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کرتے تھے۔

و ددت ان اقل فی سبیل اللہ ثم احیى ثم اقل

بخاری شریف اور اوسر اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی تھا۔ واللہ اعلم من الناس تو پھر اللہ رب العزت نے نبی کریم علیہ السلام کی دعا کو اس رنگ میں شرف قبولیت بخشا کہ آپ کو شہادت سری عطا فرمائی اور بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود کا قول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شہادت عطا فرمائی اور سرکار علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے کہ اس زہر آلود کھانے کو تناول کرنے کی وجہ سے میری استریاں کٹ رہی ہیں تو اس حکمت کے پیش نظر اللہ رب العزت نے سرکار علیہ السلام کی توجہ اس امر سے ہٹائی نیز صحابہ کرام کیلئے بھی اللہ رب العزت نے شہادت سری کا فیصلہ کیا ہوا تھا اس لئے ان کو بھی شہادت نصیب ہوتا تھی اگر کسی آدمی کو گولی سے مرنا ہو تو اس کی آنکھیں بھی ٹھیک اور سلامت ہوں لیکن جب اس کی موت کا وقت آجائے تو باوجود آنکھوں کی سلامتی کے اس کی توجہ گولی سے اور گولی چلانے والے سے ہٹ جاتی ہے اور وہ بھاگ کر اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا اور جب اللہ تعالیٰ کو اس

کا بچانا مقصود ہوتا اگرچہ جس کو نشانہ بنایا جائے وہ بالکل سامنے ہو اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ رکھنے والا خوب دیکھ بھال کر نشانہ باندھے پھر بھی اس کا نشانہ چوک جاتا ہے خان صاحب یہاں تو نبی کریم علیہ السلام کے علم پر اعتراض کرتے ہیں اگر نبی کریم علیہ السلام کو پتہ ہوتا تو آپ زہر آلود گوشت کیوں کھاتے لیکن خان صاحب کو اللہ کے علم غیب کے بارے میں تو شک نہیں ہے اور اس امر میں بھی شک نہیں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے ہیں تو پھر اللہ رب العزت ہی وحی بھیج کر بتا دیتا کہ یہ کھانا نہیں کھانا چاہیے اس سے کچھ لوگوں کی شہادت ہو جائے گی اگر خان صاحب یہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں حکمت ہوتی ہے اور اس کا جی نہ بھیجنا حکمت سے خالی نہیں۔ خان صاحب کو یہ کس نے بتلایا کہ نبی کریم علیہ السلام کے افعال حکمت سے خالی ہیں نیز خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ جنگ بدر کے اندر پانچ ہزار فرشتے بھی موجود تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

الہی ممدکم بالف من الملكة مودفین

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بمدمکم ربکم بخمسہ آلاف زمین الملئکہ مسومین

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انی معکم فقیہو اللہین اعنوا

اس کے باوجود جنگ بدر کے اندر کے اندر چودہ صحابہ شہید ہو گئے یہاں خان صاحب کیا گل افشانی فرمائیں گے۔

خان صاحب کی ایک اور غلط فہمی:

خان صاحب نے بخاری شریف سے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب ہم کھانا کھاتے تو اس سے تسبیح سنا کرتے تھے تو خان صاحب کا استدلال تو یہ ہے کہ کھانے کا تسبیح پڑھنا یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے اور نبی کریم علیہ السلام کا ارادہ نہیں پایا گیا۔

خان صاحب کی غلط فہمی کا ازالہ:

اس حدیث پاک سے پتہ نہیں خان صاحب نے یہ کیسے ثابت کر دیا کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہوا دوسری گزارش یہ ہے کہ جب اللہ رب العزت نے داؤد علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وسخرنا مع داؤد العجال بالنعسی والاشراق والطیر محشورة کل لہ اواب

جب اللہ رب العزت نے داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور

پرندوں کو بھی مسخر کر دیا تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو خواہش ہے اگر طعام تسبیح بیان

کرتے اور وہ نبی بھی جائے تو اس میں کوئی استحکام ہے نیز خان صاحب یہ بتلائیں کہ

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کسی شارح حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ معجزہ نبی

کریم علیہ السلام کے ارادے کے بغیر صادر ہوا اگر نہیں لکھا تو پھر خان صاحب کو اپنا

یہ استدلال کرنے کی ہزات کیسے ہوئی۔

خان صاحب کی ایک اور مغالطہ دہی کی کوشش:

خان صاحب ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ جنوں کے ایک وفد نے

نبی کریم علیہ السلام سے قرآن پاک سنا تو سوال ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کس نے بتایا

کہ جنوں نے سنا ہے ابن مسعود نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام کو درخت نے بتایا کہ

یہ جنوں سے سنا ہے۔

خان صاحب کی غلط فہمی کا تذکرہ:

اس حدیث پاک سے بھی خان صاحب کا استدلال کرنا ان کی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتا ہے خان صاحب کا مدعا تو یہ ہے کہ مجھے کے اندر انبیاء علیہم السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا اور اس حدیث پاک کی اس امر پر کوئی دلالت نہیں بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ درخت بھی نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ کلام کرتے ہیں اور درختوں کا نبی کریم کے ساتھ کلام کرنا یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے تو پھر ظاہر ہی ہے کہ آپ نے اس درخت سے پوچھا اور آپ کے پوچھنے پر اس نے بتلایا یا الفرض سرکار علیہ السلام نے دیکھی پوچھا ہوتا پھر بھی اس نے نبی کریم علیہ السلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے پوچھنے کے بغیر جب درخت یہ خدمت بجالا رہا ہے تو اگر سرکار علیہ السلام اس سے دریافت کرتے تو پھر تو بطریق اولیٰ وہ یہ خدمت بجالاتا۔

مولوی سرفراز صاحب کی ایک اور کج روی:

خان صاحب نے نبی کریم ﷺ کے فرمودات میں سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک شخص کہیں ایک تیل کو ہانک کر لے جا رہا تھا جب وہ شخص تھک گیا تو تیل پر سوار ہو گیا تو تیل بول اٹھا کہ ہمیں اس لئے تو نہیں پیدا کیا گیا کہ ہم پر سواری کی جائے ہمارے پیدا کرنے کی غرض تو اہل کھیتی بائیے لوگوں نے کہا سبحان اللہ تیل کلام کر رہا ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا بھی اس پر ایمان ہے اور ابو بکر عمر کا بھی اس پر ایمان ہے۔ یہ حدیث پاک بخاری و مسلم شریف میں ہے۔

خان صاحب کا اس حدیث سے استدلال اس طرح ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے دور میں تیل کا اس طرح کلام کرتا یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا لیکن نبی

کریم علیہ السلام کا اس تیل کے بولنے میں کوئی دخل نہیں تھا تو گویا یہ آپ کا معجزہ بھی تھا اور آپ کے اختیار میں بھی نہیں تھا۔

خان صاحب کی کج روی کا جواب:

کیا خان صاحب کسی حدیث پاک کی کتاب سے دکھا سکتے ہیں کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ اقدس کی بات ہے بلکہ شارحین حدیث نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے پہلے کی بات ہے اور خان صاحب کو پتہ ہونا چاہیے معجزہ کی تعریف شرح عقائد میں اس طرح کی گئی ہے کہ معجزہ ایک ایسا امر ہے کہ جو مکرین کے چہنچہ کے وقت انبیاء علیہم السلام سے صادر ہو اور ایسے طور پر ظاہر ہو کہ مکرین اس کی مثل لانے سے عاجز ہو جائیں کیا معجزہ کی یہ تعریف یہاں سچی آتی ہے نیز بخاری مسلم کے شارحین مثلاً علامہ مثنیٰ حافظ ابن حجر امام نووی صاحب ارشاد الساری صاحب تیسیر القاری۔ اسی طرح صاحب مرقاہ اور صاحب احصاء المعانی نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ یہ پہلی امتوں کا واقعہ ہے

جب نبی کریم علیہ السلام نے واقعہ ہی گذشتہ امتوں میں سے کسی کا بیان فرمایا ہے تو یہ آپ کا معجزہ کیسے بن گیا۔ اسی طرح خان صاحب نے ایک اور روایت پیش کی کہ بھیشیا نے ایک بار کلام کی تو نبی کریم علیہ السلام کے فرمان پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر میرا بھی ایمان ہے اور ابو بکر و عمر کا بھی ایمان ہے۔ خان صاحب اگر بھیڑیے والی روایت مکمل نقل کر دیتے تو اس میں قارئین کا بھی فائدہ ہوتا ہم وہ مفصل روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چارہ تھا ایک بھیڑیے نے آکر اس کی بکری کو اٹھالیا تو چرواہے نے اس سے اپنی بکری کو چھین لیا تو بھیڑیا اپنی دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے

مجھے رزق دیا تھا تم نے جین لیا ہے تو چرواہے نے کہا کہ عجیب بات ہے بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے تو بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مدینہ کے نخلستانوں میں ایسے نیا ظاہر ہوئے ہیں جو ماضی کی خبر بھی دیتے ہیں اور مستقبل کی بھی پھر وہ چرواہا نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ساری صورت حال بیان کی تو نبی کریم علیہ السلام نے بھیڑیے کی بات کی تصدیق فرمائی یہ حدیث پاک شرح السنہ کے اندر موجود ہے اور علامہ باطنی نے مجمع الزوائد میں فرمایا کہ حدیث صحیح ہے۔

اور علمائے متفہم الرواۃ اور دیگر کتب میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے تو اس حدیث پاک سے نبی کریم علیہ السلام کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے ارادے کے بغیر ہی بھیڑیا نبی کریم علیہ السلام کے عالم ماکان و مایکون ہونے کی گواہی دے جب نبی کریم کے ارادے کے بغیر ہی دوسرے بھی نبی کریم علیہ السلام کے علم غیب کی گواہی دیں تو پھر جب نبی علیہ السلام ارادہ فرمائیں گے تو پھر بھیڑیا کلام کیوں نہیں کرنے گا جبکہ ہر نبی اور گودہ نے بھی نبی کریم علیہ السلام سے کلام کیا تھا جیسا کہ درج المعانی میں علامہ آلوسی نے تحریر فرمایا صحیح عن اجداد ناری علیہ السلام جب نبی کریم علیہ السلام کے ارادے اختیار سے ہر نبی اور گودہ آپ کے ساتھ کلام کر سکتی ہے اور ہر نبی اپنے وعدے کے مطابق دوبارہ حاضر ہوا جاتی ہے۔

نوٹ:

بھیڑیا بھی اس بات کا قائل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام ماکان و مایکون کو جانتے ہیں تو جتنا بھیڑیا مقام نبوت کو سمجھ گیا ہمارے یہ مہربان باوجود مولوی اور عالم کھلانے کے نہ سمجھ سکے نیز یہ صرف بھیڑیے کے بات ہی نہیں تھی نبی کریم علیہ السلام نے بھی بھیڑیے کی بات کی تصدیق فرمائی۔

نیز خان صاحب نے جو روایت کی ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری اٹھائی اور چرواہے نے چھڑا تو بھیڑیے نے کہا کہ اس وقت کیا صورت حال ہوگی جب ان کا حفاظت کرنے والا میرے علاوہ کوئی بھی نہیں ہوگا تو خان صاحب کی اس نقل کردہ روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم علیہ السلام کو بھیڑیے سے کلام کرنے کی قدرت نہیں تھی کیونکہ وقوع کی نفی سے قدرت کی نفی نہیں ہو سکتی نیز خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی سوسوں سے جو مٹی لگ گئی تھی وہ بے جان چیز یعنی سونے کے پھڑے کے منہ میں رکھنے سے اس کے اندر بولنے کی طاقت آگئی جب جبرئیل امین علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں سے گٹنے والی مٹی پھڑے سے کلام کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے تو نبی کریم علیہ السلام جو سید المومنین ہیں اور جبرئیل علیہ السلام آپ کے دوزار میں شامل ہیں بلکہ مختار قول کے مطابق آپ کے امتی بھی ہیں تو آپ کو اس امر پر قدرت کیوں نہیں ہو سکتی کہ آپ بھیڑیے سے کلام کرنا سکتے ہیں نیز جب خان صاحب کے شیخ الہند لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات کے مالک ہیں نباتات و یا جمادات یا حیوانات یا نبی آدم سب کے آپ مالک ہیں۔ (اول کاملہ ص ۱۵۶)

جب نبی کریم علیہ السلام تمام اشیاء کے مالک ہیں تو پھر ظاہر بات ہے کہ مالک کو اپنی مخلوق کے چیزوں میں تصرف کرنے کا کلی اختیار ہوتا ہے پھر خان صاحب کو اپنے اسماعیل دہلوی کی عبارت پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کی حکومت عرش سے لے کر فرش تک ہوتی ہے تو آپ کے امام تو اولیاء کرام کو عرش سے لے کر فرش تک حاکم تسلیم کر رہے ہیں اور آپ نبی کریم علیہ السلام کی حکومت بھیڑیوں پر بھی تسلیم نہیں کرتے۔

خان صاحب کا ایک آیت کریمہ سے ناروا استدلال:

خان صاحب نے آپ کریمہ۔

ومارمیت الذمیت ولكن الله رمی

خان صاحب نے اس آیت کریمہ سے اپنا استدلال اس طرح کیا کہ ظاہری طور پر نبی کریم علیہ السلام نے مٹھی خاک اور ننگریوں کی پھینکی تھی لیکن اس مٹھی خاک کا ہر انگری کی آنکھ میں پڑ جانا اور پورے لشکر کی شکست کا سبب بن جانا یہ نبی کریم علیہ السلام کا معجزہ ہے لیکن اس معجزہ میں بھی نبی کریم علیہ السلام کے ارادے و اختیار کو دخل نہیں تھا خان صاحب کی دلیل کا جواب خان صاحب کی سینہ زوری یہ ہے کہ اہل سنت کے دلائل کو اپنی طرف سے پیش فرما لیتے ہیں حالانکہ یہ آپ کریمہ تو اہل سنت کی دلیل تھی جیسا کہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام نمبری نے تفسیر مدارک میں علامہ غیثا پوری نے اپنی تفسیر میں اور امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اسی طرح تفسیر صادی اور چمرلی میں اور روح البانی اور روح البیان اور سقاہ اور مدارج النبوة ان تمام کتب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ پھینکنا اور اس مٹھی بھر خاک کا ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ جانا اس میں کسب تو نبی پاک علیہ السلام کا تھا اور خلق اللہ تعالیٰ کی مٹھی اب خان صاحب کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کے کسب کے بغیر ہی یہ معجزہ صادر ہوا اور یہ انکار فرما رہے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادے اور اختیار سے یہ معجزہ صادر ہوا بلکہ خان صاحب کے پسندیدہ مفسر علامہ محمود آلوسی صاف طور پر لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال بخش کہ آپ نے ایک مٹھی بھر خاک سے پورے لشکر کو وقتی طور پر اندھا کر دیا اور آپ کے اس پھینکنے پر ایسا اثر مترتب ہوا جس کا انداز کرنے سے عقول قاصر ہیں۔

نوٹ:

خان صاحب کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کے بس اور اختیار کے بغیر یہ معجزہ صادر ہوا خان صاحب خود ہی بتائیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے مٹھی بھر ننگریاں اٹھا کر پھینکی تھیں تو کیا آپ کا یہ ارادہ تھا کہ ان کا فروں کی آنکھیں اندھی ہو جائیں یہ بھاگ جائیں یا نہیں تھا اگر وہ کہیں کہ ارادہ نہیں تھا تو یہ تو بالکل لغو ہے کیوں ظاہر ہے کہ آپ نے اسی مقصد کیلئے خاک پھینکی ارادہ ہی نہ ہوتا تو آپ کیوں یہ خاک پھینکتے تو جب ارادہ اور اختیار ثابت ہو گیا تو معجزہ کا اختیاری ہونا بھی ثابت ہو گیا تو خان صاحب کا دعویٰ باطل ہو گیا خان صاحب ذرا احناف کے عقائد کے امام۔ امام باتریدی کی اس عبارت پر غور کریں۔

ای اصحاب رمیلت المقصد الذی قصدت

(تفسیر ماتریدی جلد ۲ ص ۳۲۸)

تو خان صاحب کو چاہیے کہ عقائد کے احناف کے امام جو ہیں ان کی بات کو کم از کم تسلیم کر لیں کیونکہ آپ حنفی کہلاتے کچھ تو احناف کی بھی لاج رکھیں۔ اسی خان صاحب کے لئے امام باتریدی کے یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

ولكن الله بالغ ذلالت المقصد الذی قصدت

ای طرح امام باتریدی مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

الهمی کلھامن تواب فغشی ابصار المشرکین فانھز مواہلذلالت

یعنی نبی کریم علیہ السلام نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی اور اس مٹھی بھر خاک نے مشرکین کی آنکھوں کو اندھا کر دیا یا نبی کریم علیہ السلام نے مٹھی بھر خاک سے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اسی وجہ سے وہ شکست کھا گئے۔

نوٹ:

اس سے ملتا جلتا مضمون فقیر مظہری جلد ۳ ص ۳۸-۳۹ پر مرقوم ہے اور تفسیر شیخ زادہ علی البہاوی جلد ۳ ص ۳۷ پر بھی موجود ہے۔

خان صاحب نے اپنے موقف پر ابن کثیر کی عبارت بھی پیش کی ہے کہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ وہ تو صرف اللہ ہی کی ذات خفی جس نے یہ ریزے ان کافروں تک پہنچائے اور ان کی وجہ سے ان کو ذلیل کر دیا آپ نے یہ نہیں پہنچائے۔ لیکن خان صاحب کا اس عبارت سے نبی کریم علیہ السلام کے اس ججزے پر آپ کے کسب کی نفی کرنا یہ درست نہیں کیونکہ اگر ہم کسی کی طرف کوئی چیز بھیجیں تو جس کی طرف ہم نے کوئی چیز بھیجی ہے اس تک اس چیز کا پہنچانا تو خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے لیکن اس پہنچنے والے کے ارادے کو بھی دخل ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی آدمی کسی کو پتھر مارے تو اس پتھر کو اس تک پہنچانا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن وہ پتھر بھیجنے سے کسی کو نقصان ہو جائے تو اس پر اتنا لازم آ جاتا ہے تو جس طرح امور عادیہ کے اندر فعل کی خلق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور حقیقی موثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے اسی طرح امور غیر عادیہ کے اندر حقیقی موثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے اور کسب انبیاء اولیاء کا ہوتا ہے۔ خان صاحب ہمیں بتائیں کہ اگر ایک آدمی کی طرف کوئی چیز بھیجیں اور اللہ تعالیٰ نہ پہنچاتا چاہے تو کیا ہم وہ چیز اس کی طرف پہنچا سکتے ہیں تو جس طرح یہاں پہنچانا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن کسب اور اختیار ہمارا ہے اسی طرح جب نبی کریم علیہ السلام نے ننگریاں بھیجیں اور تمام کفار کی آنکھیں ان ننگریوں سے بھر گئیں تو یہ کس نبی پاک علیہ السلام کا تھا اور خلق اللہ تعالیٰ کی تھی۔

خان صاحب کا اہل سنت پر ایک بیہودہ الزام:

خان صاحب کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دارمیت اور میت سے نبی کریم علیہ السلام کو خدا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے تو خان صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خدا ماننے والا کافر ہے۔ لہذا یہ خان صاحب کا اہل سنت پر بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے اور اس طرح کے الزام لگانے والے کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اتصا یفتی الکذب الذین لا یومنون

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے

لعنة الله علی الکاذبین

نیز خان صاحب کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کو صحابہ کو بھی خدا مان لینا چاہیے کیونکہ ارشاد باری ہے۔

فلم یقتلوهم ولكن الله قتلهم

سوان کافروں کو تم نے نہیں مارا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مارا ہے تو اس آیت کریمہ سے خان صاحب کے مذہب کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے جہاں صحابہ کرام کے قتل کی نفی کی ہے اور اپنے لئے اس کو ثابت کیا ہے۔ تو ظاہر بات ہے ان صحابہ نے اپنی تلواریں تو چلائیں تھیں اور ان کا ارادہ بھی یہی تھا کہ کفار کا قتل ہمارے ہاتھ سے ہو جائے تو اللہ رب العزت نے جو ان سے نفی فرمائی وہ خلق موت کی ہے اور اپنے لئے جس چیز کا اثبات کیا ہے وہ بھی موت کی خلق کا ہے کیونکہ دنیا جہاں میں جو بندہ بھی فوت ہو جاتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے حقیقت میں اس کو مارنے والا تو اللہ ہی ہے لیکن اس کے باوجود جب ایک آدمی کسی کو قتل کرتا ہے تو حقیقت میں تو

مقتول کو اللہ نے ہی مارا ہے لیکن قاتل کے بھی تو ارادے و اختیار کو دخل ہوتا ہے جسکی تو اس سے قصاص لیا جاتا ہے اور دیت وصول کی جاتی ہے تو جس طرح یہاں کسب انسان کا ہے اور خلق اللہ تعالیٰ کی ہے اس طرح آیت کریمہ

وَمَا مِثْمَارُهُمْ إِلَّا فِي لَدُنِّهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ

اور آیت کریمہ

فَلَمْ يَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ

میں خلق اللہ رب العزت کی ہے اور کسب صحابہ و برہمہ پاک علیہ السلام کا ہے غیر اللہ کو غیر اصل سنت ہرگز خدا نہیں مانتے بلکہ یہ تو خان صاحب کے اسلاف کا نظریہ ہے کہ اپنے پیروں اور مولویوں کو خدا مانتے ہیں۔ چنانچہ ان کے شیخ الہند محمود الحسن مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں۔

تمہاری حرمت اور کودے کر طور سے تشبیہ

کہوں بار بار دانی دیکھی میری بھی توادانی

یہاں صاف طور پر اپنے آپ کو کلیم کے منصب پر فائز کیا جا رہا ہے اور اپنے پیرو گنگوہی کو خدائی منصب پر فائز کیا جا رہا ہے اگر خان صاحب واقعی اپنے موصد ہونے میں سچے ہیں تو اپنے شیخ الہند پر فتویٰ لگائیں۔

اسی طرح جب حسین احمد مدنی کا انتقال ہوا تو اس غالی مرید نے اس کے بارے میں مضمون لکھا۔ کہ کیا تم نے کبھی خدا کو بھی عرش پیچھے آکر فانی انسانوں سے فروتنی کرتے ہوئے دیکھا ہے کیا تم نے تصور بھی کیا ہے کہ خدا اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کر ہمارے پاس رہے گا اور گلی کوچوں میں ہمارے ساتھ پھرے گا۔

(شیخ الاسلام نمبر ص ۱۵۰)

اب خان صاحب یہ بتائیں کہ اپنے پیروں اور مولویوں کو خدا تسلیم کرنے

کے حوالے ان کی کتابوں میں ملتے ہیں اور الزام اہل سنت کو دیا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں کیا آخرت میں جواب دہی کا خوف بالکل جاتا رہا اور کیا خلق خدا اور خدا سے شرم بالکل باقی نہیں رہی کہ دن دیہاڑے اسے جھوٹ بولے جا رہے ہیں حالانکہ جس طرح کی باتیں اہل سنت کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں وہ تو ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہے تو اس پر تو یہی بات چلی آتی ہے کہ۔

الزام ان کو دینا تھا قصور اپنا نکل آیا

باب کرامات کے غیر اختیاری ہونے میں خان صاحب کا

استدلال

احادیث نبوی کی روشنی میں اور اس کے جوابات

نمبر ۱:

خان صاحب نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں مہمان آئے اور کھانا کھانے پر آمادہ نہ ہوئے اور کہا کہ جب تک حضرت سیدنا صدیق اکبر نہیں آئیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ کو پتہ چلا کہ مہمانوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا ان کی اہلیہ کو بھی طیش آیا انہوں نے بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی۔ اور مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ہم سے کام چلے گی سے ہو گیا کھانا لے آؤ چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ نے بھی کھانا کھایا مہمانوں نے بھی کھایا اور جب انہوں نے کھانا شروع کیا تو جب وہ ایک لقمہ اٹھا لیتے تو اس سے اور زیادہ ظاہر ہو جاتا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے تو ان کی اہلیہ نے عرض کیا کہ یہ تو پہلے سے تین منام زیادہ بڑھ گیا ہے یہ حدیث شریف بخاری و مسلم شریف میں ہے تو خان صاحب کا استدلال اس امر سے ہے کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامت بھی ہے لیکن آپ کو پہلے علم ہی نہیں کہ یہ کیا بدور ہا ہے تو پھر ارادہ و اختیار کیسے ہو سکتا ہے۔

جوابی گزارش:

اس حدیث پاک سے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر کی شان مبارک ظاہر ہوتی ہے کہ جب آپ نے ارادہ ہی نہیں کیا لیکن اللہ رب العزت نے آپ کی عزت افزائی کی خاطر کھانے میں تین منام اضافہ کر دیا تو جب آپ ارادہ فرما لیتے تو اللہ تعالیٰ بطریق اولیٰ اپنے فضل و کرم کا اظہار فرماتا نیز اہل سنت اس امر کے قائل نہیں ہیں کہ ہر کرامت دلی کے اختیار سے صادر ہوتی بلکہ جس طرح شیخ متقی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ

ظاہری شواہد از قصد و از بے قصد

نمبر ۳:

خان صاحب نے ایک دوسری روایت اس طرح نقل کی ہے کہ دو صحابہ کرام سرکار علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوپہر تک گفتگو کرتے رہے جب واپس گھروں کو جانے لگے تو اگرچہ ان دونوں کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی لالھیاں تھیں لیکن ان میں سے ایک کی لالھی روشن ہو گئی۔ اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے جہاں سے آگے ہو کر انہوں نے اپنے اپنے گھروں کو جانا تھا تو وہاں سے دوسرے کی

لالھی بھی روشن ہو گئی حتیٰ کہ دونوں اپنے گھروں تک پہنچ گئے اس حدیث پاک سے خان صاحب کا استدلال اسی امر سے ہے کہ یہ ان دونوں صحابہ کی کرامت ہے لیکن ان کو اس بات کا پہلے علم نہ تھا کہ ہماری لالھیاں روشن ہو جائیں گی تو جب علم ہی نہیں تھا تو ارادہ و اختیار کہاں سے حاصل ہو گیا۔

جوابی گزارش:

خان صاحب کی یہ دلیل بھی ان کے دعوے کو ثابت نہیں کر سکتی ہے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی کرامت کسی دلی کا ارادہ سے صادر ہو ہی نہیں سکتی تو یہ دعویٰ اس حدیث پاک سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک مخصوص واقعہ میں اختیار کی لٹی سے مطلقاً اختیار کی لٹی نہیں ہوتی۔

حضرت قتادہ بن نعمان سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث پاک مروی ہے کہ ان کو بھی نبی علیہ السلام نے ایک چھری عطا فرمائی اور فرمایا تیرے دس ہاتھ آگے روشنی کرے گی اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی اور تیرے گھر میں ایک سانپ ہوگا اس کو مار دینا حدیث پاک مسند امام احمد اور صحیح ابن جہان میں موجود ہے تو شیخ متقی ان دونوں احادیث کی تشریح کرتے ہوئے مدارج لنبوہ میں ارشاد فرماتے ہیں اس احادیث اولیٰ دلیل اند بر نورانیت آنحضرت صلی علیہ وسلم و سرائیت نورانیت دے بخادمان درگاہ و برمانند عرصہ از یاد نہ ایٹان چہ جائے ذوات واعضاء ایٹان۔

(مدارج لنبوہ جلد اول ص ۱۱۰)

یہ احادیث نبی کریم علیہ السلام کی نورانیت پر واضح دلیل ہیں۔ بلکہ آپ کے نور القدس کے خادمان بارگاہ میں بلکہ ان کی چھڑیوں میں بھی سرائیت کرنے پر ان کی ذوات اور اعضا میں آپ کی نورانیت کے سرائیت کرنے پر اس کا اندازہ ہی کیا

ہوسکتا ہے تو شیخ علیہ الرحمہ کی اس تشریح سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا ان کی لاشوں کو روشن کر دینا یہ سرکار علیہ السلام کا مجزہ ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مجزہ آپ کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے چاہا تھا کہ میرے ان صحابہ کی لاشیں روشن ہو جائیں کیونکہ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک صحابی کو آنحضرت علیہ السلام نے اپنی قوم کی طرف دعوت اسلام کے لئے آسمان فرمایا اس نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نشان عطا فرمائیے جو ان کیلئے علامت صدق بن جائے پس نبی کریم علیہ السلام نے ان کی آنکھوں کے درمیان نور پیدا کر دیا انہوں نے عرض کیا کہ لوگ تو اس کو برص خیال کریں گے تو نبی کریم علیہ السلام نے وہ نور ان کے عصا کے اندر منتقل فرما دیا اس حدیث پاک سے پہلی دو حدیثوں کی وضاحت ہوگی کہ ان چھڑیوں کا روشن ہوجانا نبی کریم علیہ السلام کا مجزہ بھی ہے اور آپ اس کے صادر کرنے کے اندر با اختیار بھی ہیں کیونکہ صحابی کا یہ عرض کرنا کہ آپ اس نور کو آنکھوں کے علاوہ کہیں اور منتقل فرمادیں یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مجزات سرکار علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوئے کیونکہ اگر ان مجزات میں نبی کریم علیہ السلام کے ارادے کو دخل نہ ہوتا تو صحابی کا یہ عرض کرنا کہ میری آنکھوں والا نور کہیں اور منتقل فرما دو اس کا کوئی مطلب نہیں ہوسکتا تو اس حدیث سے جو سرفراز صاحب نے پیش کی ان کے اس عقیدہ کی تائید ملتی ہے کہ مجزات کے صدور میں انبیاء علیہ السلام بے اختیار ہوتے ہیں بلکہ اس سے تو اہل سنت کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام مجزہ کے صدور میں سے با اختیار ہیں۔

نمبر ۳:

خان صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

راستہ بھول گئے اور سامنے سے ہر شیر ظاہر ہو گیا حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو نبی علیہ السلام کا غلام ہوں تو شیر اپنی دم بلاتا ہوا آپ کے قریب آیا اور ان کے آگے آگے چلنے لگا حتیٰ کہ ان کو لشکر کے ساتھ جا ملایا۔

خان صاحب کا یہاں سے استدلال یہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت تو ہے لیکن اس میں آپ کو ارادہ کو دخل نہیں ہے لیکن خان صاحب کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ خان صاحب کو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی چاہتے تھے کہ شیر سے ان کو جان بچ جائے اور وہ لشکر میں پہنچ جائیں تو کیا ان کا شیر سے بچ جانا اور لشکر میں پہنچ جانا اور امر خرق عادت نہیں تو جب امر خارق لمعادت ہے اور ان کے ارادے سے صادر ہو رہا ہے تو ظاہر امر ہے کہ یہ کرامت ان کے ارادے و اختیار کے ساتھ ہی صادر ہو رہی ہے کیونکہ آپ نے جو شیر سے کہا کہ میں نبی کریم علیہ السلام کا غلام ہوں تو آپ بھی چاہتے تھے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کا نام سن کر مجھے نقصان پہنچائے سے بارے تو آپ کی خواہش پوری ہوگی نیز خان صاحب نے کیا قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر نہیں پڑھا۔

ومن تکن ہو رسول اللہ تصورتہ ان تلقہ الاسد فی اجماعہا تجم

ترجمہ:

جس کو نبی کریم علیہ السلام کی مدد حاصل ہو جائے ان کو اگر شیر بھی غاروں میں ملیں تو دم بخود رہ جائیں اور تھا تو ہی صاحب لکھتے ہیں یہ قصیدہ الہامی ربانی سے لکھا گیا ہے۔

نیز خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ جرنیل والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قسطلانی - حافظ بدر الدین - امام نووی - قاضی عیاض علیہم الرحمۃ نے لکھا

ہے کہ کرامت ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی ہے۔ تو پھر خان صاحب کو مان لینا چاہیے کہ بعض اوقات کرامات اختیار اور ارادے سے بھی صادر ہوتی ہیں اور اس ضمن میں احادیث مصطفیٰ علیہ السلام اور اقوال علماء کرام ہم کثرت سے گزشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں۔

نمبر ۴:

خان صاحب نے ایک حدیث پاک بیان کی ہے جس میں نبی کریم علیہ السلام نے تین آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ غار میں پھنس گئے تھے تو ان تینوں نے اپنی اپنی نیکی کو یاد کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ رب العزت نے ان کی نیکیوں کے طفیل غار کے منہ پر پڑا ہوا پتھر ہٹا دیا تو خان صاحب اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ حدیث پاک میں ان لوگوں کی کرامات کا ذکر بھی ہے لیکن اس کرامت کے صدور میں ان کے کسب کو دخل نہیں تھا تو خان صاحب کا یہ استدلال ان کے دعوے سے بالکل مطابقت کی نہیں رکھتا کیونکہ خان صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی کرامت کسی دلی کے ارادے سے صادر نہیں ہوتی تو دعویٰ عام ہے دلیل خاص ہے تو یہ استدلال کا کوئی حکم نہیں ہے کہ بندہ جزوی واقعات سے قاعدہ کلیہ ثابت کر لے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ پتھر کا غار کے منہ سے ہٹ جانا یہ ان بزرگوں کی کرامت تھی جو کہ ان کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتی تھی خان صاحب ہی بتائیں کہ جب وہ تینوں حضرات اللہ بارگاہ میں دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ اگر ہمارے وہ اعمال حیرتیں رضا کیلئے تھے تو ان اعمال کے صدقے ہماری یہ مشکل آسان کر دے تو کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ غار کے منہ پر پڑا ہوا پتھر ہٹ جائے یا نہیں چاہتے

تھے اگر نہیں چاہتے تھے تو دعا کیوں کی اور اگر چاہتے تھے تو پھر خان صاحب کے مذہب کی نیا ڈوب گئی۔

نیز خان صاحب کا یہ نظریہ بھی بڑا عجیب ہے کہ کرامت وہی ہوتی ہے جو کسی کے ہاتھ پر صادر ہو حالانکہ کرامت کا اسی چیز کے اندر حصر نہیں ہے بلکہ بعض اوقات اولیا کرام کسی امر کی دعا کرتے ہیں اور عادتاً اس امر کے وقوع پذیر ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت اپنے دلی کی دعا کی وجہ سے اس امر کو واقع کر دیتا ہے مثلاً ایک آدمی کو بظاہر اولاد ہونے کی کوئی امید نہ ہو تو اللہ رب العزت اپنے کسی دلی کی دعا کی وجہ سے اس کو اولاد سے سرفراز کر دے۔

تو خان صاحب ہی بتائیں کہ کیا یہ اس دلی کی کرامت نہیں ہوگی نیز آپ کے تھانوی صاحب بھی تو ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوئے اور اس مجذوب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے دو بیٹے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی ہوگا اور ایک کا نام اکبر علی ہوگا جیسا کہ مکمل واقعہ ارواح خواشا میں مرقوم ہے۔ تو کیا خان صاحب ہی بتائیں کہ مجذوب کا تھانوی صاحب کی کی ولادت کی خبر دینا اور تھانوی صاحب کا اس کی دعا سے متولد ہونا کیا اس مجذوب کی کرامت نہیں ہے اور آپ کے سید احمد شہید کو نوٹ پاک اور خواجہ نقشبندی کا قادری اور نقشبندی بنانا کیا ان بزرگوں کی کرامت نہیں اور کیا یہ کرامت ان کے اختیار سے صادر ہوتی ہے یا بے اختیار صادر ہوتی ہے؟ اگر بغیر اختیار کے صادر ہوتی تھی تو پھر شاہ اسماعیل کا یہ لکھنا کہ دونوں ارواح کے درمیان تنازعہ رہا اس کا کیا مطلب ہوگا۔

نوٹ:

خان صاحب نے جو غار والی حدیث پاک نقل کی ہے اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کے چاہنے سے غار کے منہ پر پڑے ہوئے پتھر ہٹ جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود خان صاحب کا نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں یہی نظریہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ اولیاء عظام کے چاہنے سے اللہ کی مشکل دور ہو جائے اور وہ بھی بنی اسرائیل کے اولیاء ہوں تو پھر نبی کریم علیہ السلام کی امت کے اولیاء کی کیا شان ہوگی اور پھر سید الانبیاء علیہ السلام کی کیا شان ہوگی؟ تو پھر خان صاحب کا یہ کہنا کہ اولیاء کرام کی دعا سے پتھر ہٹ گیا اور نبی کریم علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا تو یہ ایسا گورکھ دہندہ ہے جو ہماری عقل سے بالاتر ہے۔

خان صاحب کا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کی کرامات حق ہیں اور ان کو ایمان میں اخلاص کا درجہ حاصل ہوتا ہے ان کرامات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عزت بخشے اور اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے نوازا ہے۔

تو خان صاحب کا اس عبارت سے استدلال کرنا ہماری ناقص سمجھ میں نہیں آیا کیوں کہ اس عبارت میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ کرامات کے صدور میں اولیاء کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس اہل سنت کا نظریہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کرامات کے ذریعے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عزت بخشے تو اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ کرامات ان کے ارادے سے صادر ہوتی ہیں کیونکہ اگر وہ ارادہ کریں اور کرامت صادر نہ ہو تو پھر

ان کی عزت افزائی تو نہ ہوگی بلکہ توہین ہوگی جس طرح مسیلمہ کذاب نے کانے کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ کان نہ رہا بلکہ اندھا بن گیا تو اگر اولیاء کرام کی کرامات کا صدور ان کے ارادے کے مطابق نہ ہو سکے تو ان کی بھی توہین لازم آجائے گی نیز ہم اس مسئلے کی وضاحت کیلئے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب جمعرات کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔

شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ این فقیر را آگاہانیدہ اند کہ خوارق عادات در حد ذات خویش امور عادیہ اند و ازین معنی کہ سنت اللہ جاری شدہ کہ چون نفس ناظفہ کسبا و مایہ بمرتبہ رسد اور امور غیبیہ منکشف شوند یا دعائے اوستجاب شود و علیٰ هذا القیاس ہم چنان کہ سنت اللہ جاری شدہ کہ چون کسے اتر باقی خورد اثر زہر ازوے مندرفع سے گردد یا گوشت و مہن تناول کند قوی تر شود علیٰ هذا القیاس لیکن چون مخالف عادت معروفہ است اور خوارق عادت گوید نیز آگاہانیدہ اند کہ ہر نوع از خوارق کسب است کہ چون ہاں تمسک نمایند آن خوارق ازوے صادر شود۔

ترجمہ:

جاننا چاہیے کہ اس فقیر کو مطلع کیا گیا کہ خوارق عادات بذات خود امور عادیہ ہیں اس معنی کے لحاظ سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ جاری ہے کہ جب نفس ناظفہ اپنے کسب اور محنت کے ساتھ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کیلئے امور غائبہ منکشف ہو جاتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ جاری ہے کہ جب کوئی تریاق کھائے تو زہر کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے یا گوشت اور گھی کھائے تو وہ طاقتور ہو جاتا ہے لیکن چون کہ کرامت عام عادت کے مخالف ہوتی ہے اور مردہ طریقہ کار کے برعکس اس کا ظہور ہوتا ہے اس لئے اس کو خوارق عادت کہتے ہیں شاہ

صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ شرقِ عادت میں سے ہر قسم جو ہے وہ ایک کب ہے (کبھی چیز ہے) تو جب اس کب کے ساتھ تھسک کیا جائے تو وہ شرقِ عادت اس سے صادر ہو جاتا ہے۔

تو شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح عام آدمی اگر زہر کے اثر کو دور کرنا چاہے تو تریاق کھانے سے زہر کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے یا جس طرح گوشت اور کھجی کھانے سے طاقتور ہو جانا عام آدمی کے بس میں ہے اس طرح کرامت کا صدور بھی اولیاء کرام کے بس میں ہے گویا شاہ صاحب فرماتا ہے چاہتے ہیں کہ جس طرح عام آدمی کیلئے امور عادیہ ہوتے ہیں اولیاء کرام کیلئے امور غیر عادیہ ان کے بس میں ہوتی ہے۔

سرفراز صاحب اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کے معانی سمجھنے کیلئے دل کا تکبیر اور دنیا کی محبت اور گناہوں کے اقرار کی محبت سے خالی ہونا ضروری ہے خان صاحب کہتے ہیں کہ یہ تمام عیوب اہل سنت میں موجود ہیں۔ ہم خان صاحب کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا یہ دعویٰ تو نہیں ہے کہ وہ معصوم ہیں لیکن وہ خان صاحب اور ان کے ہم مسلک لوگوں کی طرح بارگاہ رسالت میں گستاخ نہیں ہیں کیا خان صاحب نے بخاری شریف کی حدیث نہیں پڑھی ایک آدمی بار بار شراب پیتا تھا تو اس کو سرکار علیہ السلام کی خدمت میں لایا جاتا اس کو سزا دی جاتی تو بعض صحابہ نے اس پر لعنت بھیجی تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو۔

انہ یحب اللہ ورسولہ

لہذا خان صاحب کو اس طرح کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور اہل سنت و جماعت گناہوں سے لٹھرے ہوئے ہیں۔ اگر خان صاحب

کا بقول ان کے اور کوئی گناہ بھی نہ ہو لیکن ان کی جو گستاخانہ عبارات ہیں ان کی وجہ سے وہ اپنے ایمان سے جب محروم ہو چکے ہیں اور ان کے نامہ اعمال میں ان تجلہ اعمال کی وجہ سے کوئی نیکی باقی نہیں رہیں تو وہ کس منہ سے اپنی نیکیوں پر ناز کرتے ہیں۔

نوٹ:

جو حضرات دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں وہ حضور غزالی زمان کی کتاب الحق الحقین - تعارف علما نے دیوبند - دیوبندی مذہب - دعوت فکر - اور راقم کی کتاب عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے کا مطالعہ فرمائیں۔

خان صاحب نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت دیوبندی ہو جائیں تو ان کے دلوں کی بستیاں آباد ہو جائیں گی تو خان صاحب سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں یہ مشورہ نہ دیں کیونکہ ہمارے اندر تو دنیاوی آگ برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں چاچنگیکہ آخری آگ برداشت کریں اور ہمیشہ کیلئے کریں اور اس امر کے مصداق بن جائیں۔

خالدین فیہا ابدًا

ان المنفقین فی الدنیا والآخرۃ

نیز خان صاحب کا یہ کہنا کہ اہل سنت بدعتی اور مشرک ہیں تو اس الزام کی حقیقت کا جائزہ لینے کیلئے ہم قارئین سے گزارش کریں گے کہ علامہ ارشد القاری علیہ الرحمۃ کی کتاب ذیلہ کا مطالعہ فرمائیں اور انصاف کریں کہ جن ۳۱ وجہ سے اہل سنت کو مشرک بدعتی کہا جاتا ہے کہ وہ امور بدرجہ اتم ان حضرات میں موجود ہیں یا نہیں

اور اپنے اکابر کیلئے ان تمام امور کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کرتے جن امور کا نبی کریم علیہ السلام کیلئے تسلیم کرنا شرک قرار دیتے ہیں۔ لہذا خان صاحب اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی غلو فی النار کا مستحق بنانا چاہتے ہیں اور موجد بننے کی دعوت دیتے ہیں لیکن ہم ایسی توحید کو بھی جس میں بزرگان دین کی تعظیم کی بجائے توہین کا درس دیا جائے اس کو شیطانی توحید سمجھتے ہیں لہذا خان صاحب اس کا مصداق نہ بنیں۔

خود بھی ڈوبے تھے ختم تھہ کو بھی لے ڈوبیں گے

اس لئے ہمارا بیڑہ غرق نہ کریں اور کرم کریں

باب خان صاحب کا علماء امت کے اقوال سے غلط استدلال:

خان صاحب نے بعض علماء کے حوالہ جات اس بارے میں پیش کیے ہیں کہ اللہ رب العزت کے ساتھ نہ خلق میں نہ تقدیر میں اور نہ وجوب وجود کے اندر کوئی شریک ہے اسی طرح رزق دینے والا وہ ہے اسی طرح کی عبارتیں خان صاحب نے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی اور حضرت ملا علی قاری، امام شعرانی، شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی نقل کی ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کائنات میں تصرف کرنے والا کوئی نہیں اور کوئی کسی چیز کا مقرر نہیں سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں لیکن خان صاحب نے جتنے بھی یہ حوالے پیش کیے سب بے سود ہیں کیونکہ اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ رب العزت ہی کائنات میں تصرف ہے بلکہ اہل سنت و جماعت کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ ماتحت الاسباب امور ہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی تصرف ہے اس کی مرضی کے بغیر کوئی اپنا ہاتھ نہیں بلا سکتا البتہ خان صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ ماتحت الاسباب میں تو

بندے تصرف ہیں لیکن بافوق الاسباب امور ہیں اللہ تعالیٰ ہی تصرف ہے۔

خان صاحب نے جو ان عبارات کا مطلب سمجھا ہے اگر وہ مراد لیا جائے تو پھر ان آیات کریمہ کا کیا مطلب ہوگا جن میں ارشاد باری تعالیٰ کہ اللہ رب العزت ہی تمام ملکوں کا مالک ہے جس کو چاہے سارا عطا کر دے اسی طرح سلیمان علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کی بادشاہی عطا فرمائی جس کے بارے میں مفصل حوالہ جات ہم پچھلے اوراق میں دے چکے ہیں اور ہم نے قرآن پاک کی تفاسیر معتبرہ اور بلکہ خود پوہندہ یوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی اور ان کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی شیخ الہند محمود الحسن کے حوالہ جات سے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے خان صاحب نے اس طرح کی بھی عبارات نقل کی ہیں کہ تمام کائنات کے معاملات کی تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور مخلوق کے تمام احوال اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وابستہ ہیں لیکن خان صاحب بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ماتحت الاسباب امور ہیں بندے تصرف ہو سکتے ہیں بافوق الاسباب میں نہیں ہو سکتے تو پھر خان صاحب کی ان عبارات سے تو پتہ چلتا ہے کہ ماتحت الاسباب میں بھی بندے تصرف نہیں ہیں نیز خان صاحب ہی بتائیں کیا ملک الموت کو اللہ رب العزت نے روح قبض کرنے کی طاقت دی ہے یا نہیں کیا روح قبض کرنا ماتحت الاسباب ہے یا بافوق الاسباب اگر ماتحت الاسباب ہے تو کیا خان صاحب بھی کسی کی روح قبض کر سکتے ہیں اور اگر بافوق الاسباب ہے تو کیا ملک الموت روح کے قبض کرنے میں تصرف نہیں ہے یا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے حالانکہ ارشاد باری ہے۔

اللہ یوفی الالفس حین مولھا

اور یہ بھی ارشاد پاک ہے۔

قل یوفیکم مللکم الموت الذی وکل یکم

تو ثابت ہو گیا کہ اللہ رب العزت کے متصرف ہونے سے مخلوق کے متصرف ہونے لگی نہیں ہوتی خان صاحب نے جو باتیں نقل کی ہیں کہ کائنات میں اکیلا خدا ہی متصرف ہے تو ان کا مطلب یہی لیا جائے گا کہ حقیقی متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ رب العزت معاذ اللہ معطل ہے جس طرح روزی و رزق دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن میکائیل علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے روزی پہنچانے کی ذیوئی سونپ رکھی ہے۔

خان صاحب کا ایک عجیب خطبہ:

خان صاحب نے اپنی اس کتاب راہ ہدایت میں اس امر پر بڑا زور دیا ہے کہ کوئی مافوق الاسباب نہیں ہے ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اس سلسلے میں سب سے پہلے بولی مینا کا حوالہ پیش کیا کہ ہر چیز کے کچھ طبعی اسباب ہوتے ہیں تب وہ وجود میں آتے ہیں پھر خود ہی کہہ دیا کہ ان علی سینا دینی معتقدا نہیں ہے اب خان صاحب پر ارشاد فرمائیں کہ اگر ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہے جس طرح آپ کہتے ہیں۔ تو پھر یہ فرق کیوں کرتے کہ مافوق الاسباب ماتحت الاسباب پھر تو ہر چیز ہی ماتحت الاسباب بن گئی دوسری گزارش یہ ہے کہ فی الواقع ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے یہ بات مسلم ہے لیکن بزرگان دین جب یہ لفظ بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز عام عادی اسباب کے ذریعے واقع ہو وہ ماتحت الاسباب ہے اور جو چیز عام عادی اسباب سے صحت کہ ہو وہ مافوق الاسباب ہوتی ہے۔ جس طرح ایک آدمی پانی پی لے کر سیر ہو جائے اور اس کی پیاس بجھ جائے پانی پینے سے اس کی پیاس کا بجھ جانا اس کا تعلق ماتحت الاسباب امور سے ہے اور کسی بزرگ کی زبان چوسنے سے پیاس کا بجھ جانا یہ مافوق الاسباب امور میں شمار ہوتا ہے۔

خان صاحب سے ایک سوال:

اگر آپ کے نزدیک ماتحت الاسباب ہی تھی تو پھر آپ نے عقیدہ مشین میں یہ کیوں کہا کہ ماتحت الاسباب امور میں استعانت جائز ہے اور مافوق الاسباب امور میں استعانت شرک پھر حضرت کو یہ فرق کرنے کی ضرورت کیوں پیش آگئی خان صاحب کو چاہیے کم از کم سوچ سمجھ کر کوئی بات کیا کریں تاکہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

نوٹ:

خان صاحب اس کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۱۱۹ پر لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے ملک عطا فرمایا تھا وہ ماتحت الاسباب تھا ہم قارئین کے سامنے دوبارہ حضرت سلیمان علیہ السلام والی آیت پیش کرتے ہیں وہ خود انصاف فرمائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا۔ رب ہب لی ملکاً لا ینفیی لاحد من بعدی انک انت الوہاب۔ فسخرنا له الريح تجری بامرہ رخاء، حیث اصاب. والشیاطین کل بناء، وغواص. و اخرین مقرنین فی الاصفاد هذا عطاؤنا فامین اوامسلک بغیر حساب.

ترجمہ:

اے اللہ مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے علاوہ کسی کے لائق نہ ہو بے شک تو سب سے بڑا عطا کرنے والا ہے پھر ہم نے ہوا ان کے تابع کر دی جو ان کے حکم سے جہاں چاہتے تھے چلتی تھی اور شیطان اور قمار خاں بنانے والے اور سمندروں میں غوطے لگانے والے اور ہیز یوں میں بندھے ہوئے جن ان کے ماتحت کر دیے اس کے بعد فرمایا کہ یہ ہماری بخشش ہے چاہے احسان کرو یا روکے رکھو تم سے کوئی

حساب کتاب نہیں ہوگا۔

اسی آیت کے تحت کتب تفسیر میں یہی لکھا ہوا ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا مثلاً تفسیر مظہری، تفسیر صادی، تفسیر قرطبی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر کبیر، روح البیان، روح المعانی، تفسیر جمل، تفسیر خازن، تفسیر ماریڈی، ان تمام کتب اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب میں تصریح ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا مثلاً البحر المحیط، تفسیر زاد المسیر، تفسیر معالم المتحرل، مدارک، بیضاوی، شیخ زادہ، خفاجی علی البیضاوی، تفسیر حنفی، تفسیر ابن جریر، نیشاپوری، انکب کثیر۔

اب خان صاحب ہی بتلائیں کہ معجزہ امور عادیہ میں ہوتا ہے یا امور غیر عادیہ میں، اگر معجزہ امور عادیہ کے اندر صاد ہو جاتا ہے تو پھر اس سے تو ثابت ہوا کہ غیر انبیاء کرام بھی معجزے دکھاتے رہیں کیوں کہ امور عادیہ تو ہر کسی کے اختیار کے تحت ہوتے جناب سمجھ تو عقل کی بات کیا کرو

نوٹ:

خان صاحب ویسے تو اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ خواہش نفس کی پیروی اور تکبر کی وجہ سے ان کو قرآن پاک کو سمجھنے کی توفیق نہیں ہوتی لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہر جب مشہور و مشہور

المرء یقیس علی نفسہ

حضرت نے اپنا ہی حال بیان کیا۔

خان صاحب اہل سنت کی فکر نہ کریں اور نہ ہی ان کو نصیحتیں کریں بلکہ وہ اپنی فکر کریں ہم خان صاحب سے عرض کرتے ہیں۔

اے بلبل رنگیں نوا تجھ کو تو پڑی ہے گانے کی

مگر تجھ کو تو پڑی ہے تیرے آشیانے کی

خان صاحب کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ہوا کا سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق چلنا جنوں شیطانوں کا ان کے تابع ہونا اور کچھ جنوں کا بیڑوں میں ان کی حراست میں ہونا یہ ماتحت الاسباب امور ہیں یا فوق الاسباب کیا ہمیں بھی ایسے امور پر قدرت حاصل ہے جیسے کہ سلیمان علیہ السلام کو قہی ماتحت الاسباب قدرت میں تو ہمارے بندے ہی یکساں ہوتے ہیں ہم قارئین سے دوبارہ گزارش کریں گے کہ اس آیت کی تفسیر میں اشرف علی قناری اور شہید احمد عثمانی کی تفاسیر جو ہم بچپن اوراق میں ذکر کر چکے ہیں دوبارہ ان کو ملاحظہ فرمائیں۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

خان صاحب نے یہ جو عبارتیں نقل کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر واحد متصرف ہے کوئی اس کے علاوہ ملک میں شریک نہیں تو کیا جن دنوں میں اللہ رب العزت نے سلیمان علیہ السلام کو یہ سارے تصرفات عطا فرمائے تھے وہ خدا کے شریک بن گئے تھے اگر سلیمان علیہ السلام بھی اتنے عالی شان ملک کے باوجود خدا کے شریک نہیں بنے تو نبی کریم علیہ السلام کیلئے اگر زمین آسمان کی حکومت اللہ تعالیٰ کی عطا سے تسلیم کر لی جائے پھر سرکار علیہ السلام خدا کے شریک کیسے بن سکتے ہیں۔

نیز خان صاحب یہ بھی ارشاد فرمائیں کیا کسی بڑے سے بڑے دنیاوی بادشاہ کو اللہ رب العزت نے اتنا عظیم الشان ملک عطا فرمایا ہے جو سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے یہ عجیب تحت الاسباب تصرف ہے جو سلیمان علیہ السلام کے علاوہ کسی دنیاوی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوا جنوں کو بھی آپ کی حکومت ہو شیطانوں پر بھی

ہواؤں پر بھی آپ کی حکومت ہوا اور آصف بن برخیا جیسے صحابی آپ کے تابع فرمان ہیں جو چشم زدن میں تخت لاکر بیٹھ کر دیں اور ایسے قوی ہو گئے جن ان کے تابع فرمان ہوں۔ جو محفل پر خواست ہونے سے پہلے تخت حاضر کرنے پر قادر ہوں اتنی عظیم الشان حکومت کے باوجود اگر سلیمان علیہ السلام صرف ماتحت الاسباب میں ہی متصرف تھے تو پھر یہ نہیں مافوق الاسباب کس چیز کا نام ہے۔

خان صاحب سے ایک گزارش:

خان صاحب نے اس کتاب میں تفسیر اثنان کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس کے دل میں تکبیر ہو یا خواہش نلس کا بیروکار ہو اس کو قرآن پاک کی سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی اور خان صاحب کے تکبیر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ مولانا حسین الدین شاہ صاحب کو علمی گہرائی حاصل نہیں ہے اور علمی طور پر ہر وہ بالکل ناقص ہیں لہذا ان کو چاہیے کہ کچھ عرصہ علماء دیوبند سے آکر پڑھ لیں تاکہ انہیں کچھ علم حاصل ہو جائے۔

خان صاحب کا یہ مشورہ دینا ان کے تکبیر ہونے کی دلیل ہے خان صاحب یہ بتائیں کہ جو علماء دیوبند بریلی کی تقسیم سے پہلے گزر دیہیں ان کو علمی رسوخ کیسے حاصل ہو گیا مدرسہ دیوبند اور باقی دیوبندی مدارس تو بعد میں وجود میں آئے اور ان کا رسوخ علمی اتنا ہے کہ کوئی دیوبندی ہو یا بریلی ہو ان کی کتابوں کا محتاج ہے۔ تو خان صاحب کا اس طرح کے دعوے کرنا یہ دوسروں کو حقیر سمجھنے کے مترادف ہے اور حدیث شریف جو مسلم شریف میں مروی ہے اس میں نبی کریم علیہ السلام نے تکبیر کی سبکی تفریف فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا

الکبر بظو الحق و غمط الناس

کہ تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے اسلئے خان صاحب کو چاہیے کہ اپنی منکبرانہ روش کو چھوڑ کر توبہ کر کے سنی ہو جائیں اسی میں ان کا بھلا ہے ورنہ آخرت کے اندر سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ اپنے ٹھکانے میں جا کر یہ کہیں گے۔

سواء علينا اجز عنا ام صبرنا ما لنا من محيص

باب مدبرات امر کے بارے میں ایک بحث اور خان صاحب کے وساوس کا ازالہ:

صاحب نور ہدایت مولانا حسین الدین شاہ صاحب مدعہ العالی نے آیہ کریمہ

فالمذہبات امرا

کی تفسیر میں تفسیر کبیر، خازن، معالم، جمل کے حوالے سے لکھا کہ جبریل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل علیہ السلام امور البلیہ کی اہل زمین میں تہذیب و تقسیم فرماتے ہیں جبریل علیہ السلام ہوا اور فکروں پر موکل ہیں میکائیل علیہ السلام بارش اور روئیدگی پر مقرر ہیں عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر اور اسرافیل علیہ السلام انہیں حکم پہنچانے پر متعین ہیں اور حضرت شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی کے حوالے سے لکھا کہ مذہبات امرا سے مراد ملائکہ عظام جبریل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل مع احوالہم و جنودہم کہ ہر ایک برائے تہذیب امر از امور کو یہ مقرر فرمودہ اندر تو خان صاحب بجا ہے ان تفاسیر کے حوالوں کا کیا جواب دے سکتے تھے اس لئے زبان درازی پر اتر آئے اور حضرت شاہ صاحب کو بخشنے اونٹ کے ساتھ تشبیہ دے دی اور خان صاحب کی بوکھلاہٹ کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس اس آیت کریمہ سے

استدلال کا کوئی جواب نہیں تھا ہم خان صاحب کی اطلاع کیلئے مزید عرض کرتے ہیں کہ صرف ان تفسیر میں یہ تفسیر نہیں کی گئی بلکہ تفسیر ابن کثیر جو خان صاحب کی معتد علیہ تفسیر ہے تفسیر مظہری، تفسیر کشاف، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، تفسیر زاد المسیر، تفسیر نیشاپوری، تفسیر درمنثور، تفسیر صادی، تفسیر قرطبی، مدارک اور دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے بھی تفسیر عثمانی میں یہی تفسیر بیان کی ہے تو اہل سنت کا استدلال یہ تھا کہ مدبر امر تو اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے لیکن اللہ رب العزت نے یہ صفت فرشتوں کیلئے بھی ثابت کی ہے تو جب تک ذاتی عطائی کا فرق نہیں کیا جائے گا ان آیات میں تلبیق نہیں کی جائے گی خان صاحب اہل سنت کے اس استدلال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کا متصرف ہونا اس آیت سے ثابت نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اعتقادی مسائل قیاسی نہیں ہوتے تاکہ ملائکہ مدبر اور متصرف ہونے سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متصرف ہونے پر استدلال کیا جاسکے۔

جوابی گزارش:

خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ اگر کسی غیر اللہ کا متصرف ہونا شرک ہے تو قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کیا قرآن عظیم سے شرک بھی ثابت ہو جاتا ہے اور پھر خان صاحب نے اپنی کتاب کے سرورق پر لکھا ہے کہ مافوق الاسباب طریقے پر مختار کل اور متصرف فی الامور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ سرورق پر یہ بات لکھنے کے باوجود اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۸ پر حضرت نے یہ تسلیم کر لیا کہ ملائکہ کائنات کے امدار متصرف ہیں۔

تو پھر خان صاحب خود ہی بتلائیں کہ جب اللہ تعالیٰ ہی متصرف فی الامور

ہے تو پھر فرشتے کیسے متصرف ہو گئے کیا خان صاحب کے نزدیک فرشتے غیر اللہ نہیں ہیں؟ صرف انبیاء کرام اور اولیاء عظام غیر اللہ ہیں نیز جب خان صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ کائنات میں متصرف ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کسی غیر اللہ میں ماننا شرک ہے تو اپنے قول کے مطابق خان صاحب خود شرک ہو گئے۔

خان صاحب کا دوسرا اعتراض:

خان صاحب کہتے ہیں کہ عقیدے کے لئے قطعی دلیل چاہیے اور اس کی تو کوئی تفسیریں کی گئی ہیں لہذا یہ تو قطعی دلیل ہے اور عقلی سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا تو خان صاحب کی اس بے جا حرکت کے جواب میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہر عقیدہ قطعی نہیں ہوتا بعض عقائد عقلی بھی ہوتے ہیں اور عقلی عقائد پر قطعی دلائل قائم کیے جاسکتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد نمبر اس اور شرح مقاصد میں اس کی تصریح موجود ہے۔

نوٹ:

نمبر اس کے صفحہ ۵۹۸ شرح مقاصد جلد ۲ ص ۱۹۹ شرح مواہف ۶۹۹ نیز عقائد عقلی میں بھی انقبالیات دسل بلائکہ کی بحث میں یہ تصریح موجود ہے۔

خان صاحب کا تیسرا اعتراض:

خان صاحب کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت کی کئی تفسیریں ہیں لہذا اس آیت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ جس آیت کریمہ کی کئی تفسیریں کی گئی ہوں اگر اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا تو پھر تو قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں رہے گا کیونکہ ہر آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام کئی

کی تفسیر فرمادیتے ہیں اس لئے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے حاشیہ بیضاوی میں ارشاد فرمایا استدلال باحد التفسیر اور بات ہے اور استدلال باحد الاحتمالین اور بات ہے خان صاحب نے اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی احکام شریعت کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا بواسطہ فرشتگان اور سادات گان اور عقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلا توکل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم فرماتا ہے اعلیٰ حضرت نے جواب بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل پاک ہے اس سے کہ کسی توکل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق۔ اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدبیر امور پر مقرر فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فالمدبر ہر امر۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

خان صاحب نے جو اعلیٰ حضرت کی عبارت سے استدلال کیا ہے اس عبارت کی خان صاحب کے مدعا پر کوئی دلالت نہیں کیونکہ خان صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ ماتحت الاسباب امور میں بندے بھی تصرف کر سکتے ہیں اور مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ ہی متصرف ہے لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امور کائنات میں تدبیر و تصرف کرنے کے اندر فرشتوں کا محتاج نہیں ہے کیونکہ فلاسفہ کا یہ نظریہ تھا کہ اصل کارکنان قضاء و قدر ملائکہ اور عقول عشرہ وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا تو اس طرح ان کے افعال بالواسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو گئے۔ یہ گویا فلاسفہ کا تفویض امور والا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ فرشتوں کے حوالے کر کے خود مغائر اللہ معطل ہے تو اعلیٰ

حضرت نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مدبر متصرف ہے اور ملائکہ کرام تدبیر امور کائنات کی انجام دہی کیلئے اسباب ہیں اگرچہ فوق الطبیعت ہی کیوں نہ ہوں جس طرح جبریل علیہ السلام کے حضرت مریم علیہ السلام کے گریبان میں پھونک مارنے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اگرچہ سب اور مسبب کے باہم رابطہ اور تعلق اور جبریل علیہ السلام کی تدبیر سے تھا۔

کما قال النبی الامار رسول ربکم لاھب لکم علماً و زکیا

لیکن توالد و تاقول کا سبب طبعی یہ نہیں ہے تو گویا اعلیٰ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ اسباب ظاہرہ اور ان کے مسببات میں بھی حقیقی موثر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھا جائے اور نظر اسباب پر نہ رکھی جائے بلکہ مسبب پر اور اسباب غیر عادیہ میں بھی نظر اس کی ذات پر ہونی چاہیے اور موثر حقیقی اس کو سمجھنا چاہیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت تفسیر عزیزی کی ایک عبارت کا خلاصہ ہے کیونکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تفسیر عزیزی میں ارشاد فرمایا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ غیر اللہ سے استعانت اس طرح کہ اعتماد صرف اس پر ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی اعانت کا مظہر نہ جانے تو حرام ہے اگر توجہ اور التفات محض اللہ کی طرف ہے اور اس غیر کو اللہ کی امداد اور اعانت کے مظاہر میں سے ایک مظہر سمجھ کر اور کا خاندان اسباب اور حکمت باری پر نظر رکھتے ہوئے غیر اللہ سے ظاہری استعانت کریں تو عرفان سے دور نہیں ہوگی اور شریعت میں بھی جائز ہے اور درست ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء نے اس طرح کی استعانت سے کی ہے اور درحقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔

(تفسیر عزیزی جلد اول ص ۸)

اگر اعلیٰ حضرت کا یہی نظریہ ہوتا جو خان صاحب کا ہے تو آپ یہ کیوں

فرماتے۔

حاکم حکیم دادو دادیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

نیز خان صاحب یہ بتلائیں اگر احتیارات کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا
نظر یہ آپ جیسا ہے تو پھر ان کو مٹا کر ملانے پر مشرک کیوں مانتے ہیں نیز اعلیٰ
حضرت کی حدائق بخشش کے اس شعر پر شرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہو۔

احد سے احمد اور احمد سے قحہ
مب کن کن حاصل ہے یا غوث

نیز اعلیٰ حضرت نے خود اپنی کتاب الامن والاعلیٰ میں ارشاد فرمایا کہ ولایت
کام حضرت اور ملائکہ عظام کائنات میں متصرف ہیں نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ
ہیئت یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے کیونکہ مشرکین مکہ سے جب پوچھا جاتا کہ من یدبر الامر
تو وہ کہہ دیتے کہ اللہ اور اللہ رب العزت نے یہ صفت اپنے فرشتوں کیلئے بھی ثابت
کی ہے اس کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ادا ناپاک طاغوت کی سنگت والو! جب
تک ذاتی اور عطا کی کے اس فرق پر ایمان نہیں لاؤ گے قرآن پاک کے ان قہروں
سے ایمان نہیں پاؤ گے اور جب اس فرق پر ایمان لے آؤ گے تو تمہارے شرک و کفر کی
یہ بحثیں ختم ہو جائیں گی اس لئے خان صاحب کو چاہیے کہ آئندہ اعلیٰ حضرت کا اس
طرح کا حوالہ دینے سے تو پرہیز کریں اور اپنی زبان کو لگام دیں اور اعلیٰ حضرت کی
عبارات کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں تاکہ اس طرح کی ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا
پڑے اس آیت کریمہ کی ایک اور تفسیر بھی ہے قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہم
اختصار کی خاطر اردو ترجمہ پیش کریں گے۔

قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہ صفات قسم موت کے بعد کالمبین کی ارواح
کی صفات ہیں وہ اپنے شرف و فضل اور قدرت کی بدولت مدبرات امر میں سے بن

جاتے ہیں یا زندہ حضرات کے نفوس فاضلہ کی یہ صفات ہیں جو حالت سلوک میں
شہوات سے الگ تھلک ہو جاتے ہیں اور عالم قدس کی طرف بخوشی راغب ہوتے ہیں
اور مراتب و ارتقاء میں تیرتے ہیں پس کمالات کی طرف سبقت لے جاتے ہیں حتیٰ کہ
احکام کے بعد تکمیل کے مرتبہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر بیضاوی علی حاشیہ شہاب جلد ۸ ص ۳۱۳)

اب خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ مرید درسی کتاب بیضاوی شریف کے
اندر بھی ایسا مواد موجود ہے جو شرک پر مشتمل ہے تو پھر کیوں معاذ اللہ آپ نے ایک
مشرک کی کتاب درس نظامی کے نصاب میں داخل کی ہوئی ہے۔ اس کتاب کو خارج
کر کے کوئی اپنی لکھی ہوئی کتاب شامل کر لیں تاکہ لوگ شرک سے محفوظ رہیں علامہ
خفایا بھی بیضاوی کی اس عبارت پر حاشیہ لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ مدبرات
کے لفظ سے ملائکہ بھی مراد ہیں اور اولیاء کرام بھی مراد ہیں کیونکہ اولیاء کرام کی ارواح
مقدسہ اپنے ابدان سے جدا ہونے کے بعد ملائکہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہیں اس وجہ
سے لوگوں کا اتفاق ہے کہ اولیاء کرام کے حرارات پر حاضری دینی چاہیے اگرچہ بعض
طبلہ لوگ اس امر کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے اس فساد کی شکایت
ہے اس وجہ سے کہا گیا اگرچہ حدیث نہیں ہے۔ کہ جب تم امور میں حیران ہو جاؤ تو
قبر والوں سے مدد طلب کرو اسی سے ملتی جلتی عبارت تفسیر روح المعانی کے اندر بھی
موجود ہے بیضاوی کے مشہور عالم شارح علامہ شیخ زادہ نے بھی قاضی بیضاوی علیہ
الرحمۃ کی تفسیر کے ساتھ مکمل اتفاق کیا ہے اور ان کی تائید فرمائی ہے شیخ متقی نے بھی
ابجد المدعات میں قاضی بیضاوی کی اس عبارت کی تائید فرمائی ہے امام رازی قاضی
بیضاوی سے پہلے اپنی تفسیر بھی یہ معنی بیان کر چکے ہیں ہم ان کی کثیر عبارات گذشتہ
اوراق میں نقل کر چکے ہیں تفسیر روح البیان کے اندر بھی یہی تفسیر موجود ہے اسی طرح

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تجلۃ الباقی جلد اول ص ۱۳۱ میں اولیاء کرام کو مہرابت امر میں شمار کیا ہے ان کی عبارات بھی گزشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح العزیز کے اندر یہی معنی صوفیاء کرام سے نقل فرمایا ہے دیوبندیوں وہابیوں کے مسئلہ پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم فارسی کے ص ۱۳۶ پر تحریر کیا ہے، ائمہ اہل طریق واکابر اہل فریق در زمرہ ملائکہ مہرابت الامر معدود اندہیں احوال میں عظام براحوال ملائکہ کرام قیاس باید کرد۔

اس طریقے کے امام اور اس گروہ کے اکابر کا شمار ان ملائکہ میں ہوتا ہے جو کائنات کا نظام چلانے پر مامور ہیں پس ان بزرگوں کے حال کو ملائکہ کے احوال پر قیاس کرنا چاہیے اب خان صاحب سے استفادہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ اولیاء کرام یا فرشتوں کو متصرف تسلیم کرنا شرک ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور آپ کے امام اسماعیل دہلوی جن کو آپ شہید کہتے ہیں وہ اولیاء کرام اور فرشتوں دونوں کو کائنات میں متصرف تسلیم کر رہے ہیں کیا آپ کے شرک کا فتویٰ اسماعیل دہلوی پر بھی لگے گا یا صرف اہلسنت کیلئے ہی ہے خان صاحب کہتے ہیں کہ یہاں ماتحت الاسباب امور مراد ہیں کیا انہوں نے یہ آیت نہیں پڑھی فاعلمت امرا تفسیر ابن کثیر تفسیر درمشفور، تفسیر مظہری، ابن جریر روح المعانی وغیرہ میں تصریح موجود ہے کہ مقسست سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کائنات میں رزق بارش وغیرہ تقسیم کرتے ہیں دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے بھی اپنی تفسیر عثمانی میں یہی بات لکھی ہے کیا بارش اور رزق تقسیم کرنا ماتحت الاسباب ہے یا مافوق الاسباب ہے اور نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد پاک مسند امام احمد، دلائل النبوة للبیہقی میں بھی موجود جس میں فرمایا اللہ یرزق وانا اقم۔ خان صاحب کو چاہیے کہ سرکار علیہ السلام کے اس فرمان

کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات کے قائل ہو جائیں کہ نبی کریم علیہ السلام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقسیم کرنے والے ہیں ہمارے امام نے فرمایا
انا اعطیک الکوزی ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
مزید ارشاد فرمایا۔

آسمان خوان زمین خواں زمانہ مہمان
صاحب خانہ کس کا لقب ہے تیرا تیرا

نوٹ:

تھاوی صاحب اپنی کتاب جمال الاولیاء کے صفحہ ۳۰ پر ایک بزرگ ابو العباس شاعر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ چند بیہوشوں کے عوض بارش بچا کرتے تھے اگر بارش بیچنا ماتحت الاسباب ہے تو پھر کیا خان صاحب بھی بارش بیچ سکتے ہیں اور اگر مافوق الاسباب ہے تو پھر خان صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہو گیا کہ مافوق الاسباب امور میں کسی کو متصرف سمجھنا شرک ہے یا تو اس نظریے سے توہر کریں اور نبی ہو جائیں یا پھر اپنے حکیم الامت کو مبلغ شرک قرار دیں اور جو فتویٰ اہلسنت پر لگاتے ہیں اگر واقعی آپ میں انصاف اور دیانت ہے تو یہی فتویٰ اپنے تھاوی صاحب پر بھی لگائیں۔

خان صاحب نے اپنی کتاب عبارات اکابر میں لکھا ہے کہ ہم تھاوی صاحب کے ایرانی نسخوں پر عمل کرتے ہیں اور اپنی نجات کا سامان کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اس ایمانی نسخے پر عمل کریں صرف بہشتی دہور کے آخر میں درج کیے گئے ایمانی نسخوں پر عمل نہ کیا کریں تھاوی صاحب کے قلم سے اہل سنت کی تائید میں نکلنے والی بات کو بھی تسلیم کر لیا کریں۔

خان صاحب کی مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب میں من گھڑت تفریق

خان صاحب کہتے ہیں مافوق الاسباب میں اکیلا اللہ ہی متصرف ہے جب کہ نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا جوئے کا تمہ نوٹ جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اور کسی نے نمک طلب کرنا ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اب خان صاحب ہی بتائیں کہ جوئے کا تمہ نوٹ جانے کی صورت میں یا نمک کی حاجت کی صورت میں کبھی انہوں نے کسی غیر سے استغاثہ نہیں کی صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں یا مسجد مدرسہ کے چندے کے سلسلہ میں کبھی انہوں نے کسی مخلوق سے استغاثہ نہیں کی صرف اللہ ہی سے مطالبہ کرتے ہیں تو ثابت ہو گیا اصل دار و مدار شرک کا کسی غیر اللہ کو مستقل متصرف سمجھنے پر ہے یا اس معنی کہ اس کو موثر حقیقی سمجھا جائے نہ کہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب ہے۔

نیز خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ جب نبی کریم علیہ السلام کو ایک کافر نے اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر کہا کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا مجھے میرا اللہ بچائے گا تو اس حدیث پاک سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماتحت الاسباب کے اندر بھی اصل مستعان اللہ کو سمجھنا چاہیے نیز کفار سے پوچھا جاتا ہے کہ کائنات کی تدبیر کون کرتا ہے تو وہ کہتے تھے اللہ تو کیا اس سے مراد وہ ماتحت الاسباب امور لیتے تھے یا مافوق الاسباب؟ اگر ماتحت الاسباب امور مراد لیتے تھے تو پھر خان صاحب کا نظریہ تو ان سے بھی بدتر ہے کہ مشرکین کہ بھی ماتحت الاسباب امور میں اللہ تعالیٰ کو متصرف سمجھتے تھے اور خان صاحب کہتے ہیں کہ ماتحت الاسباب امور میں مخلوق متصرف ہو سکتی ہے اور اگر مشرکین مکہ مافوق الاسباب امور میں صرف

اللہ تعالیٰ کو متصرف سمجھتے تھے تو پھر خان صاحب ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے فالہدیرات امر کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام ہوا پر موکل ہیں میکائیل علیہ السلام ہاش اور روبیک کی پر عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر اور اسرائیل علیہ السلام انہیں حکم فرمانے پر مامور ہیں تو پھر کیا یہ اکابر جنہوں نے فالہدیرات کی تفسیر میں ان حضرات ملائکہ کا ذکر کیا ہے اور تمام مفسرین نے راجع اور محقق تفسیر اس کو قرار دیا ہے تو پھر کیا ان تمام اکابر مفسرین کو کافر قرار دیا جائے گا اور خان صاحب اس امر کو تو تسلیم کرتے ہوں گے کہ ملک الموت روح قبض کرنے پر قادر ہیں کیونکہ ارشاد باری ہے۔

قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل یکم

تو خان صاحب ہی فرمائیں کہ روح قبض کرنا ماتحت الاسباب امور سے ہے یا مافوق الاسباب امور سے اگر ماتحت الاسباب امور سے ہیں تو پھر خان صاحب بھی کسی کی روح قبض کر سکتے ہیں اور اگر مافوق الاسباب امور سے ہے تو پھر خان صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہو گیا کہ مافوق الاسباب امور میں صرف اللہ ہی متصرف ہے نیز خان صاحب اس آیت پر غور فرمائیں تو تو رسلاً لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ قرآن مجید کی آیات میں نگرنا پیدا کرنے سے باز رہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا

نیز خان صاحب اس حدیث پاک پر غور کریں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

انما هلک من کان قبلکم ضربوا کتب اللہ بعضہ ببعض انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضاً فلا تخذوا بعضہ ببعض ما علمتم منه فقلوا بہ فما جہلتم منه فعلوه الی عالمہ۔ (ابن ماجہ۔ مسند امام احمد بسند صحیح)

ہے شک کہ تم سے پہلی امتیں اس وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ہام تقاض پیدا کر دیا۔ قرآن پاک کی آیات ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہیں قرآن پاک کے بعض کی بعض کے ذریعے تکذیب نہ کرو جو کچھ اس میں سے جانتے ہو بیان کر دیا کرو اور جو نہیں جانتے اس کو جاننے والے کی طرف سپرد کر دیا کرو۔

خان صاحب کی خدمت میں ایک گزارش:

خان صاحب کی پسندیدہ تفسیر روح المعانی میں مرقوم ہے کہ جو لوگ قطب کو زمین آسمان میں متصرف مانتے ہیں ان کی طرف سے یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے اذن سے قطب زمین و آسمان ہی متصرف ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے غیر اللہ کے متصرف ہونے پر آیت دلیل سے فائدہ برات امرا۔

(تفسیر روح المعانی پارہ ۱۱ زیر آیت من یدبر الامر مراح)
نیز خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ اگر مافوق الاسباب میں غیر اللہ متصرف نہیں ہو سکتا تو پھر سلیمان علیہ السلام کو اس مسئلہ کا علم نہیں تھا کہ کیا سلیمان علیہ السلام مسائل توحید میں اتنا ادراک نہیں رکھتے تھے جتنا اسماعیل و ہلوی حسین علی اور ہمارے محترم خان صاحب کو حاصل ہے تو جب سلیمان علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا۔

ایکم یاتینی بعروشہا قبل ان یاتونی مسلمین قال عفریت من الجن الانیلت بہ قبل ان تلوم من مقامک والی علیہ لقوی امین

اور خان صاحب ہی فرمائیں کہ آپ کا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کیا فتویٰ ہے تو پھر کیا آپ کے نزدیک محاذ سلیمان علیہ السلام ان سے بھی بڑھ گئے نیز جس چیز کو آپ شرک سمجھتے ہیں ہر وقت اس کی تردید میں مصروف رہتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کے نبی کے سامنے ایک جن یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ میں محفل برخواست ہونے سے پہلے تخت پیش کر سکتا ہوں تو سلیمان علیہ السلام نے اس کی تردید کیوں نہ فرمائی بلکہ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اس سے بھی جلدی چاہیے تو اللہ کے ولی نے عرض کیا میں چمک چمکنے سے پہلے تخت پیش کر سکتا ہوں لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ اپنے فتویٰ کفر کی زد میں انبیاء علیہم السلام کو نہ لے آئیں اور اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام سے بڑا موصد ثابت نہ کریں مسئلہ توحید میں انبیاء علیہم السلام کو جتنی شناسائی ہوتی ہے اور ان کے دل میں توحید کی جتنی عظمت چا گزریں ہوتی ہے وہ ہمارے اور تمہارے لحاظ سے کھربوں درجے زیادہ ہے لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ توبہ کریں۔

خان صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر تحریر فرمایا ہے کہ مسئلہ استدلال کے بارے میں مفصل بحث ہم نے گلدستہ توحید میں کر دی ہے وہاں مطالعہ کریں ہم قارئین کی بارگاہ میں گزارش کریں گے صرف گلدستہ توحید کے مطالعہ پر ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ اگر واقعی ان کو حق کی طلب اور تلاش ہے تو گلدستہ توحید کے جواب میں لکھی گئی مبسوط کتاب مکشّن توحید و رسالت کا بھی مطالعہ کریں تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں اور خان صاحب کے اس متولہ کی حقیقت بھی سمجھ میں آجائے بعد ہا تمین الاشیاء۔

خان صاحب کا شرح مواقف کی عبارت سے غلط استدلال:

خان صاحب شرح مواقف کی عبارت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں بت پرست دو واجب الوجود کے قائل نہیں اور نہ وہ جنوں کو صفات الوہیت سے متصف مانتے ہیں اگرچہ وہ ان پر الہ کا اطلاق کرتے ہیں بلکہ انہوں نے تو انبیاء کرام یا نیک بندوں یا فرشتوں یا ستاروں کی تصویریں اور فوٹو بنا کر کعبات کے طور پر ان کی تعظیم

شروع کر دی تاکہ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکیں۔

خان صاحب کے استدلال کا رد:

خان صاحب کا اس عبارت سے استدلال کرنا ہماری ناقص سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ مافوق الاسباب امور میں انبیاء علیہم السلام متصرف ہو سکتے ہیں یا نہیں اور خان صاحب نے حوالہ اس امر میں پیش کیا ہے کہ بت پرست انبیاء علیہم السلام کی یا بزرگان دین کی تصویریں کی عبادت کرتے تھے تو خان صاحب سے کوئی پوچھے کہ ان کی اس عبادت کو کون صحیح تسلیم کرتا ہے اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہیں کہ کسی بھی غیر اللہ کی عبادت کرنا چاہیے تصویر کی عبادت ہو یا صاحب تصویر کی یہ عبادت شرک ہے جب ہم انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مخلوق مانتے ہیں تو پھر ہم جب ان کو ہی خدا نہیں مانتے اور نہ ہی عبادت کے لائق سمجھتے ہیں چہ جائیکہ ان کی تصاویر کو خدا تسلیم کریں کیا ہمارے امام کا یہ شعر خان صاحب نے حقائق بخشش میں ملاحظہ نہیں کیا جس سے ہمارے عقیدہ کی ترجمانی ہوتی ہے۔

تیرے تو وصف عیب تھائی سے ہیں بری

جہاں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضانے قسم خن اس پہ کر دیا

کہ خالق کا بندہ اور خلق کا آقا کیوں تجھے

اور مشرکین کہ جن کے بارے میں خان صاحب نے سابقہ غیر متعلق حوالہ پیش کیا ہے وہ خود قیامت کے دن عرض کریں گے۔

واللہ ان کنا لہی جہل مبین اذ نسویمک برب العلمین

تو خان صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بتوں کی صرف تعظیم کرتے تھے جبکہ مشرکین کہ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جب جنہیں اللہ کے برابر سمجھتے تھے اور تہجد کی عبادت کرتے تھے ہم کلی گمراہی میں تھے جبکہ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ۔

لہم یکن لہ کفو احد

نوٹ:

خان صاحب کی یہ صفت قابلِ داد ہے کہ کسی چیز کا جواب بنے یا نہ بنے کسی دلیل کا دعویٰ پر اطلاق ہو یا نہ ہو کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں گویا ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود کے پورے پورے مصداق ہیں۔ اور غم ٹھوٹک کہ میدان میں آنے کے پوری طرح دہنی ہیں آگے یہ قسمت کی بات ہے کہ خان صاحب وہ جنگ جیتیں یا ہاریں گویا خان صاحب اپنے اس شعر کے پورے مصداق ہیں۔

فکست درخ نصیبوں دے اے میر

مقابلہ قولِ ناتواں نے خوب کیا

خان صاحب نے میر سید شریف جرجانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام اہل سنت محقق شمس الحدیث امام المسکین حضرت کا اگر واقعی ان کے بارے میں یہی نظریہ ہے کہ وہ شمس الحدیث ہیں اور امام المسکین ہیں تو اس شرحِ مواقف کے ص ۲۶۲ پر انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھ پر انبیاء علیہم السلام کی قدرت سے صادر ہوتا ہے۔ جب کہ خان صاحب نے اپنی اسی کتاب میں بار بار لکھا ہے کہ یہ نظریہ کہ مجزات انبیاء علیہم السلام کے ارادے سے صادر ہوتے ہیں یہ باطل پرستوں کا نظریہ ہے اور غیر اسلامی نظریہ ہے اب خان صاحب ہمیں صرف اثباتاً دیں کہ کیا جو سنی امام اہل سنت بھی ہو اور شمس الحدیث بھی امام المسکین بھی ہو کیا وہ غیر

اسلامی نظریہ پیش کر سکتے ہیں اگر وہ غیر اسلامی نظریہ پیش کرنے والے تھے تو پھر آپ نے ان کو اتنے عظیم الشان القاب کیوں دیے اور آپ ان کی عبارات سے استدلال کیوں کرتے ہیں نیز غیر اسلامی نظریہ پیش کرنے والے کو اتنے بڑے القاب دے کر اور رحمت اللہ علیہ کہہ کر آپ کا انجام کیا ہوگا لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ یا ان کو اپنا بزرگ ماننا چھوڑ دیں یا ان کے ان اقوال کو جو اہل سنت پیش کرتے ہیں تسلیم کرنے کا اعلان کریں۔

مولوی سرفراز کی طرف سے حسین علی کی برات کی ناکام کوشش:

صاحب نور ہدایت مولانا حسین ولدین شاہ صاحب نے مولوی حسین علی پر الزام قائم کیا تھا کہ مولوی حسین علی اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا قائل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب بلغۃ الخیر ان میں کل فی سب معین کی ترویج کرتے ہوئے لکھتا ہے یہ علیحدہ جملہ ہے جو قبل کے ساتھ نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ تمام آیتیں اولاً کتب معین میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہلسنت کا مذہب ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے۔ (بلغۃ الخیر ان ص ۱۵۴)

تو اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے خان صاحب کہتے ہیں کہ بلغۃ الخیر ان حضرت کی اپنی تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ حضرت کی تقاریر ہیں جو ان کے شاگردوں نے تحریر کیں۔ لہذا ان تقاریر کی ذمہ داری استاد پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ تو خان صاحب کی پیش کردہ عفائی کے بارے میں عرض یہ ہے کہ خان صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ یہ حضرت کی اپنی تصنیف نہیں ہے بلکہ حضرت کی تقاریر ہیں لیکن جس صفحہ سے حضرت نے یہ عبارت نقل کی ہے یہ تقاریر غلام اللہ اور نذر شاہ عباسی نے قلمبند کی تھیں۔ لیکن

خان صاحب اس کے بعد والا جملہ چھوڑ گئے کہ حضرت نے بعد میں اس پر نظر چینی بھی فرمائی تھی تو اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ حسین علی نے ان تمام عبارات کو ملاحظہ کیا تو اس کی تائید و تصدیق کے بعد یہ کتاب منظر عام پر آئی اور اس کتاب کے شروع میں کافی خواب بیان کیے گئے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ نے حسین علی کو اس کتاب کے لکھوانے کا الہام کیا تھا تو پھر حسین علی صاحب نے اتنی سستی کا مظاہرہ کیوں کیا کہ بعض تقاریر پر نظر کی اور بعض پر نہ کی کیا ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ جب یہ کتاب منظر عام پر آئے گی تو اگر اس میں غلطیاں ہوئیں تو میری طرف منسوب ہوں گی نیز حسین علی نے کتاب کے شروع میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے حسین علی کو کہا کہ آپ قرآن پاک کی تفسیر لکھیں تو پھر حسین علی نے انبیاء علیہم السلام کی فرمائش کی یہی قدر کی؟ کہ اپنی اسلامی تقاریر کو بلا تیباب ملاحظہ بھی نہ کیا یہ ان کی کوئی دیانتداری ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ فیض الباری بھی تو انور شاہ کا شیریں کی اسلامی شرح ہے پھر اس شرح کو ان کی تصانیف میں کیوں شمار کیا جاتا ہے نیز بلغۃ الخیر ان کی یہ عبارت بھی قابل غور ہے کہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جو آیات معتزلہ کے مذہب کے خلاف آتی ہیں ان کا وہ صحیح مطلب بیان کر لیتے ہیں لیکن جو آیات کریمہ اہل سنت کے مذہب کے خلاف آتی ہیں ان کا وہ صحیح مطلب بیان نہیں کر سکتے یہ عبارت بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو حادث مانتے ہیں خان صاحب نے حسین علی کی صفائی پیش کرنے کیلئے ان کی کتاب خیرات حدیث کا حوالہ پیش کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا ہونے سے پہلے بھی جانتا ہے تو خان صاحب کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ ان کی آخری کتاب ہے اور اس میں مسئلہ تقدیر کو انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ اگر ایک

کتاب میں گستاخانہ عبارت آجائے تو جب تک اس سے توبہ نہ کی جائے اور اس عبارت سے رجوع نہ کیا جائے تو اس وقت تک دوسری عبارات سود مند نہیں ہوتیں اور شاہ کشمیری کے ملفوظات میں ہے کہ جب ایک جگہ تو قنی کلمات ثابت ہو جائیں تو جب تک ان سے توبہ نہ کی جائے تو ہزاروں مدحہ کلمات بھی فائدہ نہیں دے سکتے جب تک ان گستاخانہ کلمات سے توبہ نہ کی جائے۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۹)

اسی طرح دیوبندیوں کے امین شہزاد مرتضیٰ حسن درہنگی اپنی کتاب اشد العذاب میں لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو بھی علیہ السلام کی گستاخیاں کی ہیں تو جب تک وہ ان سے توبہ نہ کرے اور تعریفی کلمات کہتا بھی رہے تو اس کو وہ تعریفی کلمات فائدہ نہیں دیں گے۔

لہذا خان صاحب کی یہ کوشش بے سود ہے کہ تحریرات حدیث کا حوالہ دے کر ان کی جان چھڑائیں نیز خان صاحب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ اشرف علی تھانوی کے پاس جب بلغۃ النہیر ان بھیجی گئی تو اس نے کہہ دیا کہ میں اس کو اپنے کتب خانے میں نہیں رکھنا چاہتا اور نہ اپنے متعلقین میں سے کسی کے کتب خانے میں یہ کتاب دیکھنا چاہتا ہوں لہذا فوراً اس کتاب کو واپس بھیج دیا جائے۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۶ ص ۱۲۱)

نوٹ:

اشرف علی تھانوی کا یہ اظہار ناراضگی اسی عبارت کی وجہ سے تھا جس عبارت کی خان صاحب صفائی پیش کر رہے ہیں جیسا کہ امداد الفتاویٰ کے اس جلد و صفحہ پر یہ تصریح بھی موجود ہے۔

نیز خان صاحب بلغۃ النہیر ان کے ان الفاظ پر غور کریں کہ آیات قرآنیہ جیسا

کہ ولعلم الذین اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں بعض مقام جو معتزلہ کے مطابق نہیں بننے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں اور اہل سنت والے معنی علم ظہور لیتے ہیں تو یہاں خان صاحب دیکھیں کہ مولوی حسین علی صاحب صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ آیات و احادیث ان کے مذہب کو ثابت کرتے ہیں اور ان کے مذہب پر پوری طرح منطبق ہیں تو یہاں صاف طور پر معتزلہ کے مذہب پر قرآن حدیث کو منطبق کیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جو مقام معتزلہ کے مطابق نہیں بننے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں۔

خان صاحب ہی بتائیں کیا اس عبارت ہی معتزلہ کی واضح تائید نہیں خان صاحب کہتے ہیں کہ حسین علی نے یہ تو نہیں کہا کہ ولعلم الذین انما آیت کریمہ کا اطلاق ان کے مذہب پر صحیح ہے لیکن حضرت نے یہاں کوئی اچھی قابلیت کا مظاہرہ نہیں کیا کیوں کہ حسین علی ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جو آیات و احادیث معتزلہ کے مذہب کے خلاف ہیں ان کا صحیح معنی کرتے ہیں یہ عبارت اس امر کی صاف غمازی کر رہی ہے کہ حسین علی صاحب اس بارے میں اہلسنت کے موقف سے مطمئن نہیں اور معتزلہ کا مذہب ان کے نزدیک قوی ہے لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ حسین علی کی عقیدت سے بالاتر ہو کر اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے خادم و مرید ہونے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کچھ شرعی قواعد کا بھی لحاظ کر لیں اس سے ان کے دیوبندی ہونے میں کوئی فرق نہیں آئے گا خان صاحب نے جو غلام اللہ خان کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے رسالہ شائع کیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ بلغۃ النہیر ان کی اصل عبارت اسی طرح تھی کتاب کی غلطی سے یوں لکھی گئی جس سے اصل مطلب بدل گیا ہے۔

تو خان صاحب یہ فرمائیں کہ کیا غلام اللہ کو کتاب کی غلطی اس وقت یاد آئی جب اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوا پہلے ان پر اس غلطی کا انکشاف کیوں نہ

ہوگا پھر کاتب کی غلطی لفظوں میں ہوئی یہ تو نہیں کہ عبارت ہی ساری کی ساری بکڑ کر رہ جائے یہ طریقہ کوئی اچھا نہیں کہ جب بندہ بچھن جائے اور کفر کے فتوے لکھنے شروع ہو جائیں تو بجائے توبہ کرنے کے ساری غلطی کا توبہ کر سہو پ دی جائے۔

دیوبندیوں کے اللہ تعالیٰ کے علم غیب پر منکر ہونے پر ایک اور دلیل:

بلغۃ الحیران کی عبارت کی غلطی کو تو خان صاحب نے شاگردوں اور کاتب کے ذمہ لگا دیا ہے لیکن اسماعیل دہلوی کی اس عبارت کے بارے میں خان صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے وہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

اور خان صاحب شرح عقائد پڑھا پڑھا کے بوڑھے ہو گئے ہیں اور ان کو پتہ ہوگا کہ شرح عقائد کے اندر یہ عبارت موجود ہے۔

ان المصادر عن المشی بالصدق ولاختیار میكون حادفاً بالضرورة

جو امر کسی سے ارادے اور اختیار کے ساتھ صادر ہو وہ بالہدایت حادث ہوتا ہے تو گویا اسماعیل دہلوی کا نظریہ یہی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب حادث ہے کیا خان صاحب یہاں بھی فرمائیں گے یہ کتابت کی غلطی ہے یا الہامی کتاب ہے کہ شاگرد سے غلطی ہو گئی ہے اور اسماعیل کی تقویۃ الایمان کے بارے میں رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ اس کتاب کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور اس فتاویٰ رشیدیہ کے دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ بندہ کے نزدیک تقویۃ الایمان کے تمام مسائل صحیح ہیں اب خان کے پیر و مرشد حسین علی صاحب گنگوہی صاحب کے شاگرد

ہیں تو ظاہر بات ہے ان کا بھی وہی عقیدہ ہوگا جو ان کے استاد کا ہے اور پھر خان صاحب کا نظریہ بھی وہی ہوگا جو گنگوہی صاحب کا ہے بلکہ پوری دیوبندی ذریت کا بھی یہی عقیدہ ہوگا کیوں کہ گنگوہی کا اپنے بارے میں ارشاد ہے کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر نبیات موقوف ہے میری اتباع پر تو اگر حسین علی گنگوہی صاحب کے فتوے کو نہ مانے کہ پوری تقویۃ الایمان پر عمل کرنا فرض ہے تو ہدایت و نجات سے محروم ہو جائے گا اور اگر مانے تو اس کا مسلک بھی یہی ثابت ہوگا کہ وہ بھی اللہ کے علم کو حادث مانتا ہے پھر خان صاحب پر گویا کہ یہ مقولہ سچا آئے گا۔

القرار بامنه القرار

اسی طرح انور شاہ کشمیری نے بھی فیض الہادی کے اندر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم چاہی کی طرح ہے جس طرح چاہی سے جب چاہے کوئی تالہ کھول لے اللہ تعالیٰ کے پاس بھی غیب کے خزانوں کی کھولیاں ہیں جب چاہے غیب دریافت کر لے۔ خان صاحب نے ایک بڑا عجیب دعویٰ کیا ہے کہتے ہیں کہ حسین علی تو ساری زندگی درس دیتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہی علم غیب جانتا ہے وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم غیب نہیں جانتا تو خان صاحب کا یہ دعویٰ بڑا عجیب ہے کیونکہ ضروری تو نہیں کہ جو آدمی کافی عرصہ ایک عقیدے کا پرچار کرتا رہے تو اس سے اس عقیدہ کا انکار صادر نہ ہو سکے کیا حسین علی کے سارے اقوال قرآن کی آیات کی طرح ہیں کہ ان میں تناقض نہیں آسکتا؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علم غیب عطائی کے انکار کی ان پر یہ دعوت پڑی ہو اور اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے منکر ہو بیٹھے ہوں جس طرح شاہ اسماعیل دہلوی نے انبیاء علیہم السلام کی نفی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کو بھی حادث قرار دے ڈالا۔

خان صاحب کا ایک اور بے بنیاد دعویٰ:

خان صاحب اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۱۳۶ پر لکھتے ہیں حضرت حسین علی اہل سنت کے امام اور توحید و سنت کے داعی اور شرک کے مٹانے والے تھے۔

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ حسین علی صاحب توحید و سنت کے داعی تھے اور اہل سنت کے امام تھے کیوں کہ حسین علی نے اپنی اسی کتاب بلذہ الخیر ان میں لکھا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ میرا قبلہ تبدیل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابھی تو تمہیں یہ قبلہ پسند نہیں آگے چل کر پسند آجائے گا حالانکہ تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ تحويل قبلہ نبی کریم علیہ السلام کی خواہش کے مطابق ہوئی اور صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اس امر کو پسند فرماتے تھے کہ میرا قبلہ وہی ہوتا چاہیے جو ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا نیز بخاری و مسلم میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ماری ربک الایہ ربیٰ حواک یا رسول اللہ ﷺ نبی کریم علیہ السلام نے آپ کے عرض کر کے باوجود سکوت فرمایا اگر ان کا یہ نظریہ غلط ہوتا تو سرکار علیہ السلام ان کو ٹوک دیتے اس طرح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عمر کی یہ خواہش تھی کہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا حکم نازل ہونا چاہیے اور پدے کا حکم نازل ہونا چاہیے شراب کی حرمت واضح طور پر نازل ہونی چاہیے تو اللہ رب العزت نے ان کی تمام خواہشات کو پورا فرما دیا بلکہ امام سیوطی نے تاریخ اطفالہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں آیات اللہ رب العزت نے حضرت عمر کی مرضی کے مطابق نازل فرمائی ہیں اور وہابی حضرات خود بھی ایک موقع پر تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے

تو اللہ رب العزت نے ان کی مرضی کے مطابق حکم نازل فرمایا اور وہابی حضرات اس واقعہ کو نبی علیہ السلام کے علم غیب کی نفی میں پیش کرتے ہیں چلو یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق قرآن مجید اتارا تو پھر وہابی حضرات کو کیا بغض ہے نبی کریم علیہ السلام کی ذات سے کہ آپ کی خواہش کے مطابق تحويل قبلہ مانے کو بھی تائید میں جبکہ نبی کریم علیہ السلام کے غلاموں کیلئے کئی امور کا صدور ان کی خواہش کے مطابق تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں کم از کم وہابی حضرات اس آیت پر ہی غور کر لیتے

فسبح اطراف المنہار و آناء الیل لعلت ترضی

نیز یہ آیت کریمہ کاش وہابی حضرات پڑھ لیتے۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی

کاش حسین علی اور اس کی ذریرہ اس آیت کریمہ کو ملاحظہ کر لیتے۔

لہم ما یشاون عند ربہم

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولکم فیہا ما تشہی انفسکم

جن کے غلاموں کی اللہ رب العزت اُتی عزت افزائی فرمائے گا ان کی خواہش سے قبلہ بھی تبدیل نہیں ہو سکتا نیز آیت کریمہ اعلک ترضی اور

ولسوف یعطیک ربک فترضی

سے تو صاف ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم علیہ السلام کی رضا کا طلب گار ہے خان صاحب کو چاہیے کہ حسین علی کا خاتم المریدین ہونے پر فخر نہ کریں بلکہ نبی کریم علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہو جائیں۔

حسین علی کی مریدیت کے بغیر نجات ممکن ہے لیکن نبی کریم علیہ السلام کی

غلامی کے بغیر نہایت ممکن نہیں ہے تو ہم خان صاحب سے یہ عرض کریں گے کہ آپ کس سے اپنا تعلق توڑ چکے ہیں اور کس سے اپنا تعلق جوڑ چکے ہیں۔

از کے بریدی و کے بیوتی

خان صاحب اس حدیث پر غور فرمائیں نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لو كان موسى حياً ما وصعه الاتباعي

نیز فرمایا۔

لو بدلكم موسى فاتبعوه وتوكلتموني لضللتكم عن سواء السبيل

تو خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ نبی کریم علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کو جس کو یہ برداشت بھی نہیں ہوا کہ قرآن پاک سے سرکار کی یہ شان کیوں ثابت ہو رہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی خواہش سے قبل تبدیل ہو گیا تو وہ قرآن مجید کی تحریف معنوی پر اتر آیا۔ اور آیت کریمہ۔

فلنولينك قبلة ترضاها

کا ترجمہ یہ کر دیا کہ ابھی تو آپ تو یہ قبلہ پسند نہیں ہے آگے چل کر آپ راضی ہو جائیں گے تو جس آدمی کو سرکار علیہ السلام کی ذات پاک سے اتنا بغض ہو اس کا خاتم المرید بن بن کر آپ کیا حاصل کریں گے بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے۔

من عادى لي ولياً فقد اذنته بالحرب

تو جب اللہ کے ولی سے عداوت رکھنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے تو پھر نبی الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھنے والے کے خلاف اللہ تعالیٰ کا کتنا سخت اعلان جنگ ہوگا تو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سخت اعلان جنگ ہو وہاں

صاحب کو چاہیے کہ ان کی مریدی سے تائب ہو جائیں اور مسلک اہل سنت میں شامل ہو جائیں نیز خان صاحب کا یہ دعویٰ کہ حسین علی اہل سنت کا امام تھا بڑا خطرناک دعویٰ ہے کیونکہ اس نے اپنی کتاب بلغۃ النیر ان میں تحریر کیا ہے کہ انبیاء اولیاء نعوذ باللہ شیطان ہیں آیت کریمہ ومن ینزل بالظالمات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ظالمات کا معنی ہے کلمہ عبد من دون اللہ اس لحاظ سے انبیاء کو بھی ظالمات کہا جا سکتا ہے اور دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اپنی آخری کتاب البوادیر والنوادر میں ظالمات کا معنی لکھا ہے شیطان نیز ایک اور دیوبندی مولوی عبدالحفیظ بلادی نے اپنی کتاب مصباح اللغات میں ظالمات کا معنی لکھا ہے ہدی اور برائی کا سرغندہ خان صاحب ہی بتلائیں کہ جو آدمی انبیاء اولیاء کو ہدی اور برائی کا سرغندہ قرار دے کیا وہ صاحب ایمان تو حید و سنت کا داعی قرار دیا جائے خان صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ شرک و بدعت کے مٹانے والے تھے حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا یہ کتاب و سنت کے بالکل خلاف ہے۔

نوٹ:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء کو ظالمات کہنا یہ حسین علی کا نظریہ نہیں ہے بلکہ غلام اللہ کا ہے تو ہم ان حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ چلو غلام اللہ کا نظریہ یہ ہی سمجھیں گستاخ رسول علیہ السلام کا جو حکم شرعی ہے وہ انہیں غلام اللہ پر لاگو کرنا۔ چاہیے اگر وہابی حضرات یہ کہیں کہ یہ لفظ بولنا گستاخی ہی نہیں ہے تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ خان صاحب پوری دیوبندی قوم کے ظالمات ہیں۔

قارئین کی خدمت میں ایک گزارش:

جو حضرات ظالمات والی عبارت کے مفصل رد کو ملاحظہ فرماتا چاہیں تو وہ حضرات

علامہ غزالی زہد راوی دوران امام اہل سنت مولانا احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب مبارک مصفا کا مطالعہ فرمائیں نیز راقم کی کتاب عبارات اکابر کی عبارات کا تحقیق جائزہ جلد دوم کا مطالعہ فرمائیں جس میں اس بارے میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

خان صاحب کے امام اہل سنت کا ایک بھیا تک خواب:

مولوی حسین علی بلخہ اخیر ان کے شروع میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام پل صراط سے گزر رہے ہیں اور میں نے ان کو گرنے سے بچایا۔

اگر وہابی حضرات یہ کہیں کہ یہ تو خواب کی بات ہے تو وہابی حضرات ہی بتائیں کہ اگر ایک آدمی یہ کہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں صاحب بلخہ اخیر ان کی جوتوں سے مرمت کر رہا ہوں تو کیا وہ بندوقی حضرات اس کے اس بیان کو وہ واقعہ کو صحیح تسلیم کر لیں گے اور اس خواب بیان کرنے والے کی اس بات کا برا نہیں منائیں گے۔

نیز خان صاحب سے ایک سوال یہ بھی ہے کہ جب حسین نے بقول اپنے نبی کریم علیہ السلام کو مہارا دیا ہے اور نیچے کرنے سے بچالیا ہے تو حسین علی خود کہاں کھڑے تھے تو ظاہر بات ہے خود نیچے کھڑے تھے جب ہی نبی کریم علیہ السلام کو اس نے سہارا دیا ہے بقول اپنے جہنم میں ان کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ:

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ خوابوں کی دنیا الگ ہے لیکن چودہ سوسالہ اسلامی تاریخ میں ایسا ایک خواب نہ ہم نے کسی کتاب میں پڑھا نہ کسی سے سنا جو اس دعوے بندوقی مجدد نے بیان کیا نیز خوش عقیدہ آدمی اگر کوئی دیکھے چاہے اس کی ظاہری

صورت بھیا تک ہی کیوں نہ ہو جس طرح امام بخاری علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام کے عظام مبارکہ کو اکٹھا کر رہے ہیں یا نبی کریم علیہ السلام کے جسم اقدس سے کھینوں کو دودر کر رہے ہیں تو علماء نے اس کی تعبیر یہ فرمائی تھی کہ حضرت امام نبی پاک علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کو جمع فرمائیں گے اور ضعیف اور موضوع احادیث کو صحیح احادیث سے جدا کریں گے لیکن چونکہ وہ خوش عقیدہ تھے اس لئے علماء نے ان کے خواب کی یہ تعبیر فرمائی لیکن حسین علی کا سرکار علیہ السلام کی ذات پاک سے بغض رکھنا اور بدعقیدہ ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے چاہنے سے قبل تبدیل نہیں ہوا بلکہ آپ کی مرضی کے برعکس تبدیل ہوا ہے تو یہ بغض مصطفیٰ کا ہی کرشمہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی شان پر صراحتاً دلالت کرنے والی آیت کو اپنے زعم فاسد کی وجہ سے نبی کریم علیہ السلام کی شان مبارکہ کی نفی میں پیش کرنے کی کوشش کر دی نیز انبیاء و اولیاء کو شیطان قرار دے دیا تو ان دلائل سے ثابت ہوا کہ وہ انتہائی بدعقیدہ شخص تھا تو اس طرح کے بدعقیدہ خواب کو اس کے بحث باطن پر ہی محمول کیا جائے گا کیونکہ علم معانی کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کہے۔

البت الرابع البقل

تو اس کے اس قول کو کفر یہ نہیں کہا جائیگا بلکہ مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی دہریہ کہے کہ

البت الرابع البقل

تو اس کے اس قول کو کفر یہ کہا جائیگا اور اس کے اس قول کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا تو پتہ چلا کہ خاکین کے اختلاف سے بھی بعض اوقات حکم کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ اگر فرق مراتب نہ کئی زندگی۔

مجدد دیوبند کی شان اہل بیت میں گستاخی:

مولوی حسین علی اپنی کتاب ہلکے اخیر ان میں آیت کریمہ افن یشی مکہ ارج کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ اے کور کورائے مرد و کر بلا چوں حسین اندر بلا تا نعلتی چوں حسین اندر بلا۔

تو مولوی حسین علی نے اس آیت کی تفسیر میں گمراہ آدمی کی مثال بیان کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کا ذکر کر دیا اور ان کو اس آیت کا مصداق بتا دیا کہ جو آدمی اوندھا ہو کر چلے۔

دیکھیں یہ کتنی بڑی گستاخی کا اس نے ارتکاب کیا حالانکہ مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن اور دوسری اہل بیت ایک کی شان دوسرے سے زیادہ ہے لہذا میرے بعد ان دونوں سے تمسک کرنا تب ہی تم نجات پاسکو گے۔ اسی طرح جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے فرمایا کہ میں تمہارے اندر دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان سے تمسک رہو گے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور یہ دونوں اکٹھے رہیں گے حتیٰ کہ خوش کوثر میں میرے پاس حاضر ہوں گے۔

تو جن ہستیوں کے دامن تھامنے کو نبی علیہ السلام ہدایت کا ذریعہ قرار دیں دیوبندیوں کے مجددان کو گمراہ قرار دیں تو ثابت ہوا کہ دیوبندی مجدد کی سوچ اور نبوی سوچ کے اندر زمین و آسمان کا فرق ہے نیز جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

حسین منی وانا من حسین

تو جس ہستی پاک کے بارے میں نبی کریم علیہ السلام فرمائیں کہ وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں تو ان کو گمراہ قرار دینا یہ کہاں کی دین داری ہے۔ نیز نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

من احبهما فقد احبني ومن ابغضهما فقد ابغضني

جس نے حسین سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

اس حدیث پاک کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے اس کو صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا۔ جن کی محبت کو سرکار علیہ السلام اپنی محبت قرار دیں اور جن سے بغض رکھنے کو سرکار علیہ السلام اپنے ساتھ بغض رکھنا فرمائیں ان کو گمراہ قرار دینا کہاں کی شرافت ہے۔ نیز نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالہم

جس نے پیچھن پاک کے ساتھ جنگ کی میری بھی اس کے ساتھ جنگ ہے اور جس نے ان کے ساتھ صلح کی میری بھی اس کے ساتھ صلح ہے جامع ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث پاک موجود ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ ملاحظہ ہو تقریب تہذیب المتذیب نیز ملاحظہ ہو تنقیح الروایۃ مسلم شریف میں بھی روایت ہے۔ کہ جب آیت کریمہ۔

تعالو اندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم الخ

نازل ہوئی تو نبی کریم علیہ السلام نے حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت حسین، کر بلا کو فرمایا کہ ہوا اکل بنی اور صحیح مسلم شریف اور مستدرک امام احمد میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے آیت کریمہ۔

الما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا
نازل ہوئی تو نبی کریم علیہ السلام نے حضرات حسین کو یحییٰ اور حضرت علی
اور حضرت فاطمہ الزہراء کو اپنی کلمی میں لے کر فرمایا۔

اللهم هؤلاء اهل بیتی اذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا

اب خان صاحب ارشاد فرمائیں کہ جن ہستیوں کو اللہ رب العزت ہر قسم
کے گناہوں سے پاک رکھنے کا اعلان کرے اور سرکار علیہ السلام بھی ان کی تطہیر کیلئے
دعا فرمائیں اور حسین علی ان کی بارگاہ میں دریدہ فانی کا لیتے ہوئے انہیں گمراہ قرار
دے تو کیا اس کی یہ حرکت قرآن کی اس آیت اور حدیث رسول ﷺ کا مذاق
بنا نہیں۔ نیز پہلی آیت کریمہ جس میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ تم فرما دو کہ
ہم اپنے بیٹوں کو بلائے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اس آیت کے اندر ان بھی ان
حضرات کی عظمت و شان کا اظہار ہے۔ پھر یہ نہیں اس مصنوعی شیخ القرآن کو یہ
آیت اور احادیث کیوں نظر نہ آئیں نیز بخاری شریف میں حدیث پاک ہے نبی کریم
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اللهم الی اجمعہما فاجبہما واجب من یجبہما

جن ہستیوں کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اتنی عزت ہو کہ ان سے محبت
کرنے والے بھی اللہ کے محبوب بن جائیں تو ایسی ہستیوں کو گمراہ قرار دینا اور اس
آیت کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوتی ہے ان حضرات پر منطبق کر دینا یہ کہاں کی
دیانداری ہے نیز حدیث پاک ہے حسن و حسین سید شباب اہل الجنۃ۔

حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے بھی ان
کی موافقت فرمائی۔ جن ہستیوں کو نبی کریم علیہ السلام خلقی جو انوں کا سردار قرار
دیں ان کو کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کا مصداق بنانا کسی سنی کا کام تو

نہیں ہو سکتا بلکہ کسی جٹے بھنے خارجی کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کا یہ بھی
ارشاد پاک ہے۔

مثل اهل بیتی یکم مکمل سفیقۃ نوح من دیکھا نجاو من تخلف عنہا هللت
میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں
سوار ہو گیا نجات پا گیا تو جن ذوات قدسہ سے تعلق جوڑنے کی سرکار علیہ السلام
ترغیب دلائیں جب کہ یہ ذات شریفہ ان کو گمراہ قرار دے دے تو پھر اس کا نبی کریم
علیہ السلام کی اہل بیت بلکہ خود نبی پاک سے کیا تعلق ہو سکتا ہے یہ حدیث پاک مند
امام احمد میں موجود ہے اور اس کی کئی اسناد ہیں مجموعہ اسناد کی وجہ سے یہ روایت حسن
درجے کی ہے نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

احبوا اللہ لما یصلو کم من نعمہ واحبوا لی حب اللہ واحبوا اهل بیتی لحبی
یعنی نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ اللہ
تعالیٰ تمہیں پاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور میرے اہل
بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے یہ حدیث پاک جامع ترمذی میں ہے اور
حسن حدیث ہے اور مشکوٰۃ شریف کی تخریج کے اندر بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا گیا
ہے جامع ترمذی شریف اور نسائی شریف میں حدیث پاک ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم دعا کرو اور درود پاک پڑھو پھر
تمہاری دعا قبول ہوگی اور درود پاک کے اندر نبی کریم علیہ السلام کا ذکر بھی ہے اور
اہل بیت کرام کا بھی تو جن کی ذات پاک پر درود پڑھنے کی وجہ سے ہماری دعائیں
قبول ہو جاتی ہیں ان پر کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کے چسپاں کرنا
پر کے درجے کی شقاوت اور حماقت ہے نیز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
قول مبارک جو بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ارقبو محمد ﷺ فی اہل بیتہ

نبی کریم علیہ السلام کے اہل بیت کے بارے میں سرکار علیہ السلام کا خیال کیا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ۔

هل البیت الشعر علی رؤسنا الا الله والنعم الاصابہ

کے اندر رہے کہ اس کی سند صحیح ہے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ارشاد فرمائیں کہ ہمارے سر پر جو بال آگے ہیں وہ اللہ نے لگائے ہیں اور آپ نے آگائے ہیں اور حسین علی اتنی مقدس ہستیوں کو راہِ راست سے ہٹکا ہوا قرار دے تو پھر اس کا اور حضرت عمر کے نظریے کا آپس میں کوئی توافق نہیں ہو سکتا بخاری شریف میں حدیث پاک ہے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یلت فی امتی احد فعمرو

پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوئے تھے جن کو اللہ کی طرف سے الہام کیا جاتا تھا اگر میری امت میں کوئی ایسی ذات ہے تو حضرت عمر کی ذات ہے۔ نیز مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے۔

ان الحق یطلق علی لسان عمر

مسند امام احمد طبرانی میں صحیح حدیث ہے شک اللہ رب العزت حضرت عمر کی زبان پر بولا ہے جن کا کلام الہام ربانی سے صادر ہوتا ہو وہ تو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اس قدر عقیدت کا اظہار فرمائیں اور جن کے بارے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہوان الشیطن لیوحن الی اولیاء ہم وہ امام حسین علیہ السلام کو گمراہ قرار دیں اس پر یہی کہا جاسکتا کہ۔

تین راہ تفاوت از کیا است تا کیا

نوٹ:

حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے حسین علی کے بارے میں چند سخت الفاظ لکھے تو خان صاحب کو فوراً حدیث قدسی یاد آگئی۔

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحبوب

حالانکہ یہ حدیث قدسی تو حسین علی پر بھی آتی ہے کیونکہ جب ایک عام ولی کے ساتھ عداوت رکھنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے جن کے قدموں کی خاک سے کروڑوں ولی تیار ہوتے ہوں اس سے عداوت رکھنے والے کا کیا انجام ہو سکتا ہے خان صاحب بیچارے حسین علی کی ایک عبارت کا جواب دیتے دیتے نئی معیتوں میں پھنس گئے گویا ان پر یہ شعر سچا آتا ہے۔

عجب الجبا ہے سینے والا چاک دامن ماہ کنعان کا

جو ادھر سے ٹانگا ادھر سے ادھر ادھر سے ٹانگا ادھر سے ادھر

خان صاحب نے امام شعرانی کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ اصل شارح اللہ تعالیٰ ہے نبی کریم علیہ السلام کو شارح کہنا یہ مجاز ہے اس کے جواب میں ہم امام شعرانی کی مفصل عبارات پیش کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ امام شعرانی کا بھی وہی مسلک ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے ہم اختصار کی خاطر ان کی عربی عبارات کا اردو ترجمہ پیش کریں گے چنانچہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ کتاب میزان الشریعت جلد اول ص ۱۱۵ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مومن کو ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور علیہ السلام کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کریں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔ اسی طرح اسی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی

علیہ کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے غانات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے وہاں کی گھاس کاٹنے سے منع فرمایا تو حضور علیہ السلام کے چچا حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ! آخر کی گھاس کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اور اس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو وجہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور علیہ السلام ہرگز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

(کتاب المیزان جلد اول ص ۴۵)

اسی طرح اسی کتاب میں ص ۷۰ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام جس کیلئے جو چاہیں جائز کر دیں اور جو چاہیں کسی کیلئے حرام کر دیں۔

اسی طرح اپنی کتاب کشف الغمہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو یہ حق حاصل تھا کہ جس کو چاہیں کسی حکم سے مستثنیٰ کر دیں جس طرح آپ نے حضرت خزیمہ کی گواہی دو کے برابر کر دی اور حضرت ام عطیہ کو نوہ کرنے کی اجازت دے دی حضرت اسماء بنت عیس کیلئے سوگ معاف کر دیا اور ایک آدمی کا اسلام صرف اس شرط پر قبول کر لیا کہ وہ دو قراں پڑھے گا اور حضرت انس کو رخصت دی کہ وہ سورج کے طلوع ہوتے وقت روزہ رکھ سکتے ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۵ ص ۵۰ مرقاۃ جلد اول ص ۵۵۰)

کذا فی فیض القدر لعمادہی ج ۵ ص ۴۵ - ۴۶ نیز ملاحظہ ہو خلاصہ کبریٰ للسیوطی علیہ الرحمۃ

وہ بندہ یوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عبارت جو اسی مضمون پر مشتمل ہے الصائم المسلم کے صفحہ ۴۱ پر موجود ہے اور اسی مضمون کی عبارت نیل الاوطار جلد ۲

ص ۲۹۵ پر موجود ہے مسک الخائم جلد ۲ ص ۵۱۲ پر موجود ہے اسی طرح وہ بندہ یوں کے انور شاہ کشمیری بھی لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے جو رمضان شریف میں جماع کرنے والے کو کفارہ معاف کر دیا تھا یہ نبی کریم علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ (فیض الباری جلد ۳ ص ۱۶۲)

خان صاحب کا شیخ محقق کے نام سے دھوکا دینا:

خان صاحب نے حضرت شیخ کا نام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ نبی کریم علیہ السلام کو تشبیہی طور پر عقاب نہیں مانتے۔

تو اس کے بارے میں ہم یہ گزارش قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ شیخ علیہ الرحمۃ اللغات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کی طرف احکام سپرد ہیں جو چاہیں کریں اور جو چاہیں نہ کریں اور جس کیلئے چاہیں تخصیص فرمادیں نیز ملاحظہ ہو مدارج النبوة جلد اول ص ۱۳۷ اللغات جلد ۲ ص ۲۰۲ اللغات جلد ۲ ص ۳۸۵ مدارج النبوة شریف جلد ۲ ص ۱۸۳ نیز ملاحظہ ہو اللغات جلد ۲ ص ۱۴۳ نیز ملاحظہ ہو اللغات جلد اول ص ۴۰۹۔

خان صاحب کی خدمت میں باادب گزارش ہے کہ آنکندہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا نام اس سلسلہ میں پیش نہ کریں بلکہ توبہ کریں۔

نوٹ:

جس طرح کی عبارت حضرت شیخ صاحب نے تحریر فرمائی ہیں اسی طرح کی عبارت کو شیخ شرح مسلم جلد اول ص ۳۰۲ تبیین ارباب جلد ۲ ص ۳۵ - مواہب لدنیہ جلد ۵ - زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۳۲۵ دیو بندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی شرح مسلم جو فتح البہام کے نام سے موسوم ہے اس کی جلد ۲ پر بھی اس طرح کی

عبارات موجود ہیں نیز ملاحظہ ہو خلاصہ کبری جلد ۲ ص ۲۶۴ زرقانی جلد ۵ ص ۳۲۲ خان صاحب کو چاہیے ان عبارات کا بغور مطالعہ کریں اور نبی کریم علیہ السلام کو مختار کل مان لیں اس میں ہی ان کا فائدہ ہے۔

خان صاحب کی توجہ کیلئے ایک ضروری نوٹ:

دیوبندیوں کے معتبر عالم غلیل احمد انٹھوی اپنی کتاب بذل الجہود میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو حق حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہیں فرض کر دیں اور جس چیز کو چاہیں کسی پر حرام کر دیں جس کو چاہیں فرائض معاف کر دیں۔

(بذل الجہود جلد ۳ ص ۲۴۲)

خان صاحب کو چاہیے کہ کم از کم اس حوالہ کو تسلیم کرتے ہوئے نبی کریم علیہ السلام کو مختار کل مان لیں نیز انہوں نے جو عبارتیں پیش کی ہیں کہ شارع صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر شارع اللہ تعالیٰ ہی ہے نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا قائم مقام بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے نبی کریم علیہ السلام بھی اگر چاہیں تو فرض کر سکتے ہیں اور چاہیں تو حرام دنا جائز کر سکتے ہیں۔ جس طرح ابن تیمیہ نے کہا۔

قد اقامه الله مقام نفسه في امره ونهيهِ واختيارهِ وبينهِ فلا يجوز ان يفرض بين الله ورسوله في شئ من هذه الامور.

(الاصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۴۱)

خان صاحب کی غلط بیانی اور غلط مطالبہ:

حضرت مولانا حسین الدین شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ خبر واحد کے عقائد میں جہت ہونے کے بارے اگر تصریح دیکار ہو تو قطعاً کتب کا رکن ثانی ملاحظہ

فرمائیں جس کو علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ جو شرح عقائد کے مصنف ہیں انہوں نے تحریر فرمایا۔ تو خان صاحب اس کے جواب میں چیخ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کوئی توضیح و تلویح ہے اور رکن ثانی ہے جس کا مولف نور ہدایت نے حوالہ دیا ہے تو خان صاحب کو چاہیے کہ ذرا آنکھیں کھول کر توضیح و تلویح ص ۴۶۳۔ ہم خان صاحب کی تسلی کیلئے توضیح کی ایک عبارت پیش کر رہے ہیں۔

شاید کے تیرے دل میں اترا جائے میری بات
علامہ تفتازانی ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ان الاحادیث فی احکام الاخرۃ انما وردت لعقد القلب والجزم بالحکم
وفی غیرہا العمل دون الاعتقاد فوحیت لا تیان بما کلفناہ فی کل منها
اور اس سے چند سطر اوپر لکھتے ہیں۔

ان الاحادیث فی باب الاخرۃ منها ما لیشہر لیوجب علم طمانیۃ ومنہا
ما هو خیر الواحد فیفید الظن وذلك فی التفاصيل او الضروع ومنہا
ما تواتر واعتضد بالکتاب وهو فی الاصول فیفید القطع.

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے معاملات کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں سے بعض مشہور ہیں وہ علم طمانیت کا فائدہ دیتی ہیں اور بعض اخبار احاد ہیں جو ظن کا فائدہ دیتی ہیں تو حشر شرکی تفصیل اور فروعات کی تفصیل کے بارے میں وہ جہت ہیں اور بعض ان میں سے متواتر بھی ہیں تو وہ اصول میں اور اجمالی عقیدے کے بارے میں جہت ہیں مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی مشرکو اہمائی طور پر بھی نہ مانے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر مشرکی تفصیل کا انکار کرے اور آخرت کے مراتب اور درجات کی تفصیل کو نہ مانے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

تلموح کی منقولہ بالہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ ہر قسم کے عقیدہ کی قطع

دلیل درکار نہیں ہوتی بلکہ بعض ایسے عقائد بھی ہوتے ہیں جو اخبار احاد سے ثابت ہوتے ہیں۔

خان صاحب ہی بتائیں کہ جنت کے درجات کی تفصیل اور عرش کے مکمل واقعات کیا قرآن پاک کی قطعی الدلالہ آیات اور اخبار متواترہ سے ثابت ہیں تو پھر کیا خان صاحب کا ان پر ایمان نہیں ہے اگر نہیں ہے تو اپنے دماغ کا علاج کرائیں اور اگر ہے تو اپنے اس نظریہ کو چھوڑ دیں کہ کوئی عقیدہ قطعی نہیں ہوتا اسید ہے خان صاحب کو تو شیخ توحید کی مہارت نظر آجائے گی اور ان کو یہ سمجھ آجائے گا کہ بعض عقائد قطعی ہوتے ہیں اور بعض قطعی نہیں ہوتے ہیں یعنی قطعی ہوتے ہیں۔

خان صاحب سے ایک استفسار:

خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کیا حضرت ابوبکر صدیق خلفاء ثلاثہ سے افضل ہیں یا نہیں؟ اور ان کو باقی خلفاء سے افضل سمجھنا اہل سنت کا عقیدہ ہے یا نہیں تو کیا یہ عقیدہ بھی قطعی ہے اور کیا اس عقیدہ کے اثبات کیلئے آپ کے پاس قطعی دلائل موجود ہیں نیز یہ بتلائیں کہ الہمد میں لکھا ہوا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے روضہ اقدس کی شان عرش سے زیادہ ہے۔ اور اس امر کو اپنا عقیدہ قرار دیا گیا ہے تو کیا یہ بھی قطعی عقیدہ ہے اور اس کے بارے میں بھی آپ کے پاس قطعی دلائل موجود ہیں نیز خان صاحب کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور اس بارے میں حضرت نے ایک کتاب بھی لکھی ہے لیکن المصنوع تو کیا اس کتاب میں خان صاحب نے اپنے اس عقیدہ کے اثبات کیلئے دلائل قطعیہ پیش کئے ہیں نیز خان صاحب بتائیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ اسماعیل قطعی جنتی ہے تو اس کے قطعی جنتی ہونے میں آپ کے پاس کوئی بہت باخبر متواتر ہے۔

خان صاحب کا ایک عجیب خط:

مولانا حسین الدین شاہ صاحب نے اس امر پر دلیل دیتے ہوئے کہ بعض عقائد قطعی بھی ہوتے ہیں یہ دلیل دی تھی کہ شرح عقائد میں انبیاء علیہم السلام کے فرشتوں پر افضل ہونے پر یہ دلیل دی گئی ہے۔

ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران على العالمين

اب اعتراض یہ وارد ہوا کہ اس آیت کریمہ میں مذکور لفظ اہل ابراہیم اور اہل عمران اپنے عموم پر نہیں ہے اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عمران کی آل میں سے تو ہیں پر نبی نہیں تو ان کو تو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین پر فوقیت نہیں دی تو اس آیت کریمہ سے جب بعض افراد مستثنیٰ ہو گئے تو پھر آیت کریمہ میں تخصیص ہو گئی اور جب عام میں تخصیص ہو جائے تو وہ قطعی ہو جاتا ہے اور قطعی دلیل سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ تو شارح عقائد علامہ فقہ تازانی نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ مسئلہ قطعی ہے یہاں قطعی دلائل بھی کافی ہیں خان صاحب کہتے ہیں جھگڑا مسکے کا نہیں عقیدے کا ہے اور کوئی عقیدہ قطعی نہیں ہوتا۔

لیکن خان صاحب خود ارشاد فرمائیں کیا شرح عقائد میں فقہ کے مسائل بیان کیے گئے یا عقائد کے جس بحث میں انبیاء علیہم السلام کو فرشتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے کیا یہ عقیدہ سے متعلق ہے یا کسی اور فن سے متعلق ہے فرشتوں سے افضل ہونے والا مسئلہ اگر عقیدہ سے متعلق ہے پھر خان صاحب کا یہ کہنا کہ جھگڑا مسکے کا ہے مسئلہ کا نہیں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو کیا یہ مسئلہ عقیدے کے متعلق نہیں تھا نیز شرح عقائد کے شارح علامہ پر ہادی نے بھی اس کی شرح میں یہی ارشاد فرمایا کہ اعتقادی مسائل دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ قطعی ہوتے ہیں کچھ قطعی ہوتے ہیں اور

افضلیتِ رسل بر ملائکہ والا عقیدہ ظنی ہے اس میں ظنی دلائل کافی ہیں۔

نیز خان صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ وچال کے اختیارات کا جس حدیث میں ذکر ہے وہ بھی تو خبر واحد ہے وہاں آپ یہ بحث کیوں نہیں چھیڑتے کہ خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا کیا وچال کو مختار ماننے کیلئے خبر واحد حجت ہے اور نبی کریم علیہ السلام کو مختار ماننے کیلئے خبر واحد حجت نہیں ہے۔

خان صاحب کا اہل سنت پر ایک الزام:

خان صاحب نے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اہل بدعت کی گازی ضعیف شاذ و منکر یا پھر خبر واحد سے چلتی ہے۔

خان صاحب کے الزام کا جواب:

یہ بات تو اہلسنت کو کرنی چاہیے تھی جو خان صاحب نے کر دی کیوں کہ ان کے قاسم العلوم والخیرات قاسم نانوتوی نے ایک شاذ اور منکر اثر لے کر قرآن کریم کی آیت میں تحریف معنوی کر دی اثر ابن عباس جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس زمین کے علاوہ باقی چھ زمینیں اور بھی ہیں جن میں آدم علیہ السلام جیسے چھ آدم ہیں نوح علیہ السلام جیسے چھ نوح ہیں اور نبی کریم علیہ السلام جیسے چھ نبی ہیں اور موجود ہیں حالانکہ محدثین نے فرمایا کہ یہ اثر اسرائیلیات میں سے ہے اور شاذ ہے جیسا کہ علامہ ڈھمی نے تلخیص المسد رک میں امام بیہقی نے شعب الایمان میں علامہ بیہقی نے عمدۃ القاری میں حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس اثر کو شاذ قرار دیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ النہایہ میں حافظ سخاوی نے المقاصد میں امام سیوطی نے الخاوی لفتاویٰ میں علامہ علی قاری نے موضوعات کبیر میں علامہ ابن حجر کی نے فتاویٰ حدیثیہ میں علامہ اسماعیل حتی نے روح البیان میں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں علامہ قسطلانی

مواہب جلد میں علامہ زرقانی نے اس کی شرح میں اس اثر کو منکر اور اسرائیلیات سے مأخوذ قرار دیا ہے۔

لیکن اس کے باوجود قاسم نانوتوی اپنی کتاب کا نام رکھتے تھذیبانِ اس عن انکار اثر ابن عباس یعنی دوسرے لوگوں کو وہ ڈرانا چاہتے ہیں کہ اس اثر کا انکار نہ کرو بلکہ اس کو تسلیم کرو دوسروں سے اس منکر اثر کو منوانا چاہتے ہیں اور خود قرآن کی آیت کے منکر ہو گئے کیونکہ جب آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کریم علیہ السلام کا انکار کر دیا قرآن مجید لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے۔

اسم للنظم والعنی جمیعاً

قرآن پاک لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے جس طرح کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ لفظ خاتم النبیین قرآن مجید میں واقع ہی نہیں ہوا۔ جس طرح وہ کافر ہے اسی طرح اس آیت کا معنی تبدیل کر کے کوئی اور معنی کر دیتا یہ بھی صریح کفر ہے۔ جس طرح کوئی آدمی یہ تو تسلیم کرے کہ قرآن مجید میں آتیم الصلوٰۃ کا لفظ آیا ہے لیکن اس کا معنی ورزش کرنا ہے جو حکم اس شخص کا ہوگا وہی نانوتوی صاحب کا ہوگا لہذا خان صاحب کے اکابر پر اہل سنت کی طرف سے یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک شاذ و منکر اثر کو لے کر قرآن مجید کی قطعی آیت کا انکار کر دیا تو خان صاحب پہلے اپنا تو فکر کریں کہ ان پر یہ بات تو چلی نہیں آ رہی کہ الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ اور جہاں تک خان صاحب کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ اہل سنت و جماعت خبر واحد سے استدلال کرتے ہیں یہ ان کا اعتراض بجائے خود غلط ہے کیونکہ خبر واحد سے استدلال کرنا کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔

چنانچہ خان صاحب کے پسندیدہ محدث اور شارح علامہ علی قاری مرقاۃ جلد

اول ص ۱۹۲ پر فرماتے ہیں حق یہ ہے کہ احادیث مبارکہ کو اپنے ظاہری معانی پر حمل کیا جائے اور ان پر خبر واحد کہہ کر طعن نہ کیا جائے محض اسلئے کہ وہ اس شخص کے عقیدہ اور نظریہ کے خلاف ہوں اور جو شخص ایسا اقدام کرے گا تو وہ خبر کثیر سے محروم رہے گا اور سلف صالحین کے طریقہ کا مخالف ٹھہرے گا کیونکہ وہ ایک راوی کی نبی کریم علیہ السلام سے بیان کردہ روایت کو ثابت و برحق مانتے تھے اور اسی کو سنت تسلیم کرتے تھے جو اس کی پیروی کرتا اس کی تفریف کی جاتی اور جو مخالفت کرتا اس کو عیب لگایا جاتا۔

خان صاحب اپنی کتاب ملا علی قاری اور مسئلہ غیب میں لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری کی مفصل عبارت تحت ہیں لہذا خان صاحب کو چاہیے کہ اس عبارت کو بھی قبول کریں۔

خان صاحب کا سرکار علیہ السلام کے اختیارات پر پیش کردہ دلائل کا جواب:

مولف نور ہدایت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب نے نبی کریم علیہ السلام نے نبی کریم کے مختار کل ہونے پر ایک دلیل یہ دی تھی کہ سرکار علیہ السلام کو اور باقی انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ترجیح دے دیں۔

تو خان صاحب اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اختیار دیتا ہے کہ تمہارا وقت وقات آچکا ہے اگر تم وفات پانا چاہتے ہو تو ملک الموت حاضر ہے اور اگر دنیا میں قیام پر رہنا چاہتے ہو تو تمہاری عمر بڑھا دیتے ہیں کیونکہ ہم اس امر پر قادر ہیں تو خان صاحب لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو

ترجیح دیتے ہیں اور دار آخرت میں جلوہ گری فرماتے ہیں۔

سرفرازی تاویل کا رد:

خان صاحب کی اس تاویل کے باوجود اہل سنت کا مسلک ثابت ہو چکا ہے کیونکہ اہل سنت کا نظریہ یہ تھا کہ عام انسانوں کے برعکس انبیاء علیہم السلام اپنی وفات میں باختیار ہوتے ہیں کیونکہ عام انسانوں کو اس طرح کا قطعی کوئی اختیار نہیں دیا جاتا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو دار بھائی کی طرف منتقل ہو جائیں تو اس سے تو وہ اپنے کے عقیدہ باطلہ کی تردید ہوتی ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

نیز ان کے اسی عقیدہ فاسدہ کی بھی تردید ہوتی ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں جبکہ بخاری کی حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ۔

ما من نبی یمرض الا وقد یخیر بین الدنیا والاخرۃ

نیز نبی کریم علیہ السلام کا یہ ارشاد پاک۔

ان الله خیر عبد بین الدنیا والاخرۃ فاختر ما عندہ

یہ حدیث پاک بخاری و مسلم میں منقول ہے ان دونوں احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی وفات کے اندر باختیار ہیں اور خان صاحب کے پاس اہل سنت کی اس دلیل کا کوئی جواب نہیں یہ عیدہ بات ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بولتے رہیں یا لکھتے رہیں (اہل سنت کی طرف سے پیش کردہ ایک اور حدیث پاک اور خان صاحب کا جواب دینے سے فرار)۔

مولف نور ہدایت نے نبی کریم علیہ السلام کے مختار ہونے پر ایک دلیل یہ دی تھی کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا کہ خدا اس پر رحمت کرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب عامر کیلئے تو

شہادت واجب ہوگی آپ نے ان کو ہمارے لیے باقی کیوں نہ رکھا تا کہ ہم ان سے فائدہ اٹھاتے تو اہلسنت کا استدلال یہ تھا کہ صحابہ کرام کا نظریہ اس متفق علیہ روایت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے فرمان سے ان کی وفات جلد ہی ہوگی اگر سرکار علیہ السلام یہ ارشاد نہ فرماتے تو صحابہ کرام ان سے زیادہ عرصہ استفادہ کر سکتے تو اہل سنت کا استدلال اس امر سے ہے کہ موت اگر اپنے وقت پر آتی اور سرکار علیہ السلام یہ جملہ نہ ارشاد فرماتے تو ان کا ابھی وصال نہ ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام ان کے وصال کو جو ابھی کافی مؤخر تھا اپنے فرمان سے مقدم کر دیا اگر ان کی موت کا وقت یہی مقرر تھا تو سرکار علیہ السلام رحمۃ اللہ والا ارشاد فرماتے یا نہ فرماتے تو اس سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا لیکن حضرت عمر کا یہ عرض کرنا اس بات پر دلیل ہے۔ کہ سرکار کی دعا کی وجہ سے ان کی وفات قبل از وقت ہوگئی اگر یہ صورت نہ مانی جائے تو حضرت عمر کا یہ فرمانے کا مطلب کیا ہوگا کہ آپ نے ہمیں ان سے فائدہ کیوں نہ پہنچایا اس لئے علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کہ آپ نے ہمیں ان سے فائدہ کیوں نہ پہنچایا کی شرح کرتے ہوئے لکھا کہ آپ نے ان کو ہمارے لئے باقی کیوں رکھا تا کہ ہم ان کی ذات سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہی مطلب اس حدیث پاک کا امام نووی نے بھی بیان کیا چنانچہ دو لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کو یہ معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ جب ایسے موقع پر ان الفاظ سے کسی کیلئے دعا کرتے ہیں اس کو شہادت کی موت عطا ہوتی ہے۔

تو علامہ نووی اور علامہ قسطلانی کی عبارت میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں کا مضمون ایک ہی ہے خان صاحب نے بلاوجہ امام نووی کی عبارت پیش کر کے رعب جھڑنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ امام نووی کے حوالہ سے بھی اہل سنت کے مسلک کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ جب نبی کریم

علیہ السلام کی دعا سے موت کا وقت مقدم ہو سکتا ہے تو مؤخر بھی ہو سکتا ہے۔

اہلسنت کی طرف سے پیش کی گئی ایک اور دلیل کا خان صاحب کی طرف سے جواب:

مولف اور ہدایت نے بخاری و مسلم کے حوالہ سے سرکار علیہ السلام کی ایک حدیث پاک نقل کی تھی کہ ملک الموت موئیی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور روح قبض کرنی چاہی تو حضرت موئیی علیہ السلام نے ان کو تھپڑ مارا اور ان کی آنکھ نکال دی تو اس سے اہل سنت کا استدلال یہ تھا کہ جب موئیی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اتنا تصرف عطا فرمایا ہے کہ وہ تھپڑ مار کر ملک الموت کی آنکھ نکال سکتے ہیں تو پھر نبی کریم علیہ السلام کو جو موسیٰ علیہ السلام کے بھی آقا ہیں آپ کے تصرفات کا کیا عالم ہوگا۔

تو خان صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام قسطلانی نے بخاری شریف کی شرح میں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ نہیں چلا کہ یہ ملک الموت علیہ السلام ہیں اس لئے آپ نے ان کو تھپڑ مارا لیکن خان صاحب یہ تو تسلیم کریں تا کہ چلو ان کو یہ نہ بھی چلا ہوا ان کا اختیار تو پھر بھی ثابت ہوتا ہے کہ جان لینے کا ارادہ کرنے والے کو تھپڑ مار کر واپس بلکے دیا پھر اللہ رب العزت نے بھی موسیٰ علیہ السلام کو یہ نہیں فرمایا کہ میرے جیسے ہوئے رسول فرشتے کے ساتھ تو نے کیا سلوک کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو فرمایا کہ جا کر ان کی بارگاہ میں عرض کرو کہ تیل کی پشت پر ہاتھ رکھ لو جتنے بال بھیجے آجائیں گے اسنے سال تہجدی عمر بڑھا دی جائے گی تو اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اگر چاہتے تو اپنی عمر میں اضافہ فرما سکتے تھے۔

اور خان صاحب اس امر پر غور کریں کہ کیا ہماری عمر وہ ہم تقی ہی خواہش

کیوں نہ " کریں بڑھ سکتی ہے؟ تو پھر خان صاحب کو سوچنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام موت و حیات تک بے اختیار رکھتے ہیں پھر ہماری ان کے سامنے کی حیثیت ہو سکتی ہے نیز خان صاحب کو اپنے اس نظریے پر بھی غور کرنا چاہیے جو اسماعیل دھلوی نے پیش کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بت یہ ایک جیسے ہی عاجز اور بے اختیار ہیں کیا جو ہستی ملک الموت کو واپس بھیج دے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار بھی ملے کہ تم بتل کی پشت پر ہاتھ رکھو جتنے نیچے بال آئیں گے اتنے ہی سال تمہاری عمر بڑھا دی جائے گی تو کیا ایسی مقدس ہستیاں بتوں جیسے بے اختیار اور عاجز ہو سکتی ہیں نیز دیوبندیوں کے اہل حجر عاقلیٰ ۱ کہ یہ عبارت خان صاحب کے ملاحظہ نہیں کیں جو انہوں نے اپنی کتاب فیض الہادی شرح بخاری جلد ۲ ص ۲۸۶ پر لکھی ہے۔

چنانچہ کشمیری صاحب کی اصل عبارت یہ ہے۔

وانما فقا عینہ فقط لانه كان ملئت الموت والالا ندقت السموات السبع
من لطفه غضبه

ترجمہ:

موسیٰ علیہ السلام کی صرف آنکھ ٹالنے پر اکٹھا کیا ہے ورنہ موسیٰ علیہ السلام کے کھپڑ کی طاقت یہ ہے کہ سات آسمان ان کے کھپڑ سے تباہ ہو جائیں۔

تو خان صاحب کو چاہیے کہ اپنے اہل حجر عاقلیٰ کی اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور موسیٰ علیہ السلام کے خدو واد تصورات پر ایمان لے آئیں اور اس باطل نظریے سے توبہ کریں کہ معجزات کے صدور میں انبیاء علیہم السلام اس طرح ہوتے ہیں جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتی ہے کاش خان صاحب یہ باطل نظریہ اپنانے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد پر غور کر لیتے۔ جو قرآن پاک میں موجود ہے

جو انہوں نے چادروں کو فرمایا۔

فالقوا ما انتم ملقون

اگر موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر اعتماد نہ ہوتا اور یہ یقین نہ ہوتا کہ میرا عصا ان کے تمام چادروں کو باطل ٹھہرا دے گا تو آپ اتنی بے نیازی سے یہ ارشاد نہ فرماتے کہ تم کھینکو جو بھی چاہتے ہو گویا آپ یہ فرما رہے تھے جو قدرتمند اور طاقتیں اللہ نے مجھے بخشی ہیں ان کے سامنے تمہاری تمام شعبہ بازیوں بے وقعت ہیں۔

خان صاحب کے ایک اور استدلال کا جواب:

خان صاحب نے نبی کریم علیہ السلام کے بے اختیار ہونے پر ایک دلیل یہ پیش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وربما یخلق ما یشاء ویختار ما کان لہم الخیرۃ

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چیز چاہتا ہے اختیار فرماتا ہے ان کو اختیار حاصل نہیں ہے۔

خان صاحب کے استدلال کا جواب:

اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔ کہ کفار مکہ نے یہ کہا تھا کہ ہمیں نبی کیوں نہ بنایا گیا حالانکہ تم مال و دولت میں نبی کریم علیہ السلام پر فوقیت رکھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے پیدا کرے۔ اور جسے چاہے منصب نبوت کے لئے منتخب کرے۔ کفار کو اس چیز کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ پر ہماری اپنی مرضی ہے کہ جس کو چاہیں نبوت عطا فرمائیں۔ جس طرح فرمایا۔

اللہ اعلم بحیث یجعل رسالتہ

اہم یقسمون وحمة ربک

تو ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ نبوت عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جس کو چاہے نبوت عطا فرمائے۔ نیز خان صاحب پر دلیل تب دیتے جب ہم نبی کریم علیہ السلام کو نبوت عطا کرنے والا سمجھتے۔ نیز اگر آیت کا وہ مطلب لیا جائے۔ خان صاحب نے سمجھا ہے کہ کسی مخلوق کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ تو یہ جبر یہ والا عقیدہ بن جائے گا۔ حالانکہ خان صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ عام انسانوں کو بھی امور عادیہ کے اندر اختیار حاصل ہے۔ تو پھر کیا خان صاحب عام انسان کو امور عادیہ میں با اختیار مانتے ہیں اور نبی کریم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو امور عادیہ کے اندر بھی با اختیار نہیں مانتے۔ تو خان صاحب کی پیش کردہ آیت کا وہی مطلب ہے جو تم نے عرض کیا ہے۔ نیز اگر خان صاحب آیت کریہ۔

و یختار اور ماکان لہم الخیرۃ

میں اختیار کا اصطلاحی معنی سمجھا ہے تو پھر اپنے قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی کے اس شعر پر بھی غور کرنا چاہیے۔

فلک پریشانی اور پس ہیں تو خیر سہمی

ز میں پر جود نہا ہیں احمد مختار

اسی طرح علامہ آلوسی کی اس عبارت پر غور کریں جو انہوں نے آیت کریہ۔

قد جاء کم من اللہ نور

کی تفسیر میں لکھی ہے۔

ھونور الانوار والنبی المختار

پھر خان صاحب کو چاہیے کہ یہاں ان اشعار، عبارات بھی کا وہی معنی

سمجھیں جو انہوں نے آیت کریہ کا سمجھا۔

خان صاحب کو نانوتوی صاحب کے اس شعر پر بھی غور کرنا چاہیے۔

ھوا اشارا میں دو کلمے یوں قرع کا جگر

کوئی اشارا ہمارے بھی دلی کے ہو جائے پار

اور اسی قصائد قافی میں لکھتے ہیں۔

عرش پر اگر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے

جس میں جو خواب ہے کون دمکان کا تاجدار

خدا حیرا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت

جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

(قصائد قافی صفحہ نمبر ۵۶)

نیز اپنے مشہور مصنف عاشق علی میرٹھی کی اس عبارت پر غور کریں۔ وہ لکھتے

ہیں کہ سلیمان علیہ السلام دوسرے بادشاہوں کی طرح بیت المال کے صرف محافظ

نہیں تھے بلکہ مختار کل، مالک و متصرف اور مجاز تھے کہ جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ

دیں۔ (ترجمہ القرآن عاشق علی میرٹھی)

سلیمان علیہ السلام کے اختیار کا دائرہ کتنا وسیع تھا اس کی وضاحت گذشتہ

اوراق میں کر چکے ہیں۔

خان صاحب کی ایک مضحکہ خیز حرکت:

اہل سنت کی طرف سے جب یہ دلائل پیش کئے گئے کہ نبی کریم علیہ السلام

نے سکھوروں کے خشک خوشے کو کلمہ دیا تو وہ سجدہ کرتے نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ

میں حاضر ہوا جیسا کہ صحیح ابن حبان میں حدیث ہے اور اسی طرح جامع ترمذی میں بھی

حدیث پاک ہے جو نور ہدایت میں بھی پیش کی گئی تھی کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک

آدمی کو فرمایا کہ اگر میں اس سکھور کے خوشے کو بلاؤں اور وہ رسالت کی گواہی دے تو

کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے بلانے پر وہ خوش نیچے بھی اترا اور پھر واپس اپنی جگہ پر جا کر گنگ بھی گیا۔ اور وہ آدمی مسلمان بھی ہو گیا اور اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا حضرت ابو حیرہ کو حافظ عطا فرمایا۔

تو خان صاحب ان تمام احادیث کے جواب میں ہی کہتے ہیں کہ یہ معجزہ ہے اور معجزہ میں نبی کریم علیہ السلام کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان احادیث سے واضح طور پر یہ پتہ چل رہا ہے کہ یہ معجزات نبی کریم علیہ السلام کے ارادے سے صادر ہوئے۔ خان صاحب اہی بتلا دیں کہ جب نبی کریم علیہ السلام نے مجبور کے خوشے کو بلایا تھا یا حضرت ابو حیرہ کو حافظ عطا کیا تھا کیا نبی کریم علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ خوش نیچے آئے اور حضرت ابو حیرہ کا حافظ قوی ہو جائے یا جب نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جابر کے کھانے میں عذاب دہن مبارک ڈالا تو آپ علیہ السلام یہ چاہتے تھے یا نہیں کہ یہ کھانا ہزار آدمی کا کفایت کرے۔ اسی طرح حضرت عبدیقہ کو سرکار نے کچھ جو عطا فرمائے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے جو ایک صاع کی مقدار تھے اور ان میں ایسی برکت رہی کہ کافی عرصہ تک کفایت کرتے رہے حتیٰ کہ جب ایک لوفی نے انہیں ماپ دیا تو وہ قسم ہو گئے کیا یہاں نبی کریم علیہ السلام نے یہ ارادہ فرمایا تھا یا نہیں کہ یہ جو انہیں کافی عرصہ تک کفایت کریں۔

خان صاحب کو چاہیے کہ احادیث مبارکہ میں غور و فوض بھی کر لیا کریں نیز یہ امر بھی بڑا حیران کن ہے کہ خان صاحب کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ معجزات غیر اختیاری ہوتے ہیں اور دلیل بھی یہی دیتے ہیں کہ معجزات غیر اختیاری ہوتے ہیں گویا دعویٰ بھی وہی دلیل بھی وہی حالانکہ یہ مصادرہ علی المطلوب ہے۔ جبکہ ان احادیث میں ادنیٰ سا غور کرنے سے ایک ادنیٰ عقل والے کو بھی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ معجزات جو کہ سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں نبی کریم علیہ السلام سے صادر ہوئے وہ

آپ کے ارادے اور مرضی سے صادر ہوئے صاحب نور ہدایت نے حضرت ابو حیرہ واپس حدیث کی تصریح کرتے ہوئے ارشاد الساری کے حوالہ سے ایک عبارت لکھی تھی۔ جس کا جواب خان صاحب گول کر گئے ہیں ہم اس عبارت کا ترجمہ دوبارہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ صاحب ارشاد الساری ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ یہ واقعہ نبی کریم علیہ السلام کے روشن معجزات سے ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ابو حیرہ سے نسیان کو دور کر دیا جو کہ انسان کے لوازمات سے ہے۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ لفظ انسان نسیان سے مشتق ہے اور اس کا حصول چادر کے پھیلاؤ میں ایک ایسا امر ہے کہ جس میں عقل کیلئے دم مارنے کی مجال نہیں۔

ویسے تو خان صاحب کا دعویٰ کہ وہ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے پھر پتہ نہیں یہ عبارت جو ارشاد الساری جلد اول صفحہ ۳۷ پر موجود تھی حضرت کی نگاہوں سے کیوں اوجھل رہی شاید خان صاحب مطالعہ تو کرتے ہوں گے لیکن جب کوئی مقام اپنی طبع القدس پر گراں گزرتا ہو گا کتاب کو بند کر دیتے ہوں گے کیونکہ جو آنکھیں ہر وقت نبی کریم علیہ السلام کے کمالات کی نشی ملاحظہ کرنے کی عادی ہوں تو ان کو پھر نبی کریم علیہ السلام کے کمالات پر دلالت کرنے والے حوالہ جات کیسے نظر آئیں اور حضرت علامہ قسطلانی صاحب ارشاد الساری نے حضرت عطا سے یہ بھی نقل فرمایا تھا کہ حضرت ابو حیرہ کا نسیان دور کرنا نبی کریم علیہ السلام کا مافوق الاسباب تصرف ہے۔ تو ان کی یہ عبارت بھی اس امر کی دلیل ہے کہ یہ معجزہ نبی کریم علیہ السلام کے ارادہ سے صادر ہوا نیز لفظ تصرف سے بھی معجزہ کا اختیاری ہونا ثابت ہے۔ اگر لفظ تصرف سے انبیاء علیہم السلام کا مختار ہونا ثابت نہ ہوتا تو شاہ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں ہرگز نہ لکھتا کہ جو کسی مخلوق کیلئے کائنات میں تصرف ثابت کرے گا ذاتی قدرت سے یا عطائی قدرت سے کرے تو وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں بلکہ خان

صاحب اپنی کتاب تسکین الصدور میں لکھتے ہیں کہ مشرک کا معاملہ ہی جدا ہے وہ غیر اللہ کو امور میں مشغول امور سمجھتا ہے اور یہ عقیدہ کفریہ ہے نیز خان صاحب بتلا کہیں کہ اگر لفظ تعارف سے انبیاء علیہم السلام کا مختار ہونا ثابت نہیں ہوتا تو ان کو اہل حضرت کہ اس شعر پر اعتراض کیوں ہے۔

ذی تعارف بھی ماذون بھی حقاری ہے عبدالقادر

کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

نیز خان صاحب ہی بتلا کہیں کہ اگر تعارف کا لفظ کسی نبی یا ولی کیلئے بولا جائے یا پرانے اکابر اس لفظ کو انبیاء اولیا کے لئے استعمال کریں۔ تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے جسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہے اور اصل طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے تو پھر کیا وہابی حضرات انبیاء اولیا کے لئے یہی مفہوم لے کر لفظ تعارف بولیں گے۔

ثابت ہو گیا کہ جب لفظ تعارف بولا جائے تو اس کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ کہ جس کے لئے لفظ بولا گیا اس کے ارادے اور اختیار سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ تھانوی صاحب نے اپنی آخری کتاب البیادر والذواد میں تحریر کیا ہے کہ تعارف میں ظاہر یہی ہے کہ وہ اختیار سے صادر ہوتا ہے۔ لہذا خان صاحب سے گزارش ہے کہ تو یہ کریں اور تنقیص شان رسالت علیہ السلام سے باز آجائیں جب ہی ان کو نبی پاک علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی اگر اسی راہ پر چلتے رہے جس پر اب گامزن ہیں تو ان کو برگزینی کریم علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ کیونکہ ارشاد باری ہے۔

ما ن ظلمین من انصار

نیز ارشاد باری ہے۔

ما ن ظلمین من حمیم ولا شفیع بظاع

نیز اس آیت کریمہ پر غور کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة تصلي نارا حامية

نیز اس آیت کریمہ پر غور کریں۔

لهم من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل

نیز خان صاحب نے یہ حدیث پاک پڑھائی تھی ہوگی دنیا کی آگ سے جہنم کی آگ۔ ۶۹ انہر جن زیادہ گرم ہے اور اگر خان صاحب تائب ہو جائیں تو پھر اس آیت کریمہ کی رو سے ان کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف

(پارہ ۹ سورۃ النحل)

نیز ارشاد رسول علیہ السلام ہے۔

الاسلام يهدم ما كان قبله

(بخاری شریف)

مراد ما نصیحت بود کردیم

خوات با خدا کردیم درجیم

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اللهم ارنا الحق وارزقنا اجابة

وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجابته

الاستدراکات

مولوی سرفراز صاحب صفحہ تقریباً اپنی ہر کتاب میں فقہاء کرام کا ایک حوالہ ضرور اس طرح دیتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا علم غیب تسلیم کرنے والا کافر ہے۔ اپنی ایسی کتاب راہ ہدایت کے اندر بھی قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کا حوالہ دیا ہے انہوں نے اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی پاک ﷺ کیلئے علم غیب تسلیم کرنے والے کافر ہیں۔ حالانکہ حضرت خالصہ حب ان کی مشہور عالم تفسیر مظہری کا مطالعہ فرمائیے تو اس طرح کی ایک بات نہ کرتے۔ حضرت اپنی تفسیر میں آیت کریمہ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء (سورۃ بقرہ پارہ ۳) کے تحت فرماتے ہیں کہ من علمہ سے مراد علم غیب ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے علم غیب کا مخلوق میں سے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہے جتنا عطا فرمائے۔ (جلد اول) نہ جانے سرفراز صاحب کی عقائدی نگاہوں سے تفسیر مظہری کی یہ عبارت کیوں مخفی رہی۔ ویسے حضرت کا یہ دعویٰ ہے کہ میں ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ لیکن پتہ نہیں کہ استدلال کتابوں کی عبارات سے حضرت کو صرف نظر کیوں ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی سرفراز صاحب نے جو کتاب لکھی اس میں اصل موضوع تو سرکار ﷺ کے اختیارات کا نفی کرنا تھا تو علم غیب کی نفی کا حوالہ دینا اور قائلین علم غیب کی تکفیر کرنا ویسے بھی غلط بحث ہے اور ان کی کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے غلط بحث کر دیا تو ہم نے گزشتہ اوراق میں اس کا جواب مفصل انداز سے دیا کہ ارشاد الطالبین کی جو عبارت حضرت نے پیش کی ہے۔ وہ محض الحاقی ہے مزید حضرت کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ اگر آپ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کو کتنی ہی وقت مانتے ہیں اور ان کی علمی عظمت کے قائل ہیں تو انہوں نے آیت کریمہ ان علینا جمعه وقرآنہ ثم ان علینا بیالہ (پارہ نمبر ۳۹ سورۃ

قیامت) کے ماتحت جو ارشاد فرمایا ہے کہ حکم اور قضا کا بیان اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی پاک ﷺ قضا بہات کو نہ جانتے ہوں۔ کیا اب خالصہ حب بھی نبی پاک ﷺ کیلئے قضا بہات کا علم تسلیم کریں گے۔ نیز قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ یستولونک عن الروح (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ نبأ اسرائیل) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے کس طرح روح کا علم غیبی رو سکتا ہے جبکہ ابراہیم اہ بھی روح کو جانتے ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری ہے۔ کنت سمعہ الذی یسمع بہ بصیرہ الذی یشہو بہ تو اس حدیث قدسی کی رو سے اولیاء کو بھی روح کا علم حاصل ہے تو نبی پاک ﷺ کو بطریق اولیٰ حاصل ہوگا۔ نیز سرفراز صاحب اور ان کے پرستار یہ ارشاد فرمائیں کہ اگر ارشاد الطالبین کی یہ عبارت واقعی قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ہے تو پھر اس عبارت کی رو سے علامہ ابن حمام کی بھی تکفیر ہو جائے گی کیونکہ وہ اپنی کتاب تحریر اصول میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (پارہ نمبر ۲ سورۃ نمل) کا مطلب یہ ہے لا یعلم بدون تعلیم اللہ الا اللہ (جلد اول ص ۲۱۱ مطبع بیروت) نبی عبارت بعینہ تفسیر مظہری کے اندر موجود ہے مگر ارشاد الطالبین کی عبارت کا وہ مطلب لیا جائے جو خالصہ حب نے سمجھا ہے تو پھر علامہ ابن حمام رحمہ اللہ اور خود قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تکفیر ہو جائے گی۔ علامہ ابن حمام ہی کتاب کے اسی صفحہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ الا تری ان تلک الایۃ تو جب ہر علم غیبی اللہ تعالیٰ لم لا یمنع ان یعلّمہ غیر اللہ بتعلیمہ کما قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من اراد فی من دسول اور یہی عبارت کشف الاسرار شرح اصول ج ۳ ص ۲۶۰ پر موجود ہے تو پھر کیا ارشاد الطالبین کی اس عبارت سے صرف بریلویوں کا کفر ثابت ہوگا یا پھر اساطین اسلام بھی کافر نظر کریں گے۔

کتنے لوگ تم نے ایک ہی شونی میں کھو دیئے
جنہیں آسمان نے ڈھونڈا تھا خاک چھان کر

حجری کی اس مذکورہ بالا عبارت سے سرفراز صاحب کی اس بات کا جواب بھی ہو جائے گا جو علامہ ابن حمام کی کتاب مسایہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو علم غیب کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے تو مسایہ کی اس عبارت سے مراد ذاتی علم غیب لینا پڑے گا کیونکہ علامہ ابن حمام خود حجریہ کے اندر علم غیب ثابت کر رہے ہیں تو کیا محاذ اللہ وہ اپنے آپ کو کافر بنا رہے ہیں۔ لہذا ہزارگان دین کی عبادات سوچ سمجھ کر نقل کرنی چاہئیں۔ تاکہ عند اللہ اور عند الناس رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اگر غلط استدلال کیا گیا۔ جب کوئی خادم جوابی کارروائی کرے گا تو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حرا عاقل کند کار کہ باز آید پشمانی

مولوی سرفراز صاحب کے شعبہ کا ازالہ

حضرت ابنی کتاب دل کا سرور میں ارشاد فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے اوپر شہد کو حرام ٹھہرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لیس لحوم ما احل اللہ لک۔ (سورہ تحریم پاره نمبر ۲۸ آیت نمبر ۱) سرفراز صاحب نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ اسے نبی ﷺ آپ اپنے اور اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کی ہے۔ سرفراز صاحب کا اس طرح کا ترجمہ کرنا محض غلط ہے۔ کیونکہ تمام معتبر مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ”آپ اس چیز سے نفی اٹھانے سے کیوں رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کی ہے۔ اس آیت کا بھی مطلب علامہ آلوسی نے روح المعانی میں علامہ رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں بیان فرمایا ہے۔ بلکہ امام رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے حلال کو حرام کرنا تو کفر ہے تو نبی

پاک ﷺ کی طرف اس امر کو کیسے منسوب کیا جاتا ہے۔ لہذا اس آیت کریمہ کا بھی مطلب مراد لینا واجب ہے کہ آپ باوجود ملت کے اعتقاد کے شہد کے استعمال سے کیوں گریز فرماتے ہیں۔ اس آیت کا بھی مطلب روح البیان ابو سعید البحر المحیط اور احکام القرآن للخصاص تفسیر نیشاپوری، تفسیر ابن جریر، تفسیر مظہری، تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر صادی، تفسیر مصل، تفسیر حداد، تفسیر کشاف، تفسیر قرطبی، تفسیر معجم، تفسیر حسینی، تفسیر بیضاوی، شیخ زادہ عنایت القاشی وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اب اس آیت کی تفسیر میں عقائد میں اہلسنت کے حضرت علامہ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کر رہے ہیں۔ حضرت اپنی کتاب تاویلات اہل السنۃ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ومن قال بانه حرم ما احل الله له فقد قال امراً منكراً ولو اعتقد ذلك كان كفراً منه اذ من حرم ما احل الله تعالى كان كافراً ومن كان اعتقاده في رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هذا فهو كافر۔

(ص ۱۳۱۱ سورہ تحریم ج ۵)

”جو آدمی یہ کہے نبی پاک ﷺ نے اس چیز کو حرام کیا جو اللہ نے آپ کیلئے حلال کی تھی تو اس نے بہت بری حرکت کا ارتکاب کیا اگر اس نے اس طرح کا عقیدہ رکھا تو یہ اس کا کفر ہوگا۔ کیونکہ جو حرام ٹھہرا اس کی چیز کو جو اللہ نے حلال کی وہ کافر ہے تو جس کا عقیدہ نبی الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایسا ہو تو وہ کافر ہے۔ مزید آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

لكن الامر عندنا ليس على ما ظنه ابو بكر ولا على ما سبق اليه وهم بعض الجهال ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حرم شيئاً۔
لیکن معاملہ ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہے جیسے ابو بکر راسم نے بیان کیا ہے اور

نہ اس طرح کہ بعض جاہلوں نے گمان کیا۔ بلکہ جو نبی پاک ﷺ بابت اس طرح کا گمان کرے تو اس نے گویا نبی پاک ﷺ کی طرف کفر منسوب کیا۔ (تاویلات اصل السنن ص ۱۷۱ طبع پشاور)

تو سرفراز صاحب نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے تفسیر کو بالکل غلط میں رکھا اور تفسیر بالرائے کر کے وادی ملامت میں مبتلا رہے اور مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب کے سامنے چونکہ تفسیر کی یہ عبارت تھیں اس لئے آپ نے اس آیت کا مطلب صحیح بیان فرمایا اور سرفراز صاحب کے بیان کردہ مطلب کی تخطی فرمائی۔ لیکن سرفراز صاحب بجائے اس کے غور کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے بارے میں موقیانہ الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیئے اور ان کے بیان کردہ مطلب کو جو بالکل صحیح تھا۔ ناجہ کی وجہ سے اور عقل کی کمی کی وجہ سے غلط قرار دے دیا۔ سرفراز صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کسی بات کو غلط نہ کہا کریں۔

گر سخن بشوی ز اصل دل گو خطا است
سخن شاس نمی دل بر خطا ایما جا است
کم من غائب قولا صحیفا وعافئ من لھم
آکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس سے بھلا کیا قصور ہے آفتاب کا

آیت کریمہ کا صحیح مطلب

اللہ رب العزت فرماتا ہے چاہتے ہیں۔ اے نبی مکرم ﷺ ہم نے شہد علال کیا آپ کی خاطر اگر آپ استعمال نہ فرمائیں پھر ہمارے علال کرنے کا کیا فائدہ۔ سرفراز صاحب اگر اس بات پر غور کر لیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک عدد کی وجہ سے فرمایا تھا میں اونٹ کا گوشت استعمال نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنے

آپ اس کے استعمال کیوں باز رکھ رہے ہو۔ لیکن خلاق عظیم ارشاد فرما رہا ہے آپ اپنی ازواج مطہرات کا لحاظ تو فرما رہے ہیں لیکن میری مرضی کا خیال تو نہیں فرمایا ہم نے علال ہی آپ کی خاطر ضرہایا ہے۔ جس طرح فرمایا:

التم نشوح لك صلوٰك۔ ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کھول دیا۔
ودفعنا لك ذكرك۔ ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

اصل وجہ یہ تھی کہ اللہ رب العزت نے نبی پاک ﷺ کی توجہ بشارت کی تا کہ امت کو مسئلہ کا علم ہو جائے یعنی کسی علال چیز کو حرام کہہ دیا جائے تو شرعاً وہ حرام نہیں ہو جاتی بلکہ قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:
قد فرض الله لکم تحلة ايمانکم۔

مولوی سرفراز صاحب کے اور شبہ کا ازالہ

صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ جب سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہر حج فرض ہے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر حال حج کرنا فرض ہے تو سرکار ﷺ خاموش رہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے تو سرکار ﷺ خاموش رہے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے سرکار ﷺ پھر خاموش رہے پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا لو قلت نعم لوجبت۔

اس آیت کا جواب دیتے خالصاً صاحب قنطر از ہیں کہ سرکار ﷺ کے ہاں فرمانے سے مراد یہ ہے کہ اگر میں خداوند قدوس کی دہی کے ذریعے ہاں کہہ دیتا تو پھر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ اگے سرفراز صاحب نے آیت نقل کی ہے کہ وما یسطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی۔ لیکن سمجھ نہیں آتی کہ خالصاً صاحب کو یہ آیت کریمہ اس وقت یاد کیوں نہیں آتی جب وہ یہ استدلال کر رہے تھے کہ اگر نبی پاک

ﷺ بخیر رکھ دیتے تو اللہ رب العزت آپ ﷺ کو کیوں ارشاد فرماتا کہ آپ شہد کو کیوں حرام ٹھہراتے ہیں۔ اس وقت خان صاحب یہ تاویل کر دیتے کہ نبی پاک ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں شہداء استعمال نہیں کروں گا یہ بھی اللہ کی وحی سے تھا۔ یہ آیت کریمہ اس وقت کیوں بھول گئی تھی یا جنگ جنوک کے قیدیوں سے فدیہ لینے والے معاملے پر جب آپ اعتراض کرتے ہیں یا جنگ جنوک کے موقع پر منافقوں کو اجازت دینے والے معاملہ پر اعتراض کرتے ہیں یا جب آپ سے عین واقعہ کے بارے میں سوال کیا۔ اصحاب کہف روح اور ذوالقرنین کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جواب دوں گا لیکن پندرہ دن وحی نہ آئی تو وہابی اس کو بھی اپنے دوکانی علم غیب کی لٹی میں پیش کرتے ہیں اس وقت یہ آیت کیوں نہیں یاد آئی۔ وما یسطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی۔

سرفراز صاحب اور ان کے پیروکاروں کی مزید توجہ کیلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ چوتھی صدی کے چوٹی کے فقیہیہ حضرت ابوبکر حصار اپنی تفسیر احکام القرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ولو قلت نعم لو جبت فاعبر انه لو قال نعم لو جبت بقولہ اور یہاں بات ملاحظہ قاری رحمہ اللہ صاحب نے بھی ارشاد فرمائی جن کے بارے میں سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی مفصل عبارات حجت ہیں یہ نہیں سرفراز صاحب میاں کرم کرتے ہیں یا نہیں۔ ملاحظہ قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کا نعم فرمانا عام تھا۔ وحی سے ہو یا اجتہاد سے (احکام القرآن ج ۳ ص ۲۸۳ مطبوعہ سبیل الایضیہ مرقاۃ)

مولوی سرفراز صاحب کی بہت بڑی خیانت مجرمانہ

مولوی سرفراز اپنی کتاب "دل کا سرور" میں صحاح ستہ کی حدیث پاک جو امام بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر تمام فقہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی حسن نے دن احمد رمضان شریف میں بیوی کے ساتھ جماع کر کے روزہ فاسد کر دیا تھا تو سرکار

ﷺ نے پندرہ صاع بھجوریں اس کو عطا فرمائیں کہ جاؤ ان کے ذریعے کفارہ ادا کر دو اور مساکین کو کھلا دو۔

حالانکہ معمول کے مطابق کفارہ کی مقدار ساٹھ صاع ہونی چاہیے تھی کیونکہ ساتھ مسکینوں کو دو پیر اور شام کو نصف صاع دینا ہوتا ہے یا ان کو ایک ایک صاع بھجور عطا کر دے۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی خصوصیت کی گت آپ نے پندرہ صاع کا حکم فرمایا۔ دوسرا یہ کہ جب اس اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے سے زیادہ فقیر اس پورے شہر میں نہیں ہے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا چلو تم خود کھاؤ۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے کفارہ معاف نہیں فرمایا تھا نہ کہ آپ کی کوئی خصوصیت ہے بلکہ آپ نے اس کا کفارہ اس کی خوشحالی تک موخر کر دیا کیونکہ ابھی تک وہ غریب تھا۔ اس سلسلے میں سرفراز صاحب نے فتح القدیر ص ۲۶۵ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ فتح القدیر کے اندر زہری کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ صرف اس اعرابی کی رخصت تھی اگر آج کوئی اس طرح کرے گا تو اس کا کفارہ کے بغیر چارہ نہیں ہوگا اور صاحب فتح القدیر نے فرمایا جوہر العلماء علی قول الزہری اور اس کے بعد صاحب فتح القدیر نے فرمایا والظاهر انہ خصوصاً لانہ وقع عند الدار قطنی فی ہذا الحدیث فقد کفر اللہ عنک۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۵) کیسے تو مولوی سرفراز صاحب صغیر جوہر بھجوریں رست لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ اعرابی سے کفارہ معاف نہیں ہوا تھا بلکہ موخر ہوا تھا۔ حضرت نے یہاں جوہر کی عیوی کیوں نہیں کی حالانکہ جوہر خصوصیت کے قائل ہیں اور رخصت کے قائل ہیں اور امام ابن شہاب تابعی کا بھی یہی قول ہے اور سرفراز صاحب نے احسن الکلام میں تحریر کیا ہے کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد بہتر جانتا ہے تو یہاں بھی ابن شہاب زہری حدیث کے راوی بھی تھے تو حضرت نے ان کی بات کو بھی نظر انداز کر دیا اور حضرت کا وہ کلام کہ ہر گیارہ

زبان طلق کو تھارہ خدا سمجھو اور حضرت کا بار بار یہ ارشاد فرماتا اور لوگوں کو تلقین کرتا کہ حق
 جمہور کیساتھ ہیں اور پھر صاحب فتح القدر کی عبارت نقل کرنے میں بددینا حق کا مظاہرہ
 کرتا یہ حرکت ایک عام آدمی کو زب نہیں دیتی چاہے جگہ وہ آدمی اس حرکت کا ارتکاب
 کرے جو اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلاتا ہے اور اس کیساتھ ساتھ روحانی پیشوا ہونے
 کا بھی دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا دعویٰ ہے اور پھر سری سیدی کا ڈھونگ
 بھی رچائے ہوئے ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کی تضاد بیانی

ابوداؤد شریف ص ۱۶۱ اور مستدرک للحاکم میں حدیث پاک ہے جس کو حاکم اور
 ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ سرکار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی پابندی کیا کرو۔ ایک
 صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو بڑا مصروف آدمی ہوں ایسا حکم ارشاد
 فرمائیں کہ پانچ نمازیں بھی نہ پڑھنی پڑیں اور ان کے ترک کا گناہ بھی نہ ہو۔ سرکار
 رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ فجر اور عصر کی پڑھ لیا کرو۔ اب اس حدیث پاک سے سرکار
 رحمہ اللہ کا اختیار و کمال ثابت ہو رہا تھا تو سرفراز صاحب اس روایت کو شہید کرنے پر
 مصر ہو گئے اس کے راوی داؤد بن ابی ہند پر جرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ راوی
 اگرچہ بعض حدیثین کے نزدیک ثقہ ہے لیکن امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ کثیر الاضطراب
 اور کثیر الخلاف ہے یعنی حضرت کہنا یہ چاہتے ہیں کہ تو تلقین کرنے والے صرف بعض
 محدثین ہیں جبکہ تصحیف کرنے والے زیادہ ہیں اور والد صرف امام احمد کا پیش کیا گیا
 اکیلے امام احمد اس کے نزدیک جمہور ہیں اور حضرت اسی راوی کی تلقین کرتے ہوئے
 اپنی دوسری کتاب "حسن الکلام" میں فرماتے ہیں۔ داؤد بن ابی ہند کو امام علی رحمہ اللہ
 امام احمد رحمہ اللہ مسلمان ثوری رحمہ اللہ "مزن" ابو صالح اور سنانی ثقہ کہتے ہیں۔ یعقوب
 بن شیران کو ثقہ اور دہشت کہتے ہیں ابن حبان ان کو مصنفین میں شمار کرتے ہیں ابن خراش

ان کو ثقہ کہتے ہیں اور ابن سعد ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ ابو حاتم ان کو ثقہ کہتے
 ہیں۔ ذہبی ان کو امام اور ثقہ کہتے ہیں۔ (حاشیہ حسن الکلام ص ۹۵)
 نوٹ حضرت کی تضاد بیانی یہاں سے بھی ثابت ہے کہ امام احمد کو جارجین کے اندر
 بھی شمار کر دیا بلکہ صرف ان کی جرح نقل کی اور توہین کرنے والوں کے اندر بھی ان کو
 شمار کر دیا۔

سرفراز صاحب نے اس امر پر بھی غور نہیں کیا کہ جب ابن حصین امام سنانی اور
 ابو حاتم جیسے ثقہ و محدثین جب اس راوی کی توہین کرتے ہیں تو صرف امام احمد کی جرح
 بہم کا کیا اعتبار ہے اور پھر سرفراز صاحب کے پیشوا غلام احمد عثمانی قواعد علوم حدیث میں
 لکھتے ہیں کہ جب ایک ہی محدث سے کسی راوی کی توہین بھی منقول ہو اور تصحیف بھی
 منقول ہو تو ترجیح توہین کو ہوگی۔ پھر امام احمد کی جو جرح نقل کی گئی ہے وہ جرح بہم ہے
 اور خود سرفراز صاحب نے ارفع والکھیل سے نقل کیا ہے کہ جرح بہم قبول نہیں ہوتی۔
 نیز اگر مان بھی لی جائے کہ جرح مفسر ہے تو پھر جب ان سے توہین بھی ثابت ہے تو
 بموجب قاعدہ اذ التعارض تساقط دونوں اقوال ساقد ہو جائیں گے نیز سرفراز صاحب
 نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ جب امام حاکم جیسے امام محدث اور ذہبی جیسے امام حجاجی
 ثقہ و آدمی تھے وہ اس روایت کو علی شرط مسلم صحیح قرار دیتے ہیں پھر ان کو اس پر جرح
 کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اپنے مطلب کی روایت میں خود اس راوی کو ثقہ قرار دے
 چکے ہیں تو سرفراز صاحب کو اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ

اَللّٰہی سَمَیْہَ خُدا کَہِی کُو نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بداد نہ دے

سرفراز صاحب کے پیشوا غلام احمد رحمہ اللہ کی اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں۔ ہم اختصار کی خاطر صرف ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث

سے بالکل یہ بات ظاہر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں تین نمازیں معاف کر دی تھیں اور سرکار ﷺ کے خاص شخص میں سے یہ بات ہے کہ جس کو چاہیں جس حکم سے مستثنیٰ کر دیں اور جس سے چاہیں جو فرض معاف کر دیں۔ (بذل المجہود ج ۳ ص ۲۳۳)

امید ہے کہ اب سرفراز صاحب بھی کہتے نظر آئیں گے۔

من از مکان گاہ ہرگز نہ تالم
بہن ہرچہ کرد آن آشنا کرد

مولوی سرفراز صاحب کا ایک اور مقالہ

مستند احمد کے اندر حدیث پاک ہے حضرت اسماء بنت عمیس کے خاوند جب شہید ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ تم تین دن سوگ کر دو پھر جو مرضی چاہے کرو۔

مولوی سرفراز صاحب امام غلامی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ پہلے سوگ تین دن ہوتا تھا پھر منوع ہو گیا۔ اس کے بارے میں سرفراز صاحب کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں شقی علیہ حدیث پاک ہے کہ ”سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کیلئے حلال ہے کہ کسی پر سوگ کرے جس کی مقدار تین دن سے زیادہ نہ ہو سوائے یہی کہ وہ خاوند پر چار ماہ دن سوگ کر سکتی ہے“ اور سرفراز صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی تمام روایات صحیح ہیں بلکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جو خان صاحب کے محدث ہیں۔ وہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم شریف کی شقی علیہ حدیث کا انکار کرنے والا نہ ہوتا ہے۔ سرفراز صاحب کا رسالہ ”ملا علی قاری اور علم غیب“ میں لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری کی مفصل عبارت حجت ہیں نیز سرفراز صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ جس روایت میں ذکر ہے کہ حضرت مولانا کی نماز کی خاطر ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا تھا۔ اس روایت کو امام غلامی نے شکل الٹا کر میں صحیح قرار دیا ہے بلکہ ان

کے علاوہ درجنوں محدثین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں۔ جن کی تفصیل راقم کی کتاب عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں منقول ہے۔ مجاہد کو خشش کرنے والوں میں قاضی عیاض ابن حجر عسقلانی، ابن سید الناس ابو زرعہ، علامہ بدر الدین عینی وغیرہ ہیں لیکن اس کے باوجود سرفراز صاحب اپنی کتاب ”دل کا سرود“ میں اس کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ یہاں امام غلامی کا فیصلہ کیوں منظور نہیں ہے حالانکہ ان کے ساتھ درجنوں محدثین اور بھی ہیں پھر خاصا صاحب اس بات سے بے خبر تو نہیں ہوں کہ پہلے قرآن مجید میں حکم یہی تھا کہ بیوہ عورت ساعدت سال ہوگی۔ اس کے بعد یہ حکم آیا کہ بیوہ عورت کی حدت چار ماہ دن ہوگی تو ظاہر ہے بیوہ کی حدت ساری کی ساری سوگ پر ہی مشتمل ہے کیونکہ خوشبو نہیں لگا سکتی مہندی دوسرہ وغیرہ نہیں لگا سکتی بلکہ سرکار ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ پیری کے سچے سر پر تھوپ لے“ مہجور کے قول کے مطابق غزوہ موتہ ۸ھ میں پیش آیا۔ حضرت حفصہ طیار اسی میں شہید ہوئے تو ظاہر امر تو یہی ہے کہ آیت کریمہ کی جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں وہ چار ماہ دن حدت گزاریں غزوہ موتہ سے بہت پہلے نازل ہو چکی تھی یا سرفراز صاحب ثابت کریں کہ غزوہ موتہ پہلے پیش آیا ہو اور یہ آیت کریمہ بعد میں نازل ہوئی ہو۔ ورنہ غلط القاد۔

خاصا صاحب اگر امام غلامی کی بات مانتے ہیں۔ انہوں نے اسی کتاب میں حدیث پاک نقل کی ہے جو حضرت عائشہ زبانی سے مروی ہے ایک آدمی نے سرکار ﷺ سے عرض کیا یا مالک الناس مجمع الزوائد میں ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ کیا سرفراز صاحب اس روایت کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا اپنی بین اسلام کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے۔ نیز اس حدیث سے استدلال کرنے میں اہلسنت مغرور تو نہیں ہیں بلکہ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مواہب کی شرح جلد ۵ ص ۲۳۵ پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے

اور امام بیہوشی میں بیٹھنے نے خاص اہم کبریٰ میں اس امر کو سرکار علیہ السلام کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ علامہ خفاجی رحمہ اللہ نے سیم الریاض ج ۳ میں اس حدیث میں بیان کی گئی رخصت کو سرکار علیہ السلام کی رخصت قرار دیا ہے۔ خلاصہ صاحب اپنے آپ کو شیخ القرآن کہلاتے ہیں کیا ان کو یہ آیت کریمہ یاد نہیں ہے۔ والبع سبیل من الماب الی توہجر حضرت بزرگان دین کی راہ پر کیوں نہیں چلے اور بجائے ان کی راہ پر چلنے کے بزرگان دین کی پیروی کرنے والوں کو مشترک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ایک گزارش

صحابہ ستہ کی حدیث پاک جس میں اعرابی کو خود اس کا کفارہ کھلا دیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا قول تھا کہ اس اعرابی کی خصوصیت تھی کہ اب اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر رمضان شریف کے اندر بھاج کرے گا تو اس کو کفارہ دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ زہری کا یہ قول درست نہیں ہے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ نے یہ کفارہ مؤخر کیا تھا معاف تو نہیں کیا تھا تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ علامہ مدھی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ اور سیر میں تصریح کی ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کا شمار بہت بڑے فقہاء میں ہوتا ہے اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تہذیب المعجم میں تحریر کیا ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ اہل فقہاء میں سے ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ امام مالک رحمہ اللہ ان کے شاگرد ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اودا حادثہ جو احکام کے بارے میں ہیں ان کے بارے میں امام زہری رحمہ اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا امام بخاری رحمہ اللہ جن کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اجتہاد کے اندر اور مسائل کے استنباط میں ان کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ مقدمۃ المحدثات میں یہی بات تحریر فرمائی ہے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے شیخ نور الحق

صاحب تیسیر القاری میں فرمایا ہے۔ اس کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ اپنے صحیح میں ان کے اقوال بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ نے الاکمال میں امام زہری رحمہ اللہ کو اہل فقہاء اور محدثین میں شمار کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ ۱۳۹ صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فقہاء حدیث کے معنی بہتر جانتے ہیں۔ سرفراز صاحب خود اس بات کے قائل ہیں کہ فقہاء حدیث کے معنی بہتر جانتے ہیں تو لہذا یہاں ان کی بات وہ کیوں نہیں مانتے؟ حدیث پاک کی بات یہ بہتر جانتے ہیں یا وہ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

علامہ خفاجی کا ارشاد

اشرق علیہم نورہ الروحانی الربانی وصارت فی ارواحہم
قسوی مستعدہ لافشاء المعجزات کمالات ولیاء امة
رہتمہ: جب انبیاء علیہم السلام پر سرکارِ الہامات کا نور چکا اور ان کی ارواح میں ایسی قدرتیں
پیدا ہوئی جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام اظہارِ حق پر قادر ہو گئے جس طرح نبی پاک ﷺ کی
امت کے اولیاء کا حال ہے۔ (تیم بارہوی جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۹۳)
اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۰ پر ارشاد فرماتے ہیں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو معجزہ پر قدرت بخشی اصل
عبارت حاضر خدمت ہے۔

لان المعجزة مع التحدى من النبی قائم مقام قول الله الذی
اقدرد علی ذلک

یعنی ہر امر۔ یہ کہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف کے شارح ہیں اور انہوں نے شفاء شریف کی
ہزاروں صفحات میں شرح فرمائی ہے۔ اگر شفاء شریف کی یہ عبارت جو سر فراز صاحب نے نقل کی
ہے کہ معجزہ اللہ ہی کا فعل ہوتا ہے۔ اگر کسی مطلب ہوتا جو انہوں نے نکال دیا ہے کہ معجزہ نبی کے
ارادے کے بغیر صادر ہوتا ہے تو پھر شارح شفاء شریف کو اس بات کی کچھ کیوں نہ آئی
خان صاحب نے معجزہ کو نقد و رد کیا، ماننے والوں کو فر فرادیا ہے تو کیا معاذ اللہ علامہ خفاجی اس
عبارت سے کافر ہو گئے ہیں۔ علامہ صاحب (خفاجی رحمۃ اللہ علیہ) اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۳ پر
یوں رقمطراز ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تمام جہانوں میں تعریف حاصل ہے۔
الحقیقة المحمدیة صورة الاسم الاعظم الجامع لاسماء قلة
التصرف فی العوالم۔ (کذا فی ذرۃ فی جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۸۷) دینی حدیثیں معلوم نہ
علامہ صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۹ پر نبی کریم ﷺ علیہ السلام کی نسبت کی یہ بیان فرماتے
ہوئے یوں گویا ہیں۔

انہ کنی یہ لانه یقسم الجنة بین اهلها يوم القيامة



آفتابِ ملت

بجواب

راہِ ہدایت

مفتی

پروفیسر محمد اسلم

پاکستان مسلم لیگ ق کے صدر و قائد

کوئٹہ

چاند کوئٹہ پبلیشرز

مفتی محمد اسلم

چاند کوئٹہ پبلیشرز

کوئٹہ

گلکے رضا ہے فخرِ غوغا، برق بار اعداء سے کہہ، خیر منائیں نہ شر کریں

صداقت دین کا نشان امام احمد رضا خان

المعروف

دیوبندی پمفلٹ کا جواب



وہ جس نے یہ شیعہ کتاب لکھی، اس کا نام ہے محمد بن عبد الرحمن بن محمد
مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری الرضوی رحمہ اللہ

بزرگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ

مکتبہ رضا CA-17 القادری روڈ سواتی، شہر ایل کوئی، کراچی۔

کئے اور گستاخی :

سیدی خواجہ مسیحین الدین بامیری، رضی اللہ عنہ اور سیدی ابوبکر شکی، رضی اللہ عنہ
جو لوہیہہ کاٹھین سے ہیں ان پر گستاخ سولہ جگہ کا کرم ظہر اگر ذرا سداڑا نظر آئے گا کہ انکی
سر و رخو شام طرزی اور بچاں تراشی ہے یزاس طوں فرقہ دہلیہ دیات کے علاوہ ان کے ہم اثر
طاہرہ انگلیں و مٹھیاں صحت میں اور لوہیہہ کاٹھین سے جس نے ان حضرات کو دہر کھٹی ٹوٹی
بہدی کیا کرتا کرتا ان کے اسلمے گراں پیش کیجئے بعد صدیاں گزریں کسی عالم دین نے
کوئی عاصہ فرمایا؟ خود طلب یہ امر ہے کہ لوہیہہ اگر کم کر گستاخ سولہ جگہ کرے اور کافر کیجئے
وہاں کی شقی طوں وہ گناہ جگہ مسلمان کو کافر کیجئے اور کافر کو کافر کہتا ہے۔ مولوی سر تھقی حسن
دائم تعلیمات و دائم شہد تبلیغ وراطوم ویدہ کہتا ہے جس مسلمان کو کافر کہے کفر
ہے لاکھ لاکھ اب اس کا کفر کیجئے جس کسی مسلمان کو اقرار تو حید و رسالت و غیرہ عقائد
اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہے کہ اس نے اسلام کو کفر بنا دیا اللہ اللہ اب میں راہ
نہدے گری شہادت اور تازیات ہے خدا بخیر و اہل اولوالعقاب۔

دوسری ملاؤ کے کئے :

بشر کہتا ہے "اے اللہ بھٹی، سولہ جگہ اور لاکھ لاکھ شکی، سولہ
جگہ اور غیر اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ سولہ جگہ قم سولہ جگہ احمد
"سیدی خواجہ مسیحین الدین بامیری، رضی اللہ عنہ اور سیدی ابوبکر شکی، رضی
اللہ عنہ دوسری ملاؤ کے کئے اور لوہیہہ کے عقائد اور دشمن دیات کی دہلی
و غیرہ جس عالم اسلام میں ان حضرات کو لوہیہہ اگر کم کر گستاخ سولہ جگہ
کفر کیجئے انھیں انھیں ہے اور دوسری ملاؤ اب سے سرور انھیں رسالت نام احمد رضا خان
رضی اللہ عنہ کو کاسک اور نہ اب معروف و مشہور ہے بلکہ یہی حدیث
وہی کی کہ لکھ ہے۔

مؤلف کتاب

اس کتاب کا ذکر غوث کا مؤلف کوئی مولوی گل حسن ہے جس نے اس کتاب میں کسی پہلی نسخہ غوث علی شاہ کی شکایات و روایات نقل کی ہیں غوث علی شاہ کی یہ نقل بعد رمضان المبارک ۱۲۱۹ھ ہے اس کا اس زمانہ میں دارالعلوم مولوی ابوالکلام دہلوی جس نے پہلے اس کی ابتدا بیان کی اس کی تصدیق کی ہے اس کا مصروف دور ہے مولوی غوث علی شاہ نے والدہ سے کے ہاتھ پر ایک بار دور واصلت کی توجہ کا مصروف دور ہے مولوی غوث علی شاہ نے والدہ سے اسم لے کر پھر چارہ دم تک اس سے دعا چاہی کہ گل حسن صاحب لکھتے ہیں "ایک روز دارالعلوم کو جب ہم چارہ دم چاہتے تھے کہ ہمارے قریبی والدہ نے ہم سے دعا فرما کر قرآن شریف پڑھا کر لیا اور چارہ دم تک غلی صاحب پر پورے شافی تھے زکاء کا نام لے کر شکر کا توجہ کیا اور اس کے بعد سے غوث علی شاہ کا چوتھی فرما ہے جس نے زکاء کا نام لے کر (سورۃ الفاتحہ) کو پڑھا کر لیا وہ کیا مسلمان ہو گا پھر فرماتے ہیں "تو چند مدت کے بعد والدہ ماجدہ نے اپنے چارہ دم علی میں بلایا یہاں مولوی محمد اسلمیل صاحب سے ایک خط لکھی کہ مولوی شاہ صاحب سے اور مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سے حدیث شریف چاہی۔"

(دارالعلوم مولانا)

گل حسن صاحب لکھتے ہیں "ایک روز غوث علی شاہ کا ایک بار ایک ہم پر تاج پور سے کل کر دور پہنچے تو سردار نے انہوں کو سے طاقت ہوئی فراموش خاطر و نیت کی اور اپنے مکان میں اصرار کیا وہاں وقت ہو گیا تھا کہ ایک صاحب نے انہوں کو آقا کو ہم نے دعوت کی تھی کہ آکر کھڑی ہوں میں نے کر کے کی بڑی پر جاؤ اور ہمارے ایک بھائی نے چھ ماہ تک ان کو ہم نے کہا کہ میں نے ان کو مدد دینا چاہتا تھا مگر مسلمان ہو سکتا ہے اس طرح کتاب میں حدیث کی کئی روایات موجود ہیں۔"

مولوی گل حسن، مولوی غوث علی شاہ کے حقائق کو براہِ راست ہی من من میں چھپا رہے ہیں۔
 (۱) قل انما اتوا بشئ مثلكم یو حی الیٰ النّٰی انما الھكّم اللہ واحد۔ (۱) کہیں کہا گیا کہ ایک
 کوئی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے لہٰذا کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے۔ (۲) کہیں کہا گیا کہ
 کہتے ہیں "ومن یدع مع اللہ الٰہا اخریٰ لہ وہ اور جو کوئی پکارے اللہ کے
 ساتھ دوسرا نام جس کی سند نہیں اس کے پاس فلا تدع مع اللہ الٰہا اخریٰ لفتکون
 من المعدّین" سومت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا نام پکارنے سے تو خطاب میں۔

(۱) کہیں کہیں (۲) کہیں

نور محمد یہ آیت نقل کر دی گئی جس سے واضح ہے کہ اللہ کا عقیدہ بدعتی عقیدہ
 ہے قرآن کریم کا مضمون یہ کہ جو اللہ کا بتا دیا ہے۔

طیبات

نمبر ۱ - قل انما اتوا بشئ مثلكم یو حی الیٰ النّٰی صحت آیت ۱۰۰ (۱) کہیں کہیں صحت۔ تم
 قرآن کا ظاہر صورت پڑھ کر ہی تم جیسا ہوں مجھے دی آئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی
 معبود ہے۔

نمبر ۲ - ومن یدع مع اللہ الٰہا اخریٰ لہ وہ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا نام
 کہ جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں (۱) کہیں کہیں صحت۔

نمبر ۳ - فلا تدع مع اللہ الٰہا اخریٰ لفتکون من المعدّین (۱) کہیں کہیں صحت۔
 کے ساتھ دوسرا نام پکارنے سے کہ تمہارا خطاب ہو کہ لا تدع مع اللہ صحت۔

نمبر ۴ - (۱) کہیں کہیں صحت۔ (۲) کہیں کہیں صحت۔ (۳) کہیں کہیں صحت۔
 (۴) کہیں کہیں صحت۔ (۵) کہیں کہیں صحت۔ (۶) کہیں کہیں صحت۔

آپ نے فرمایا کہ ہم سب اس لیے چاہیے کہ اپنے پہلے کے ساتھ رہیں
کیا بات کہہ دی اس کے بعد دوسرے شخص کو بلا پھر وہی فرمایا کہ کوئی اور
نہایت فحشہ رسول اللہؐ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کہہ رہا
ہی سمجھ کے آیا تھا آپ تو میرے ہی گرجے و مصلے پر ہی قیامت کی۔
(آنکہ غور سے دیکھو)

ہو جیہ دیکھو وہ اپنی مخالفت کے شرارت نہ ہو گیا وہ اگر ہوں تو جہاں میں ہوں ہر جہاں ہوں
سے بڑے نہیں آپ سب سے اولیاد و کھو شراب کی وہ گل سے شراب پیتا ہے وہ آہہ کی اس سے کتاب
کی تو جہاں کہہ
حقیقت واقعہ :

حضور ہندی سلطان مغل کا حکام اٹھنے، انکسار و انکسار میں حکام اٹھنے میں ہوں اور خود مغل
سرمایہ فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ فاضل بن عبد اللہ کی خدمت میں ایک شخص میرے ساتھ
کے واسطے حاضر ہوا شیخ فاضل نے اس کو دیکھا تو علی نے فرمایا کہ ایک شرط ہے تھو کو میرے کرتا
ہوں کہ جو کہ میں ارشاد فرماؤں تو آپ کو چاہئے اس نے قبول کیا شیخ فاضل نے فرمایا
کہ اگر کسی طرح چاہئے ہو اس نے اور ارشاد فرمایا کہ چاہئے آپ نے فرمایا اس طرح
چاہئے اور ارشاد فرمایا کہ رسول اللہؐ جو کہ یہ شخص عقیدہ میں بدعت تھا تو فرما چاہئے کہ اور ارشاد
فرمایا کہ رسول اللہؐ حضرت فاضل، یہ بدعتی تو فرما چاہئے کہ اور ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں آنحضرت
ﷺ کے حکام سے خود کو منسوب کرنا بدعتی سمجھتا ہوں ہے چاہئے کہ کہ بدعتی بدعتی
کرداں یہ امر صرف میری حسن عقیدت کے اور مخالفت کے واسطے کیا تھا تو فرما کہ اور
میرا کہ سلطان مغل نے حضرت علیؑ کو بلایا وہ مجھ ہی رہی میں وہ سمجھتا تھا کہ اس کی بجائے میں
مکانت شیخ فاضل کو اور یہی بدعت ہے نہ خلیفہ کا فرق ملاحظہ فرمائیں اس پر اپنی رسول
ارشاد فرمادہ کو تو اس فرمایا۔

مذہبوں کا اھل تشددی تشدد ہے، ہوائی کا نام مومن کی سزاگ ہے۔ امام نے
 عظیم قریمہ کی اللہ اکبر سنتے ہی من کی مومن سزاگ کی حالت بدلی فرمایا
 اللہ اکبر میرا خدا ہے اے اللہ کو ہے۔ لیکن اسے کھڑے ہو کر دیکھو، کھڑے
 ہیں حضرت مومن سزاگ نے آسمان کی طرف من اٹھا کر فرمایا (پادشہ)
 مجھے یہ سزاگ نہیں لکھے سزاگ من کی کاپی کتا تھا کہ کتا نہیں پہاڑی طرح
 اللہ میں اور اہل قتل ہو گیا اور تشدد ہمارا

الجواب

مذہبوں کی گستاخی اور کٹر پہاڑی سب سے سب سے مثال ہے۔ ایسا فخر اکر فخر اکر کرتے ہیں
 شرمائے مکران کو شرم نہ آئے اصل عبادت یہ کہ کسی شخص نے امام احمد رضا رضی اللہ عنہ
 سے عرض کیا "مستور ہذا کی کیا بھان ہے اور شاہ ہذا کی یہ بھان ہے کے شریعت
 مطرہ کا کبھی متاقلد نہ کرے گا حضرت ہدی مومن سزاگ، احمد رضا، مستور ہذا سب سے تھے
 احمد رضا میں عزت و شرف میں زیادت سے مشرف ہوا ہوں زمانہ وضع رکھتے تھے ایک بار احمد
 تشدد پر ہذا شاہ کا منی داھہ جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے اللہ فرماتے رہے کہ
 میں کیا دعا کے قتل ہوں جب لوگوں کی آواز مونی سے گزری ایک جملہ انھیں اور دوسرے
 بات کو کی روایوں کی طرف لائے اور اس کی بہت حد اٹھا کر فرمایا کہ مجھے یہاں سزاگ لکھے یہ
 کتا من کے کتا نہیں پہاڑی طرح اللہ میں اور اہل قتل ہو گیا۔ ایک دن نماز میں کے وقت
 یاد رکھیں ہذا سب سے قاضی شرمہ کو لکھا ہے آئے انھیں دیکھ کر اس نے عرف
 کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہننے اور نماز کو پہننے اس پر اللہ و متاقلد نہ کیا
 چہ زیاں اور زنج، اور زمانہ لباس احمد اور مسجد کو ساتھ لئے اور طلبہ صاحب جماعت قائم
 ہوئی اور امام نے عظیم قریمہ کی اللہ اکبر سنتے ہی من کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خدا ہے

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے تیرا اور سب کا خدا اور خدا (اور جس میں)

الجواب :

خدا ہمارے دین کی جہاں اور پاگل ہونے کے بارے میں ایمان مٹتی تھی ہے تو
اور ان میں مثبت نگاہ فرماتے ہیں۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے تیرا اور سب کا خدا اور خدا

تیری تسلیاں کس کی ہیں اگر کسی کوئی ہم رتبہ تیرا اور خدا (اور جس میں)

اگر قلب میں ذرا ایمان رہا ہے تو یہ شعور ہو گا تو اس کے لئے کافی تھا کہ جب
وہ دعا میں نے اور خدا کو اپنا خدا بن لیا تو یہ خطاب تیرا اور سب کا کسی کی جانب سے کیا گیا
کے لئے بھی کوئی اور سرگاہ ہے بلکہ خدا اور خدا کے درمیان جو بیکر قہقہہ عظیم کر گیا
مثبت نگاہ فرماتے ہیں کہ اسے اور خدا ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیری تسلیاں کس کی ہیں
کوئی تیرا اور سب کے لئے یہ دعا ہے کہ اس کو تمام کائنات کے لئے یہ دعا ہے کہ اس کو تمام کائنات
اور ان میں سے کسی کو ہر ایک کا خدا ہے۔

گستاخی نمبر ۳

برخلاف خدا کا کہ اسے دو سال پہلے ہے حضرت ابو الحسن غفرانی

نے فرمایا میں اپنے رب سے دو سال پہلے ہوں (اور وہ یہ ہے)

الجواب :

برخلاف امام احمد رضا خان رضوی سے جو کہ اپنا نام ابو محمد رضوی دے دئے اور ان کا نام ہے
شاہ طاهر جہت کرے کہ حضرت ابو الحسن غفرانی نے فرمایا میں اپنے رب سے دو سال پہلے ہوں (اور وہ یہ ہے)
کے مسلک کی پیروی کرنے والے ہیں ان کا نام محمد غفرانی ہے اور ان کا نام ہے ان کا نام ہے ان کا نام ہے
فرمے یہ دستیاب ہو سکی ہے یہ دعا ہے کہ اس کو تمام کائنات کے لئے یہ دعا ہے کہ اس کو تمام کائنات

مختلف ہیں جس سے یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور اجتہاد کا بھی یہاں نہیں کرنا کرنا
معلوم ہے اس بارے میں مسلمانی پر کہ اللہ واحد قادر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ایک واحد کی وحدت ہو اللہ و رسول سے ملا کر کمالی یاد و مست پایہ نبی کی کی محبت ہو۔ اسے
آپ بھی چاہتے ہیں اسے صدق اپنے حبیب کی ہر عزت پر گہر محبت کا سبب اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
و سلم (آمین)

فرق دوم : مسلمانوں دو شعبوں میں کہ خود انکار ضروریات میں رکھتے ہیں اور صرف انکار
کر کے اپنے دلوں سے ہم نگر جاننے کا اسلام، قرآن و حدیث اور سنی دایمان کے ساتھ تسلط
کرتے اور نہ ان کو انہیں شیعوں و اہل حق دیا تمہاتے ہیں کہ ان کی طرح ضروریات میں ماننے
کی تہ اللہ جائے اسلام فقط طریقے کی طرح نہیں سے گہر رکھ لینے کا ہم۔ جائے اس کے کہ اسلام
نہایت ہو مگر چاہے خدا کو بھونکا کذاب کے چاہے رسول کو سزا سزا گالیاں دے اسلام کسی
طرح نہ جائے بل لعنہم اللہ بکفر ہم فقلولہ ما وہ ملعون + یہ مسلمانوں کے دشمن
خود اسلام کے ہر عوام کو پہلے خود خدا سے اور اللہ کا نبی سے ہٹنے کے لئے چند چیزیں کر رہی
کرتے ہیں

مکر اولی : اسلام ہم کر کوئی کا ہے۔ جو حد میں فریادیں قال لا الہ الا اللہ رسول
اللہ جس نے لا الہ الا اللہ کے لیا جنت میں جائے گا مگر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر بھیجے
ہو سکتا ہے مسلمانوں اور اہل شیعہ۔ خود اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ نہیں سے کافر
اللہ کے لئے گواہی کا وہ ماننا چاہے کوئی کہتا اگر اسے گالیاں دے نہ چاہے اسے کہے
اس کا وہ ہونے سے نہیں اٹھ سکتا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کے لیا ہے چاہے خدا کو بھونکا
کذاب کے چاہے رسول کو سزا سزا گالیاں دے اس کا اسلام نہیں ہول سکتا مگر کذاب
ایک قریبی آپ کریم (الصلی اللہ علیہ وسلم) میں گواہی لوگ اس تکلف میں ہی کے نسب
اور علم اسلام پر چھوڑ دینا چاہیے گے اور اختلاف نہ ہو کا اسلام اگر خدا کر کوئی کلام خدا

تَنْوِيلُ الْأَبْصَارِ عَلَى رَدِّ ظُلُمَاتِ الْفُجَّارِ

المعروف

الحدیث پوشر کا جواب

پیشرو: علامہ محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری الرضوی

معتمد

منجانبہ:
یوستانِ رضا

569. S-2 سعود آباد، بجراجی: 75080

منہاب

الف

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ
الکریم

عزیزان ملت! مسلمانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ حق و باطل کا معرکہ
ابتدائے آفرینش سے جاری ہے نوع انسانی کا پہلا دشمن عزازیل یعنی
شیطان تھا جس نے اللہ عزوجل کے حضور جرأت و بیباکی سے چیلنج کیا اور
نوع انسانی کی عدالت اور ان کی ہلاکت کا اعلان کیا (کما قال تعالیٰ) ”قال

فہما اغویتنی لا قعدن لہم صراطک المستقیم 0

لأَئینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن
شائیلہم ولا تجدوا کثرہم یشکرین“ (الاعراف، ۱۶-۱۷) یعنی

”(شیطان) بولا تو قسم اسکی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے

سیدھے راستے پر ان (انسانوں) کی تباہی میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان

کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور انکے داہنے اور ان کے

بائیں سے اور ان میں سے تو اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا“ چنانچہ شیطان کا

لشکر انسانی روپ میں اللہ کے بندوں کو اللہ کے خلاف بغاوت پر اکساتا رہا

اس سے قبل کتنی تو میں اتر کر میدان کارزار میں آتی رہیں اور اللہ جل مجدہ

کے محبوب ہندو، انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کو ایذا دیتی اور ستاتی رہی حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیم کو شہید بھی کیا گیا (کما قال تعالیٰ) ”و یقتلون ^{الأنبیاء} / یغیر الحق“ یعنی ”اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے“ اللہ واحد و تبار نے بہت سی قوموں کو عذاب میں مبتلا فرما کر ہلاک کیا۔ مگر شیطانی لشکر اپنی بد کرداری سے باز نہ آیا۔ اور اللہ عز و جل کے محبوب ہندو کو ستانا اور ظلم ڈھانا ان کا داب رہا آج بھی نت نئے روپ میں ظاہر ہوتے اور مسلمانوں کو ناحق ستاتے ہیں، مقام حیرت تو یہ ہے کہ کفار و مشرکین مثلاً ہندو، یهود و نصاریٰ و مجوسی وغیرہم تو کھلے اسلام اور مسلمانان زمان کے دشمن ہیں مگر مسلمان کہلانے والے کفار و مشرکین کے متوالے یهود و نصاریٰ اور ہنود کے گن گانے والے مسلمانوں کو ستاتے اور طرح طرح کے فتوے لگاتے اور بدعتی اور مشرک بتاتے مسلمانوں کے خلاف پمفلٹ اور کتابچے طبع کراتے اور مسلمانوں کے مشرک ہونے کی من گھڑت دلیلیں لاتے۔ حال ہی میں ایک پوٹر بعنوان ”کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟“ اس پر نہ کوئی دلیل نہ ثبوت محض دعویٰ بلا دلیل پر اتراتے اور خوشیاں مناتے کہ ہم نے بہت بڑا تیر مارا جس کا کوئی نہیں چارا طرفہ یہ کہ جن مسلمانوں کو مشرک بتائیں ان کے خلاف یہ پمفلٹ و

پوسٹر لائیں کتابچے طبع کرائیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان مسلمانوں کا دین تم سے بیگانہ ان کا دین میں تم سے نہ کوئی رشتہ نہ رستہ پھر ان کو کیوں چھیڑتے ہو۔ علاوہ ازیں اگر کفار و مشرکین پر اپنا دین مسلط کرنا تمہارے دین جدید میں شرط یا فرض ہے تو یسود و نصاریٰ اور ہندو و مجوسی وغیرہم پر طبع آزمائی فرمائیں اور ان کے دین کے خلاف میدان کارزار میں آئیں اگر کبھی کوئی ایسا اقدام کیا ہے تو ثبوت میں پیش فرمائیں اور اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یسود و نصاریٰ، ہندو و مجوسی وغیرہم سب تمہارے دین میں شریک اور تمہارے دینی بھائی ہیں ان کا دین تم کو تسلیم صرف مسلمان ہی تمہارے دین میں تمہارے دشمن دین ہیں کہ ہمیشہ مسلمانوں کے برسر پیکار اور ان مسلمانوں کیلئے تنگ و تنگوار لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہو گویا تمام کفار و مشرکین سے تمہارا دوا و اتحاد صرف اور صرف مسلمانوں سے تمہارا جہاد ہے۔ تم نے اپنے پوسٹر میں صاف صاف اعلان کر دیا کہ ”اسباب کے بغیر داتا، مشکل کشا، دغلیگر، غریب نواز، عجم خش اور غوث اعظم صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے“ اس کا صاف مطلب یہی ہوا کہ صدیوں سے مسلمان جن بزرگان دین کو داتا اور مشکل کشا اور غریب نواز اور دغلیگر اور عجم خش اور غوث اعظم کہتے ہیں تمہارے نزدیک

وہ سارے کے سارے تمہارے معبود و معبود ہیں۔ تمہارے دھرم میں ان ہی کی عبادت کی جاتی ہے تم ان کو ہی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اللہ کی ذات سمجھتے ہو تم نے اسم جلالت کو جو معبود و معبود ہے واحد و یکتا ہے تم نے پیشمار ہستیوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو یقیناً شرک ہے ان کی تفصیل آئندہ اور اق میں ملاحظہ فرمائیے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ الْمُقْتَدِرُ الْجَبَّارُ
 الْمُتَعَالَى الصِّفَاتِ وَالْكَمَالِ وَالْجَمَالِ ۝ الْمُنَزَّهَ عَنْ قَوْلِ أَهْلِ
 الْكُفْرِ وَلَا طُغْيَانٍ وَالضَّلَالِ ۝ وَالَّذِي لَيْسَ لَهُ ضِدٌّ وَلَا يُدْ
 وَلَا يَنَالُ ۝ ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَفْضَلِ الْعَالَمِينَ وَخَاتَمِ
 النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَرَحْمَةُ الْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
 وَإِلَيْهِ وَاصْغَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ ۝ اَمَّا بَعْدُ قَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ
 وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيدِ ۝ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ
 اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ "قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غَوْيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ
 ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ ۝
 لَا مِثْلَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَبِمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ صَدَقَ
 اللَّهُ الْعَظِيمُ" ۝ (ص، ۸۲ / ۸۵) "(الْبَيْس) بولا تیری عزت کی قسم
 ضرور میں ان سب (انسانوں) کو گمراہ کردہ لگا مگر جو ان میں تیرے چنے
 ہو چکے ہندے ہیں فرمایا (اللہ عزوجل) نے تو تجھ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا
 ہوں وہ تک میں ضرور جہنم بھر دو لگا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری

پیروی کریں گے سب سے (ص ۸۲-۵۸) چنانچہ ابلیس اور اس کے
 پیروکار ضرب الشیطان مسلمانوں کے دشمن اور درپے آزار ہیں ہر آن
 مسلمانوں کے خلاف ایذا رسانی کی تدبیریں کرتے جھوٹے بہتان اور من
 گھڑت الزام لگائے اور دروغ بے فروغ بیان جاری کرتے کتاب طبع
 کراتے اور پوسٹر لگاتے جن میں کذب و افتراء سے بھرپور مضامین مشتر
 کراتے بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب دیتے اور سیدھے سادھے
 مسلمانوں سے دعا بازی کرتے حال ہی میں ایک پوسٹر طبع کر لیا اس میں
 آیات قرآنی میں خیانت کی اور اللہ عزوجل پر افتراء کیا۔ پوسٹر کا عنوان یہ
 تھا ”کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟“ اس پر نہ کوئی دلیل نہ بہان اس کے
 ضمن میں صریح بہتان اور بیان شیطان کو پورا کر نیکی سعی تام کی گئی اور
 شیطان کی غلامی کا اور اسکی وفاداری کا حق ادا کیا گیا اللہ واحد و قہار جو واجب و
 ازلی و قدیم ہے اس کو حادث کو و ممکن و فانی قرار دیکر اس کو داتا گنج بخش
 (ابوالحسن علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غوث اعظم قطب عالم غوث
 اعظم دیکگیر سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مشکل کشاء
 (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) غریب نواز (خواجہ معین الدین اجمیری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ خلق میں اسی طرح معروف و مذکور ہیں

سب کو خدا بنا دیا اور کہہ دیا کہ ”سب خالق کی صفات ہیں“ (معاذ اللہ)۔ مسلمانان عالم خوب جانتے ہیں کہ داتا گنج بخش اور غوث اعظم دہلیگیر اور مشکل کشاء و غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ کے محبوب بندے اور اولیائے کاملین ہیں۔ یہ مفتری اللہ کے محبوب بندوں کو خالق کہہ رہا ہے مظلوم ہوا کہ فرقہ غیر مقلدین کے دین جدید میں مخلوق و مملوک کو خالق کہا جاتا ہے اور عباد اللہ الصالحین جو ممکن اور حادث ہیں ان کی عبادت کجائی ہے گویا اللہ خالق و مالک کی طرح ہی غوث اعظم داتا گنج، مشکل کشاء دہلیگیر اور غریب نواز کو سمجھتے ہیں کہ یہ محبوبان رب العالمین اولیائے کاملین عباد اللہ الصالحین جن کو مسلمانان عالم داتا گنج، غوث اعظم، مشکل کشاء، دہلیگیر اور غریب نواز کہتے ہیں وہ سارے فرقہ الہمدیث میں خدا کی طرح ازلی و قدیم اور واجب الوجود وحی قیوم ہیں ہر مسلمان کے نزدیک ان صفات جلیلہ سے اللہ عز و جل کے سوا کسی کیلئے جو شخص بھی یہ ثابت کرے یا ان صفات میں کسی صفت کا بھی اقرار کرے وہ پکا مشرک اور سخت کافر ہے۔ طاوہ ازیں یہی غیر مقلد (الہمدیث) اسی پوستر میں رقمطراز ہیں ”کہ اسباب کے بغیر و اتنا، مشکل کشاء، دہلیگیر، غریب نواز گنج بخش اور غوث اعظم صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو

امور اسباب کے ضمن میں لاحق ہوں اس کا فاعل بندہ ہے معبود نہیں اور جو امر بغیر اسباب کے کیا جائے قصی اللہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جو کام جیسے مشکل کشائی، دستگیری، غریب نوازی، اور تنج بخش وغیرہ اسباب کے بغیر کرے وہی خدا ہے اور زیر اسباب مشکل کشائی، دستگیری، تنج بخشی کرے وہ خدا نہیں ہے مخلوق ہے مملوک ہے اور حادث ہے اس کو خدا جاننا یا معبود سمجھنا صریح شرک ہے۔

غیر مقلدین (اہل حدیث) کے خدا:

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ غیر مقلدین کے دین میں بغیر اسباب کے جو بھی مشکل کشائی کرے یا کسی کی مصیبت دفع کرے یا کسی کے کام آئے وہی ان کا خدا ہے وہی لائق عبادت اور واجب و قدیم ہے اور جو کسی کو ذریعہ بنائے ہرگز خدا نہیں بندہ اور مخلوق اور ممکن و حادث ہے اب قرآن کریم کی تلاوت فرمائیں۔

آیت نمبر ۱ء

واوحینا الیٰ موسیٰ اذ استغیٰ قومہ ان اضرب بعصاک الحجر فانہجست منہ اثنتا عشرة عینا (الاعراف، ۶۰، پ ۹)
یعنی اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا

کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔“
غور طلب امر یہ ہے کہ تہ کے میدان میں جہاں سبزہ تھا نہ سایہ اور نہ پانی
تھا شدت پیاس سے پریشان حال اور سخت مشکل میں گرفتار موسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس پتھر سے
بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

تَعْزِیْر

وہاں مقلد جیسے دیوبندی اور غیر مقلد جیسے اہلحدیث وغیرہ کے دینیں اللہ
تعالیٰ کے سوا کسی غیر سے مدد مانگنا شرک ہے اور شرک سے مسلمان
مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے (کما قال تعالیٰ) ”واذ قال
موسیٰ لقومه یقومہ یقومہ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم
العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم“ (البقرہ ۵۴) ”اور
جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے مجھ کو اپنی جانوں
پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک
دوسرے کو قتل کرو“ چنانچہ جنہوں نے مجھوے کی پرستش نہیں کی انہوں
نے پرستش کرنے والوں کو قتل کیا۔ بنی اسرائیل نے پیاس کی شدت اور

اپنی مصیبت کے وقت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریاد کی اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے مدد لینا اور فریاد کرنا شرک تھا تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان بنی اسرائیل کے قتل کا حکم جاری فرماتے نہ کہ پانی عطا کرتے اس سے معلوم ہوا دین وہابیہ میں اگرچہ مقلد جیسے دیوبندی وغیرہ ہوں یا الحمدیث وغیرہ سب باطل پر ہیں۔

اسباب کے بغیر جو مشکل کشائی یا فریاد رسی کرے وہی معبود ہے جو اسباب کو ذریعہ بنائے وہ ہرگز خدا نہیں یہاں اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سبب بنی اسرائیل کی فریاد رسی فرمائی اور مشکل کشائی فرمائی چنانچہ الحمدیث کے دین میں (معاذ اللہ) یہ اللہ کا کام نہیں بندوں کا ہے مخلوق کا ہے خالق کا نہیں۔

استدراک

ملاحظہ فرمائیے کہ پیاس کی شدت میں سب سے بڑا خزانہ (حج) پانی ہے نہ کہ مال و سونا دیکھو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشکل کشائی اور فریاد رسی فرمائی۔ چنانچہ :

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام غوث اعظم بڑے فریاد رس۔
مشکل کشاء یعنی مشکل حل فرمانے والے۔

نمبر ۱

نمبر ۲

داتا، یعنی عطا فرمانے والے

نمبر ۳

کنج خش، خزانہ عطا کرنے والا پیا سے کیلئے سب سے بڑا

نمبر ۴

خزانہ پانی اور عطا فرمانے والے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
تو داتا کنج خش ہوئے۔

غریب نواز غریبوں کو نوازنے والا، غور کیجئے اس سے

نمبر ۵

زیادہ غریب کون ہو گا جو پانی کو ترستا ہو معلوم ہوا کہ
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام غریب نواز ہی نہیں بلکہ بندہ
نواز بھی ہیں۔

دستگیر مصیبت میں کام آنے والا ملاحظہ کیجئے بنی

نمبر ۶

اسرائیل کیسی مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے کہ موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی دستگیری فرمائی۔

حاصل کلام:

یہ ہے کہ وہابیہ کے دین باطل میں برمائے اسباب اللہ عزوجل کا انکار
اور اسکی قدرت سے فرار اور اسکے مستعان حقیقی کا (معاذ اللہ) ابطال ہے۔
نیز موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر کسی سبب کے یعنی نہ تو کنواں کھودا نہ
نہر نکالی اور عصا مار کر پانی جاری فرمایا تو دین وہابیہ میں معبود اور اللہ ثابت

آیت نمبر ۲

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
 عَيْنًا (البقرہ ۶۰) ”اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے
 فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے نکلے۔“
 پہلی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ قوم (بنی اسرائیل) نے موسیٰ علیہ السلام سے
 پانی مانگا اور یہاں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے
 پانی مانگا دونوں آیات کریمہ کا حاصل ہے کہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے رب
 عزوجل سے دعا کی اور نہ پانی مانگا جب پیاس کی شدت نے ستایا تو موسیٰ
 علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر درپوزہ گری کی اور پانی مانگا اللہ عزوجل
 نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو چنانچہ
 جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پتھر پر مارا تو بارہ چشمے جاری
 ہو گئے۔ غور فرمائیے پانی جیسی نعمت جس کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا
 ہے ”اَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۚ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمْوْهُ مِنْ
 السَّمَاءِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ“ (الواقفہ ۲۸-۲۹)

”تو بھلا بتاؤ وہ پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتار لیا ہم اتارنے

والے ہیں“ ملاحظہ فرمائیے ایسی نعمت عظمیٰ شدت پیاس میں ایک پیاس پانی کی جو قدر و منزلت ہے تو گنج یعنی خزانہ اس نعمت کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے مثال۔ اگر کوئی سلطان زمان یا وزیر اعظم کسی صحرا میں پھنس جائے اور شدت پیاس میں پانی نہ پائے اور جان لبوں پر آئے اس وقت وہ ایک پیاس پانی کی طلب میں ساری حکومت قربان کر کے ایک پیاس پانی کو حاصل کریگا اور اپنی جان بچائے گا تو خزانہ (گنج بے بہا) اس کے حضور کیا قیمت رکھتا ہے۔ ان آیات کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے حضور فریاد کی اور پانی کی درخواست کی موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی دستگیری اور مشکل کشائی فرمائی مشکل کشائی اور غربانوازی ہی نہیں بلکہ ہندہ نوازی فرماتے ہوئے ان کو گنج بے بہا یعنی پانی عطا فرمادیا گویا داتا گنج بخش وغیرہ تمام صفات مذکورہ کو ظاہر فرمادیا۔ اہلحدیث کے دین کی جیاد یہ ہے کہ ”اسباب کے بغیر داتا، مشکل کشاء، دستگیر، غریب نواز، گنج بخش اور غوث اعظم صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے“ گویا ان صفات مذکورہ سے ایک صفت بھی کسی کے لئے ثابت ہو وہ صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے تمام صفات مذکورہ کو ظاہر فرمادیا تو اہلحدیث کے دین میں موسیٰ علیہ السلام کی

(معاذ اللہ ہزار بار معاذ اللہ) ذات ہی اللہ کی ذات ہے۔ اور اللہ عزوجل جو معطی حقیقی ہے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو سبب بنایا اور پتھر و عصاء وغیرہ کو اسباب ٹھہرایا اور اسباب مذکورہ کے ذریعہ بنی اسرائیل کو پانی عطا فرمایا جو اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ وہ (الہمدیث) کے دین میں (معاذ اللہ) اللہ کی ذات نہیں بلکہ مملوک و مخلوق اور حادث ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نے حصول آب کے جو ذرائع ہیں مثلاً کنواں کھودنا یا نسر نکلوانا وغیرہ کسی کو اختیار نہ کیا اور بغیر اسباب کے عصاء مار کر پانی عطا فرمادیا چنانچہ الہمدیث کے دین میں بغیر اسباب کے فریاد ہی کرنا یا مشکل کشائی کرنا یا دامنِ حشری یاد بخیر یا غریب نوازی کرنا صرف اور صرف خدا کی ذات ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام الہمدیث کے نزدیک خدا ہیں اور معبود (معاذ اللہ) الٰہی و قدیم ہیں اور واجب ہیں (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۳

ولما وقع عليهم الرجز قالوا يموسىٰ ادع لنا ربك بما عهد عندك ۚ لئن كشفت عنا الرجز لنؤمنن لك ولنرسلن معك بنى اسرائيل ۝ (الاعراف، ۱۳۳) "اور جب ان فرعونوں پر عذاب پڑتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو

اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے پھٹک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے "غور طلب یہ کلمات ہیں کہ فرعون جب عذاب الہی میں گرفتار ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کرتے اور عرض کرتے لئن کشفتم عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل، یعنی تم اگر ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ضرور ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہتے کہ تم ہم پر سے یہ عذاب اللہ کا اٹھا دو گے۔ ملاحظہ فرمائیے اللہ واحد و قہار کا عذاب الحفیظ والامان اور موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کہ تم اللہ واحد و قہار کے اس عذاب سے نجات دو اور ہمیں اس سے بچالو۔ ہم سارے نجدی، وہابی غیر مقلد کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اللہ واحد و قہار کے کسی عذاب کو اٹھا کر دکھائیں۔ اور تمام اسباب و ذرائع بروئے کار لائیں یا اپنے اس خدا کو جس کے امکان کذب کے گن گاتے ہیں اپنی مدد کے لئے بلائیں اور کوئی عذاب اٹھا کر دکھائیں اور کسی قوم کو اس عذاب سے نجات دلائیں یا ماضی میں تم نے کوئی اللہ کا عذاب اٹھایا ہو تو اس کو ثبوت سے پیش فرمائیں ہاتھ پر ہاں کہہ ان کنتم

صدقین ملاحظہ ہو فرعون (قبلی) فریادی اور موسیٰ علیہ السلام فریاد رس
 - دنگیری فرمانے والے مشکل کشاء بندہ نوازی وغیرہ اوصاف کا مظاہرہ
 فرماتے ہیں (کما قال تعالیٰ) "فلما كشفنا عنهم الرجز الى
 اجل هم بلغوه اذا هم ينجثون" (الاعراف ۱۳۵) "پھر جب ہم ان
 سے عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس تک انھیں پہنچنا ہے جب ہی
 وہ پھر جاتے" موسیٰ علیہ السلام ان کے لئے دعا فرماتے تو اللہ جل مجدہ ان
 سے عذاب کو اٹھا لیتا اور فرعونیوں کو عذاب سے نجات مل جاتی گویا موسیٰ
 علیہ السلام کی دعا عذاب سے نجات کا سبب ہے اگر موسیٰ علیہ السلام ان
 کے لئے دعا نہ کرتے عذاب نہ اٹھتا۔

انتباہ! ایمان کی اساس (بنیاد) توحید و رسالت پر ہے مگر دین جدید
 اہلحدیث میں اسباب کے بغیر فریاد رس اور مشکل کشائی اور دنگیری
 وغیرہم کرنے والی اللہ کی ذات ہے اور آیت کریمہ فرما رہی ہے کہ اللہ
 عز و جل نے موسیٰ علیہ السلام کو سبب ٹھہرایا پھر فرعونیوں سے عذاب
 اٹھایا معلوم ہوا کہ اہلحدیث دھرم میں موسیٰ علیہ السلام جنہوں نے بغیر
 کسی سبب کے یعنی نہ تو سزا دی نہ جرمانہ کیا محض دعا فرمائی اور عذاب اٹھالیا
 گیا تو اہلحدیث موسیٰ علیہ السلام کی ذات کو خدا مانتے ہیں اور اللہ عز و جل جو

مستعین حقیقی ہے اس نے موسیٰ علیہ السلام کے سبب عذاب کو اٹھالیا تو اللہ عزوجل کے واجب ازلی قدیم و قادر ہونیکا انکار اور مخلوق و مملوک پر دال ہے (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۴

ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر یعبادی فاضرب لهم طریقا فی البحر یبسا (ط، ۷، ۷) ”اور بیشک ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور انکے لئے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے“ جب موسیٰ علیہ السلام حکم الہی پا کر شب کے اول وقت ستر ہزار بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہو گئے تو فرعون اپنا لشکر لیکر جنم چھ لاکھ (قبطی) فرعون تھے (کما قال تعالیٰ) فاتبعوهم مشرقین فلما تراآ الجمعین قال اصحاب موسیٰ انا لمدركون (الشعراء ۶۰/۶۱) تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلا پھر جب آمناسا منا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آلیا۔ یعنی اب وہ فرعون تھے ہم پر قابو پالیں گے نہ ہم انکے مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں نہ بھاگنے کی جگہ ہے کیونکہ آگے دریا ہے۔

غور کیجئے وہ کیسی مصیبت کا وقت تھا کہ فرعونی لشکر پیچھے انکے سروں پر اور

آگے دریا اگر ٹھہرتے ہیں تو فرعون والے قتل کر دیں گے آگے جاتے ہیں تو دریا میں غرق ہوتے ہیں کیسی ہیجسی کا عالم تھا تو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی اور مشکل کشائی اور دستگیری چاہی اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا (کما قال تعالیٰ) ”فأوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانقلب فکان کل فرق کالطود العظیم“ (الشعراء ۶۳) ”تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مارو (جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا) تو جھمی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ“ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے سبب بنی اسرائیل کو ایسی سخت مصیبت سے چھایا اور موسیٰ علیہ السلام کو فریاد رس، مشکل کشا، دستگیر جان، بخشندہ نواز بنایا اگر اللہ جل مجدہ چاہتا بغیر اسباب کے ہی بن اسرائیل کو محفوظ اور مامون رکھتا (کما قال تعالیٰ) ”اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون“ (یسین ۸۲) ”کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے“ اگر اللہ واحد و قہار چاہتا تو فرعون یوں کو ان کے گھروں ہی میں ہلاک کر دیتا زمین میں دھنسا دیتا یا گھروں کو آگ بنا کر ان کو جلا دیتا وغیرہ وغیرہ مگر یہ کیسے واضح ہوتا کہ اللہ کے محبوب بندے فریاد رس، دستگیر، مشکل کشا، جان بخشی، بندہ نواز وغیرہ بھی ہوتے

ہیں چنانچہ الہحدیث کے دین میں موسیٰ علیہ السلام (جو ان تمام صفات و کمال کے جامع ہیں) الہحدیث کے خدا اور معبود ٹھہرے اور اللہ عزوجل جس نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ صفات اور کمال عطا فرمائے جو ظہور میں آئے اسکو (معاذ اللہ) مخلوق، مملوک ٹھہرایا۔

آیت نمبر ۵

أَذْهَبُوا بِمِصْصِي هَذَا فَالْقَوَىٰ عَلَىٰ وَجْهِ ابْنِ يَابَ بَصِيرًا
 ”میرا یہ کر تالے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں روشن
 ہو جائیں گی“ (سورہ یوسف ۹۳) یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں
 سے فرمایا کہ میرا یہ کر تالے جاؤ اور اس کو میرے باپ یعقوب علیہ السلام
 کے منہ پر ڈالو تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی چنانچہ جب وہ کر تالے جا کر
 یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا تو اسی وقت ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں
 (کما قال تعالیٰ) فلما ان جاء البشير الفقه على وجهه فارتد
 بصيرا۔ (یوسف ۹۶) ملاحظہ کیجئے یوسف علیہ السلام نے کیسی دستگیری
 اور مشکل کشائی فرمائی بغیر اسباب یعنی کسی دوا یا آپریشن کے بغیر یعقوب
 علیہ السلام کی آنکھیں روشن کر دیں الہحدیث کے دین میں یوسف علیہ
 السلام بھی خدا ٹھہرے اور ان کے معبود ہوئے۔

آیت نمبر ۶

قال يا ايها الملؤا ايكم ياتيني بعرشها قبل ان ياتوني
 مسلمين (النمل ۳۸) ”سليمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے
 کہ وہ اس (بلیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے وہ میرے
 حضور مطیع ہو کر حاضر ہو“ ملکہ بلیس نے اپنا تخت سات محلوں میں سب
 سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور ان پر
 پھرہ دار مقرر کر دیئے اور ملک سبا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
 خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوئی جب صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ
 گیا تو سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی
 ہے کہ وہ اس کا تخت اسکے حاضر ہونے سے پہلے میرے پاس لے آئے
 آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے عرض کیا (كما قال تعالى) قال الذي
 عنده علم من الكتاب انا اتيك به قبل ان يرتد اليك
 طرفك (النمل ۴۰) یعنی ”اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا
 کہ میں اس (تخت) کو حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے“
 حالانکہ ملک سبا دور دراز فاصلے پر تھا اور آصف بن برخیا کبھی ملک سبا
 تشریف نہ لے گئے تھے۔ انہوں نے ایک پل مارنے سے پہلے بلیس کا تخت

سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا (کما قال تعالیٰ) فلما راه
 مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی (النمل ۴۰) ”پھر جب
 سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہ یہ میرے رب کے فضل سے
 ہے“ ملاحظہ فرمائیے آصف بن برخیا جو اولیائے بنی اسرائیل سے ہیں
 انہوں نے درباریوں سے کیسی مصیبت ٹال دی اور مشکل آسان کر دی اور
 بغیر کسی اسباب کے نہ تو کوئی ہوائی جہاز بھیجا اور نہ کوئی لشکر روانہ کیا اور پل
 مارنے سے پہلے ایسا محفوظ اور وزنی تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں
 حاضر کر دیا الحمد للہ کہتے ہیں کہ ”اسباب کے بغیر مشکل کشائی یا دہگیری
 کرنے والی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے“ اور آصف بن برخیا سے یہ
 صفت مشکل کشائی اور دہگیری ظاہر جس پر قرآن کریم شلحہ پس
 الحمد للہ کے دین میں آصف بن برخیا الحمد للہ کے خدا اور معبود ہوئے
 (معاذ اللہ) کہ معبود صرف اور صرف اللہ عزوجل کی
 ذات ہے۔

آیت نمبر ۷

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ورسولا الی بنی
 اسرائیل انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من

الطین کھٹا الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ
والایرص واحی الموتی باذن اللہ وانبیکم بما تآکلون وما
تدخرون فی بیوتکم ء ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم
مؤمنین ۵ (ال عمران ۴۹)

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس
ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی
سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند
ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرِ زانو اندھے اور سفید
داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا
ہوں جو تم کھاتے اور جو تم اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بیشک ان
باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو
غور فرمائیے کہ ایمان والوں کیلئے اللہ عزوجل گواہی دے رہا ہے کہ عیسیٰ
علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا دے فرماتے ہیں کہ
میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے اپنے
رسول ہونے کی کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا
ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے یعنی بے جان

مٹی کی صورت کو زندہ کر کے اڑا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے تاکہ جو میری خدائی کے قائل ہیں وہ جان لیں کہ میں جو بھی کرتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے کرتا ہوں میں خدا نہیں بلکہ خدا کا رسول ہوں اور میں شفاء دیتا ہوں مادرِ زوائد سے کو اور سفید داغ والے کو اور میں مردے کو زندہ کرتا ہوں تم یہ نہ سمجھنا میں خدا ہوں میں تو خدا کا رسول ہوں اور اسکے ہی حکم سے مردوں کو زندہ کرو دیتا ہوں اور تمہیں خبر دیتا ہوں اسکی جو تم کھاتے اور اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو گویا پوشیدہ اور چھپی ہوئی چیزوں کو بتاتا ہوں بے شک ان باتوں میں بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو تو ان باتوں کو حق جانو گے اور جن کو ایمان نہیں اور جو منکر ہیں وہ کافر ہیں گویا یہ ایک امتیازی نشان ہے تمہارے ایمان اور کفر کا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف و کمال

ملاحظہ فرمائیے اس ایک آیت کریمہ میں ایمان و کفر کے کتنے امتیازی نشان موجود ہیں گویا آیت کریمہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا غوثِ اعظم، داتا گنج بخش، دنگیر، غریب نواز اور مشکل کشا ہونا ثابت اور واضح ہے مزید برآں پوشیدہ اور چھپی چیزوں کی خبر دینا جس کو وہابیہ مجہد یہ علم غیب کہتے ہیں کاشیوت موجود ہے مگر کس کے لئے جس کو اللہ عزوجل نے ان کنتم

مؤمنین سے خاص فرمایا :

نمبر ۱ غوث اعظم

غور کیجئے کہ مادر زاد اندھے اور برص والے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس فریاد لاتے اس مصیبت میں عیسیٰ علیہ السلام ان کی فریاد رسی فرماتے مصیبت بھی کیسی مادر زاد اندھے اور برص والے جن کا علاج اگر محال نہیں تو دشوار ضرور ہے تو یہ غوث اعظم ہوئے۔

نمبر ۲ دستگیر

عیسیٰ علیہ السلام ان مصیبت زدوں سے اعراض نہیں فرماتے اور نہ ناکواری کا اظہار کرتے بلکہ ان کی دستگیری فرماتے چنانچہ دستگیر ہوئے۔

نمبر ۳ غریب نواز

عیسیٰ علیہ السلام ان مصیبت کے مادر اور دکھیاروں کو امراء اور رؤسا سمجھ کر نہیں نوازتے بلکہ غریب و بیکس اگرچہ ان میں امراء بھی شامل ہوں ان سب کو اپنے لطف و کمال سے نوازتے تو غریب نواز بلکہ ہندہ نواز ہوئے۔

نمبر ۴ مشکل کشاء

عیسیٰ علیہ السلام ان مصیبت زدہ مادر زاد اندھوں اور برص کے بیماروں کو

شفاء عطا فرما کر ان کی مشکل کشائی فرماتے چنانچہ مشکل کشاء ہوئے۔

نمبر ۵۔ ۶ داتا۔ گنج بخش

عیسیٰ علیہ السلام ان بھاروں اور مصیبت کے ماروں کو شفاء عطا فرماتے اور مردوں کو زندہ فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ داتا گنج بخش ہی نہیں بلکہ داتا گنج بخش اور داتا جان بخش ہیں کہ مردوں کو جو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ان کو نئی زندگی عطا فرماتے ہیں تو داتا گنج بخش بلکہ داتا جان بخش ہوئے۔

نمبر ۷ علم غیب

دلہیہ، نجد یہ سارے علم غیب کی تعریف ”ما غاب عنک“ کرتے ہیں یعنی جو شے تم سے پوشیدہ ہو اور اسکو جاننا اور معلوم کرنا علم غیب ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو علم غیب بھی حاصل ہے۔

نمبر ۸ علامت کفر و ایمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”ان فی ذالک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین“ یعنی ”یہک ان باتوں میں بوی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے

ہو، گویا جو ان صفات و کمال کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کیلئے ماننا اور یقین کرتا ہے وہ مؤمن ہے اور جو ان صفات و کمال کو محبوبان رب اللعالمین کے لئے نہیں ماننا وہ کافر اور منکر۔

بشارت

اے ایمان والو! اہل سنت پر یوں کھلانے والوں اللہ سمجھ تعالیٰ نے تمہارے ایمان و ایقان کی کیسی شان سے تصدیق فرمائی اور غوث اعظم، مشکل کشاء، دستگیر، ہندہ نواز، داتا گنج بخش، اور مزید علم غیب کے عقیدے کی تصویب فرمادی اس قبیل کی متعدد آیات کریمہ پیش کجا سکتی ہیں لیکن فقیر نے صرف سات آیات پر ہی اکتفا کیا کہ مسلمان صاحب ایمان کیلئے تو ایک آیت ہی بس ہے اور منکر صدی ہٹ دھرم کیلئے سو (۱۰۰) آیتیں بھی بے سود ہیں کیونکہ ان ہی کیلئے فرمایا ”صم“ ”بکم“ ”عمی“ ”وہ ماننے والے نہیں۔“

بت اور بت پرستوں کی حمایت کرنا۔

غیر مقلدین (اہل حدیث) نے وہ آیات کریمہ جن میں اللہ جل مجدہ نے بت اور بت پرست (مشرکوں) کی مذمت فرمائی پر غیر مقلد

(المحدیث) نے ان کی جانب سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کیلئے اللہ کے چنے ہوئے بندے جن کو ”عبادہ الذین اصطفیٰ“ فرمایا بتوں کی جگہ اللہ کے محبوب بندے عبادہ الذین اصطفیٰ کی جانب منسوب کر دیا جیسا کہ پوسٹر المحدث میں ہے۔

غوث اعظم سب سے بڑا فریاد سننے والا کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اسکی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی الہ بھی ہے

تنبیہ دراصل یہ مضمون صفات کمال اللہ تعالیٰ عزوجل اسی سورہ النمل کی آیت نمبر ۵۹ سے آیت نمبر ۶۴ میں فرمایا گیا مفتری کیا (مکار) نے اول و آخر کے تمام اوصاف کو نظر انداز کر کے ایک آیت سورہ النمل نمبر ۶۲ کو نقل کیا اور پورا ارشاد رب العظیم ترک کر دیا۔ ملاحظہ ہو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”قل الحمد لله وسلم علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ“ ۱۰۰ اللہ خیر اما یشرکون (النمل ۵۹) ”تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اسکے چنے ہوئے بندے پر کیا اللہ بہتر یا انکے ساختہ شریک“ یعنی وہ بت جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں۔ غیر مقلدین (المحدث) کے مسلم پیشواؤں اور معتد مفسر حافظ عماد الدین

ابوالفدا ابن کثیر جو وہابیہ کے مقتد اور نجدیوں کے پیشوا معروف ہیں ان کا سوانح نگار لکھتا ہے ”حیات امام حافظ عماد الدین ابن کثیر نام و نسب۔ اسماعیل نام ابوالفدا کنیت عماد الدین لقب اور ابن کثیر عرف ہے“ (تفسیر ابن کثیر جلد اول، ص ۵، سطر اول۔ دوم) اور اساتذہ میں لکھتے ہیں ”شیخ الاسلام ابن تیمیہ“ پھر لکھتا ہے اسی طرح شیخ اسلام ابن تیمیہ التتوی ۷۲۸ھ سے بھی آپ (ابن کثیر) نے بہت کچھ علم حاصل کیا تھا اور عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے تھے (تفسیر ابن کثیر جلد اول، ص ۵) پھر لکھتا ہے ”شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے خصوصی تعلق“ آخر میں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حافظ ابن کثیر کو اپنے استاذ علامہ ابن تیمیہ سے خصوصی تعلق تھا جس نے آپ کی علمی زندگی پر گہرا اثر ڈالا تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ بعض مسائل میں بھی امام ابن تیمیہ سے متاثر تھے جن میں وہ جمہور سلف سے منفرد (مختلف) ہیں (پھر لکھتے ہیں) ان کو ابن تیمیہ کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور ان کی طرف سے لڑا کرتے تھے اور بہت سی آراء میں ان کی اتباع کرتے تھے۔ چنانچہ طلاق کے مسئلہ میں بھی انہی کی آراء پر فتویٰ دیتے تھے جس کے نتیجے میں آزمائش میں پڑے اور ستائے گئے۔ ایک وقت میں تین طلاقیں دیں ایک بارے میں شیخ الاسلام کا مسلک یہ تھا کہ وہ ان تینوں طلاقوں کو ایک طلاق

ہی شمار کرتے تھے (تفسیر ابن کثیر جلد اول، ص ۷) کیا حافظ ابن کثیر کے غیر مقلد ہونے میں اب بھی کوئی شک باقی رہتا ہے؟ پس خوب واضح ہو گیا کہ ابن کثیر غیر مقلد الہدیت تھے۔ مسلک الہدیت کے مشہور امام مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں ”وَحَكِي عَنْ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ أَنَّهُ يَنْزِلُ كَمَا أَنَا أَنْزَلَ مِنْ أَمِيرٍ (هدية المهدى، ص ۱۱) ابن تيمية كُتِبَ لَهُ اللهُ تَعَالَى اِتْرَتَا هُيْ فِي مِثْلِ اِتْرَتَا هُيْ مِنْ مَبْرُورٍ“ اس کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی تجسیم تھا۔

تفسیر ابن کثیر کا مترجم مولوی محمد جونا گڑھی غیر مقلد

کا سوانح پھر لکھتا ہے ”دہلی میں تشریف آوری۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۱۲ء میں دہلی کا رخ کیا مدرسہ امینیہ دہلی میں مشہور اور مرکزی حیثیت رکھتا تھا آپ نے اپنا علمی سامان سفر سب سے پہلے یہیں کھولا۔ مدرسہ امینیہ کے ارباب حل و عقد چونکہ تقلیدی قیود و حدود میں گہرے ہوئے تھے اور ادھر عمل بالہدیت کا جذبہ رگ و پے سلایا ہوا تھا“ (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۱۱) معلوم ہوا کہ مولوی جونا گڑھی پکا غیر مقلد تھا جس نے تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ کیا۔ پھر لکھتا ہے ”آپ کے مواعظ اور توحیدی خطاب نے تقلید جاو اور بدعات و شرک کی بساط الٹ ڈالی اور بلا مبالغہ لاکھوں آدمی

شرک و بدعات سے تائب ہو کر سچے موحد اور متبع سنت بن گئے (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۱۱) پس روز روشن کی طرح یہ بات ثابت اور واضح ہو جاتی ہے کہ حافظ عماد الدین لنن کثیر اور انکی تفسیر لنن کثیر کے مترجم منولوی محمد جوناگڑھی دونوں کے اہلحدیث (غیر مقلد) تھے چنانچہ ہم اہلحدیث کے مسلم امام لنن کثیر کے کلام سے ہی ان کے نظام دین کو باطل ثابت کرتے ہیں۔

حوالہ تفسیر لنن کثیر :

پیش کردہ آیت کریمہ ”قل الحمد لله وسلم وعلى عباده الذين الصطفى ط الله خير اما يشركون“ تو کہہ دے تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے اور اسکے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں“ تفسیر حضور ﷺ کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ کہیں کہ ساری تعریفوں کے لائق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی نے اپنے بندوں کو اپنی بے شمار نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں اسکی صفتیں عالی ہیں اسکے نام بلند اور پاک ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجیں جیسے انبیاء و سول حمد و صلوة کے ساتھ ہی ذکر آیت سبحان ربک ۔۔۔ الہم میں بھی ہے برگزیدہ بندوں سے مراد اصحاب

رسول ہیں اور خود انبیاء علیہم السلام بطور اولیٰ اسمیں داخل ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ان کے تابعداروں کو چالینے اور اپنے مخالفین کے عارت کردینے کی نعمت بیان فرما کر اپنی تعریفیں کرنے اور نیک بندوں پر سلام بھینے کا حکم دیا۔ اس کے بطور سوال کے مشرکوں کے اس فعل پر انکار کیا کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرا رہے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پاک اور بری ہے (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم، ص ۸۲ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)

تبصرہ

اے غیر مقلدیں اھلحدیث کہلانے والویہ تمہارے امام التفسیر ابن کثیر فرما رہے ہیں غور کیجئے کہ تمہارے امام کا کلام تمہارے دین کا بطلان کر رہا ہے لکھتے ہیں :

نمبر ۱ حضور ﷺ کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ کہیں ملاحظہ ہو اللہ عزوجل خالق و مالک خود ارشاد کیوں نہیں فرماتا حضور ﷺ کو کیوں حکم دے رہا ہے اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ حضور ﷺ کا کلام ہی اللہ عزوجل کا یہ کلام ہے۔

نمبر ۲ اور حکم دیتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ یعنی چنے ہوئے

ہندوں پر سلام بھیجیں جیسے انبیاء اور رسول علیہم الصلاۃ
والتسلیم

نمبر ۳ برگزیدہ ہندوں سے مراد اصحاب رسول ہیں اور خود انبیاء علیہم
الصلاۃ والتسلیم بطور اولیٰ اکہیں داخل ہیں
نمبر ۴ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ان کے تلامذہ اروں کے چالینے اور
مخالفین کے عارت کر دینے کی نعمت بیان فرما کر اپنی تعریفیں
کرنے اور اپنے نیک ہندوں پر سلام بھیجنے کا حکم دیا

چیلج اول

سارے وہابی مجددی مقلد اور غیر مقلد جمع ہو جائیں اور سر توڑ کوشش کریں
قرآن کریم سے ایک آیت بطور ثبوت لائیں کہ غوث اعظم، مشکل
کشاء، داتا گنج بخش، غریب نواز، وغیرہم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے
تلامذہ اروں اور نیک ہندوں میں داخل نہیں ہیں ہاتو برہانکم ان کنتم
صدقین۔

دوم

سارے وہابی مجددی مقلد اور غیر مقلد اہلحدیث ملکر یہ ثابت کریں کہ تمام
دنیا کے مسلمانوں میں سے کسی ایک مسلمان نے بھی ان میں سے کسی ایک

کو بھی الہ (معبود) اور خالق کے نام سے یاد کیا ہو یا کسی کو معبود کہا ہو؟ بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی ان محبوبان الہ کو اللہ کی عبادت میں شریک ٹھہرایا ہوا ہے کوئی مائی کا لال جو ثبوت پیش کرے۔

نمبر ۵ بطور سوال کے مشرکوں کے اس فعل پر انکار کیا کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اسکی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرا رہے ہیں چنانچہ اب غیر مقلد تائیں کہ کسی مسلمان نے غوث اعظم دہلوی۔ مشکل کشاء۔ داتا گنج بخش۔ غریب نواز، کو اللہ کی عبادت میں شریک ٹھہرایا ہے یا ان معظمان دین کو اللہ کی کسی صفت سے متصف کیا جیسے کہ واجب الوجود ماننا یا ازلی وقدیم جاننا جی وہابی ماننا یا معبود غیرہ سمجھنے کا ثبوت پیش کریں ہاتھ برہانکم ان کنتم صادقین۔

بتوں کی حمایت اور انکی محبت

حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین الہمحدیث کو بتوں اور مت پرستوں سے بے حد محبت ہے اور ان کی حمایت میں سرگردان اور پریشان ہیں بتوں اور مت پرستوں کی بدمت میں جو آیات کریمہ اللہ عزوجل نے نازل فرمائیں تو ان الہمحدیثوں کو بہت دکھ ہوا ہر سول سوچ چار کے بعد محبت میں پاگل ہو کر ان

آیات کریمہ کو معظمان دین اور لولیائے کاملین کی جانب منسوب کر لیا کہ نادان مسلمان بنوں اور مت پرستوں کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر معظمان دین اور لولیائے کاملین کو ان آیات کریمہ کا نشانہ بنائیں اللہ عزوجل اور اسکے محبوب بندوں کے دشمن بن جائیں اور بنوں اور مت پرستوں کو برائے سمجھیں۔

نشانِ عظمت

علامہ ابن کثیر جو الحمد للہ کے مسلم امام ہیں آیت کریمہ قل الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یعنی تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے اور اسکے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے۔ اسمیں وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں ”اور حکم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجیں“ اقول اللہ کے چنے ہوئے برگزیدہ بندے کون ہیں؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن بطیع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشہداء والصالحین (النساء ۶۹) اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے تو ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک مسلمان ”معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ انبیاء و

مرسلین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین یعنی مؤمنین صالحین ہیں۔ غور کیجئے جب انعام یافتہ حضرات میں مؤمنین صالحین بھی داخل ہیں تو معظمان دین بدرجہ اولیٰ داخل ہیں اور اللہ جلیل و منان کا انعام حسب مراتب اور استعداد ہے تو کسی کو مشکل کشاء۔ غوث اعظم دہلوی داتا گنج بخش اور غریب نواز وغیرہم بنادیا یہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا عظیم نشان ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا جن لیا برگزیدہ بنادیا۔

الہمدیث کہتا ہے ”غوث اعظم سب سے بڑا فریاد سننے والا“ اور دلیل میں لکھتا ہے ”کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اسکی تکلیف کو رفع کرتا ہے۔“ (یعنی اس عبارت میں کون سا جملہ ہے کہ سب سے بڑا فریاد سننے والا یہاں تو یہ کہا جا رہا ہے کہ ”کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جس سے مراد فریاد سننے والا ہر غوث ہے اور کسی غوث سے کوئی مؤمن مسلمان دعا نہیں کرتا بلکہ مدد چاہتا ہے اور مدد طلب کرتا ہے الہمدیث کی عبارت شاہد جلی ہے کہ ہر غوث الہمدیث کا خدا اور معبود ہے اور جو غوث اعظم وہ الہمدیث کے سب سے بڑے خدا اور معبود ہیں) (معاذ اللہ) اب سارے الہمدیث ملکر پہلے اغیاث (غوث) کی فرستدہائیں اور شہر کر کے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے غوث پیدا فرمائے اور وہ جس قدر

بھی غوث ہیں الحمدیث کے طور پر الحمدیث کے خدا اور معبود ہیں اور غوث اعظم ان سب خداؤں میں سب سے بڑے الحمدیث کے خدا اور معبود ٹھہرے اردانکے نیچے جتنے بھی غوث ہیں وہ سب الحمدیث کے چھوٹے خدا اور معبود ہیں جن کی یہ الحمدیث عبادت کرتے ہیں۔
 حمد باری تعالیٰ اس آیت کریمہ قل الحمد لله وسلم علی عبادہ الذین اصطفى۔۔۔ الخ کے بعد اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بھجۃ ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا" ۱۰۰ (۶۱-۶۰) ترجمہ "یادہ جس قوم یعدلون ۱۰۰ امن جعل الارض قرارا وجعل خللھا افھرا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ۱۰۰ الہ مع اللہ ۱۰۰ بل اکثرھم لایعلمون ۱۰۰" (۶۱-۶۰) ترجمہ "یادہ جس نے آسمان وزمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اسی سے باغ لگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے درخت لگاتے کیا اللہ کیساتھ کوئی اور خدا (معبود) ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں یادہ جس نے زمین بننے کو بنائی اور اسکے بیچ میں نہریں نکالیں اور اسکے لئے لشکر بنائے اور دونوں سمندروں میں آؤر رکھی کیا اللہ کے ساتھ اور خدا (معبود)

ہے۔ بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں "اللہ عزوجل نے ان آیات کریمہ میں اپنے اوصاف و کمال بیان فرمائے کوئی مسلمان ان اوصاف و کمال کو مخلوق میں سے کسی کی جانب منسوب نہیں کرتا اور غوث اعظم دہلیگیر مشکل کشاء داتا گنج بخش نور غریب نواز دہلیوی میں سے کسی کیلئے نہ یہ عقیدہ رکھتا ہے اور نہ ان اوصاف و کمال کا جامع مانا ہے کوئی جھٹا و حداری دہالی جہدی مقلد اور غیر مقلد احمدیٹ مسلمانوں کی کسی کتاب سے کوئی ایسی عبارت لائے جس میں غوث اعظم دہلیگیر مشکل کشاء داتا گنج بخش غریب نواز دہلیوی کیلئے یہ اوصاف و کمال بیان کئے گئے ہوں، ہے کوئی مائی کالاں جو میدان میں آئے اور یہ سند لائے معلوم ہوا کہ سارے جہدی دہالی مقلد اور غیر مقلد سب مسلمانوں کے دشمن دین اور اعدائے مبین ہیں ان کو بتوں اور مت پرستوں سے پیار ہے۔ بتوں اور مت پرستوں پر ان کی جان نثار ہے مسلمانوں کی توجہ بتوں اور مت پرستوں کی جانب سے مبذول کرنے کیلئے مسلمانوں کو یہ فریب دیا گیا کہ ان آیات کریمہ سے جن کو تم مشرکین یعنی بت اور مت پرستوں کے حق میں نازل شدہ سمجھتے ہو یہ بتوں اور مت پرستوں کے حق میں نازل نہ فرمائی گئیں بلکہ ان سے مراد (معاذ اللہ - استغفر اللہ) غوث اعظم دہلیگیر - مشکل کشاء - داتا گنج - غریب نواز -

و غیر ہم ہیں گویا اللہ کے محبوب بندوں کو جن کو اللہ عزوجل نے جن لیا اور برگزیدہ بنایا اور ان پر سلام بھیجنے کا حکم دیا تم لوگ ان سے منہ موڑو اور اللہ عزوجل کو چھوڑو بتوں اور مت پر سنتوں کو معظّم اور مکرم جانو اور ان کی تعظیم و تکریم کرو دیکھو ہم لوگوں نے دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن منایا نہ داتا والوں کو بلایا نہ غریب نواز اور غوث اعظم۔ مشکل کشاء و شکیب و غیرہ کو معظّمان دین ماننے والوں سے نہ ہاتھ ملایا نہ ان کو اپنے جشن میں شامل فرمایا دیکھو ہم نے مشرکوں کی سردار مت پر سنتوں کی علمبردار اندراگانہ می کو صرف بلایا ہی نہیں بلکہ اس کو صدر مجلس بنایا اور سارے چٹا دھاری نجدی اور وہابی اس کی خدمت اور تعظیم و تکریم میں دست بستہ تیار اور نہایت کشادہ دلی اور ادب و تعظیم سے اس کے قدموں میں حاضر تھے چنانچہ تم بھی اللہ والوں کو چھوڑو اور اللہ عزوجل سے منہ موڑو یہی تم سارے چٹا دھاری نجدی اور وہابی اگرچہ مقلد ہو یا غیر مقلد اہلحدیث سب کا اصول دین اور متاع متین بتوں اور مت پر سنتوں کی تعظیم و تکریم ہے اور اولیائے کاملین اور معظّمان دین سے نفرت اور عداوت ہے یہ ہمارا پوسٹر اس عظم کا نشان ہے پچھلے اور اق میں ہم اس پوسٹر پر سیر بحث تبصرہ کر چکے ہیں اور اب چلتے ہوئے ایک ضرب کاری اور سسی دیکھو اہلحدیث پوسٹر کہتا ہے ”سجّ حبش

خزانے جتنے والا“ اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے لئے ہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حکم یہ لگایا جاتا ہے داتا گنج بخش، مشکل کشا وغیرہ سب خالق کی صفات ہیں بعض ان صفات کو مخلوق میں تلاش کرتے ہیں، گویا خزانوں کا دینے والا صرف خالق جو بھی خزانہ دیکھو الہمدیث کے نزدیک خالق اور معبود ہے اللہ عزوجل حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے ”قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم“ (یوسف ۵۵) ”یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں“

حاصل کلام

یوسف علیہ السلام عزیز مصر (بادشاہ) سے فرما رہے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانے دیدے اور خزانوں کا مختار بنادے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں گویا الہمدیث کے نزدیک عزیز مصر (معاذ اللہ) خالق تھا جس سے یوسف علیہ السلام زمین کے خزانے طلب فرما رہے ہیں تو الہمدیث اپنے اصول دین پر عزیز مصر کے بندے ہوئے اور عزیز مصر ان کا معبود اور لکھتا ہے ”بیشک اللہ بڑا دینے والا ہے جسے چاہے بیٹیاں دیتا ہے جسے چاہے بیٹا دیتا ہے جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ رکھ دیتا

ہے الخ۔ یاد رہے یہ سب خالق کی صفات ہیں جب وہ دیتا ہے تو تم لوگ نکاح کیوں کرتے ہو بغیر نکاح کے کوئی چہ خواہیٹا ہو یا بیٹی پیدا ہونے والی بیٹا سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ عزوجل فرماتا ہے ”قل انما انارسل ربک لاهب لک غلما زکبا (مریم ۱۹) (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے کہا) ”میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں“ ملاحظہ ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کو ستھرا بیٹا دے رہے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام الحمد یث کے خالق و معبود ہوئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا تو اللہ تعالیٰ کا حضرت جبرائیل کو بھیجا سبب ہاں اور الحمد یث کہتا ہے کہ ”اسباب کے بغیر ذات یعنی دینے والی ذات صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے لہذا حضرت جبرائیل علیہ السلام الحمد یث کے خالق و معبود ہوئے اور اللہ جل جلالہ نے اسباب کو ذریعہ بنایا لہذا (معاذ اللہ) کہہ الحمد یث کے دین میں مخلوق اور بندہ ہوا۔

جہالت اور حماقت کی انتہا۔

ان الحمد یثوں کی جہالت اور حماقت کتنے عروج پر پہنچی ہوئی ہے کہ دینا جو نام ہے دارالاسباب کا اسباب سے مربوط ہے کوئی شے بغیر اسباب کے وجود

میں نہیں آتی مگر خاص جو اللہ کا نشان قدرت ہے۔ یہی الٰہ حدیث جب ان کو بھوک ستائے تو اپنی بیوی ہی سے کھانا طلب کرے اور یہ سمجھے کہ میری بیوی بغیر حکم اور منشاء الہی اپنی ذاتی قوت سے مجھے کھانا دیتی ہے تو یہ پکا مشرک اگر یہ جان کر کھانا مانگے کہ میری بیوی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اللہ کی دی ہوئی طاقت اور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مجھے کھانا دیتی ہے اس میں بیوی کی منشاء اور اپنی ذاتی قوت کو کوئی دخل نہیں تو یہ شرک نہیں ہوگا اور پہلی صورت میں ضرور اور یقینی شرک صریح جہت ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنا خدا خالق و معبود جانتا ہے پس سمجھدار کیلئے اتنا ہی کافی اور نا سمجھ ضدی اور ہٹ دھرم کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

تنبیہ جلیل

اے غیر مقلدو! اللہ عزوجل اس سے پاک اور منزہ ہے جو صفات تم اس کیلئے اپنی ناقص عقل اور فہم بے مایہ سے بیان کرتے ہو اللہ عزوجل اپنی ذات میں واجب الوجود ہے اور ازلی و قدیم ہے وہ حی و باقی ہے اس کی ذات جمیع صفات و کمال کی جامع ہے وہی واحد و یکتا اور بے مثل معبود ہے اسکی ذات کی طرح اسکی صفات بھی ازلی اور قدیم ہیں نہ وہ حادث ہے اور نہ کوئی اس کی صفت حادث بلکہ تمام صفات کمال ازلی و قدیم ہیں مخلوق اسکی

قدرت کا علم ہے کہ اسکے برگزیدہ بندوں کے معجزات اور کریمات سے اسکی قدرت ظاہر اور واضح ہوتی ہے۔

جنون خالص

بے دینی پر اترانے والوں کیلئے اللہ عزوجل فرماتا ہے ”یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون“ (البقرہ۔ ۹) فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔ پس یہ وہابی نجدی اہلحدیث کہتے ہی نہیں بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ”کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟“ ہم کہتے ہیں اسکی دلیل کیا ہے تمہارے پاس کہ تمہارے لئے اللہ کافی ہے یہ تمہارا دعویٰ تو ایسا ہی ہے کہ جیسا یسودو نصاریٰ کا دعویٰ تھا (کما قال تعالیٰ) وقالت الیہود والنصریٰ نحن ابنوا اللہ و احبناہ (المائدہ ۱۸) ”اور یسودو نصاریٰ بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے پیارے ہیں“ تمہارا دعویٰ تو یہی ہے کہ ”کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟“ جس پر نہ کوئی دلیل نہ برہان یسودی و نصرانی تو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے پیارے ہیں یہ بھی دلیل کے خلاف دعویٰ بیکار ہے تمہارا دعویٰ کرنا اور ہے اللہ کا ارشاد فرمانا اور ہے جسکو وہ

قبول فرمائے وہی کامیاب ہے ورنہ ہر کافر و مشرک کہتا پھرے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے ارشاد فرمایا ہے اور اپنے محبوب کو حکم دیا قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ؕ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً (الزمر ۵۳) ”تم فرماؤ اے میرے وہمہ و جنوں نے اپنی جان پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو یشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے“ معلوم ہوا کہ جو حضور ﷺ کا بندہ (غلام) ہے وہی اللہ کی رحمت کا سزاوار ہے۔ اور جو حضور ﷺ کا منکر اور گستاخ ہے وہ اللہ واحد و قہار کے غضب میں گرفتار اور عذاب کا حقدار ہے اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے ”ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خلدین فیہا ط اولئک ہم شر البریۃ“ (اسیہ ۶) ”یشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہی ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق میں بدتر ہیں“ چنانچہ جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے پیارے ہیں یا جو کہتے ہیں کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟ ان سب کے اعلان میں فرمادیا گیا (کما قال تعالیٰ) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ؕ واللہ غفور الرحیم

(ال عمران ۳۱) ”(پیارے محبوب) تم فرما دو کہ لوگوں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے“ پس جو حضور اکرم سید عالم ﷺ کی بر لو غلامی فرمانبرداری کرے نہ کہ بھائی بن کر ساتھ چلے تو اللہ عزوجل کی رحمت اور نعمت میں ان ہی لوگوں کا حصہ ہے جو حضور ﷺ کے بندے (غلام) ہیں اسکے غیر کو یہ نعمت ہرگز حاصل نہیں۔

اللہ کس کے لئے کافی ہے ؟

اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب سے فرماتا ہے :

آیت نمبر ۱ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ۵ (الانفال ۶۳) ”(پیارے محبوب) اے نبی اللہ تمہیں کافی اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے“ معلوم ہو اوہ حضور اکرم سید عالم ﷺ ہیں جن کے لئے اللہ کافی ہے اور جو اسکے پیرو یعنی غلام ہیں۔

آیت نمبر ۲ فان تولوا فقل حسبی اللہ (التوبہ ۱۲۹)
 ”اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے“
 دیکھو اللہ قادر مختار گواہی دے رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ

اگر وہ منکر اگرچہ وہابی، نجدی مقلد ہوں یا غیر مقلد
الہمدیٹ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔

آیت نمبر ۳ البیس اللہ بکاف عبہ ۵ ویخوفونک بالذین

من دونہ (الزمر ۳۶) ”کیا اللہ اپنے بندے کو کافی
نہیں اور تمہیں ڈراتے ہیں اسکے سوا لوگوں سے“ یعنی
بتوں سے واقعہ یہ تھا کہ کفار عرب نے نبی اکرم ﷺ کو
ڈرنا چاہا اور آپ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں یعنی
بتوں کو برا کہنے سے باز آجائیں ورنہ ہمارے معبود مت
آپ کو نقصان پہنچائیں گے اور ہلاک کر دیں گے یا عقل
کو فاسد کر دیں گے چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کیا
اللہ اپنے بندے محمد ﷺ کو کافی نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے
معلوم ہوا کہ وہ ذات گرامی محمد ﷺ کی ہے جس کیلئے
اللہ کافی ہے۔

آیت نمبر ۴ وان یریدوا ان یخذعوک فان حسبک

اللہ (الانفال ۶۲) ”اے محبوب (کہ تمہیں فریب دیا
چاہیں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے“ یہ شان ہے محمد ﷺ

کی کہ اللہ ان کے لیے کافی ہے۔

عزیزان ملت! آج دشمنان دین آپ لوگوں کے خلاف کفار و مشرکین سے گٹھ جوڑ کرتے تمہیں ڈارتے ہیں اور طرح طرح کے فریب دیتے ہیں آپ ان دشمنان دین کی مطلق پرولونہ کریں اگر حضور اکرم سید عالم ﷺ کی غلامی کا طوق آپ کے ذریعہ لگو ہے تو اللہ قادر و قادرِ تمہاری مدد کو کافی ہے آپ ان دشمنان دین کے فریب میں نہ آئیں ہمارا مالک و معبود اللہ عز و جل فرماتا ہے ”الذین قال لهم الناس لقد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل“ (ال عمران ۱۷۳) ”وہ جن لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جھٹا توڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا ہی اچھا کار ساز“ دیکھو اللہ عز و جل آپ کو ہدایت فرماتا ہے کہ بد دین اور گستاخ اور دشمنان دین اگر تمہارے خلاف کاروائی کریں اور جھٹا جوڑیں اور تمہیں ڈرائیں تو تم کہو کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا مالک و معبود ہے وہ ہمیں کافی ہے اور ہمارا بہترین کار ساز ہے۔ یہ بغارتِ عظیمہ ان مؤمنین کیلئے ہے جو حضور ﷺ کے سچے غلام اور فرمانبردار ہیں انکا صلہ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے پس جسکو بھی کوئی انعام رب العٰلَمِین کی جانب سے ملا وہ حضور اکرم

سید عالم ﷺ کی وساطت اور انکے ہی صدقے میں ملا۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل

ہم نے چار آیات کریمہ پیش کیں اور یہ واضح کر دیا کہ وہ ذات خاص حضور پر نور شافع یوم المشرق محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے جس کیلئے اللہ کافی ہے جس مؤمن کو بھی جو فضل و کمال عنایت فرمایا گیا وہ حضور ﷺ کا ہی صدقہ ہے اور ان ہی کے طفیل بلحمہ ان کے دست انداز سے یہ نصیب ہوا (کما قال تعالیٰ) آیت اول ولوا انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله وقالوا حسبن الله سويتنا الله من فضله ورسوله انا الى الله رغبون (التوبہ ۵۹) ”اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے“ ملاحظہ ہو کہ اللہ رب العلمین اپنے ساتھ اپنے پیارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو دینے والا عطا فرمانے والا فرما رہا ہے اور ساتھ ہی ہدایت فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں۔ آیت دوم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (الانبیاء ۱۰۷) ”اے محبوب ہم

نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے "عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جسمیں انبیاء اور ملائکہ سب داخل ہیں تو لاجرم حضور پر نور سید المرسلین ﷺ ان سب پر رحمت اور نعمت رب الارباب ہوئے اور وہ سب حضور ﷺ کی سرکار عالم مدار سے بہرہ مند و فیضیاب چنانچہ اولیائے کاملین و علمائے عالمین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے لہد تک ارض و سما میں اولی و آخرت میں دنیا و دین میں روح و جسم میں چھوٹی یا بڑی بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور ﷺ کی بارگاہ جہاں پناہ سے ہستی ہے اور ہمیشہ ہشتی رہے گی۔ پس جس کیلئے اللہ کافی ہے وہ ذات گرامی قدر سید المراد احمد مختار محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے ان کے بندے (غلام) کما قال تعالیٰ

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔۔۔ (انج) جو پچھلے صفحات پر گزری اس میں فرمایا گیا کہ پیارے محبوب تم فرماؤ کہ اے میرے وہ بندوں جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ پس اللہ کی رحمت سے امید باندھے ہوئے حضور اکرم سید عالم ﷺ کے بندے (غلام) ہیں۔

محاصل کلام

اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کے تمہارے لئے اللہ کافی ہے اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے حضور ﷺ کے بندے اور غلام بھی اس نعمت کبریٰ سے فیضیاب ہیں نہ کہ دشمنان دین و اعدائے مبین۔ اللہ عزوجل ان سطور کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کیلئے رشد و ہدایت کا سبب بنائے
 امین امین امین یا رب العالمین۔ رہنا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علینا انک انت التواب الرحیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و نبینا و ماؤنا و ملجانا و مولنا محمد والہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

نقطہ

سک بدر گاہ رضا

ابو الرضا محمد عبد الوہاب خان

القادری الرضوی غفرلہ

۱۵، جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ

مطابق ۱۳ ستمبر ۲۰۰۰ء

اکابر ملت

6

کے

مکمل و افکار

[illegible]

جَعَلَتْهُ أَتَمَّ

نور مسجد کاغذ کے بازار کراچی

اکابر دہلی

حصہ

نکبری الشاہ

ترجمہ

حضرت علامہ صفوانا

مفت محمد حسن علی رضوی قادری سرمدی

ترجمہ

سید شاہ قراہ الحق قادری

رضوی مدظلہ العالی

ترجمہ

جمعیۃ ارشادت اہلسنت

منور مسجد اعظمی ہزارہاچ

حرفِ فَاَز

محبت، شجاعت، اہلسنت ایک خالص اور سچا دانا حق دار ہے۔
 میرے قیام کا مقصد اشاعتِ دینِ مسکب عن حقوق کا بخل پروری
 یعنی ظلمِ ظان حق کی قدردانی اور عوام کی مطرأت کھلے دینے ہوتا
 کا انتقاد و رد و تلخ تحریریں ضرور ہیں، لہذا ایسا ہے۔ یہ ادارہ اس سے قسب
 تکلف و جی کتب و رسائل پیشینہ کے قریب نکال کر کے عوام میں منت
 تقیم کر رہا ہے۔

زیادہ تر کتاب اکبر و دی ہند کا تحفہ دینی اشاد ایک حرمِ عالیہ حق
 ادارہ اس کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس کتاب میں خاص
 بات یہ ہے کہ مذہبِ مولدِ اہل سنت و جماعت پر طرہِ ظور کے
 تحقیر کے واسطے مطرأت کا پرویز ہند سے آئے ہیں، کچھ لفظ کے
 یہ اس کا انتقاد آپ کو کتاب چھٹکے کے بعد ہو گا۔
 ادارہ امید رکھتا ہے کہ میں طرہ پہلے ہمارے اشاعت کروں کہ
 کہ عوام کے دل اس سے بھی مل جائے گا۔

محمد عرفان دہلوی

اور علماءِ حق نے کسی کی بلا و بد عوار و عوار، عقل و فطرت طبع کے لئے بغیر کسی کی اور عقل و عقل کے طور پر علم اور تدار نہیں لگایا بلکہ انہیں و تحقیق اسے اولیٰ و گمانی کے باعث حکم شرعی ہمارے ہوا ہے



WWW.NAFSEISLAH.COM

مولوی عارف رحمائی نے دس بار سال پانچ گھنٹی الصلوٰۃ کا نام
 لیا وہ بڑے نام پر اس پر ہوا ہوا تھا اور ان کے عالم میں ایک عقل
 تھی کہ اگر صوفیہ روحانی شائع کیا تھا مولوی رحمائی قسم کے سورج
 احم ہے کہ ان کے لیے عارف ہاں کوئی وقت نہیں ہے جو وہ
 اپنے اکابر کا سبک بکھلا اور جاسکتے ہیں وہ ہی عارف اکابر اہلسنت
 کے سبک جڑ سے ان کو اکابر اور دانشمند ہے یہ ان کی کثیر کا نتیجہ ہے
 علماء اہلسنت کے خلاف دینداری مولوی کی اتنی سیدھی نہیں ہیں سے
 تھی بار کر خود مستحق ہو گیا ہے "میں نے انکی سیف روحانی کا نام دیا
 سکتے ہو اب بقیہ آسانی میں عقل اس لیے دیا تھا کہ اس کی سیف
 روحانی ہے ان کے خود سائنس شیخ الفرائی حکام تھے دینداری اور
 فیضان الدار میں ان کے شیخ الفرائی مولوی محمد شریف غفری کی تائید و
 تصدیق تھا ان تھیں دینے بھی وہ فخر گھنٹی الصلوٰۃ میں ہم نے اکابر
 دینداری کے ہم تقاضات تھے کے ہیں انکی مولوی روحانی نے حکام خاص
 اور مولوی محمد شریف ثنائی سہیل اپنی پہلی کا سرگزشت اور لکھ کر
 صرف تقاضات کا بڑے نام دیکھا پہلے جواب دیا جس پر ہم نے
 غریب و ضعیف جواب جواب بقیہ آسانی دیا اور غفری الصلوٰۃ
 سائنس ال ایٹمی کے اعلان کردہ انکا شیخ جواب دیا گیا تھا روحانی
 عارف ہے انکی جواب جواب حدت خود سے کا حال کا جواب
 ہو کر ہے

دینا کے سائنس کی تاب میں ہی

تک دینا اس پر تھا جس سے ہی ثابت
 (جو میں علی دینداری)

اکابر و بیعت کا افسانہ

اکابر و بیعت کا عظیمی افسانہ ایک طاقی شہر حضرت ہے جو
 بیعت کی دعوت پر "سودی دعوت" اسلامی دعوت کی "کاشی" و "کلی" دعوت
 "دعوت" دعوت "دعوت" دعوت "دعوت" کی کام دعوت کے دور
 راز اکابر دعوت کی کتاب دعوت کی سے مرتب کیا گیا ہے۔ اکابر و بیعت
 کے عظیمی افسانہ کو انعام قرآنی "دعوت" دعوت "دعوت" دعوت
 ثالث برائے ثالث سے ثالث کوئی ثالث نہیں۔

انعام دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت
 دعوت کے دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت

دعوت کے دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت
 دعوت کے دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت
 دعوت کے دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت
 دعوت کے دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت دعوت

نہیں ہے تمام نکلے آ کوئی جگہ نہ
 مگر کہے کہ صبح اٹھیں بھی دعا کا
 تو اسکی صبح ہی گھنٹی میں رات اٹھار
 ہو کر نکلے صبح کی گھنٹی کی جگہ
 نہ آگے نہ پیچھے کہوں کہ جہان کے سپہ سالار
 (تھانہ قاضی میں ہے)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

اکھڑک ہیں کہ غلیبوں کو انہوں کو اور شہیدوں کو اور
 پرچوں کو جنگ کے وقت لٹا رہتے ہیں اور ان سے موازنہ کرتے ہیں
 غرک میں گرفتار ہیں۔ (فتویٰ اسلامیات میں علامہ مولوی اسماعیل
 دہلوی)

(۳) مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

انسان کیسے بھی بھائی ہیں جو بڑا بڑا کہتا ہے سو اس کی جگہ
 بھائی کی ہی تعلیم دینے (فتویٰ اسلامیات میں علامہ)
 انجاء و اولیاء امام زانو جو شہید بنتے ان کے محبوب بنے
 ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بننے جاتے اور بننے بھائی
 (فتویٰ اسلامیات میں علامہ)

مولوی غلیل البہاروی کا فتویٰ

کوئی صلیب اٹھایا بھی ایسی گواہات نہ ملے تھے۔ غالب مکتا اور ہر اس کا قاتل جو کہ بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر ایسی ہی تعلیمات دے چکی تھیں۔ یہاں کو پھوسکے یہاں پر ہوتی ہے۔ قاتل کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ واقعہ ایمان سے خارج ہے۔ (السنہ ص ۱۸)

نوٹ۔ اس کتاب پر مولوی اشرف علی قانویؒ نے عمداً کس دھندلی کتابت اللہ و مولوی کی تصدیق سے سوچا ہے۔

(۳) مولوی اشرف علی قانوی و حسین احمد کانگریسی کا عقیدہ

کھل بسے مل میں ہر علم حقیقت پہنچے رہا
ہائے عالم علی مشکل کشا کے واسطے

تفہیم الدینیہ ص ۳۳ از اشرف علی قانوی و سائل علیہ ص ۱۴۲ از
حسین احمد کانگریسی

(۴) مولوی غلام عباس کا فتویٰ

کوئی کسی کے لئے حاجت بردار اور مشکل کشا و مددگار نہیں ہے۔ ہر
سکتا ہے۔ اپنے ساتھ واسطے لوگ لائے گئے کانگریسی انکا کوئی تعلق
نہیں اپنے ساتھ لائے، پہلے ہو کر ہر کسی کا ہر طرح نہ گئے وہ بھی
نہا ہی کانگریس۔ (درا براقرآن ص ۳۳ علیہ از مولوی غلام عباس)

(۵) مولوی اشرف علی قانوی کا عقیدہ

بھلی علوم نہیں ہیں جنہو کی ہی کیا جنہوں سے دنیا علم غیب و
چند عمر تک ہو میں د بھولتے تھے جمع حیوانات و نباتات کے لئے بھی
حاصل ہے۔ (ملاحظہ ایمان ص ۵۷ از اشرف علی قانوی)

مولوی غلیل البہاروی کا فتویٰ

ہر شخص کی طبعی الطام کے علم کو زبردستی قائم دلائل کے علم کے برابر رکھے گا کہ وہ فقہ کا فرہ ہے۔ ہذا لکھو میں ۱۳۶ از مولوی غلیل احمد انیسویں

(۶) مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ

الحیاء اچھی امت ہے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو طرم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی دہل میں اس میں یہاں اوقات اسی بظاہر مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ یہ بھی جاتے ہیں (تقریباً اس میں ہے)

مولوی غلیل انیسویں کا فتویٰ

ہمارا نتیجہ ہے کہ ہر شخص یہ کہے کہ کون ہی کریم ہے اسے ہے وہ کافر ہے عسکرات اس کے کافر ہوئے تھی دس چکے ہیں۔ (ہذا لکھو میں ۱۳۶)

(۷) مولوی رشید گنگوہی کا نسب نامہ

مولوی رشید احمد بن سیدنا چاہید احمد بن قاضی نور بخش بن قاضی نظام حسینی بن قاضی نظام علی اور والدہ کی طرف سے سیدنا رشید احمد بن مساجد کریم و خاندان بہت قریہ بخش بن نظام گارہ بن محمد صاحب بن نظام محمد واکرمۃ الرشید صمد اہل میں (۱۳۶) تو ہے۔ اس نسب نامہ میں نور بخش اور قریہ بخش موجود ہیں

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

مولوی اشرف علی تھانوی اپنے خود سلفہ پہنچ زبرد کے میں تمام جملہ غیر اچھے کفر و شرک کی باتوں کے خلاف میں دہل طراز ہیں "سوا دوسرا" علی بخش "میں ہی بخش" قریہ بخش "میں ہی تمام دیکھا

مرد ہیں کہنا کہ خدا رسول کا ہے تو کائنات کا ہے ہر جگہ ہر سب شریک ہیں (مثنوی جلد اول ص ۵۸) کیا تو ہی کے نزدیک شکر ہی کے

(۸) مولوی احمد علی گیلانی و عطاء اللہ گیلانی کا مقبرہ

فاری (مقام اطراف فاری) کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت راحل علی
ہودی کو ملنے لگا طبع کو گتھوں جیسا کہ سب سے طبع عرب کی باتوں سے
حضرت طبع الرحمن کا دل بٹا سکتا اور اکڑا لیا ہوتا کہ لڑکھلیت
سے بھی حضرت راحل علی طبع الرحمن کے باتوں کو پسند دیتا اور
نبی حضرت کی دلائل مبارک چھٹے گئے (تمام الحجج من ہذا ظہر
(۱۹۳۷)

سید علی محمد نقوی

تو یہ جو کہ باقیوں کو بے حس و جاہل اور اس کے جانتے ہوئے اور
 ان کے آپ سب افعال اس جو کہ عبادت کے ہوں گے اور ان کے
 ہو کہ سوچ لیت ہو کہ (ہو برا اثر کی میں) ہو اگر ان کے
 ہو اگر سوچ (ہو برا اثر کی میں)

2023-2024

دوسری صورت میں کسی طرح کا جوتا ہو۔ ہر قسم کا تکیا نہیں۔ ہر قسم سے ایسی کہ معلوم ہونا ضروری نہیں، بالکل علیٰ الغوم کتاب کو ممانعت نہیں کی جارہی مگر یہ ممانعت ہے اور انشاء اللہ علم و نظام ممانعت سے معلوم ہیں قابل عقلی سے نہیں۔ (تخلیۃ افکار ص ۲۵)

W. J. G. B. J.

انعام علیہم السلام خاص سے مسموم ہیں، اگر مرگب خاص
 یعنی انعام واطہ الی ملتہ والجماعت کا عقیدہ نہیں اسکی وہ کفر
 ظہور کیا ہے اور عام مسلمانوں کو اسکی تفریق کا پختہ ہونا چاہی
 نہیں تھا واطہ اعظم اور عقیدہ انب سلفی واما علوم وچند
 جواب بھی۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے، بہت تک تہذیب ایمان
 تہذیب کفار و کسے اس سے قطع قطعی کریں۔ (مسودہ احمد علی اٹل
 عد مریدانہ نظام وچند الشرا
 اختیار علی محمد شکر علی اعظم کی جماعت اسلامی اور اس طرح کفار
 ایمان علی وچند ایرانی اسلام)

(۱۱) مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ

قاسم کے خیال میں تو رسول اٹل مسلم کا قائم ہونا باہمی سن ہے
 کہ جب کا زمانہ انعام واطہ کے زمانے کے بعد اور کبہ سب سے
 آخری کی ہیں مگر انی قسم پر روش ہونا کہ قاسم یا تاخر زمانی میں
 باقعات کے خیالات نہیں مگر قاسم حسی میں دیکھی رسول اٹل و قاسم
 اچھے قیاد اس صورت میں کہیں کہ سچ ہو سکتا ہے (تذکرہ الخاس
 ص ۳۳) اگر تاخر میں بعد زمانہ ہوا مسلم کی کوئی کیا پورا ہو تو جائیت
 کرلی میں کہ فرق و امت (تذکرہ الخاس ص ۳۳)

سلفی اور فطیح دیناری کا فطولی

فطحت میں اس پر حاکم ہے کہ کتب میں جو قائم الہی ہے اسے
 سن آخری کی ہیں نہ کہ اولیٰ اس کے قائم کا ہی ہے آخری
 ہوئے ہی پہلے کیا ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور
 اسراو کہتے تو کہ کیا ہاسے قیاد (تذکرہ الخاس ص ۳۳)

(۱۲) رشید مکتوبی و مولوی فطیل بابیلوی کا عقیدہ

شیعہ اور ملک و ملت کو بے وسعت (علم) نفس سے ثابت ہوئی
 قرآنِ کرم کے وسعتِ علم کی کوئی سی نفسِ عقلی ہے جس سے تمام علوم
 کو یاد کر کے ایک لڑکے ثابت کرنا ہے۔ (عاجی کا حصہ ص ۳۰)

اپنے عقیدہ پر اپنا فتویٰ

میں کہیں علیہ السلام کا علم و حکم و امر اور دنیا کے عقلی مسئلہ
 کوئی تگ و تاب سے زیادہ ہے اور لازم ہے کہ ہر عقلی مسئلہ کے
 مسائل میں کہیں علیہ السلام سے اٹلی ہے وہ کافر ہے اور عادی
 حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے گئے ہیں۔ یہ یوں گئے کہ
 شیعہ و اہل بیت کا علم ہی کہیں علیہ السلام سے وسیع ہے یا نہ
 جاری کی تعلیم میں یہ مسئلہ کھل چلا جاسکتا ہے۔ (الحمد ص ۳۱ از
 مولوی شکیل امجدی)

(۴) حاتی اعدا و اٹھ صاحب کا عقیدہ

اے رسول کہیں زیادہ
 علم عقل میں پختا ہوا ہے
 اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ علم سے اب پہلا ہے
 اے رسول کہیں زیادہ
 (۴) اعدا و اٹھ صاحب سے۔ (احادیث اعدا و اٹھ صاحب)

مولوی رشید گنگوہی کا فتویٰ

ہذا اعدا و اٹھ صاحب کا علم کہیں نہیں تھا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اچانک ہو گا اگر یہ عقیدہ کر کے کہ خداوند سے نکلے ہیں۔ اہم
 علم کے توفیق کفر ہے۔ (احادیث رشید گنگوہی ص ۳۰)

(۳۳) حاجی ابراہیم صاحب کا عقیدہ

حجرات کو جہان رسول کہتے ہیں (مترجم ابراہیم ص ۳۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

”جی ہاں، میں نے بھی ’جہان فی ہم رکنا‘ شرک کی کمر بستہ بن
گئی ہیں (مفتی محمد رفیع ص ۳۵ جلد اول)“

(۳۴) مولوی کاظم نانوتوی کا عقیدہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی امت کے ساتھ نہ قریب
جاسل ہے کہ ان کی باتوں کو بھی ان کے ساتھ جاسل نہیں دیکھو
انصاف ص ۳۲“

مولوی غلام عباس کا فتویٰ

”جی کہ جو جہانِ اتر کے بد ملک شرع اسکو آفر کے (دعا ہوا) قرآن
میں لکھا جائے گا تو وہ شرک ہے کہ نہ بھی جہانِ اتر
ہے (دعا ہوا) قرآن میں لکھا“

(۳۵) سر سید احمدی کا عقیدہ

”کہ حضرت عثمان غنی پر اس کارِ عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان
مفسرین کے خیال سے تھے جو ان کے عقلی احمقانہ نظریوں کو جہا
نہی تھی اس لئے جاہلیت کو اسلامی نظامِ دنیاوی میں کسی آئینے کا
راندہ بن گیا (تجدید و احیاء ص ۳۳)“

”کہ یہ انکا لڑک ہے کہ ایک مرتجہ صحابیؓ کو جیسا ہے میں
اور جوہر اور سوانح طیبہ انہی میں اس کو پورا کہنے سے بچ کر
کہا (تذکرہ عثمانی و قرآنی ص ۳۳)“

○ کہ جسی سلی اظہ علیہ وسلم کو عرب میں یہ قصص کا سہاوی
 حاصل ہوئی اس کی وجہ سے تو تھی کہ آپ کو عرب میں پہلی انسانی
 سہارا مل گیا تھا اگر خدا نخواستہ آپ کو پہلے اہم صفت اشیاف
 اور دوا اور باقنی اختار لوگوں کی بھیر میں جاتی تو کیا پھر اس دنیا کی
 فتنے بکے تھے؟ اگر آپ اس دنیا کی اختیارات میں نہ تھے

○ کہ تو ان کو کم لیا کہ کے لئے نہیں بلکہ پراخت کے لئے ہے (۱۳)
 لہذا ہر اہم (۱۴)

○ کہ رسول جیسے کہ حیثیت سے جو لڑا فتنی حضور پر جانو کے
 کے تھے اور وہ حضرات آپ کے پیروں کی گئی تھیں ان کی اہام میں
 آپ اپنے ذاتی غیبات و خواہشات کے مطابق کام کرنے کے لئے
 آزاد تھے پھر دیکھ کے تھے (ترجمان القرآن حسب رجالت خبر میں
 (۱۵)

○ کہ امام مہدی جیسے تری طرف کا لیلہ ہوگا (تہجد اعلام دینی
 میں (۱۶)

○ کہ امام قزاقی رحمتہ علیہ وسلم صحت میں کوہد تھے وہی
 یہ حکایات کا لقب تھا کہ صرف کی طرف غیوریت سے لیا جاتا ہے
 (تہجد اعلام دینی میں (۱۷)

○ کہ ایک کوئی مہد کمال ہے انہیں ہوا (تہجد اعلام دینی
 میں (۱۸)

○ کہ حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اور ہے تو کہ شاید وہاں اپنے
 مہد میں کا ہر ہر ہائے آپ کے بعد کسی تری زمانہ میں کا ہر ہر
 فتنے کا سہارا ہے جو سہارا کی تاریخ سے یہ ثابت نہیں کیا کہ حضور
 کا اور ہے کی کہ تھا (ترجمان القرآن لہذا (۱۹)

(۲۰) مولوی احمد علی لاہوری و مطاع اظہ غازی کا فتویٰ

میری کہ میں انہیں نہیں دیکھوں میں ایک مہدی ہے (۲۱)

اپنے شخص (سوداگر) صاحب کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھا
اسلام کی تبلیغ ہے۔ (۱۵) سوداگر چندی اور طرہ دہری ہے جس
کا (درمانہ) حق ہے۔ سوداگر کی سوداگر سے ہمارا لکھی کے (سبب) صاحب
لوٹ۔ اس کتاب پر چالیس سے زائد دہری مولوی کے (دست)
دہری مولوی ہے۔

(۱۶) مائی اور اڈے صاحب کا حق ہے۔

ہمارے تمام مولوی شریف میں سے تادم کہتے ہیں تادم طرہ
ہوا کی طرف لکھی گئی ہیں "صاحب ہوا کی صورت سوداگر ہے" بھرا ہوا
تادم کہتے ہیں ہمارے واسطے اچان مٹنے کا حق ہے "تادم اگر
اچان مٹنے کو ہی کا کیا جائے تو مٹا کر نہیں (ادار) لکھتی ہیں
"ادار مولوی" شریف علی قاری و مولوی ملاق احمد دہری

مولوی غلیب احمد انیسویں و رشید گنگوہی کا فتویٰ

جس پر مولوی امان دہری صاحب (میر) و (قبر) کا حق ہمارے کے ساتھ
کھینچا کی دہریہ کا ہر سال کہتے ہیں (ادار) میں (۱۷) کہ
تادم (میر) دہریہ (میر) اس قوم کا راستہ لکھی گئی ہے کہ (۱۸) دہریہ
(۱۹) میں (۲۰)

(۱۸) مولوی شیر احمد ملاق

اسی کا جرم ہے تاکہ آخری وقت مسلم ایک ہی قابل ہو کر رہے
پاکستان کی حمایت کی

احمدی علماء اعلیٰ بخاری کا فتویٰ

جو لوگ پاکستان کے لئے مسلم ایک کو دہریہ کے یہ سہ

عقل اور ہوش بھگتے ہیں مگر یہی چار ماہ خفیہ ہائی اسکول پڑھانے والے ہیں
کو اپنا دیکھو و سٹوڈنٹ بھگتے ہی اپنے کا تصور شرک کا تصور کوئی کسی
سے یہ معاملہ کہہ دے اس کو چار برسے ہو کر اس کو اعلیٰ کا عقل و ہوش
ہی کہے اسے اچھے عقل اور ہوش شرک میں مزید بہت (خفیہ اسکول) میں

(۴) میراث خوار و غلامان و کنیزان

ماہنامہ نئی دہلی اپریل ۱۹۵۷ء میں "امریکائی کا جعلی روپیہ" نام
مقالہ لکھی کہ کسی صاحب سلفہ امریکی لینڈ بینک "اسٹار" نامی کا ایک

[illegible]

گھر، کراچی، رام پور (اسے مولوی احمد علی نام مولوی سے پوچھا کہ یہ شعر کیا ہے؟ اس کے گھنے واسے گے، واسے گے، واسے گے، واسے گے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا۔

مستوی، محوطی، صوری، کلاسیکی

یہ شعر ناصحہ اولیٰ و علیہ ہے اس کا گھٹے والا ہیرو ہے
معلوم ہے۔ ناصحہ اولیٰ (اصول) ہیرو کا بیان ہے 'یہ ناصحہ' ہے
ہیرو کا ناصحہ 'یہ' ناصحہ ہیرو کی طرف سے کہتا ہے کہ
یہ ناصحہ ہیرو کا ناصحہ ہے۔ ناصحہ ہیرو کا ناصحہ ہے۔ ناصحہ ہیرو کا ناصحہ ہے۔

(۳۳) سرحد کے قلعہ مولوی اشرف علی تھانوی کی زیارت

یہ سب اگرچہ ہی حکیم اور تجربہ کی خواست ہے کہ لوگوں کے
 ہمارے کائناتی صورت و صورت سب بدل گئے اور وہی ڈاکٹر بن گیا
 ہو گیا اور ہی ونگار ونگار کشت و برقاوت خود و نوالی سب ہی
 دیریت و تجربہ و اتحاد کا رنگ بھٹکا ہے اور ہر دکھائی ہی تجربہ کا
 سرچیدہ کا پڑا ہوا ہے

(۱) حالات الجسب جلد ہضم میں مدد دے ضروری ہے (۲) ضروری اشرف
 علی قانوی)

مولوی اشرف علی قانوی کا نظری

ایک سلسلہ منکر میں لہذا کہ سرچیدہ کی وجہ سے ہی کراہی ہوئی
 یہ تجربہ نہ ہے اور بل ہے اتحاد و یہ دینی کی اس سے پھر جائے
 ہوئی ہی ہو سہا حکم اس کا کوئی اس تجربہ ہی کا اول کار ہوا۔
 آخر یہاں تک تجربہ پہنچی کہ اتحاد میں سرچیدہ اور اس سے کئی دینی
 سے کیا کہ تجربہ کا دینی ہی ایسا۔

(۱) حالات الجسب جلد ہضم میں مدد دے ضروری ہے (۲) ضروری اشرف
 علی قانوی)

سرچیدہ کے حقائق مسز حالی کی زندگی

(۱) حلال است بہت قری نہیں ہے۔

(۲) کئی ایسے بہت قری نہیں ہے۔

(۳) کئی ایسے بہت نہیں ہے۔

(۴) حلال یا کئی کا کئی ہو کراہی پاک ہی کیا ہے اس سے کئی
 ہستی مراد نہیں بلکہ الہی کے نفس انارہا کئی ہے کراہی کا نام کئی

ہے۔

(۵) حلال یا کئی ہستی نے ہی چہوں کا کئی کئی کر مار (۶) ہو

مسلمانوں کو ان کا کھانا حلال ہے۔
 وہ صراج طراز کے لیے مسجد اقصیٰ تک جو یا مسجد اقصیٰ سے آسمانی
 تک ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ یہی جگہ طراب میں چھٹی ہے نہی تھی
 مسجد اقصیٰ میں ہوا ہے۔

(۱۰) قریشیوں کا کوئی انگ و نحوہ نہیں ہے۔ بلکہ یہی کی ایک خوب و برکت
 یہاں کی مصلحت ہے۔ "پانی کا ستیاں" درختوں کا لہو و لہو تھی قریشی کا
 نام قریش ہے۔

(۱۱) قوم قریش اور انہیں کا قصہ ہر قریشی ایک میں طراز ہوا قریشی
 کوئی واقعہ نہیں ہوا بلکہ یہ ایک مثال ہے۔

(۱۲) عربوں کے ہر الفاظ "حساب کتاب" "بہاری" "پلی صراط" "بند
 حلال" وغیرہ سب کا ترجمہ ہوئی ہیں نہ کہ حقیقت ہے۔

(۱۳) خدا کا پیغام کیا دیا اور کیا تھی میں نہ اس کا میری آنکھوں سے
 تھی نہ دل کی آنکھوں سے۔

(۱۴) قرآنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی تھی کے
 صادر ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۵) پور کے راجہ کے کی سوا ہر قرآنی میں طراز ہوا ہے۔ "کافی
 نہیں ہے" وغیرہ وغیرہ

(۱۶) یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کی حق حرم ہدم میں ۲۵۰ تا ۳۰۰
 بیات ہادی میں مسلمانوں میں مسلمانوں کے سرحد کا طراز ہوا تھا

—

عربی میں ہے ہر جا
 (۱) خدا کی عزت
 کرتا ہو مسجد ہر دلیو۔ مسلمانوں کے سرکار کے ہے مسجد کے
 ان تمام چیزوں کے ساتھ طراز نہیں گروا بلکہ خود تھی عشاء کی جگہ
 کے ناسے میں جگہ جگہ کی انگ ہر طرف منتقل تھی ان تمام چیزوں کی
 وہ طراز کا سوا انہی طرح کیا گیا اور وہ غیر طراز سرکار
 یہاں تھی طراز قدم قدم سے دلیو

اقرار کئے ہیں کہ "ہفت و جہل" صاحب کتاب ہمارے ہی ہمارے
 حضور علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انہی ہی ہمارے ہی ہمارے "اسی" کہ
 چنے مسلمان ہے۔ یہ اللہ کا کبر ہے۔

مولوی کماہت اللہ دہلوی اور انور کاٹھیری کا فتویٰ

۱۳۳۲ھ میں دہلوی مولوی علی دہلوی کماہت اللہ دہلوی ہمارے مولوی
 علی نعمانی کے رد میں ایک فتویٰ لکھ کر دہلی پہنچے۔ دلی میں چھپا کر شائع
 کیا جس میں لکھا ہے۔

طالعہ نقیہ دلی ملت و جماعت سے خارج اور منکولہ اور
 ماحولہ ہے۔ اس کے لئے اگرچہ دہلی میں مولوی علی ان کی داغ بیل ہے۔
 (تقریباً ۱۲۳۲ھ میں شائع ہوا) (ص ۳۳)

○ واللہ اللہ علیٰ الملک الملک الملک الملک الملک الملک الملک الملک
 کافر ہیں جس میں کئی نعمانی کی یہ وہ عقیدہ کی اور یہ کفر ہے اس کے
 کافر کو اس میں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپا دیا
 نہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ القزلباشی ص ۳۳) ان مولوی انور کاٹھیری
 (دہلی)

(۱۳۳) مولوی حسین احمد دہلی کا لکھی کا عقیدہ

ایک خاص علم کی وسعت کتب (حضور علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور
 میں ہی کی اور انہیں لکھی کوئی ہے (شہادت کتب ص ۳۳)

مولوی فطیل احمد البکھروی کا فتویٰ

یہ شخص ہی علیہ السلام کے علم کو نہ دیکھو یا تم کو کمالی کے
 تم کے برابر کہو، اللہ کا لکھ کر چھپا لکھو (ص ۳۶)

کا لکھی مولوی مسٹر ایوان اللہ آزاد کا عقیدہ

میں خود سرحد کا نہ صرف منظور کیا اور عطا ہوئی کہنے والا (۱۱۱)
 جب عقیدے نام سے یہ شکل گرتا تھا (۱۱۲) اور کی کہانی میں (۱۱۳)

مولوی اسحاق علی دہلوی کا فتویٰ

مسلماں کو چاہئے کہ وہ جب تک منکر ترکوں و حدیث سے اجتناب نہ
 کرے جب تک اپنے کی عہدی اور عقیدہ نہ کہے اور عقیدے کی فکر میں
 رہے اور کہ عقلی کہنے کو ترک کرے (۱۱۴) اور عقیدے (۱۱۵) میں
 عقیدے کے حق میں عقیدہ ہی کافی ہوتا ہے اور عقیدے عقیدے نہ کہتا
 اس بات کو کہتا ہے میں شمار کیا گیا ہے (۱۱۶) اور عقیدے میں (۱۱۷)

(۱۱۸) مولوی محمود الحسن دہلوی کا عقیدہ

مولوی محمود الحسن دہلوی نے ترکوں و حدیث کے لئے عالم
 کو عہدی کہا تھا مولوی قاسم دہلوی اور مولوی رشید احمد دہلوی
 کا عقیدہ میں (۱۱۹) ہے۔

یہ نہ ہیں سائق و قائم جو رشید و قاسم
 ہم کو کہیں کہ نہیں یہ نصرت چڑائی دہلوی
 کہیں کہیں اسے ایسی مطلب اللہ و رسول
 کہیں کہیں اسے ہمیں سنت و ترکوں دہلوی
 (عقیدہ، محمود الحسن دہلوی)

مولوی اسحاق علی دہلوی کا فتویٰ

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ انور علیک ایات ہدایت و ماہکتر ہوا الا
 التسلوٹ ہے کہ پھر یہ کہنے کے کہ رشید کی بات سوائے مالوں کے کوئی
 کہ نہیں سنا اور ان کی راہ ہے سوائے پروردگار کے کوئی بل نہیں

نکاح سورہ میں اس آیت کا اطلاق کیا اور تحریر ہے (الغفرۃ اللہ تعالیٰ میں)
(۳)

(۳۶) مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

بعض علوم جسے میں ضروری کی کیا قسمیں ہے ”ایسا علم محبوب تو
یہ وہ نہ کہ برائی و بھائی بلکہ بیچ جہاد سے بہائم کے گئے کی
مائل ہے (مکتبہ اشاعت میں ۶)

مولوی رشید امیر ٹنگھی و مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

یہ عقیدہ کہ آپ کو علم محبوب تھا صریح شرک ہے ”نکاح (۱۰۰) میں
دعویٰ ہے کہ علم محبوب عامر حق تعالیٰ کا ہے اس فقہ کو کسی عالم کے ساتھ
لازم ہے، اعلان کیا ایمان شرک سے کالی نہیں (۱۰۰) میں رشید
میں ۳۷

”کہ پھر علماء ہیں کہ یہ بات اسی کو اپنی بات سے ہے ”خواہ
اگر کے سچے سے فرض اس عقیدہ سے بر طبع شرک ثابت ہو
سے (مکتبہ اشاعت میں ۵)

(۳۷) مولوی خلیل احمد اہلبکھری کا عقیدہ

الماصل طور کیا چاہئے کہ تھپان اور تک الموت کا مالی رائج
مگر علماء دینی کا فکر عالمی و اسلامی و غیرہ کے علوم کے لیے
دیکھ لیں پھر اس فائدہ سے ثابت کیا شرک نہیں تو کئی ماہ اشاعت کا
میں ہے تھپان اور تک الموت کو یہ وصفت نہیں (قرآن و حدیث)
سے ثابت ہوئی اگر عالم (علمی و اسلامی) وصفت علم کی کوئی نہیں لکھی
ہے جس سے تمام علوم کو رو کر کے ایک شرک ثابت کیا

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

مولانا گنگوہی قدس سرہ العالی نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص انھیں نہیں کہہ دے کہ علیہ السلام سے اعظم اور اس سے اعظم ہے وہ کافر ہے۔ (مواضع الشاہدات ص ۱۰۵)

(۲۸) مولوی حسین احمد مدظلہ العالی کا فتویہ

ایک عالم علم کی دوسری کہہ دے کہ علیہ السلام کو نہیں ہی کہی اور انھیں نہیں کہی کہ یہ وہاں کتاب و کتاب میں ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العالی نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص انھیں نہیں کہہ دے کہ علیہ السلام سے اعظم اور اس سے اعظم ہے وہ کافر ہے۔ (مواضع الشاہدات ص ۱۰۵)

(۲۹) مولوی اسماعیل دہلوی کا اچھا فتویہ

○۔ چنانچہ کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ (مواضع الشاہدات ص ۱۰۵) فرماتے ہیں کہ جو شخص انھیں نہیں کہہ دے کہ علیہ السلام سے اعظم اور اس سے اعظم ہے وہ کافر ہے۔ (مواضع الشاہدات ص ۱۰۵)

○۔ ایک اور فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص انھیں نہیں کہہ دے کہ علیہ السلام سے اعظم اور اس سے اعظم ہے وہ کافر ہے۔ (مواضع الشاہدات ص ۱۰۵)

اصل صاحب ما باید کہ (۱) ضرورت دہا کہ بطور نماز بشنودہ و تکریم نام اکابر
 ایہ طریق یعنی ضرورت خواہ مخہی امری غیری و ضرورت خواہ قلب
 امری بخیر و کای و غیرہا خواہی اسم کتاب ضرورت ایچہ پاک 'باز سہ
 ایہ بدو گئی تھیں و خواہ نام و زامری ایہ و ہا سہ کشور کار خود کرد
 و کرد و غیری ضرورت لایہ و سواط مستقیم من (۲) یعنی پہلے صاحب کو
 چاہئے کہ ضرورت دہا نامہ کار کے ضرورت پہ پہلے اور سواط کے اکابر
 یعنی ضرورت خواہ مخہی امری غیری اور ضرورت قلب امری بخیر و
 کای و غیرہا کے نام کی چہ کر دہا، ایہ ہی ان بدو گئی کے پہلے
 سے اسم کہہ اور امتحانی طور دہا اور کمال کی ضرورت و زامری کے
 ساتھ اپنے عمل عمل کی دعا کر کے وہ غیری اگر ضرورت کہہ

اسپتہ ہی عقیدہ پر غور

یہاں اور تھیں وہی طور و خواہ نامہ کو اپنا دیکھ و
 سواطی کہنا ہی ان کا طور و ترک تھا سوچو کہی کہ سے یہ سواط
 کہہ کہ ان کا ہذا تھیں ہی کہے سوچو اصل اور وہ ترک ہی
 نامہ سے (تھیں انہی ہی ہی)

(۳۰) سابق صدر پاکستان محمد ایوب خان اور مولوی احتشام
 اعلیٰ تھانوی (دینی پڑھائی) کا عقیدہ

کہا ہی (۳۱) اور تھیں صدر ملک اللہ مارشل محمد ایوب خان نے
 کہ نام یہاں کا کہ اسم کہ ہی ہذا کے عقیدہ کا ملک ایہا دیکھا
 ہی سے پہلے سواط احتجاج الحق تھانوی نے یہاں ہی کہہ
 جیسے صدر ایوب کو ہذا کہی ہی کیا اور ملک کی غیر ہی داتی
 دیکھی پہلے ہی کہی ادا کیا انہی نے کہا کہ صدر ایوب کے ہاتھوں
 سے عقیدہ کا ملک ایہا دیکھے جانے سے پاکستان کے لوگوں کی ایک

(۵۴) برای α هر عددی که $\alpha \in \mathbb{R}$ باشد

خوشی کا کہنا ہوں اگر تم اپنے نام یاد رکھو کہ تم کا نام رکھا گیا
تھا اور پکارا جاتا کہ "ذکرِ پال" یعنی کہ "ذکرِ پال" ہے اور کہ
کہ "موتی" کے نام سے رکھا گیا ہے اور کہ تم نے
موتی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور تم کو موتی کہتے ہیں

سید احمد علی شاہ صاحب

اگر کوئی ایچ ایم وی کے 'مخبر' جانے لگے تو کیا ہو جائے گا؟
 حکومت کا ایک بڑے کی فرس ہے تو کہہ سکتے ہیں ایک
 بڑے کے ذریعہ بہت سے بڑے کی فرس ہے تو کہہ سکتے ہیں ایک
 حکومت کا ایک بڑے کی فرس ہے تو کہہ سکتے ہیں ایک

(۳۲) مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ

لاہوری اس قسم سے کہتا ہوں کہ لاہوری مسلمان کھڑی خزانہ ہیں
کیا ہوا جڑی ہی آپ تکہ جاسکتے ہیں یا کوئی اور جاتا ہے سب
مسلمان جاسکتے ہیں۔ (تہذیب اسلام، لاہور ۳۳ قہری ۱۹۷۳ء)

مولوی احمد علی لاہوری کا فتویٰ

میں کہتا کرتا ہوں کہ لاہور سب دھڑوں کا گھر ہے اکثر سب جاتا
کھڑیوں کے بنامی دھڑی باز ہیں۔ (تہذیب اسلام، لاہور قہری ۱۹۷۳ء)

(۳۳) نگم مولوی فضل میاں دیشی

گوشت دھواں بیڑچ کھب، بافل، ناؤں میں نگم داکٹر میاں علی کی دین
چاہت فضل میاں دیشی بھائی، فضل میں فضل اور دھواں شرک کے
ملائے جاتے ہیں کہ اسلامی طریقہ کھانے کے مطابق زندگی استوار کرنے کی
تا طریقہ مولوی سب پر اثر گزرتے ہیں۔ (دین اسلام، لاہور ۱۹۷۳ء)

مولوی کا میاں دیشی

یہ تھوار ہے پوری اسلام علی اٹھ تھوڑی علی دھواں سے منسوب
کیا جاتا ہے عقائد میں اسلامی تھوار ہی نہیں اس کا کوئی ثبوت
اسلام میں نہیں ملتا ہے کہ صحابہ کرام نے کبھی اس دھواں کو نہیں جھڑا
عہد النبوی کہ اس دھواں کو جھڑا اور دھواں کی جھل جھل دھواں کا
ہے۔ (دین اسلام، لاہور ۱۹۷۳ء)

(۳۴) شرک و بدعت سے نفرت

مولوی احمد علی غازی صاحب ایک کو حوالہ کر رہے تھے، جنہوں نے
خدا کی ذات و صفات میں شریک ٹھہرانے والے۔ اور بدعت
پہنچانے والے کو بھی حوالہ نہیں لیا ہے۔ تصدیقاً امام الفرج لاہور
راج ۱۰۷۳ھ میں ۳۵)

اہل شریعت و بدعت کی تعلیم اور ان سے پیار و محبت

ایک دفعہ مولانا داکٹر غازی صاحب نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے
مدرسہ کتب خانہ میں بیٹھ کر جن حضرات مولوی احمد علی صاحب سے کلام
پہنچانے لیا ہے مولوی صاحب اور مولانا ابو الحسن علی صاحب
میں تفریق کرنے حضرت شیخ برہنہ صاحب کے لئے اظہار کر رہے تھے
کہ حضرت مولانا اور ان کے پیروں کو ان کو لگے گا لیا (تصدیقاً امام الفرج لاہور
راج ۱۰۷۳ھ میں ۳۵)

(۳۳) مولوی اسماعیل غازی اور رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

اس علم کے کتب خانہ کمال، مفتی مسطور بادشاہ رحمہ اللہ میں بھی لکھے
اتھ کا بھوت پونا کمال مسطور بادشاہ میں ۳۵)
والہ لازم کہ کہ قدرت الہیہ (تاکید از قدرت الہیہ) بادشاہ اگر
خدا بھوت نہ ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت الہیہ اس سے
بڑا ہے (تاکید از ۳۵)

مولانا گنگوہی علیہ السلام مولانا رشید "مسند اسماعیل صاحب کے
کا کہ جس نے یہ کلام ان کا کلام اختیار کیا ہے مولانا گنگوہی نے
مفت صاحبین اسے برسر کا اقرار کیا ہے (تصانیف صاحب ۳۵)

اکابر و محدث کا فتویٰ

لکھتے ہیں کہ انہوں نے مولوی احمد علی غازی صاحب کے نزدیک سواطع خداوند

عالم اہل ثناء کا وہ اور بھڑا ہو سکا ہے اور ہو سکا ہے کہ خدا کے
 کام میں بھڑت ہو یہ سب بالکل غلط اور افکارِ گھل ہے ہرگز ہمارے
 اکاہیوں میں اس کے کا کل نہیں ہے۔ یہ اس کے مستحق کا کار و
 بھاری ہے (مناقبِ طالب ص ۵۷)

مولوی قریب قسوری کا عقیدہ

مختور کی طاقت و مساوت کا ذکر بلکہ کہہ کے ہوتی کے کرد
 ہمار کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے (مختور (ع) ص ۵۷)

مولوی خلیل احمد انیسوی کا فتویٰ

یہ برہنہ اجادہ طاقت (مختور) کا مثل ہمار کے ساتھ سمجھا کی
 طاقت کا ہر مثال کہتے ہیں (ایمانی کا علم ص ۵۸)

مولوی احمد علی لاہوری کا دعویٰ علم غیب و کشف

میں بزرگوں کی علمت اور ان کی زندگی کامل و جلی سے مستحب
 ہوں اور انج کل کے نام نادر ہوں اور ہر ناموں سے تو ان کی
 تکی اور ہر مائی کا مستحق ہوں بزرگوں کی صحبت میں چلتے سے اور ان
 کی تاء میں کے اثر سے گھراٹھ انی تو تکی ہر آگے ہے کہ اب یہ
 انج مجھ پر مختلف ہوتا ہے کہ کوئی اپنی قبر میں کس حال میں
 ہے (خام الفی فاہر ہر قریب ص ۵۸)

مولاہ علی کہ: گھے اٹھ نکالی نے داخل کی انھیں دکی ہی اور
 گھے علم ہے کہ جو بزرگوں اگرچہ کے نامدار علم کرام کو گاہوں
 دینے مر گئے ہیں ان کی قبریں علم کا گواہ بنی ہوئی ہیں اگر انھیں چلیں
 نہیں آتے تو آج میرے پاس آگئے ہار میں نے یہ کہنے چاہیں سالی
 میں سمجھا ہے تم کو میں ہار سالی میں سمجھا ہوں گا۔ (خام الفی

قبر میں 'غلام' آخرت میں 'سوا' کی عظمت کی کوئی مثال معلوم نہ کی
 کہ وہی کو 'دراپا جانی' نہ دے کہ (تھوڑا لایمان میں ہے)
 کہ شریک سب عبادت کا نور کھو رہا ہے کھٹ کا دھوی کہنے
 والے اس میں داخل ہیں

سویڈن اور فنلینڈ

یہی کہی کہہ رہی تھیں کہ ان کو لوگ کیا سمجھیں شریف اور غم شریف کے درمیان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی کہتے ہیں میں اس کا بھی انتہائی چاہتا ہوں۔ پھر اس طرحی کا پورے ۲۲ گز دوری ۲۲۳۳ میں ہے۔

سیدنی ایچ. ہارپر

[illegible]

یہ بھی ایک فحش کتاب ہے کہ عرصہ مرنے کے بعد بھی یہ فحش اور قبیح ستار کے بیچ نہ لگ جاتا اور کہتا: نہ ہوا۔ (تھامس ہیری
14 جون 1993 کو پوری 1993ء)

سہ ماہی اور کھیتی باڑی کا شعبہ

یہی ہے اعلیٰ اور نعلیٰ دونوں کے درمیان تعلیق کا جو راز ہے اور اس کا اظہار ہے

ہفت روزہ خدام العربیہ لاہور کی امام اعظم ابو حنیفہ سے
بیزاری

میں نے قلم سے لے کر پتہ تک اس بدنامی مولوی احمد
کاظمی کی (شاہی کابلی جوت اور عالم بھی پایا اگر میں
قلم نکالوں کہ یہ (لاہور کاظمی) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بدست
عالم ہیں تو میں اسی دھیسے میں کتاب نہ ہوں گا احتجاج العربیہ لاہور
جولائی ۱۹۳۳ء)

شاہ فیصل کا عقیدہ

۹۔ لاہور ۲۲ اپریل ۱۹۳۳ء راجہ دلی سہری عرب کے شاہ فیصل سے
بہرہ گریاں انجمن تاجیک اسلام کی طرف سے دی گئی تھیں کہ کھانے
کی دعوت میں تشریف لے کر آئیں گے انہوں کو مشورہ دیا کہ وہ
اللہ کی راجہ کو سنبھالنے سے قلم نہ لیں اور اپنے ایک اقتدار میں
کوئی نہ کہے وہی اللہ تعالیٰ اور اسی کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم آپ کے اعمال و کلمات ہیں۔ خدا سے فراموشی نہ کہے کہ وہ ہم
عرب اکرام اور مسلمان)

مولوی غلام گلشن اور اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

یہ کہہ حاضر و ناظر کے "بہت ظلم" فراموشی کے دھواں
الترکین میں (۱)
کہ انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی دنیا کی کافر ہے نہ دھواں
الترکین میں (۲)

تک پھر قلم نہیں لے کہ ان کا حق کی حالت اور احتجاج اور

اولاً وہ کہ خود بخود ہے طہارہ میں کچھ کہ احاطہ سے اس کو خود بخود بخود
 ہے ہر طرح شرک ہے (تکویٰ الاسلامیہ ص ۱۰)

مولوی طاهر عثمانی دہلوی کی ریویو کا عقیدہ

بہتر سچی کہی بخدا واسطے ہے کہ جو مسلمان کسی طہارہ میں
 میں دیکھتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو یہ دیکھتا ہے کہ
 اس میں بہتر ہے اس عقیدہ کے ساتھ شرک ہوتا ہے وہ کچھ جتنا
 احاطہ سے نصیحت ہے انہوں ہی مسلمان دیکھتے ہیں کہ اس میں بہتر
 دیکھتے واسطے عقول میں اپنی ما تصور کی اختیارات و امانت کے خیال
 پیدا نہیں ہوا انہوں ہی میں دیکھتا ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس
 اور انہوں ہی کے شرک و کفر کے اختیارات حاصل کر گئی ہیں اس کا کام
 ہے کہ وہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر
 نہیں۔ (الکلیف لا یغور ہر بخاری الا بلی ص ۱۰۰)

مولوی ظہیر احمد صاحب شہودی کا فتویٰ

فانکاح ہے ہم اور عاقل سے اکابر مشورہ میرا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی پانچویں مبارک کی امانت میرا پانچویں ہے
 چنانچہ عاقل و عاقل کے عقول کہتے ہیں کہ اس میں بہتر
 کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے

مولوی محمد انعام کریم صاحب دہلوی کی مولوی محمد الحسن دہلوی کا عقیدہ

ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر
 عاقل سے عاقل ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر
 کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر ہے کہ اس میں بہتر

فرما ہوئے اور ایک جگہ ہی خوبصورت لڑکا رکھوٹے چہ سوار ہو کر
باب الہام تحریف کے لئے کئے گئے حضرات کے عرض کیا کہ یہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر ہلکی اس رکھوٹے چہ وہاں
تحریف کے بارے میں "قرآن پاک میں بھی عباد کے لئے ہر ایک دم
نبی کی بات نہ ہو کہ اس سے کئی کئی عباد ہر گز نہ ہو گئے۔ (بولتا ہے
اسی طرح کہ وہ نبی اللہ تعالیٰ عباد ہے "قرآن کے دلائل ہر ایک کے
(۱۱۱۱)

مولوی نظام شاہ کا فتویٰ

اب سب عقیدے صحیح ہیں ہے تو کوئی کسی کے لئے عبادت ہوا اور
عقلی حکم اور دھرم کی طرح ہو سکتا ہے۔ ایسے عقائد کو اپنے لوگ
بچے کا قرآن پاک کوئی کتاب نہیں۔
(دراہم القرائن ص ۳۳ ص ۳۴)

محمد امین عبداللہ باب بولی اکابر و محدث کی تقریریں

مولوی عظیم احمد استوری نے بولی سے ان کی محمد اللہ باب
بولی کا عقیدہ یہ تھا کہ جس کو ہی سلطان ہیں اور ہر ان کے عقائد
ہیں مشرک ہے اس کا ہر انہوں نے اہل ملت و علماء اہل ملت کا نقل
تہذیب کتب رکھا تھا۔ تصانیف و تصانیف تصانیف محمد باب بہ اللہ من
(۱۱)

اس کتاب کے چھ ایڈیشن مولوی محمد امین نے بولی حکم الہی سے
بولی محمد بابی مشرک علی نقوی نے ایڈیشن اکابر و محدث کے تصدیق و تصدیق ہے۔
مولوی عظیم احمد کاگری نے بولی سے (۱۱) محمد باب کا عقیدہ تھا
کہ اہل اہل عالم تمام سلطان ہیں ہر مشرک و کافر ہیں "ابن سے کئی د
قرآن کریم کے اسوالی کو بچنے لیا" عدلی اور چارٹرنگ و ایب

(۱) کتابت رسول خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضور
آپ کا شرف و عظمت و قدر معلوم کرے تاکہ بدعت و عوام و غیور کا

(۲) کتابت نبوت و حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی وہابی غایت کتابت کے گناہ استغناء کہتے ہیں۔ تو اصل وجہ
اسی آپ کی ذات پاک سے بدعت کا ہونا کہتے ہیں اس کے بعد کا
مقرر ہے۔ مگر مگر نہ دانش کہ فارسی ہاتھ کی تو اس بات سے دور
آگاہ علی الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو کیا پہنچ سکتا رہا ہے ہم اس
سے کہتے کہ کسی طرح کر سکتے ہیں اور اس بات کو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

(۳) کیا یہ طوطی گوشت صلوٰۃ و سلام و بعد پر غیر الاقام علی السلام
اور قرات و آگے شریعت و تفسیر و حدیث و غیرہ کو حلقہ و کتبہ
ہستے ہیں۔ بالاصل یہ (ایسی مہدائواب بھری) ایک کالم و دہائی
طراز و قافیہ جس کا (شباب حلقہ میں سے آں میں سے از مولوی
مستقیم احمد کاشمیری صلی اللہ علیہ وسلم و غیرہ)

مولوی انور کاشمیری علیہ السلام کی شریعت و حدیث

اسلام محمد بن عبد الوہاب النجدی رحمہ اللہ کان و جلا و علما قبل
الصلوٰۃ کان یسارع الی التحکم بالکفر بین عمری مہدائواب بھری
ایک کالم اور کالم الہامی تھا اور اس کے گزرا کالم لگاتے ہیں
جسے کہیں یا کہ نہ لکھا ہو۔ لیکن الہامی از مولوی انور کاشمیری

کاری کہ طوطی مستقیم بدعت و غیرہ

بعد از اس مہدائواب بھری کہتے ہیں اچانک اور چانک اس پر کہ

حرام کہتے ہیں کوئی ایک عرصے میں کرے (۱) ہمارے دارالعلوم دیوبند
فروری ۱۳۳۳ء میں (۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی کی محمد بن عبد الوہابؒ کی جڑی سے
عقیدت و ہیبت اور قادیان گمراہ ترک کی مائیکو حمایت

- محمد بن عبد الوہاب کے عقیدوں کو قبولی کہتے ہیں ان کے عقار
میں تھے وہ ان کا منہ تھا۔ (۱) قادیان و رشیدیہ میں بدعت تھی (۲)
○ محمد بن عبد الوہاب۔۔۔ مال بالحد تھا۔ بدعت و ترک سے
بدلتا تھا (۱) قادیان و رشیدیہ میں (۲)

دربارہ تکفیر مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی چاند پوری
کا خیال

اگر (۱) مولانا احمد رضا (۲) خان صاحب بریلوی کے نزدیک بعض علماء
دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے کہا تو خان صاحب پر
ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر
ہو جاتے کہنے کہ علماء اسلام نے جب مرزا (۱) قادیانی (۲) صاحب کے عقار کو
تکفیر معلوم کر کے اور وہ لکھا ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر
مرزا صاحب اور مرزا تئیں کو کافر و مرتد لکھا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا
صاحب اور مرزا تئیں کو کافر نہ کہیں چاہیں وہ نہ ہوتے ہیں یا قادیانی
و غیرہ تو وہ خود کافر و مرتد ہو جائیں گے کیونکہ یہ کافر کو کافر نہ کہے وہ
خود کافر ہو جاتا (۱) علماء دیوبند میں (۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بحمدہ تعالیٰ علیٰ روحانہ التکریم

معارفہ اہل علم کے ذریعہ داناں علم کے
 اہل تک چاہتا ہوں میں کہ شانہ علم کے

تکفیری افسانہ کا جواب

روایتیں نے اپنے ۴۸ میں سے ۴۴ کتابت و اقتاداتہ تسلیم کر
 لئے۔

تکفیری افسانہ روایتی دینی نسل کے لئے سوت کا پیغام تھا۔
 تکفیری افسانہ سے بھرتے والی روایتی قوم کی ہر لاک چابی کا اہواز
 اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ فکر بنا چارہ تقریباً پچاس سال
 سے پھیل رہا ہے اور تک پھر میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا ہے
 اس میں اکثر و علاحدہ روایت کے نام لکھا تھا اور وہ آپ کے لئے پہلی
 ہے۔ یہ دہائی حدود دار اکابر روایت کو سمجھا کیا تھی ایک طویل مدت
 تک اکابر روایت سے اس کا تعلق کوئی جواب نہ دیا چلا اور تکفیری
 افسانہ پہلی کے آگے کی طرح اس کے آگے ہی نہیں کر سکتا تھا۔ تکفیری
 افسانہ میں طاقت میں کیا روایت کی کاغذی تاثرات نظر کرنے کی
 ہر حال ایک طویل مدت کے خود و فکر کے بعد چارہ در نام لکھا روایتی
 حاکم میں سرحد کر لیتے اور اسے شانہ ساز و سب کے اشتقاقی شکل
 میں کو تک رہا تھی طویل طویل دیر کی طوالت کا وہ سے چاہنے
 کے لئے قاضی زمر خود آگئے۔ روایتی شیخ القرآن میں کام میں ہاں اور
 غیر الوداد میں کے حدود حدس و آج الحقت میں شریعت تکفیری اور
 میں ہر اشتادہ طواری تھے ہر کاروں نے یہ فکر نہ تھی عمل موجب
 کیا کہ جس طرح بھی تھی ہو برائے نام ہی میں تکفیری افسانہ کا

مردہ اور علی کا جوری نے صرف اپنے کتف کا ذکر کیا ہے اور نہ
 جس علی بیامی نے علم طب لکھ دیا ہے۔۔۔ جس شخص کو کتف اور
 علم طب کی قرینہ و تعلیم اور تخریج کا علم نہیں وہ عوام کی عیادت کو
 کیسے لکھ سکتا ہے مادہ کہ جو شخص کتف کو علم طب کے عطاء سے
 اسے کافر لکھا ہے بلکہ کاظمی ثناء اللہ پانی جی علی کا لکھی اولیاء کرام
 کو علم طب نہیں ہوتا۔۔۔ اس کا نسب جنوں کے متعلق غلط عیادت کے
 طور پر کتف یا انعام ہوتا ہے جو علم علی کا موجب ہے اور یہ کتا
 کہ اولیاء کو طب کا علم ہے مگر یہ سزاوار شہادہ الخائیں میں وہ عقل
 از پٹائی اور اسے (۱۱۱۱)

ہو آپ سے (۱۱۱۱) نکات میں اسے عطا ہو گیا ہے کتف علی کا کہ
 کتف طب کی باتوں کا اختصار

(۱۱۱۱) علی پانی جی کی عیادت کا علم ہو کہ وہ کاظمی ثناء اللہ پانی
 جی کے حوالہ کے لئے لکھی علت روزہ "پٹائی" کا علاج ہے اور ثناء
 اللہ علی کا یہاں راستہ حوالہ نقل کرنا اس کے معنی علم سے دور ہے
 پھر اس کا دعویٰ قوی ہے کہ جو شخص کتف کو علم طب کے عطاء سے
 اسے کافر لکھا ہے لیکن کاظمی صاحب پانی جی کی ہر عیادت علی کی
 ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ اس کے اپنے ہی علی کہہ کر کہ وہ ان
 ان کا بطور عطا ہو کتف کو علم طب کے واسطے ہے جو کہ ہرگز کفر کا
 قرین نہیں بلکہ قرین اس ہے کہ "یہ کتا کہ اولیاء کرام کو طب کا علم
 ہے" مگر یہ سبب رحمتی میں عطا ہونے کے کتف کو علم طب کے
 واسطے ہے قرین کتر کتاں ہے آدائی دیا اولیاء اللہ کو علم طب ہے کہنے پر
 کفر کا قرین تو اس سے مراد یہ ہوا کہ اگر عطا ہے خدا تعالیٰ جو شخص
 اولیاء کو علم طب واسطے داتا کے مگر یہ کاظمی صاحب پانی جی سے تو
 یہ لکھا ہے اور علم کہنے میں اور یہ کتا کہ اگر عطا ہے خدا تعالیٰ اولیاء
 کو طب کا علم ہے مگر یہ اگر مصنف اس پر اصرار کرے کہ اولیاء کو
 علم طب واسطے داتا ہر صورت کافر ہے تو ہم کہیں گے کہ مصنف سبب

دعائی کا یہ طعن مکر مولوی رفیع احمد مٹکوی اور مولوی اشرف علی
 قادری کے یہ دو مرشد عالی اعداد اللہ کی ہ گئے گا ملاحظہ ہو حاجی
 صاحب فرماتے ہیں مسعود فرمایا ہوگئے کہتے ہیں کہ علم غیب انہما و
 اولیاء کو نہیں ہوا میں کہتا ہوں کہ اہل حق ایسی طرف نظر کرتے ہیں
 وہ حالت و امور انکے قیامت الٰہی کو ہوتا ہے۔ (مقام اربعہ ص ۱۰۷)

ایں نظر عدالت نہ رہیں گائی کر
 اسہلے دیکھنے دیا بچان کر

دوسرا رفیع مٹکوی دہلی سے لکھا کہ حسن علی مولوی نے حضرت مولانا
 حاجی اعداد اللہ صاحب کی کے وہ اشعار نقل کیے ہیں کہ آپ نے
 حالت وہج و خلق میں قضا پر مشہور کے تحت اسہلے یہ دو مرشد فرمایا کہ نور
 محمد صاحب کے حلق فرماتے ہیں کہ وہ کہ دست اول ہیں
 تم جو اسے نور محمد صاحب محبوب خدا
 ہر شیے کا نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم خدا کا خدا اعداد کو پھر طرف کیا
 حلق کی ہے میں کے ہاتھی کا پچھ ہی دست دیا
 اسے نہ نور محمد دولت ہے اعداد کا
 مسعود فرمایا میں نے اس میں تمہاری ذات کا

(مٹکوی اشعار ص ۱۰۸)

ایں اشعار کے مقابلہ میں لائق الشکر ہیں حضرت مولانا اسماعیل
 حمید رحمہ اللہ علیہ کی وہ عبارت اولیٰ کی ہے کہ کہ شہید رحمہ اللہ علیہ
 نے قانون کا صاحب اعداد کے حلق فرمایا ہے اور حالت وہج و ہجو
 اور خلق سے حلق نظر کرتے ہوئے قضا پر مشہور اور اولیٰ سے مشہور
 کیا جاتے یا کہا جاتے حضرت مولانا اسماعیل حمید رحمہ اللہ علیہ کی
 عبارت مقررہ پہلی ہے

محمد سہا داتے ہو بچوں سے عد

فی الحقیقہ ہے وہی شکر ادا
 دہرا اس کا نہیں دیا میں یہ
 ہے کہ میں اس کے علی میں سے
 سب سے اس کے لئے ہمارے
 (پیشانی و لہجہ میں)

دیہی گاؤں (۱) کے اکر کوئی شکر و جہد و شکر دہرا
 سواۃ اداۃ شکر کی رسم ادا علیہ جہد و شکر دہرا
 سے دیہات کر کے علی جہد و شکر کو علی کر لیتے اس جہد و شکر
 میں (۲)

دیہی گاؤں (۳) کے سواۃ اداۃ شکر کی رسم ادا علیہ نے
 یہ اداۃ کے جہد و شکر دہرا اور شکر اور شکر دہرا کے
 شکر دہرا کے اداۃ شکر کے لئے لیا ہے اور شکر دہرا کے
 شکر علیہ رسم دہرا کے اداۃ شکر اور شکر دہرا کے شکر دہرا
 حالت میں اداۃ شکر دہرا کے لئے دہرا کے شکر دہرا ہے " (۴)
 دہرا میں (۵ و ۶)

اداۃ شکر معلوم ہوا کہ دیہی دہرا میں شکر دہرا و شکر دہرا
 شکر دہرا میں شکر دہرا دہرا کے شکر دہرا و شکر دہرا کے
 دہرا کے جہد و شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 اداۃ شکر کا اداۃ شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 کوئی اور سواۃ اداۃ شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 کہ دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 دہرا کے شکر دہرا و شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 کو شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے
 دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے شکر دہرا کے

بزرگان دین "اولیاء کرام" قدسہ امرا رحم سے امداد و اعانت طلب کر سکتے ہیں اسی کو امداد کے لئے پکار سکتے ہیں تو جس سے اعتدالی مسائل کا طور بخوبی سمجھ جویا جائے گا۔ مصنف سیف رحمانی کو یہ بات اس وقت ہو سکتی ہے جب عقل المسلمین اسطیل عقل کے تختی سے حادی امداد اور صاحب مشرک و ملحق قرار پائے اگر کوئی سنی مسلمان چاہے کہ

فوت اعظم علی سے غر و سادات عدت
جنگ دین عدت مسجد ایمان عدت

کتاب : الفتن
مذکورہ کتاب میں مذکور ہے کہ اگر کوئی کافر یا کافر کی مدد کرے تو وہ فتن و شر کی کوئی کادلی نہ بنی جائے اور جب اسطیل عقل کے تختی سے حادی امداد اور صاحب مشرک و ملحق قرار پائے تو وہ فتن و شر کا دھماکا بن جائے کیا شریت مسلمہ میں وجہ و فتن و شر کی حالت میں کفر و شرک و عیب کا ذکر اپنے کی جلی جائی ہے؟

تعداد جاتی ہے ایک طرف تو ہاں مصنف سیف رحمانی حادی امداد اور صاحب کی کے اعتبار کو وجہ فتن و شر کی عقل کر کے اپنے اگلی کے گروہ پر غصہ پھری پھری ہوا ہے لیکن دوسری جانب یہ کہ اگر کوئی عقل و بصیرت مند رہے تو وہی بد آواز نہ ہوگا امداد اور صاحب کی وجہ امداد علی اپنے بڑے مرشد مولانا نور احمد سے دریافت کر کے علی متحد و ملحق کو علی کر لیتے "سیف رحمانی ص ۵۵"

اگر بات صرف بصیرت و عقل متحد کی علی اور حادی صاحب اپنے بڑے مرشد سے صرف علی متحد و ملحق علی کر لیتے تھے تو پھر حالت وجہ و شر و فتن و ملحد بنانے کے کیا ضرورت ہے؟ علی و بصیرت مند تو کون ہیں جو کوئی اپنے طاع سے پہچانتا ہے اور علی متحد

مطلی حل کرنا ہے۔ دیکھ رہی تھی کہتے ہیں اس میں ہر چیز کی اطریا ضرورت ہے؟ لیکن یاد رہے کہ معاملہ صرف بیچے، منگہ کی دریافت اور طلی عقد نکاحی کا نہیں بلکہ حالی اہدائے صاحب کے نزدیک ایجاد آخرت میں ہر جگہ اولیاء اللہ سے اہدائے اجالت طلب کرنا ان کو اہدائے کے لئے پکارا جاتا ہے۔ دلیا میں تو بیچے، منگہ کی حل اور طلی عقد نکاحی کی ضرورت و درجی ممکن ہے لیکن حالی اہدائے اللہ صاحب تو قیامت کے روز عمل کے بعد نیک کی بات کر رہے ہیں۔

تذکرہ واقعات کے آخر میں لکھتے ہیں

اکبر دلیا میں ہے از میں تھادی ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز نہ گئی ہے اچھا
بلکہ دن فکر کے بھی ہیں وقت کا ضی ہو بڑا
کب کا دامن بکڑ کر ہیں کھوں کا پر خا
اسے شہ نور محمد دلت ہے اہدائے کا

مقام نور محمد ہے حالی صاحب اپنے ہر و مرتبہ نور محمد صاحب کے مشکل کوہ رہے ہیں کہ دلیا میں از میں کب کی ذات کا اکبر ہے تم سوا ہرگز کسی سے بلکہ اچھا نہیں ہے بلکہ کل قیامت کے دن میں دلت ہوا قتالی کا ضی ہو گا آپ ہی کا دامن بکڑ کر ہیں کھوں کا پر خا کہ اسے شہ نور محمد دلت ہے اہدائے کا۔

تذکرہ... آخرت میں قیامت کے دن کو لیا بھی، غلط اور طلی عقد حل ہوگا قیامت تو بار الہیہ ہے؟ کیا قیامت کے دن بھی حالی اہدائے اللہ صاحب سوا نا نور محمد صاحب سے بیچے، طلی منگہ کی دریافت کرنی کے آئیں، ایسی نہ بھی آوری کہ کے آخر میں ایسی حالت کا حاکم کا راز الہیہ کیا جا رہا ہے اگر حالی اہدائے اللہ صاحب کی صاحب حالت دلیا "وہ" دیکھ رہی اپنے ہر و مرتبہ سے مدد آگے لکھتے ہیں "ان کو پکار لکھتے ہیں ان کو حاجت دیا مشکل نکال کھ لکھتے ہیں تو کیا سنی مسلمان پیدا لکھتے انہم سرکار پیدا دیا خواجہ قریب نواز

سلطان اللہ فرستے امرا و حکام کو حالت بدی و جذب و دوجہ کے خلاف
دعوت و تلقین و عطا کے ساتھ پکارتے اور اراد و اجالت طلب کرتے
ہیں۔

تیسرا درجہ بدی و بدی... بخیر الہامہ میں ۳۸ پر بتوایا جاتا ہے کہ
حضرت امیر الدین لاہوری کی امام اعظم ابو حنیفہ سے عزا دی کے تحت لکھا
ہے۔ ”میں نے امام سے ملے کہ یہ تک ایسی بدی و بدی ساری امور
کا خیر و نیک نتائج کا کوئی محدث اور عالم نہیں دیکھا اگر میں قسم لگاؤں
کہ یہ (لاہوری) کا امام اعظم ابو حنیفہ سے لگی ہوئے عالم ہیں تو
میں اپنے اسی دوست سے کتاب نہ ہونے کا حکام الدین کا بعد عطا و تہنیر
کراؤں۔“

درجہ کارل... میں حضرت دہلوی کی یہ لکھا ہے کہ وہ عوامی فاضل
ہو اسی حوالے کو لکھنے کے لئے یہ دہلوی کی ”پانچ گنی“ کی
درجہ مثال ہے۔ کہتا ہے اگر ان فقہوں سے حکمت مراد ہے تو پھر
انکے سنی حکیم کے حدود میں بھی الزام لگایا جاسکتا ہے۔ کاشی کہ
فاضل صاحب کے متعلق رقم طراز ہیں۔

اصولاً اللہ والسلام اللہ تعالیٰ علیہ السلام

۱۔ حنیفہ وقت خود کا جواب تک
تکلف فرما کر اس سے
(تکرار یہاں دہلوی کی دیتا)

جواب... کوئی متعلق مزاج لکھنے کا جواب ہے ہم نے پہلی کے
اکادمی دہلوی میں مدد دہلوی کے شیخ الفتح کے متعلق دہلویوں
کے واقعہ شیخ الفتح امیر علی لاہوری مانتی امیر جمہیت انصاف
اسلام کے امام الدین کا حوالہ نقل کیا ہے پوری کاشی دہلوی
دہلوی دہلوی کا نام دہلوی ہے جس میں لکھا ہے اگر میں قسم لگاؤں

کہ یہ (سولی) انور کا شیریں امام اعظم ابو حنیفہ سے کی جسے عالم
ہی تو میں اپنے دوستی میں کتاب نہ بھول گا "امام ابو حنیفہ" کا
دعویٰ (۱۸۷۰ء)

سلف رحمائی کو انھیں کھل کر چہرہ پانچے "امام
ابو حنیفہ" کی کھانا ہے اگر میں قسم کھاؤں چاہتے قسم کے ساتھ ہے طلب
ہے "کاظمی" جو عالم صاحب کے متعلق قسم کے ساتھ میں ہے پھر انور
کا شیریں کو امام اعظم ابو حنیفہ سے یہ عالم کھا چکا ہے "تک سہانا
امام پناہ صاحب سہانا جو عالم صاحب کے متعلق کہتے ہیں" ابو
حنیفہ دانت "کاظمی" اپنے وقت کا ابو حنیفہ "امام اعظم" کہتے ہیں
کوئی خرابی نہیں "خرابی" اس میں ہے کہ کسی کو قسم کھا کر امام اعظم ابو
حنیفہ سے یہ عالم کھا جائے ان دونوں باتوں میں نہیں کہانی کا فرق
ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ ممکن جس کے ساتھ میں دانت ہو اسی طرح کسی
کو خرابی لانا "رازی" و "رازی" کی فہم لانا یا قلب و دانت و فہم
کہتے ہیں کہ کوئی خرابی نہیں "امام خرابی" امام رازی کی فہم امام
قدس سرارم سے قسم کھا کر کسی کو چار قرار دیتے ہیں خرابی ہے۔
سلف رحمائی کا یہ کہنا بھی سراسر افتراء ہے کہ میں نے
افتراء میں اپنی صورت کو امام اعظم کھا چکا ہے یہ بھی اس کا
افتراء ہے کہ کھانے کی پور طرف میں امام اعظم اور حضور نبوی
صورت اعظم کا میں طرف اٹھا ہوتا ہے اس کا حضور افتراء واضح
ہوتا ہے جس میں صورت پیدا ابو حنیفہ کی کو امام اعظم کھا چکا ہے
اگر کوئی امام اعظم کی کھانا کوئی بات کہیں نہیں امام ابو حنیفہ سے تو
قسم کھا کر امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے اللہ کا شیریں کو چار عالم
کھا ہے دانت چری ایک کسی طرح ہو گئی؟ کہ تو قسم پانچے۔

سلف رحمائی کی امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے
بڑا بری

صفت سبب روحانی میں لے چکے ہیں۔ بلکہ طاربا عقوبت ہے کہ اگر امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا قیام بھی قرآن و حدیث کے معارض ہو گا تو ہم اس کو بھی فقرا دیں گے۔ یہ ہے روحانیت کی نام نہاد سلیبت گویا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے بھائی قزاقی و قرآن و حدیث سے معارض ہیں اور جہت روحانی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے قزاقی و قرآن و حدیث کا عالم و باہر ہے اور آپ سے باز کر بھی واقعی گمراہی اور قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کو کھٹکے والا ہے۔ سبب سلیبتوں کے نزدیک سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے قیامی قرآن و احادیث کے معارض ہونگے ہیں اور آپ کو دعویٰ سلیبت کے باوجود فقرا نے ہی 'قرآن و احادیث' کی صورت میں نہیں ہوئی تو پھر سلیبت کے نام پر مسلمانوں کو دعوہ کہیں دے دے ہو؟ کیا بھی اشراف علی نقی 'روایت احمد شکیبائی' کا نام ناواقعی 'عقل' ابھری ہوئی کہ طاربا قزاقی کو بھی فقرا نے کا اعلان کیا ہے؟

چوتھا روایتی دلیل۔ صفت سبب روحانی رقم طراز ہیں: "فقیری القادری میں ۳۱۶ پیران مولوی احمد علی قادری کا عقوبت لکھا ہے سلا میں لکھا کہ: میں اگر تم اپنے نام بارہو گئے گئے، نام رکھو تار، بگائے ادا کو دگو پائی پائی گئے کر دے" جی فرمیں ہے تو کہہ کے کلا بددستہ و مضامین کے نتیجوں کو کھو" بھی لکھی دیا ہیں تم بچے مسلمان ہر لکھام احمدی فیض القادر (پیر)

روایتی تاویل۔۔۔ احمد علی قادری نے تو فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ لا ایلہ الا اللہ صحت رسول اللہ صحتا جو نماز بدعت و دگو ادا کرنا ہو تو ان مسلمان ہے نام قرار کیا ہی کہیں نہ ہو آج۔ صیغہ روحانی (ص ۳۷)

جواب۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ مولوی احمد علی قادری کی اصل معارف میں کہہ شریف کے الفاظ دیکھا دیں تو ہم آپ کو ایک ہزار

دو ایہ افہام دیے گئے تھے: پہلا یہ کہ طلبِ امر ہے کہ مولوی احمد علی صاحبِ قادیان بھی جی ہاں کہنے کا جواز تھیجے۔ دوسرا یہ کہ مولوی احمد علی صاحبِ قادیان کی اہانت ہے۔ دوسرے ہیں: کیا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکر کا یہ نام رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی کیا اسلام میں غیر اہلِ ایمان کی مخالفت کا حکم نہیں؟ اور علیؑ کا مولوی صاحب کوئی ہوتے ہیں؟ دوسرا یہ کہ مولوی احمد علی صاحبِ قادیان نے جو بیان کیا ہے کہ مولوی صاحب اپنا نام چلتے کہہ کر ہم پر کفر کا دعویٰ کیا ہے۔ (تجلیۃ اللہ علیہ ص ۳۸)

پھر اگر دوسرا یہ کہ مولوی احمد علی صاحبِ قادیان نے جو بیان کیا ہے کہ مولوی صاحب اپنا نام چلتے کہہ کر ہم پر کفر کا دعویٰ کیا ہے۔ (تجلیۃ اللہ علیہ ص ۳۸)

تیسری بات یہ کہ مولوی احمد علی صاحبِ قادیان نے جو بیان کیا ہے کہ مولوی صاحب اپنا نام چلتے کہہ کر ہم پر کفر کا دعویٰ کیا ہے۔ (تجلیۃ اللہ علیہ ص ۳۸)

اس کی تاویل مولوی احمد علی صاحبِ قادیان نے جو بیان کیا ہے کہ مولوی صاحب اپنا نام چلتے کہہ کر ہم پر کفر کا دعویٰ کیا ہے۔ (تجلیۃ اللہ علیہ ص ۳۸)

چوتھی بات یہ کہ مولوی احمد علی صاحبِ قادیان نے جو بیان کیا ہے کہ مولوی صاحب اپنا نام چلتے کہہ کر ہم پر کفر کا دعویٰ کیا ہے۔ (تجلیۃ اللہ علیہ ص ۳۸)

سے پھولنے والا نہیں یہاں تک کہ مراد انکار فرمیت ہوگا اور
فرمیت کا انکار کرنے والا چاہے کافر ہے اسی طرح مولوی گنگا رام
نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ہا میں ذکوۃ کے ساتھ پیدا ہو کر مروج
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احسان جنگ فرمایا یہاں ہا میں و مخرج ذکوۃ
کے ساتھ جنگ کرنا گنگا رام خود تسلیم کرتا ہے ہر لوگ ذکوۃ نہ دینا
خیر کا ہمارے کافر نہیں دیکھ مولوی گنگا رام کہ انکی چاہئے کہ اپنی
دینی فیر کے لیے کفر پیدا مروج ان کی اصلاح ہی ذکوۃ
نہ دینا والوں کے خلاف احادیث جنگ کر دے دینی دہائی چالی سال
گنگا رام کو چاہئے کہ انکار دینا چاہے ذکوۃ دینے فراموش کی
فرمیت کا انکار کرنے والا کافر ہے وہی ہے ان کی سوانحی میں
کو گائی کرنے والا خیر کا ہمارے کافر نہیں ہے مگر کہ کافر نہیں
گما چاہئے کہ۔

مطلق دینہ کا فتنی۔۔۔ مولوی گنگا رام کے مرکز عدم رجحان کے مطلق
مندی میں اپنے ایک فتنی کار اور مصلحت میں مولوی صاحب دانی
عامت اسلامی کے مطلق تھکے ہیں۔ مسلمان کے خیالات تھک نہیں
ہیں یہ مطلق مسلمانوں کو ان کی مسلمان نہیں کہتے ہیں۔ نہ ترک
موجود ہے اسلی رنگ میں میں مسلمانوں فتنی چ مطلق افراد مطلق
اموی کے دھوکا اور عدم رجحان کے دار الاقامت کی سرانجام ہے
لیکن اگر اس کے باوجود مولوی گنگا رام ہے مطلق مسلمانوں کو کافر ہی
کہتے ہیں تو پھر عدم رجحان دینے والے پر بھی کفر کا فتنی ہے

دینی عدم رجحان مولوی گنگا رام کی زندگی

(نکاح غیر سحر) حضرت مولوی کا طرہ سحر میں ہونے چکے
ہونے کا دل فیر ہے۔ مولا مولوی رفیع الدین سے فرمایا کہ کسی
سورۃ میں اسلامی رفیع الدین کے عرض کیا حضرت مولا تو بدلتے ہے

تھوڑی دیر قالی کر کے پھری لیا کہ اسے سونا میں توڑا جا قالی
کھانے چڑھ گیا حالانکہ مصر کی تھوڑی سی بھی اسٹار کا دولت قریب تھا
مصر کا توڑی کسے توڑا لی اٹھ تو قالی اسے بڑا دھڑکتا تھا کہ کہ کہ
قالب سنا توڑنے کا لہو اٹھانے میں آئے۔

اب مولوی گنگا رام کو چاہئے کہ توڑا جاتی حد سے دیر نہ مولوی
کا نام انوکھی صاحب اور مولوی رفیع الدین دیہاتی پر بھی لکھی گزرتا
رہے اور چلے گئے۔

پانچواں دیہاتی دیہاتی

ہم نے تقریباً اسیاد میں ۳۳ پر کھانا توڑا مولوی احمد علی
کا بھائی احمد ایک کو مخالف کر دیتے تھے لیکن خدا کی رازت و محبت میں
شرک کھانے والے تھے اور بدعت کھانے والے کو مخالف نہیں
لڑا تھے لہذا تمام الدین کا بھائی اس کے تھوڑے میں مولوی احمد علی
صاحب کا گلی ہم نے یہاں چلی گیا تھا مولوی شرک و بدعت کی تنظیم
اور ان سے بڑا و محبت "ایک دھڑ سونا دیا اور توڑی دیر مٹھائی
و محبت میں ان کے دروس میں گلی میں بیٹھ گئی حضرت مولوی احمد
علی پہلے سے کہیں نہ تھوڑے توڑا تھے مولوی صاحب اور مولوی احمد
السنات دیہاتی کھانے میں تھوڑے لڑا تھے۔ حضرت شیخ برہنہ صاحب
کے لئے کری سے اٹھ گزرتے ہوئے اور ان کے چہرہ کو ان کے گنگے کا

لڑا تمام الدین ۱۹ مارچ ۱۳۳۳ء میں تھا

اسی سے ہم نے دیہاتی لڑی و فعل کا تھوڑے لڑا تھا کہ
یہی کوٹہ خود ہوا تھا شرک کھانے میں اس کی تنظیم بھی کرتے
ہیں۔ یہاں کے لئے تمام گلی کرتے ان کے گنگے میں کھانے ہیں اس
دیہاتی کا دل کا خطرہ ہے۔

مولوی گنگا رام کی تاویل

سینک و مٹائی کا پانی صاف کرتا ہے۔ اور اس میں دھوئی دے
 اپنے اعلیٰ خلعت کی سند ادا کرتے ہوئے اور باغیچہ عبدالقادر جیلانی
 کا نام لے کر پانی کے پائے پر چلے گئے۔ حکیم کو لیا کہ باغیچہ میں
 آیا تھا۔ وہاں پہلی شریک رہ گئی تھی۔

وہاں تک پہنچ کر اٹھ کھڑی ہو کر حکیم نے پیر سید کو اپنے گے کا
 اپنی پادری لپکا کر۔

(۳) سید اچھے اگے سے تم چلے رہا علی نہ تھے۔۔۔ اگر کوئی شخص
 خود چل کر پہنچے تو وہ پیر کا دل سنانے سے ڈر کر
 نہیں آتا۔ یہی وہی ہے۔

عبدالقادر صاحب نے حاکم الاسلام کا نام لے کر رام کی مت باری کی۔ ہم نے
 سید کا نام لیا۔ اچھا تھا۔ یہ سید احمد قادری علی الرحمن کو سنانا تھا
 کہ شریک رہ گئی تھی۔ یہ اس کا بیٹا تھا اور اچھے
 داماد تھا۔

ہم نے اچھے طرف سے ایک کھانا لپکا ایک طرف بھی نہیں لپکا
 مطلب یہ ہے کہ یہ نور عالم اہل سنت کو شریک رہ گئی تو اور سید ہی
 نہیں آتا۔ اہل سنت ہی میں سے ایک بزرگ صاحب آیا تھا۔
 قادری مروجہ کی حکیم کے لئے جو علی علیہ السلام کا نام لیا اور
 نے نام لیا اس کو گے کا پانی لپکا۔ اگر کوئی شریک رہ گئی تھی تو اس
 کے لئے نام لپکا کہ اس کو گے کی پانی لپکا۔ شریک کے لئے تو اس
 پہاڑ میں مالک اور شریک ہے۔ یا اچھے اللہ لپکا لپکا لپکا کوئی شخص
 اسے لپکا ہی نہ لپکا۔ شریک نہ لپکا ہی اگر سید کا نام لپکا
 آیا تھا۔ وہاں شریک رہ گئی تھی۔ اور اس کے ساتھ حکیم صاحب
 و اگر کوئی شخص لپکا کہ شریک ہے تو اس کو کوئی سے شاید شریک سے گے
 کا پانی لپکا۔ اور سید صاحب کو سید احمد علی صاحب قادری اور
 صاحب علی علی نے بھی دیکھا۔ اس سے ایک اور اس کو سلطان
 کی طرف سے مالک رکھنا اسلام کی طرف سے کوئی طرح لپکا

کہ جسے نکالا اس طرح ان کے لئے قیام کیا اور ان کی طرح نئی
جہانوں میں سے ایک سے لگے ہی کیا پڑی ہی صبح اظہار
جہانوں کی تعلیم اور ان کو لگے لگاتے اور ان کو احتیاج کرنے سے
لے پیدا کے لئے ہی کو، نور حشر اور وہاں کے ہی ان کی
تعلیم کا کیا مطلب؟

ہائی ہوئی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانور کیں بچا کیں
 تو حضور سرکارِ رحمت و رحمت اللہ علیہ کی غیب و اس نے حضور چاہتے
 تھے کہ آپ کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کارِ شکر کیں ہے کیا اثر چاہتے کا اور کیں
 کیں ایمان والے ہاں ہیں اور کہ کیں ایمان والے ہاں ہیں
 اگر وہ بھی چاہتے حضور و شاکر کیں نام اس ہے اصحاب کہتے کہ
 شکر کیں کی تعلیم کیا کیں ہے تو وہ خود ہاں کہ ہاں مولیٰ امیر علی
 کا ہاں صاحب ہاں ہے یہ کیں کیں کہ وہ شاکر کی لائق و عطا ہاں
 شکر کیں کیں ہاں اور رحمت کیں ہاں کہ کیں صاحب نہیں
 فرماتے تھے ہاں مولیٰ امیر علی کا ہے کل سنت نبوی کے ہاں کیں
 نہیں کیں کہ ہاں رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو شکر کیں
 کے لئے چاہتے ہیں کیں تھے اور اب کی تعلیم کہتے تھے کیں امیر علی
 کا ہاں صاحب شکر کیں اور ہاں کہ کیں صاحب نہیں کہتے تھے اب کا
 ہے کل سنت نبوی کے ہاں ہاں

(۳) باقی مٹی یہ کہاس کہ سوا کا ایسا کشتات طبع الارض سے ہے۔
 برائی نہ تھے چاہے کار ایسا کشتات طبع الارض کی اعلیٰ حق
 و فنی برائی تھے اور ملک ایلی حضرت فاضل برائی طبع الارض کے
 راجی و طیب اور تھے کہ طبع جو طبع مساویات حقیت سوا کا
 ایسا کشتات گاوری طور مرکزی حقیت اسطوار پاکتان میں ۴ ٹپا ہے
 ہیں " کہیں نظام الفیض کے اصول و اساس میں دیکھ لائے گی
 کہ ہم سن کی چہ سن کو حکیم کہنے کے لئے "حقیرہ اناس" کا ہم
 بھلا کہیں "اسلام داخلہ" کا پاس چہ کہ طبع و مساویات ہی دیکھ لائے گے

کہیں "مہاجر کاغذ" نام رکھ کر مسلمانوں پر ہفتی داخل کرانی اس
 قسم کے بے شمار حشرات الارض پیدا کر کے ایمانی لوگوں کو مارنے کی سعی
 ہے حاصل کی گئی اسلئے ڈاکٹر بدیع میں اپنی حضرت امام اہل سنت
 مجدد الماحضہ قدس سرہ جبروت صدر اللہ قاضی اعجاز العلماء مولانا محمد
 نعیم انصاری مواد کتابی اور تہذیب العلماء حضرت اہل الکفر سے مولانا
 مفتی محمد امجد علی صاحب قدس سرہا کے آئینہ اہل
 ملت کے مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے قریب عیار "کیہ کیا ہے"
 دولت ایمانی کو محفوظ و برقرار رکھا "کھارے مولوی لگا رام صاحب
 علامہ ایوان کائنات علی الرحمہ ہم چھ بک نام سے بھرا کر سنی و دہشوی
 برائی کے باغیچہ علامہ ایوان کائنات علی الرحمہ پر چھ افکار کرنا
 بدترین کتاب ہونے کا اعتراف کرنا ہے کہ علامہ ایوان کائنات خود
 سوال کیا معافی دینے کی قدر نہیں اور اختیارات اللہ تعالیٰ کی بجائے
 مولوی دائر لغوی اور مولوی احمد علی لاہوری کو حاصل نہیں رہتے
 آئے تھے اسکا قصہ یہ ہوا کہ مولوی احمد علی صاحب بھی معافی چاہتے
 اور اپنی نام نہاد شخصیت سے دستبردار ہونے کے لئے غیر ملکہ مولوی
 دائر لغوی کے دروس میں خود بک کر گئے وہ بھی معافی چاہتے تھے
 شہدائے شہدائی خدایا آئے سے پہلے ہاں لگا رام نے یہ بھی نہ
 سہا کہ عوام الدین سے خود بے گناہ ہے کہ مولانا دائر لغوی و غیر
 ملکہ کی وجہ سے اللہ کے دروسہ کھلی گئی ہیں بھنگ حق کا بیٹلنگ کہ
 سوال کی شکل کہتے ہیں۔ علامہ ایوان کائنات کو تو مولوی احمد علی
 لاہوری "علامہ اللہ بخاری" عبد اللہ در خواجہ "مولوی دائر لغوی
 دہلی کے ایسا مرکزی صدر امام و آقا تعلیم کیا تھا اور حلقہ طور پر جہن
 م میں تحریک فتح جہت کی سرکشی تھی۔ علی کا صدور چاہا اور تعلیم کیا
 تھا آپ کی قیادت و عداوت میں کام کیا تھا مولانا علامہ ایوان کائنات
 علی الرحمہ سے معافی لینے کا حق کدوائی تھی تو ایسا مرکزی صدر تعلیم
 کہتے وقت فرماتے "میں ہم کہتے ہیں کہ یہ سب مولوی لگا رام کے

تیمانی سید ہے اور انکی روایت ہے۔ چونکہ قریب کرد طراز ہی
اس کا عقد ہے اور ہی اس کی تخلیق کا طراز و عرفی نسبت اللہ علی
الکاملین

اکابر و بزرگ سیف و سخانی کی کتب قریب کے حواصی پر
حاکم ابراہیم صاحب مجاہد کی کا عقیدہ

قرآن کریم کہتے ہیں کہ علم قریب الیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا
بلکہ ہوتا ہے اہل حق میں طرف نظر کرتے ہیں و مباحثہ و ادراک
قیامت کا اس کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کو حضور و حضرت مائتہ کے معاملات سے فیروز علی
اس کو پہلی نسبت دوسرے کی کہتے ہیں یہ عقد ہے۔ (خاتم ابراہیم ص ۳۰)
حضرت علی

مولوی یحییٰ سیف و سخانی کا نسخہ

حاکم علی بن ابی طالب صاحب دینی پی علی کے حواصی سے لکھا ہے
مولویاء کو علم قریب نہیں ہوتا ہے۔ ہاں بعض کاتب ہیں جن کے حلق
لحمی ماموت کے طور پر کھنکھاتا تمام ہوتا ہے یہ علم کتب کا سرچ
ہے اور یہ کتب اولیاء کو قریب کا علم ہے مگر یہ (سیف و سخانی ص ۳۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ شیخ و سرحد کی مدح ایک جگہ
ہے جسے نہیں کہ جس جگہ میں ہو گا قریب یا بعد اگرچہ شیخ کی بات بعد
ہو لیکن اس کی نہ ممانعت سے قدر نہیں ہے۔ تب میں بروایت عقد
بکمالی میں شیخ کا مدح ہو گا اور شیخ کو دل میں حاضر کر کے صاف یہاں
مال سے چھٹے کا چھٹا شیخ کی مدح اللہ کے علم سے اس کو ہائے گی۔

آخری جنگ کیوں



سُنی تَحْرِیک

پیش لفظ

کیا یہ جنگ ختم نہیں ہو سکتی جو آج ہر گھر میں جہاں بھی ایک مسلمان شعور پاتا ہے شروع ہو جاتی ہے؟ اور اس جنگ کی اصل وجہ کیا ہے۔ جو کہ بالخصوص اہلسنت و دیوبندی و ہابی حضرات کے درمیان ہے۔ اگر ذرا غلطے دل سے اس جنگ کے اصل اسباب پر غور کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس کو کس سے کس بارے میں اختلاف ہے یا اس جنگ میں کوئی حق بجانب بھی ہے؟

یہ بات اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد سمجھ میں آسکے گی۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ اس کتابچہ میں کسی پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ اگر یہ اختلافات حل ہو جائیں تو یہ جنگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کی توہین، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان پاک میں تنقیص نذر و نیاز کا انکار یہ سب باتیں جن لوگوں میں موجود ہوں پھر بھی وہ اسلام کے شیدائی ہونے کے دعویدار بنتے ہیں؟

فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ یہ جنگ کس طرح ختم ہو سکتی ہے؟ آخر کس طرح باطل عقیدہ کے حامل افراد کو رجوع الی الحق پر آمادہ کیا جائے؟ اور یہ فریق غلط عقائد سے توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو آپ نے کس کا ساتھ دینا ہے؟ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ آئے دن آپ اخباروں کے ذریعہ یا لوگوں سے اس قسم کی خبریں سنتے ہوں گے کہ فلاں مسجد میں جھگڑا ہو گیا فلاں نے فلاں کو مارا۔ یعنی سنی و ہابی جھگڑا۔

دراصل یہی اختلاف تو اس جھگڑے کی بنیادی وجہ ہے اہلسنت و جماعت کی مساجد پر دیوبندی و ہابی قابض ہیں۔ سینکڑوں مساجد کے جھگڑے پاکستان کی عدالتوں میں چل رہے ہیں یہی حال رہا تو دشمنان پاکستان جو ہر وقت مملکت خدا واد پاکستان کے

فکڑے فکڑے کرنے کے در پے ہیں۔ ان سے جنگ لڑنے کی بجائے آپس کی ملانہ جنگی میں لگ جائیں گے۔

آخر یہ جنگ کیسے ختم ہو گی؟ اس کا ایک ہی حل ہے کہ کتاب و سنت کی پابندی کی جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحبہ وبارک وسلم کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہ کی جائے۔ جن لوگوں نے گستاخیاں کی ہیں۔ ان سے دور رہا جائے یا ان سے تمام گستاخیوں سے توبہ کرائی جائے اور ایسی تمام غلط کتابوں اور رسالوں کو پھاڑ کر سمندر کی نذر کر دیا جائے یا دفن کر دیا جائے۔ اس جنگ کے خاتمہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک اسلامی حکومت ایسے لوگوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزا دے جو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمانی دلوں کو ریزہ ریزہ کرتے ہیں اور ان کی غیرت ایمانی کو لٹکا رہتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی اللہ تعالیٰ کی شان میں عیب نکالتے ہیں۔ اور کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ کبھی اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص کرتے ہیں اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت کرتے ہیں، کبھی علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرتے ہیں اور کبھی صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی اہانتیں کرتے ہیں۔ غرضیکہ دیدہ و دہنوں کی زبانوں سے کسی کی عزت و عظمت محفوظ نہیں۔

ملک خداداد پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اس لئے ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی تمام غلط کتابوں کو ضبط کیا جائے جن کا تذکرہ اس رسالے میں ہے۔ اور اہلسنت و جماعت کی ان مساجد کو جن پر دیوبندی و ہالی جبرا" و خفیہ مختلف طریقوں سے قابض ہو گئے ہیں۔ ان سے آزاد کرا کے اور انہیں سینوں کے حوالے کرے اس طرح تمام فرقے اپنی اپنی زندگی اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق گزاریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسروں پر مسلط ہو جائیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی کے حقوق کو پامال نہیں کرتے تو پھر اس ملک کی اکثریت کے حقوق کو آخر کیوں پامال کیا جا رہا ہے؟ یہ کیسا اندھیر ہے؟ جب ہم کسی کو نہیں چھیڑتے کوئی ہمیں کیوں بھڑے؟۔ یاد رہے اگر حقوق اہلسنت کا خیال نہ کیا گیا تو پھر سورۃ معظمہ اہلسنت

و جماعت قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے آپ حقوق حاصل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یقیناً حکومت اس طرف توجہ دے گی۔ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اکثریت کا خیال رکھے گی۔ تاکہ ہر مذہب کا ماننے والا اپنے اپنے اصولوں کے مطابق امن و امان سے زندگی گزار سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسالے کو پڑھ کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین 'یا رب العالمین' بجاہ النبی الامین 'رحمت للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

والسلام

غاک پائے ملائے اہلسنت

محمد سلیم قادری عفی عنہ

(کراچی)

وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو ہندوستان میں ایک نزاع پھیلا ہے اور اس نے مسلمانوں کو اور ان کے علم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایک گھر میں دو بھائیوں میں جنگ ہے۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہے۔ پڑوسی کی پڑوسی سے لڑائی ہے۔ اہل محلہ کی آپس میں مخالفت ہے۔ غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت نے فتنہ انگیزی نہ کی ہو۔ اور مسلمانوں کی گودوں میں، پلوؤں میں، سروں پر اسکے دشمن نہ بٹھا دیے ہوں۔ یہ دبا سر زمین نجد سے اٹھی۔ "مہج بخاری شریف" کی حدیث میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صد ہا سال پہلے اس کی خبر دی تھی۔ وہ آگ بھڑکی، وہ فتنہ پیدا ہوا اور عبدالوہاب نجدی کے گھر سے نکل کر عرب کے بعض مقامات میں پہنچا۔ جہاں پہنچا وہیں سے روکا گیا۔ نجد کے پھوٹے اور خشک اور بے رونق خطے کے چند خشک دماغ و دماغہ صفت انسانوں کے دماغ میں وہابیت کا تخیل گھومتا رہا۔ مگر افسوس کہ جو چیز دنیا کے ہر خطے نے ٹھکرا دی تھی اس کو ہندوستان میں جگہ ملی۔ اس کا حتم دلی میں لگایا گیا اور جب کچھ پھوٹا تو اس کو دیوبند میں تربیت دیا گیا۔ وہاں وہ اس قدر بیدھا کہ اس کی شاخیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور ان سے اس ملک کی فضا مسموم ہو گئی اور اس کے زہریلے اثر نے ملک کے بہت سے نوجوانوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگا دی۔ زمانے گزر گئے مگر یہ فتنہ دفع نہ ہوا۔ ستم یہ ہے کہ وہابی فروع میں سینوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں۔ اہل سنت کی سی نماز، اہل سنت کا سا روزہ، انھیں کا سا حج و زکوٰۃ۔ فرض عبادات و معاملات کے تقریباً جملہ مسائل میں اسی روش پر ہیں۔ وہی کتابیں ہیں جن پر اہل سنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں۔ ان سب کو وہابی مانتے ہیں۔ حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقائد میں اور بعض فرعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ عظیم الشان اختلاف پیدا ہو گیا اور ان عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی صورت نہیں کہ وہابیہ کو اہل سنت مسلمان مانیں اور ان کی امامت جائز سمجھیں۔

وجہ افتراق

یہ بات اور زیادہ قابل افسوس ہے کہ جن عقاید کی بنا پر وہابی مسلمانوں سے جدا ہوئے اور جنگ کا محاذ قائم کیا وہ عقائد ان کے نقطہ خیال سے بھی ضروری نہیں ہیں مگر باوجود اس کے وہ ان عقائد سے باز نہیں آتے۔ اور انہوں نے ان تمام خانہ جنگیوں کی جو اس فتنہ سے پیدا ہو گئی ہیں کوئی پروا نہیں۔ وہ اپنی ضد کے پکے اور ہٹ کے پورے ہیں۔ دنیا تباہ ہو جائے 'سر پھٹ جائیں' 'امن و عافیت برباد ہو' غیر قومیں جری نہ جائیں۔ یہ سب کچھ گوارا ہے مگر ان غیر ضروری امور کا اور ان صریح باطل اعتقادات کا ترک کرنا گوارا نہیں۔

امکان کذب

وہابیوں کے لیے ان کے دین اور اعتقاد کی رو سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کے لیے کذب جیسے قبیح امر کا امکان ثابت کریں؟ اگر وہابی ایسا نہ کریں 'اس کے در پے نہ ہوں تو کیا وہ اپنے اعتقاد میں کافر ہو جائیں گے؟ ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے پھیلانے کی انہیں کیا حاجت ہے؟ وہ کیا مجبور ہیں؟ کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ یا ائمہ دین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے مومن ہونے کے لیے ایسا اعتقاد ضروری بتایا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلائیں۔ طرح طرح کے الزام افحاشیں 'دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوں' مگر اس سے باز نہیں آتے؟۔

براہین قاطعہ

اسی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب الفاظ کہنا جیسا کہ "براہین قاطعہ" میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت یہ مکملے لکھے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وصعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی

وسعت علم کی کون سی فص قطع ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ "شیطان و ملک الموت کے لیے وسعت علم حلیم کریں" نصوص سے ثابت مائیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا انکار اور اس کا ثابت کرنا شرک میں شمار کریں؟ عجیب بات ہے ایک ہی چیز ہے "شیطان کے لیے ثابت ہو تو شرک نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو تو شرک ہو جائے۔ اس قول کی شناعت اور اس پر حکم شرعی عرب و عجم کے فتووں میں ظاہر کیا جا چکا اور اس قول کی قیاحت بار ہا بتا دی گئی اور ہر ادنیٰ عقل والا اس کو نہایت دلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعت علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور اسی کو شیطان کے لیے ثابت مانے تو گویا اس کے نزدیک شیطان (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خدا کا شریک ہو سکتا ہے کیونکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لیے ماننا شرک ہو، وہ جس کسی مخلوق کے لیے ثابت مانی جائے گی شرک ہی ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سجدہ عبادت بت کے لیے تو شرک ہو مگر وہابیوں کے کسی بڑے سے بڑے مولوی کو کر لیا جائے تو شرک نہ ہو۔ پھر جس چیز کو شرک کہنا اسی کو نص سے ثابت کرنا کیسا قبیح اور باطل ہے؟ یہ بحث ایک جداگانہ ہے۔ ہمیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی کیا اپنے دین اور عقیدے کی رو سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ اعتقاد رکھتے اور یہ کلمے کہنے پر مجبور ہیں؟ اگر وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اگر ان کلموں کا اعتقاد مومن ہونے کے لیے ضروری تھا تو پھر "قرآن پاک" میں اس کی تعلیم کیوں نہیں ہوئی؟ "حدیث شریف" میں یہ سبق کیوں نہیں دیا گیا؟ تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بڑے مہذبہ اس ضروری اعتقاد سے خالی ہی گئے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ اعتقاد بدعت ہے، نیا اختراع ہے۔ سلف صالح کے یہاں نہ اس کا ذکر ہوا، نہ قرآن و حدیث میں اس کا کہیں پتہ۔ پھر اپنی ایک نکلی انگ بیانی کے لیے ایسے اعتقاد پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟ اور مسلمانوں سے کیوں جھگڑا مہل لیا جاتا ہے؟ اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو کیوں دکھایا جاتا ہے؟ کیا وہابی بغیر اس اعتقاد کے اپنے خیال میں مومن نہیں رہ سکتے؟ کیوں یہ نفسانیتیں ہیں؟

حفظ الایمان

اسی طرح سے "حفظ الایمان" میں مولوی اشرف علی کا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھتا کہ "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید یہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے" کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر زید عمر بلکہ ہر صبی و بچوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ یہ ناقص کلمات شان اقدس میں کیسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایان دہلیہ اپنے اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کتنا گوارا نہ کریں گے اور کھلی سمجھیں گے اور دنیا کا کوئی عزت دار آدمی بھی کسی فرستے اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے کلموں کا سنتا گوارا نہ کرے گا۔ مگر شان اقدس میں یہ کلمے لکھے جائیں اور اس پر اصرار ہو اس کا کیا سبب ہے؟ یہ کوئی تعلیم خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے؟ یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اس کی تاکید کر گئے ہیں؟ کیا باعث ہے کہ ایسے کلموں سے احتیاط نہیں کی جاتی؟ احراز نہیں کیا جاتا؟ دنیائے اسلام کا دل دکھایا جاتا ہے؟ جہاں میں فساد برپا کیا جاتا ہے مگر ایک ضد ہے کہ اس سے باز نہیں آتے۔ اس قسم کی نوروں توہینوں اور بے ادبی کے کلمات زبان پر لانا کتابوں میں لکھنا ان پر اڑنا کتابیں چھاپنا متاعوں کی بکلیسی کرنا فساد انگیزیاں کرنا مقدمہ بازیوں میں روپیہ ضائع کرنا اہل اسلام کی جماعت کو ضعف پہنچانا اور جس حال میں کہ تمام دنیا اپنی ترقی کی فکر میں ہے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں مبتلا کرنا کس مصلحت سے ہے؟ کس فائدے کے لیے ہے؟ کیا دانائی ہے؟!

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسی طرح بعض فری مسائل پر جھگڑ چھٹنا اور اپنا ایک فرقہ اور کٹوری الگ بنا کر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر کسی شخص نے میلاد مبارک کی

محفل کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور مقدس زندگی کے احوال کریمہ اور معجزات باہرہ بیان کیے۔ مجلس شاندار طود پر ترتیب دی اور ہر کار طریق پر ذکر کیا۔ بیان ولادت مبارکہ کے وقت شان حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اقدار عظمت کے لیے تعظمیٰ قیام کیا تو کیا برائے کی بات ہے؟ شریعت نے اس کو کون سا محرمات سے بتایا ہے؟ کہاں کہاں میں سے شمار کیا ہے جس پر اس شدومہ کے ساتھ جنگ ہے، ناراضگی ہے، ہتھیار چھاپی جاتی ہیں۔ رسالے لکھے جاتے ہیں، اس کی توہین میں نکلیں نکھی جاتی ہیں، مسلمانوں کو مشرک اور بے ایمان بنایا جاتا ہے۔ جو مخالفت وہابی صاحبان کبھی سینا اور چھوڑ کے لیے نہیں کرتے، حرام کاریوں اور بد افعالیوں کے لیے نہیں کرتے وہ کوشش محفل مبارک کے روکنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا کیا باعث؟

التزامی امور

آپ مدرسے جاتے ہیں، اس میں جماعتیں ترتیب دیں۔ ہر جماعت کے لیے ایک نصاب اور خاص ایک پڑھانے والا مقرر کریں، اسباق کے لیے اوقات کا تعین ہو، تعطیلوں کے لیے ایام معین ہوں، ان پر التزام ہو، امتحان کے لیے میدان مقرر ہو، امتحان کے پرچے بنائے جائیں۔ نمبر دیے جائیں، بعض کتابوں کا تقریری امتحان لیا جائے، متحرک بنائے جائیں۔ ان کے لیے تفکرات کیے جائیں، بعد امتحان تعطیل کی جائے، سالانہ جلسے تاریخ کی تعیین و تدائی کے ساتھ کیے جائیں، ان کے لیے اشتیارات چھاپے جائیں، طالب علموں کی ایک نصاب معینہ ختم کر لینے پر دستار بندیان کی جائیں، دستاروں کے لیے ایک رنگ خاص مقرر کر لیا جائے، مدرسہ کا نام و دستار پر لکھوایا جائے۔ یہ تمام چیزیں زمانہ اقدس میں کب تھیں؟ زمانہ صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں اس کا کہاں وجود تھا؟ زمانہ تابعین و تبع تابعین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں کب پائی گئیں؟ ان سب پر التزام ہے، پابندی ہے، موجب ثواب جانتے ہیں، داخل عبادت سمجھتے ہیں، یہ بدعت کیوں نہیں؟ اس کی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی؟ مولوی رشید احمد صاحب کے مرنے لکھ کر تو چھاپنا بھی

بدعت نہ ہو جو بہت سے ناجائز مبالغوں پر مشتمل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جلیل و بیان ولادت کی محفل بدعت ہو جائے؟۔

دعوت انصاف

ماری جماعت میں کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ جو جیلے حوالے میلاد مبارک اور عرس و فاتحہ 'تیجہ' چلم کے بدعت بنانے کے لیے تم پیش کرتے ہو اس سے بدرجہا زیادہ خود آپ کے عمل میں ہیں۔ مگر نہ مدرسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو نہ جلسہ سالانہ کو نہ تعین اوقات اسباق کو نہ قوانین مدرسہ کو تو پھر کیا یہ ناجائز کا حکم غیروں ہی کے لیے ہے؟ تم اس سے مستثنیٰ ہو؟ اتنے بڑے فرقے میں کوئی تو انصاف کرتا، مگر معلوم نہیں قلوب کا کیا حال ہے 'نور بجھے گئے اور نام کو روشنی باقی نہ رہی کہ دوسروں کے افعال کو جن وجوہ سے بدعت بتائیں 'جنگ کی بناء نصرائیں' اپنے آپ بیدریغ انہیں عمل میں لاتے چلے جائیں 'ذرا نہ شرابیں۔ یہ مسائل ایسے نہ تھے کہ لکھے پڑھے آدمی انہیں سمجھ نہ سکتے اور اصحاب عقل و خرد ان کو مورد بحث بناتے۔ یہ ایسی کھلی باتیں تھیں جن کو ہر سمجھدار انسان جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ عدم جواز کا نہیں ہے۔

میلاد مبارک کی محفل حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے بیان احوال کے لیے منعقد کی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کا جاننا اور اس سے باخبر ہونا ایمان دار کے لیے اعلیٰ ترین سعادت ہے۔ "حدیث شریف" میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو ذکر اللہ بتایا گیا۔ کلمہ میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کا نام ہی وصف رسالت کے ساتھ اس طرح داخل ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی توحید ویسے مثالی کا منکر مومن نہیں ہو سکتا اس طرح سے آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان کا مدار ہے اور جس پر ایمان لائے بغیر کھرکی ٹٹلتوں سے نجات نہیں مل سکتی اس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کے احوال پاک کا بیان یقیناً شان احترام سے

ہوتا چاہیے۔ اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لیے منعقد کی گئی ہو اس کو زیب و زینت دینا اور عوام میں باوقفت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کا ذکر اللہ ہے ذکر اللہ "حدیث شریف" میں وارد ہوا 'ذکرک ذکرکری' آپ کا ذکر میرا ہی ذکر ہے۔" دوسری حدیث شریف میں ارشاد باری ہے: "من ذکرک ذکرکری" جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ اور ذکر الہی کی محفل کو حدیث میں جنتی چشتان بتایا گیا ہے۔ "حدیث شریف" میں ہے:

اذا مروتکم برضا الجنة فارتموا قالوا وما نرأى الجنة
قال خلق الله کرم۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمہارا جنتی چشتانوں پر گزر ہو تو میوہ چینی کیا کرو۔" صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا "جنتی چشتان کیا ہیں؟" حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "ذکر کی محفلیں۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک کی محفلیں جن میں ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوتا ہے جس کو "حدیث شریف" میں ذکر اللہ بتایا گیا وہ جنتی چشتان ہیں۔ حدیثیں تو جنتی چمن بنائیں، بہشتی باغ فرمائیں، مگر معاند متعصب اس کو بدعت کہے، ناروا پکارے، ہوشمند انسان متحیر ہوتے ہیں کہ ان نگھے پڑھے جاہلوں نے کس طرح ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محافل متبرکہ کو ناجائز کہہ دیا۔ یہ بات محفل میں نہیں آتی۔ دریافت کرتے ہیں کہ ان محافل کے ناجائز ہونے کا سبب کیا ہے؟ اس وقت ان معاندین و متعصبین کو حیرانی و پریشانی ہوتی ہے۔

قیام

اس سراسیمگی میں کبھی تو یہ کہہ گزرتے ہیں کہ "ذکر شریف تو درست ہے مگر قیام وقت ذکر ولادت پر اعتراض ہے۔" مگر اس بات کو کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ قیام ناجائز ہے، اور ناجائز بھی ایسا کہ محفل شریف ہی کو ناجائز کر ڈالے۔ اس لیے دریافت کیا جاتا ہے کہ قیام میں کیا مضائقہ؟ اس کی ممانعت کہاں وارد ہوئی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "قیام وقت ذکر ولادت قرون ثلاثہ میں نہیں کیا گیا۔ اس کی

اصل ثابت نہیں اس لیے یہ بدعت ہے۔" مگر اہل کی یہ بات ایک لایعنی جیلہ اور بھانہ ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اس پر یہ لکھنا کہ "ایک شخص موجود و حاضر کے لیے جو آنکھوں کے سامنے ہو اور سب کو نظر آتا ہو قیام کرنا درست ہے" مگر جو ایسا نہ ہو اور سب اس کو ایمان نہ دیکھتے ہوں اس کے لیے قیام شرک ہے۔" ایک بالکل بے حقیقت بات ہے، کیونکہ جو چیز شرک ہے وہ حاضر کے لیے، غائب کے لیے، سب ہی کے لیے شرک ہے اس میں یہ تفریق نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی عظیم خبر کو سن کر جذباتِ شوق یا خوف کے ساتھ متاثر ہو کر کھڑا ہو جانا طبیعتِ انسانی کے لیے ایک امرِ عادی ہے، اور "حدیث شریف" سے بھی ثابت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ جب "نبی اتی امر اللہ" نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک جذبہ پیدا ہوا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فوراً کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر سن کر بالخصوص ایسی مجلس میں جو حضور ہی کے ذکرِ مبارک کے لیے منعقد کی گئی ہو اور حضور کی نعمتِ مبارک سن کر دلوں میں محبتِ مویں مارنے لگی ہو، ذکرِ ولادت سن کر جذبات میں ایک لرز جانا اور سرور کا اظہار اوب و تعظیم کے لیے مستعدی قیام ہونا کچھ بعید نہیں اور عین اس سنت کے مطابق ہے جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قیام میں پائی گئی۔

نیز کسی عظیم الشان دینی ذکر کے سننے کے لیے اس ذکر کے احرام کے لیے قیام کرنا بھی سنتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سننے کے لیے قیام فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کا اور حضور کے بیانِ حضور کا قیام تو خود اس سے ثابت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفس نہیں منبر پر قیام فرما کر اپنی ولادت کریمہ کا ذکر کیا۔ اب قیام نہیں کیا اشتباہ ہے؟ کیا

اعتراض ہے؟ کیا عذر ہے؟ کیا حیلہ ہے؟ کیا بہانہ ہے؟ کتنے وجوہ سے قیام ثابت ہے
 اچھا، تمہاری آنکھیں بند ہیں، تمہیں یہ کچھ نظر نہیں آتا، احادیث تک تمہاری
 رسائی نہیں، افعال کریمہ پر نظر نہیں، سیرت مصابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے
 واقفیت نہیں، بے خبر انسان ہو تو اگر عقل و خرد کا دعویٰ ہے تو کچھ ہوش سے بھی کام
 لو، اور اتنا تو سوچو کہ قیام کرنے والا کس نیت سے قیام کرتا ہے، وہابیوں کے مارنے
 کے لیے الٹا ہے یا شیطانوں کے جلانے کے لیے الٹا ہے یا مجلس سے چلا جانا اس کا
 مقصود ہوتا ہے، اس کے اٹھنے کا مدعا کیا ہے؟ اگر تمہاری سمجھ اتنا بھی نہ بتا سکے کہ
 یہ لوگ اس وقت کیوں اٹھے تو اس عقل پر ماتم کرو۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ لوگ بھی
 سمجھ لیتے ہیں جو کھلے کافر ہیں اور اسلام کے دعویدار نہیں۔ تمہاری سمجھ میں اگر یہ
 بھی نہ آئے تو میلاد خواں سے پوچھ لو، صاحب مجلس سے دریافت کرو، شرکاء مجلس
 سے سوال کرو۔

ہر شخص تمہیں بتا دے گا کہ یہ قیام بہ نظر تعظیم تھا۔ تو اب تم بتاؤ کہ تعظیم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تمہیں عداوت ہے؟ اس کو ناجائز سمجھتے ہو؟ کیا
 قرآن و حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم نہیں
 دیا؟ دیا گیا اور ضرور دیا گیا تو بتاؤ کہ تعظیم و توقیر کے لیے کوئی ادا خاص کر دی گئی
 اور طریقہ معین کر دیا گیا ہے؟ اور تعین کے دشمنوں اور تعین میں کلام کرنے والوں
 یہاں اپنے دل سے کیوں تعین کرتے ہو، جو طریقہ تعظیم کا ہو جس قوم میں جو امر
 تعظیم کے لیے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا فرد اور ”موقودہ“ کے حکم میں داخل
 رکھو ”قرآن“ سے منحرف نہ ہو۔ جب تم مانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تعظیم ضروری ہے تو کون سی وجہ ہے کہ قیام کا انکار کرو؟

اب رہا یہ حیلہ کہ قیام تعظیمی جائز تو ہے لیکن مجلس مبارک میں فقط ذکر
 ولادت شریف ہی کے وقت ہی قیام کیوں کیا جاتا ہے؟ اول سے آخر تک قیام کیوں
 نہیں کیا جاتا؟ ایسے لغو حیلے امر جائز کو ناجائز نہیں کر سکتے۔

وہابیوں سے پوچھو کہ کیا کسی امر جائز کا ایک معین وقت میں کرنا اور دوسرے
 اوقات میں نہ کرنا ان کو ناجائز کر دیتا ہے؟ اگر ہاں کہیں تو دلیل لاؤ کوئی ”آیت“ یا ”

حدیث "سناء" محض اپنی رائے قاسد و خیال کا سد سے کسی جائز کو ناجائز مت ٹھہراؤ۔ شریعت کسی کے خیال کا نام نہیں ہے۔ وہ بچارے مجبور ہوں گے اور کوئی دلیل نہ لاسکیں گے۔ تو ظاہر ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ جھوٹا تھا اور امر جائز کو کسی وقت معین میں کرنا ناجائز نہیں کر سکتا۔

اس مضمون کو دہلیہ کے اور ذہن نشین کر دو۔ فقہ وحدیث کا درس مدرسوں میں جماعت بندی کے ساتھ جو تمہارا معمول ہے جائز ہے، موجب ثواب ہے، تو قطعاً دن ہی میں مدرسے کیوں کھلتے ہیں، رات میں درس کیوں نہیں ہوتا؟ اس تعین پر کوئی آیت یا حدیث ہے؟ نہیں ہے، تو کیا اس تعین سے وہ امر جائز، ناجائز ہو گیا؟ اسی طرح جمعہ کے سوا باقی ایام میں پڑھانا ایسے ہی رمضان شریف میں مدرسہ کو بند رکھنا، اس تعطیل کے لیے جمعہ و رمضان کی تفصیلات و تعین کیا اس کو ناجائز کر دیتی ہے؟ کرتی ہے تو تم سب اس کے مجرم ہو۔ نہیں کرتی تو قیام پر تمہارا اعتراض ایسی جاہلانہ ہٹ ہے جس کی خود تمہارے عمل تکذیب کرتے ہیں۔

علاوہ بریں اوپر ذکر کیے ہوئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کو ذکر ولادت کے ساتھ ایک قوی مزاحمت ہے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کے ساتھ خود ذکر ولادت شریف فرمانا اسی منہج پر تھا۔ مجلس راسخ تھی۔ حضور تشریف فرما تھے۔ دین کے مسائل کا ذکر دیا تھا۔ اسی میں جب ذکر ولادت مبارک فرمایا تو قیام فرمایا، اور جب وہ ذکر مبارک فرما چکے پھر جلوس فرمایا۔ پھر وہی ذکر مسائل تھا تو معلوم ہوا کہ خاص ذکر ولادت شریف کے لیے قیام مستحب و مستحسن ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مسئلہ کے سننے کے لیے قیام فرمانا، باوجود یہ کہ اس سے قبل بھی مسائل دین ہی کا ذکر ہو رہا تھا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسئلہ خاص مستہم بالشان کے لیے مجلس میں بیٹھے ہوئے کھڑا ہو جانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "بخاری شریف" کی ہر ایک حدیث لکھنے کے لیے غسل فرماتے، دو رکعت نماز پڑھتے تب لکھتے۔ مولود و قیام سے چڑنے والے وہابی تباہیں تو کہ ان کا یہ فعل بدعت تھا یا نہیں؟ کبھی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین (رضی

اللہ عنہم اجمعین) نے بھی ایسا کیا تھا؟ قرونِ ثلاث میں یہ عمل پایا کیا تھا؟ جب ایسا نہیں ہے تو بقول ہمارے بدعت کیوں نہیں ہوا؟ اس سے بھی قطع نظر کر کے وہی قیام والا سوال کہ ”اگر حدیث لکھنے کے لیے نیا جہل اور دو رکعت پڑھنا جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تخصیص تھی جب حدیث رسول اللہ لکھتے تھے بیش ہی ایسا کیوں نہیں کرتے تھے؟“

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ”حدیث“ بیان فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی، بہترین فرش بچھائے جاتے، تیس مسند لگائی جاتی، خود امام صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عمدہ پوشاک پہنتے، عطر لگاتے، خوشبوئیں منکائی جاتیں۔ یہ اہتمام ان کی مجلس حدیث کے لیے ہوتا۔ تمہاری بدعت کہاں تک پہلے کی! مکررات یہ ہے: یہ آنکھ والے تھے، قدرِ رفیع اور منزلتِ علیائی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں معلوم تھی۔ آداب سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کے لیے یہ اہتمام کرتے تھے، تم بھی اگر کچھ باخبر ہوئے اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو کچھ پہچانتے تو ذکرِ مبارک کی محفل اور تعطیلمی قیام میں پس و پیش نہ ہوتی۔

نعت خوانی

ایک جیلہ یہ ہے کہ ”ذکرِ ولادت و قیام تو سب درست ہے لیکن اس میں نظمیں پڑھی جاتی ہیں۔“ یہ جیلہ بھی بیکار ہے۔ نظم کوئی ناجائز چیز نہیں اور بالخصوص نعت شریف کی نظم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نعت شریف کی نظمیں پڑھتے تھے اور ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے مسجد شریف میں منبر بچھایا جاتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے دعائیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے: ”اللہم ابدہ بروح القدس۔“ تو اب نظموں پر کیا اعتراض رہا؟ حضور کی مجلس شریف میں پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اذن و اجازت سے پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر راضی و خوشنود ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم) نے پڑھنے والے کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا ہے؟ توازیں ملائے؟ اس کی کہیں شریعت میں ممانعت وارد ہوئی؟ یا دین کے مسائل میں جنہیں کوئی ایسا اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ جس امر کو چاہو محض اپنی رائے سے ممنوع و ناجائز قرار دے لو؟ ایسے حکم دینا ایسا ناجائز بتانا کی "احداث فی الدین" اور یہی بدعت مجدد ہے۔ اور بدعتوں! خود بدعت کرتے ہو اور متبعین سنت کے افعال کو بدعت بتاتے ہو؟ یہ تو جنہیں کیا خبر ہو گی کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خندق کھودتے جاتے تھے اور توازیں ملا کر ایک ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور اپنی جان نثاری کی نظمیں پڑھتے جاتے تھے اسی آواز ملائے کو بے دلیل ممنوع کہتے ہو؟ فعل صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پر اعتراض ہے اور خاص اس فعل پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا؟

شیرینی

اب آپ کا صرف یہ اعتراض باقی رہ گیا کہ "بعد ختم شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔" تو تقسیم شیرینی کوئی حرام ہے؟ ممنوع ہے؟ شریعت میں کہیں اس کی ممانعت وارد ہوئی؟ وہ کوئی ناجائز چیز ہے؟ پدایا اور خیالقات کا زمانہ اقدس میں معمول تھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا حکم فرمایا۔ موجب انبیا و نبوت فرمایا۔ سور کے وقت خیالقی اور احباب و اکابر میں تقسیم طعام یا شیرینی سنت صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہے چنانچہ اس کے تذکرے ہیں۔ حضرت قادق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم قرآن کے بعد اونٹ ذبح فرما کر یہ احباب کیا۔ ایک وہ کیا صوبا مثالیں حد کرامت حد میں ملتی ہیں اور آپ کے یہاں جو "بخاری شریف" کا ختم اور اس میں تقسیم شیرینی کا معمول ہے وہ کبھی آپ کو نہ کھایا؟ اس پر کبھی بدعت ہونے کا حکم نہ لگایا؟ زمانہ اقدس میں کبھی اس طرح ختم کیا گیا تھا؟ اس میں شیرینی تقسیم ہوئی تھی؟ ہر حال کوئی اونٹ سی وجہ بھی ایسی نہیں ہے جس سے کوئی عاقل منصف مجلس مبارک میلاد کو ناجائز تو کیا غیر مستحب بھی سمجھ سکے۔ ایسی حالت میں اس کو مورد بحث بتانا اور ذریعہ جدال قرار دینا اور اس جیلہ سے مسلمانوں کو برا کہنا

اور جماعت میں تفرقہ ڈال دینا شیطانی فعل نہیں تو کیا ہے؟

ہندو نوازی

آپ ہی تو وہ ہیں جو ہندوؤں کی محبت میں وارفتہ ہو کر جلسوں میں پھرا کرتے ہیں، ہڑتالیں کرایا کرتے ہیں، مشرکین کے ساتھ آوازیں ملا کر ”بے“ پکارا کرتے ہیں۔ یہ کوئی چیز آپ کو بدعت نہیں معلوم ہوتی مگر ذکر حبیب اور میلاد مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بدعت نظر آتا ہے؟ اس کے نام سے سودا اٹھتا ہے؟ خفقان ہوتا ہے؟ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں؟ اس تفرقہ انگیزی سے باز آؤ اور سوچو کہ مجلس مبارک میلاد شریف پر بے جا ضد اور ہٹ کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کر کے فتنہ پیدا کرنا کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

گیارھویں شریف

اسی طرح گیارھویں تاریخ کسی خوش عقیدت مسلمان نے حضور نبوت اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کردی تو وہابی صاحب جل بھن گئے، ”مرچیں لگ گئیں۔ آپ کا کیا نقصان ہوا؟ آپ کو کیا ایذا پہنچی؟ آپ کے دل میں کیوں درد اٹھا؟ او میاں! ناکوں سے نہ چڑے والو، سینہاؤں سے نہ کھیسائے والو، کانگڑی جلسوں اور جلوسوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والو، ان کی تقریریں سننے والو، ایسے مجامع میں جہاں بے پردہ عورتیں بے حجابانہ تقریریں کرتی ہوں شرکت کرنے والو، گیارھویں شریف سے کیوں کھیساتے ہو؟ اس میں جہیں آزرہ کرنے والی کیا چیز ہے؟

”قرآن کریم“ کی تلاوت مومن کے گھبرانے کی بات نہیں، بے ایمان ضرور اس سے چڑے ہیں ”اذا ذکر اللہ وحده استماذت قلوب المؤمنین لا یومنون بالآخرة“ جب فدائے دودہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہو جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وقال اللہ تعالیٰ ”وقال المؤمن کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا له لعلکم تغلبون“ کافروں نے کہا ”اس قرآن کو نہ سنا اور اس میں یہود و شر

تم غالب ہو۔" قرآن پاک کے سننے سے گھبرانا اس سے چڑا اور برا مانا یہ تو "قرآن پاک" نے کفار کا کام بتایا ہے۔ گیارہویں کی فاتحہ میں "قرآن پاک" کی تلاوت کی جاتی ہے آپ اس سے کیوں گھبراتے ہیں؟

اس کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے؟ کچھ طعام یا شیرینی ہدیہ ٹاکرین کر دی جاتی ہے اس میں کیا مضائقہ ہے؟ حسن سلوک اور احسان شریعت میں محمود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ "اعطام الطعام" کوئی بہت ہی بڑا سخت دل سنجوس ہوتا، وہ بھی دو سرے کے خرچ کرنے پر برا نہ مانتا۔ آپ میں کیا صفت ہے جو آپ اتفاق علی المسلمین سے بگڑ کر "مناع للطعام" بنے جاتے ہیں؟۔ اس میں آپ کو کون سی چیز ناجائز نظر آتی؟

ہاں ایک یہ بات شاید آپ کہیں کہ "مطلات و طعام کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے حضور غوث پاک کو" تو آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ایصال ثواب عبادات بدنیہ و مالیہ کا شریعت نے جائز رکھا ہے حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم کے حسب ارشاد اپنی والدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ایصال ثواب کے لیے کنواں بتوایا۔ "حدیث شریف" میں موجود ہے، اس مسئلہ پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ شرح عقاید اور تمام دینی کتب میں مصرح ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے؟ صرف گیارہویں تاریخ کا تعین؟ تو کیا اس کی ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے؟ عمل خیر کے لیے تعین اور خاص اموات کے ایصال ثواب کے لیے "حدیث شریف" سے ثابت ہوتا ہے۔ خود حضور انورؐ، روزِ بسم جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ شہدائے احد (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے تعین کا پتہ چلا۔ اور تعین کا پتہ چلانا ہو تو احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزِ فتح کی خوشی کے لیے اسی تاریخ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کے لیے فرمایا۔ اپنی ولادت شریف کے روز یعنی دو شنبہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے "نہ ولدت"۔ اس دن میری پیدائش ہوئی ہے۔" یہ تعین ہوا یا کیا؟

دعوت انصاف

غرض کوئی عذر دہیل ان کے بنائے نہیں بنتا۔ لیکن مسلمانوں میں نزاع پیدا کرنا اور اختلاف ڈالنے کے لیے ضد ہے، اصرار ہے، ہمدردیوں شریف سے عداوت ہے، اس کے نام سے چلتے ہیں۔ کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ہوتی، کوئی شرعی دلیل اس امر کی ممانعت پر قائم ہوتی تو موقع تھا کہ انکار کرتے مگر نفس دہوئی کے لیے انکار اور جماعت اہل اسلام میں تفرقہ اندازی نہایت افسوسناک جرم ہے۔ اسی طرح اور مسائل میں نزاع مدعا یہ ہے کہ یہ امور ایسے وقت و عامض اور ایسے مشکل و لاغفل تو ہیں نہیں، جہاں تک صاحب عقل و ہوش رہنمائی نہ کر سکے؟ سمجھ میں آتا ہے اور صاف سمجھ میں آتا ہے اور ہر منصف مزاج جب نظر ڈالتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ کتنی فرعیات میں ان کا اعتراض بے جا ہے، صرف نفسانیت کا کرشمہ ہے، شرعی دلائل اور قوی ہدائیں ان امور کے جواز پر موجود ہیں۔ ایسے ہی اصول مسائل جن میں دہائیہ نے طوفان مچا کر دیا ہے اس قدر مشکل نہیں ہیں کہ کسی دہائی کی قسم ان تک رسائی نہ کر سکے۔

تعظیم رسالت

یہ تو سب کو حلیم ہے کہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور تعظیم و توقیر اہم ترین فرائض میں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں اپنی گستاخی بے شبہ کفر، پھر مولوی رشید و غلیل، محمد قاسم و اشرف علی وغیرہ کی طرف داری میں اس قدر وارد ہو جاتا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان میں ان کے ناقص کلمات اور گستاخانہ الفاظ برداشت کیے جاتیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شہود سے ان کی طرف داری کی جائے ایسی کتابیں جن میں یہ کفریہ مضامین ہوں ان کو بکرات و مرات پھیل کر شائع کیا جائے۔ تمام عرب و عجم کے مسلمان آرزو ورنہ یہ ہوں، حسین طبع تک سے ان ناقص کلمات پر کفر کے لٹوے آجائیں مگر ضد اور ہٹ میں کی نہ آئے۔ بارگاہ الہی میں سر نہ جھکے؟ توبہ کے لیے زبان نہ بولے؟

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی گستاخی کرے کے باوجود ان مولویوں کو نہ چھوڑا جائے؟ نہ انھیں توبہ پر مجبور کیا جائے؟ یہ کتنی بڑی بے حصصی ہے۔ ہندو پاکستان میں ایک عظیم فتنہ برپا ہے، گھر گھر میں جنگ ہے، ہر جگہ شور ہے، غوغا ہے، کچھ تو سنجیدہ طبیعت انسان اس درد کا احساس کریں اور مسلمانوں کو اس گہرے درد کو دیکھنے والے نزاع سے نجات دلائیں۔ اگر وہابی صاحبان ذرا سی ضد چھوڑ دیں اور شریعت میں اپنی طرف سے ضد کرنے کی عادت چھوڑ دیں تو یہ تمام جھگڑا ایک دم ختم ہو جائے اور ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں جنگ تعصب کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں اور یہ آگ سرد ہو جائے۔ اگر چند کلمات ناشائستہ تمہاری زبان سے نکلے، تمہارے قلم سے لکھے گئے، تمام ملک ان سے آزرہ خاطر ہے، تمام مسلمان ان سے رنجیدہ ہیں، ہر مسلمان کا دل ان سے دکھا ہوا ہے، تو ہمیں ان کھلوں پر کیا اصرار ہے؟ تم اس بات کی بچا کرنے پر کیا مجبور ہو؟ توبہ کے دو کھلوں سے اس نزاع کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے؟ اگر کوئی باہمت وہابی اپنے اکابر کو توبہ کی ہمت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہندو پاکستان کی یہ صد سالہ جنگ منٹوں میں ختم ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا صلح ہو؟ کیا ہے کوئی ایسا امن پسند؟ کیا ہے کوئی ایسا درومند جو اس کوشش کے لیے کمر بستہ اور تیار ہو؟ جاہل سے جاہل انسان اور سرکش سے سرکش خاص بھی خدا (جل شانہ) کے حضور توبہ کرنے اور جہنم نیاز خاک پر رکھنے میں نہیں جھجکتا۔

کیا دعویدار ان علم و ہدایت والی عملی طور پر ثابت کریں گے کہ ان میں بھی اتنی حیثیت باقی ہے؟ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔